ویتم نعمتہ علیک و علی آل یعقوب

نسخۂ صحیحۂ زلیخا مترجم

مترجمہ

منشی بالکرام صاحب گہر لکھنوی

حسب فرمائش

اخی المعظم برادر مکرم جناب حاجی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ نمبر ۱۶

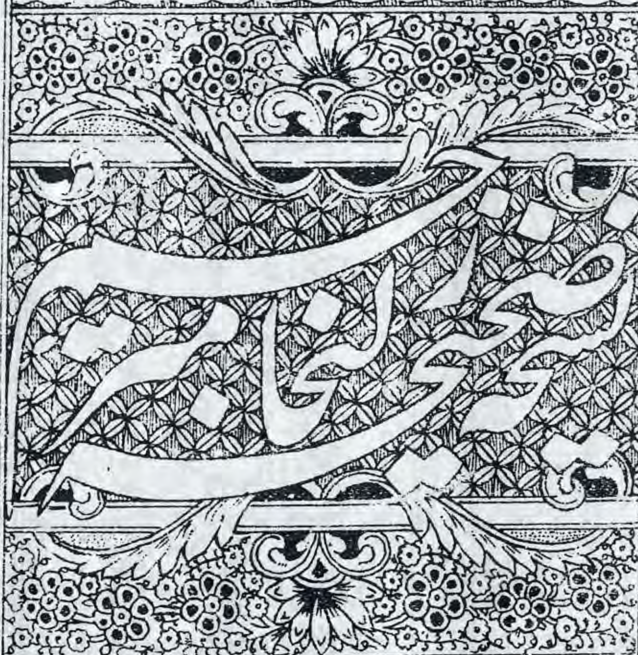
از اہتمام

کمترین محمد فخر الدین بن حاجی محمد یعقوب مبرور مالک و مہتمم مطبع بماہ اگست سنہ ۱۹۱۱ء

مطبع فخر المطابع لکھنو محلہ کٹارہ گیسو گنج طبع گردید

ماشاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمایش انجی المعظم جناب حاجی محمد عبدالقیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب رسالہ نمبر ۱۶



از اہتمام کمترین انام راجی رحمۃ ارحم الراحمین محمد فخر الدین مالک مطبع

مطبع فخری المطابع واقع لکھنؤ طبع شد



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الهی غنچهٔ امید بگشای
اے خدا عقل امید کی کھول یعنی شگفتہ کر
گلی از روضهٔ جاوید بنمای
ایک پھول ہمیشگی کے باغ سے دکھا

بخندان از لب آن غنچه باغم
ہنسا یعنی کھلا اس کلی کے ہونٹھ سے باغ میرا
وزین گل عطر پرور کن دماغم
اور اس پھول سے خوشبودار کر دماغ میرا

درین محنت سرای بی مواسا
اس رنج کے گھر نہ غمخواری کرنیوالے یعنی دنیا مین
به نعمتهای خویشم کن شناسا
اپنی نعمتوں سے مجکو پہچاننے والا یعنی خبردار کر

ضمیرم را سپاس اندیشه گردان
دل میرے کو شکر کا خیال کرنے والا کر
زبانم را ستایش پیشه گردان
میری زبان کو تعریف پیشہ یعنی تعریف کرنیوالی کر

ز تقویم خرد بهروزیم بخش
عقل کی جنتری سے بہتری مجکو عنایت کر
بر اقلیم سخن فیروزیم بخش
بادشاہت یعنی شاعری کے ملک پر فتحمندی مجکو عنایت کر

دلی دادی ز گوهر گنج بر گنج
جیسا دل دیا تو نے موتیوں کے خزانہ اوپر خزانہ کے یعنی بھرا ہوا
ز گنج دل زبان را کن گهر سنج
دل کے خزانے سے زبان کو موتی تولنے والی یعنی گویا کر

گشادی نافهٔ طبع مرا ناف
کھولی تو نے میری طبیعت کے نافہ کی ناف یعنی جودت دی
معطر کن ز مشکم قاف تا قاف
خوشبودار کر مشک یعنی کلام میرے سے تمام جہان کر

ز شعرم خامه را شکر زبان کن
میرے اشعار سے قلم کو میٹھی باتین کرنیوالا کر

ز عطرم نامه را عنبر فشان کن
عطر یعنی کلام میرے سے کتاب کو عنبر چھڑکنیوالی یعنی مشہور کر

سخن را خود سر انجامی نمانده است
شاعری کا خود کوئی انجام کار یعنی نتیجه نهین رها هے

وزان نامه بجز نامی نمانده است
اوران کتابون یعنی پرانی شاعری سے سوا نام کے نه رها هے

درین خمخانه شیرین فسانه
اس شرابخانے میٹھی کہانی یعنی دنیا مین

نمی یابم صدای زان ترانه
نهین پاتا هون مین کوئی اس راگ یعنی اگلی شاعری سے

حریفان باده ها خوردند و رفتند
هم پیشه یعنی اگلے شاعر شرابین پیکر چلے گئے یعنی خوب کہ گئے

تهی خمخانه ها کردند و رفتند
شرابخانے خالی کر گئے اور گئے یعنی کچھ کہنے کو نهین چھوڑ گئے

نه بینم پخته زین بزم خامی
نهین دیکھتا هون کسی پکے یعنی شاعر کو ناقص مجلس یعنی دنیا مین

که باشد بر کفش زان باده جامی
که هوا سکے هاتھ مین اس شراب یعنی اگلی شاعری کو کوئی پیاله

چو رفت از دست خم و جام ساقی
جب گیا ساقی کے هاتھ سے مٹکا اور پیاله

بجز غم نمانده هیچ باقی
همارے پاس سوا غم کے کچھ باقی نه رها

بیا جامی رها کن شرمساری
آ او جامی چھوڑ شرمندگی

ز صاف و درد پیش آر انچه داری
صاف اور تلچھٹ سے جو کچھ رکھتا هے سامنے لا یعنی کهه

افتتاح نامه بنام نامی یگانه

کھولنا یعنی شروع کتاب کا ساتھ نام نامور یگانه یعنی خدا کے

بنام آنکه نامش حرز جانهاست
شروع اسکے نام سے که نام اسکا تعویذ هر ایک جان کا هے

ثنائش جوهر تیغ زبانهاست
تعریف اسکی زبانون کی تلوار کا جوهر هے

زبان در کام کام از نام او یافت
زبان نے تالو مین مقصد اسکے نام سے پایا

نم از سرچشمه انعام او یافت
تری اسکے سرچشمه یعنی دریائے انعام سے پائی

خرد را زو نموده دمبدم روی
عقل کو دکھایا اُس سے منھ لحظه لحظه

هزاران نکته باریک چون موی
هزارون باریکیون بال کی طرح باریک نے

پی آن موزبان را شانه کرده
واسطے اُس بال کے زبان کو کنگھی کیا یعنی بنا گی

ز دندان شانه را دندانه کرده
دانتون سے کنگھی کے دانت کیے یعنی بنائے

تعالی اللہ زہے قیوم و دانا
برتر ہے خدا کیا خوب قائم رہنے والا اور جاننے والا
فلک را انجمن افروز از انجم
ستاروں سے آسمان کی محفل روشن کرنیوالا
مرتب ساز سقف چرخ دائر
بنانے والا گردش کرنیوالے آسمان کی چھت کا
بناف غنچہ گل را نافہ پیوند
کلی کی ناف میں پھول کا نافہ لگانے والا
قصب باف عروس نوبہاری
قصب بنانیوالا دلہن نوبہار کا یعنی سبزے کا پیدا کرنیوالا
بلندی بخش ہر ہمت بلندی
بلندی بخشنے والا ہر ایک بلند حوصلہ کا
گناہ آمرز رندان قدح خوار
گناہ بخشنے والا شرابخوار رندوں کا
انیس خلوت شب زندہ داران
غمخوار رات کے جاگنے والوں کی تنہائی کا
ز بحر لطف او ابر بہاری
اسکی مہربانی کے دریا سے بدلی بہار کی
ز کان جود او باد خزانے
کان بخشش اسکی سے ہوا پت جھاڑ کی
ز شکرش تا بہ پُر شکر کام شکرفان
اسکے شکر سے نیکوں کے تالو شکر بھرے ہوئے
وجودش آن فروزان آفتاب است
ذات اسکی وہ روشن آفتاب ہے
گر از خورشید و مہ دارد نہان روی
جو سورج اور چاند سے منہ پوشیدہ رکھے

توانائے دہِ ہر ناتوانا
طاقت دینے والا ہر ایک کمزور کا
زمین را زیب انجم دہ بمردم
زمین کو آدمیوں سے ستاروں کی زیبایش دینے والا
فراز چار دیوار عناصر
عنصروں کی چار دیواری پر
ز گل بر شاہد گلبن حلی بند
شاخ کے معشوق پر پھول سے زیور پہنانے والا
قیام آموز سرو جویباری
نہر کے کنارے کے سرو پھول سے کھڑا کرنیوالا
بپستی افگن ہر خود پسندی
پستی میں ڈالنے والا ہر ایک خود پسند کرنیوالے کا
بطاعت گیر پیران ریاکار
مکار بڈھوں کا بندگی پر پکڑنیوالا یعنی مواخذہ کرنیوالا
رفیق روز در محنت گذاران
دوست محنت میں دن کاٹنے والوں میں ایام رہنا کا
کنند خار و سمن را آبداری
آبداری کرتی ہے کانٹوں اور چنبیلی کو
کند فرش چمن را زرفشانی
باغ کے فرش پر زرفشانی کرتی ہے یعنی زرد پتے گراتی ہے
ز قہرش زہر عیش تلخ حرفان
اسکے غصے سے زہر عیش کر دی بات کرنیوالوں یعنی ناشکروں کا
کہ ذرہ ذرہ از وی نور یابست
کہ ہر ایک ذرہ اُس سے روشنی پانیوالا ہے
فتد در عرصۂ نابود شان گوی
پڑتے نیستی کے میدان میں گیند اُن کا

بما زان منت هستی نه آید — که هست و نیست را هستی ده آمد

ہمپر اس سبب سے احسان ہستی کا رکھنے والا آیا — کہ ہست اور نیست کو ہستی دینے والا آیا

ق

زبام آسمان تا قعر کو خاک — اگر صد ذره پیمائی و هم و ادراک

آسمان کے کوٹھے سے تہ خاک تک — اگر سو بار برابر خیال اور دریافت کے

فرود آیند یا بالا شتابند — ز حکمش ذره بیرون نیابند

نیچے آوین یا اوپر کو دوڑین — اُسکے حکم سے ایک ذرّے کو باہر نہ پا دین

ز بیچونیش چون و چندها هست — بلندان با علوی قدر او پست

بے مانند ہونے اسکے سے ایسا اور اسقدر ہے — کہ بڑے بڑے اسکے رتبے کی بلندی سے نیچے ہین

مبرا ذاتش از چونی و چندی — منزه تر ز پستی و بلندی

پاک ذات اُسکی ہر ایک چون وچرا سے — پاک زیادہ ہر ایک پست اور بلند سے

خرد در ذات او آشفته رائی — طلب در راه او بی دست و پائی

عقل اسکی ذات مین ایک پریشان عقل — خواہش اُسکی راہ مین ایک اپاہج

اگر نه نهد ز لطف خود قدم پیش — شود ز دوری ما دم بدم بیش

جو اپنی مہربانی سے قدم آگے نہ بڑھا دیوے — ہمکو ہردم اس سے دوری زیادہ ہو

ق

چو خیزد صدمت صیت جلالش — بود در بارگاه لایزالش

جو اُٹھے صدمہ اُسکے جلال کے آوازے کا — رہون اُسکی نہ زوال پانیوالی بارگاہ مین

ملک شرمنده از نادانی خویش — فلک حیران ز سرگردانی خویش

فرشتے شرمندہ اپنی نادانی سے — آسمان حیران اپنی پریشانی سے

جهان بهتر که ما مشتی هوسناک — کنیم آئینه از زنگ هوس پاک

وہی بہتر کہ ہم ایک مٹھی بلہوس یعنی تھوڑے لوگ — ہوس کے مورچے سے اپنے آئینے یعنی دلکو صاف کرین

ز بود خود فراموشی گزینیم — پس زانوی خاموشی نشینیم

اپنی ہستی سے فراموشی اختیار کرین ہم — خاموشی کے زانو کے پیچھے بیٹھین ہم

ترتیب دلائل واجب تعالی نمودن و ترغیب تامل در آن فرمودن

آراستگی دلیلون ہستی واجب ہونے خدا برتر کی اور خواہش غور سے اس مین کرنے کی

دلا تا کی درین کاخ مجازی
کب تک اے دل اس اندھیرے گھر ظاہری یعنی دنیا مین
کنی مانند طفلان خاکبازی
لڑکون کی طرح مٹی کھیلے گا

توئی آن دست پرور مرغ گستاخ
تو وہی ہاتھ یعنی دست قدرت کا پالا ہوا مرغ گستاخ ہے
که بودت آشیان بیرون ازین کاخ
کہ تیرا گھونسلا باہر اس محل یعنی دنیا سے تھا

چرا زان آشیان بیگانه گشتی
کیون اس گھونسلے سے غیر یعنی جدا ہوا تو
چو دونان چغد این ویرانه گشتی
کمینون کی طرح اس ویرانے کا الو ہوا تھا

بیفشان بال و پر ز آمیزش خاک
جھاڑ بازو اور پر آلودگی خاک یعنی تعلق دنیا سے
بپر تا کنگر ایوان افلاک
اڑ کنگورے محل آسمان یعنی عالم ملکوت تک

ببین در رقص ازرق طیلسانان
دیکھ ناچ یعنی گردش مین نیلگون چادر والون یعنی ستارونکو
ردای نور بر عالم فشانان
چادر نور کی جہان پر جھاڑنے والے

همه دور شبا روزی گرفته
سب نے گردش رات دن کی اختیار کی
بمقصد راه فیروزی گرفته
طرف مقصد کے راہ فتحمندی کی لی یعنی حاصل کی

ولی هر یک چو گوی از جنبش خاص
لیکن ہر ایک گیند کی طرح حرکت خاص یعنی ارادہ الٰہی سے
بچوگان ارادت گشته رقاص
ارادے کے چوگان سے ہوے رقص کرنیوالے

یکی از غرب رو در شرق کرده
ایک نے پچھم سے منھ پورب مین کیا یعنی چاند نے
یکی در غرب پستی غرق کرده
ایک نے پچھم مین ناؤ ڈبوئی یعنی آفتاب نے

شده گرم از یکی هنگامه روز
ہوا گرم ایک یعنی سورج سے بازار دن کا
یکی شب را شده هنگامه افروز
ایک یعنی چاند ہوا رات کی محفل رونق کرنیوالا

یکی حرف سعادت نقش بسته
ایک یعنی مشتری و زہرہ و عطارد نے نیکبختی کا نقش باندھا
یکی سر رشته دولت گسسته
ایک یعنی زحل و مریخ نے سر رشتہ دولت کا توڑا

چنان گرم اند در منزل بریدن
ایسے تیز ہین منزل کاٹنے یعنی راہ طے کرنے مین
کزین جنبش ندارند آرمیدن
کہ اس حرکت سے نہین رکھتے ہین آرام کرنا

ز رنج راه شان فرسودگی نه
راہ کی تکلیف سے ان کو تھکائی نہین
میان را درد و پا را سودگی نه
کمر کو درد اور پاؤن کو ماندگی نہین

چه داند کس که چندین در چه کارند
کوئی کیا جانے کہ یہ اتنے کس کام مین ہین
همه تن رو شده رو در که آرند
تمام بدن منھ ہو کر کس کو دیکھتے ہین

بہر دم تازہ نقشی مے نمایند
ہر دم ایک نئی صورت دکھاتے ہیں
ولیکن نقشبندی را نشایند
لیکن نقشبندی کے لائق نہیں ہیں

عیان تا کی بدست شک سپاری
کب تک شک کے ہاتھ میں رکھیگا یعنی تو وہم میں پڑا رہیگا
بہر یک روی خود ازوے آری
ہر ایک سے طرف اپنے خدا کے منہ لا یعنی متوجہ ہو

خلیل آسا درِ ملک یقین زن
خلیل اللہ کیطرح دروازہ ملک یقین کا مار یعنی کھٹکاؤ
نوائے لا احب الآفلین زن
نعرہ مار نہیں دوست رکھتا ہوں میں غیبت ہونیوالونکو

گم ہر وہم و ترک ہر شکے کن
کھو ہر وہم اور چھوڑ ہر شک کو
رُخ و جہتُ وجہی در یکے کن
منھ توجہ کرتا ہوں میں تیری منھ کیطرف ایک رخ کیطرف کو

یکی بین و یکی دان و یکی گوے
ایک دیکھ اور ایک جان اور ایک ہی کہہ
یکے خواہ و یکے خوان و یکی جوے
ایک ہی کو چاہ اور ایک ہی مان اور ایک ہی کو ڈھونڈھ

ز ہر ذرہ بدو روئی و راہی ست
ہر ذرہ سے اسکی طرف رو اور راہ یعنی لگاؤ ہے
بر اثبات وجود او گواہی ست
اسکی ذات کے قائم رہنے پر ہر ایک گواہ ہے

بود نقش دل ہر ہوشمندے
ہے نقش ہر عقلمند کے دل پر یعنی ہر ایک جانتا ہے
کہ باشد نقشہا را نقشبندے
کہ ہر نقش کا کوئی نقاش ضرور ہوتا ہے

بہ لوحی گر ہزاران نقش پیداست
ایک تختی میں اگر ہزاروں نقش ظاہر یعنی حرف لکھے ہیں
نشاید بی قلم زن یک الف راست
مگر بے لکھنے والے کے ایک الف بھی سیدھا نہیں ہو سکتا

درین ویرانہ نتوان یافت خشتے
اس کھنڈرہ میں ایسی کوئی اینٹ نہیں مل سکتی
(ن) از قالب نیکو سرشتے
جو اس نیک پیدا کرنیوالے کے سانچے سے باہر یعنی خدا نے نہ بنائی ہو

بخشتے از کلک انگشتان نوشتست
اینٹوں پر انگلیوں کے قلم سے لکھا ہے
کہ آنرا دست دانائی سرشتست
کہ اسکو کسی دانا کے ہاتھ نے بنایا ہے

ز لوح خشت چون این حرف خوانی
اینٹ کی تختی سے جو یہ حرف پڑھے یعنی سمجھے تو
ز حال خشت زن غافل نمانی
اینٹ بنانیوالے یعنی خدا کی قدرت سے غافل نہ رہے تو

بعالم این ہمہ مصنوع ظاہر
جہان میں جب یہ سب کاریگریاں ظاہر ہیں
بصانع چون نہ مشغول خاطر
اس طرف کاریگر یعنی خدا کیطرف دل سے کیوں متوجہ نہیں ہے

چو دیدی کار رو در کارگر آر
جب کام دیکھا منھ طرف کاریگر کے لا یعنی متوجہ ہو
قیاس کارگر از کار بردار
اندازہ کاریگر کا کام سے اٹھا یعنے کر

دم آخر کزان کس را گزیر نیست
مرنے کے وقت کہ اس سے کسیکو چارہ نہین ہے
سروکار تو جز با رگر نیست
سوا کاریگر یعنے بنانیوالے کے تجکو اور سے سروکار نہین ہے
بدو آر از ہمہ روی ارادت
اسکی طرف سبکی طرف سے منہ اعتقاد کا کر
وزو جو ختم کارت بر سعادت
اسی سے اپنے انجام کار کو نیکبختی پر طلب کر

دست برداشتن بمناجات بدستیاری ارباب حاجات

اہل حاجت کی مدد سے نجات چاہنے کے واسطے ہاتھ اٹھانا یعنی دعا مانگنا

خداوندا از ہستی سادہ بودیم
اے خدا ہستی سے آزاد تھے ہم
ز بیم نیستی آزادہ بودیم
نیستی کے خوف سے بیفکر تھے ہم
نخست از نیست ما را ہست کردی
پہلے نیست سے ہست یعنی تو نے ہمکو پیدا کیا
بقید آب و گل پابست کردی
پانی اور مٹی یعنی عناصر کی قید سے قائم کیا تو نے
ز ضعف و ناتوانائی رہاندی
کمزوری اور بے طاقتی سے چھڑایا تو نے
ز نادانی بدانائی رساندی
بے عقلی سے عقلمندی پر پہونچایا تو نے
فرستادی بما روشن کتابے
ہمارے واسطے ایک روشن کتاب یعنی قرآن بھیجا تو نے
بامر و نہی فرمودی خطابے
اجازت اور ممانعت سے خطاب فرمایا یعنی آگاہ کیا
میان نیک و بد تخلیط کردیم
نیک اور بد مین آمیزش کی یعنی ملایا ہم نے
گہی افراط و گہ تفریط کردیم
کبھی زیادتی اور کبھی کمی کی ہم نے
رہ فرمودنیہا کم سپردیم
فرمائی ہوئی راہین کم چلے یعنی پابندی شرع کم کی ہمنے
بنا فرمودنیہا پا فشردیم
منع کیے ہوے پر قدم گاڑا یعنی برابر خلاف شرع کرتے رہے
تو نگذشتی ز دستور عنایت
تو نہ گذرا اپنی مہربانی کے قاعدے سے
نہ پوشیدے ز ما نور ہدایت
نہ پوشیدہ کیا تو نے ہمسے نور رہنمائی کا یعنی رسول کو بھیجا
بدان نور ار تو گیرم پوششی نیست
اس نور سے فرض کیا مین نے مجھے پوشیدگی نہین ہے
چہ حاصل زانکہ از ما کوششی نیست
کیا فائدہ اس سے جب ہماری طرف سے کچھ کوشش نہین ہے
ز نا کوشیدن خود در خروشیم
اپنے نہ کوشش کرنے سے چلا رہے ہین ہم
بدہ توفیق کوشش تا بکوشیم
دے توفیق کوشش کی کہ کوشش کرین ہم

چو دانا ہمچو نادان گشت غرقست
جب عقلمند مثل بے وقوفون کے ڈوب گیا ہے

ز دانش تا بنادانی چہ فرقست
دانائی سے نادانی تک کیا دوری ہے

ز دستانہای نفس ناخوش آہنگ
نفس بد ارادے کے مکر دون سے

مکن بر ما رہ حسن عمل تنگ
مت کر ہم پر راہ نیک کامون کی تنگ یعنی بند

در آن تنگی کہ ما باشیم و آہی
اس تنگی یعنی گور مین کہ ہم ہونگے اور ایک آہ

ز رحمت سوی ما بگشای راہی
رحمت سے طرف ہمارے کھول ایک راہ

از آن رہ خوان سوی درگاہ ما را
اس راہ سے بلا اپنی درگاہ کی طرف ہم کو

با یمان بر برون ہمراہ ما را
ایمان سے باہر لیجا ساتھ ہمکو

تخصیص مناجات بناظم بیدستیاری مشارکت و مساہم

خصوصیت مناجات کی طرف نظم کرنے والے کے بے مدد شراکت اور مساہمت کے

من آن مرغم کہ دامم دانۂ تست
مین وہ چڑیا ہون کہ میرا جال تیرا دانہ ہے

فسون و حشتم افسانۂ تست
جادو وحشت میری کا کہانی تیری ہے

تو ئی کاسباب ما را ساز کردی
تو وہ ہے کہ اسباب ہمارے بنائے یعنی ہم کو بنایا تو نے

در نعمت برویم باز کردی
دروازہ نعمت کا میرے منھ پر کھولا تو نے

کرامت کردی از خدمت پسندی
بخشی تو نے خدمت کے پسند کرنے سے

بتوفیق سجودم سر بلندی
سجدے کی توفیق سے مجھکو سر بلندی

براہت سرمہ سا کردی جبینم
اپنی راہ مین گھسی تو نے میری پیشانی

کشیدی سرمہ چشم راہ بینم
کھینچا تو نے یعنی لگایا سرمہ میری راہ دیکھنے والی آنکھ مین

زبانم را بہ ذکر خود کشادی
میری زبان کو اپنے ذکر مین کھولا یعنی گویا کیا تو نے

دلم را ذوق یاد خویش دادی
میرے دل کو مزا اپنی یاد کا دیا تو نے

بہ شیرینی و چرب از زبانم
مٹھائی اور چرپراہٹ سے میری زبان مین

نہادی لقمہ خوش در دہانم
رکھے تو نے نوالے اچھے میرے منھ مین

نہ بر دندان از و کوبے رسیدہ
نہ اس سے دانتون پر کوئی ٹھوکر پہونچی یعنی لگی

نہ از خوردن گلو رنجش کشیدہ
نہ کھانے سے حلق نے تکلیف کھینچی

بشکر آن شکر گفتاریم ده
عوض اس شکر کے شیرین بیانی مجھکو دے
زتلخی رستهٔ شیرین کاریم ده
کڑواہٹ سے چھڑا کر مٹھائی مجھکو دے

به بد گفتن زبان من مگردان
برا کہنے میں میری زبان کو حرکت نہ دے
زبان من زیان من مگردان،
میری زبان کو سبب میرے نقصان کا مت کر

ز کلکم گر جهد حرف خطائے
میرے قلم سے جو کوئی حرف برا نکلے
کزان پیش آیدم چون وچرائے
کہ اس سے میرے آگے کوئی چون وچرا یعنی مواخذہ دے

خط عفوم بران حرف خطا کش
خط معافی کا میرے اس برے حرف پر کھینچ
چو کلکم زان میفکن در کشاکش
مثل قلم کے مجکو اس سے کھینچا کھینچی میں مت ڈال،

گیاہے ام وفا پروردهٔ تو
میں ایک گھاس ہوں تیری محبت کی پالی ہوئی
نه آب وگل برون آوردهٔ تو
پانی اور مٹی سے باہر لائی ہوئی تیری

سرم هست از هوا هر سوی مائل
یعنی جھکنا میری ہوا ہے ہر طرف خواہش نفسانی یعنی ہلتی ہر
ولے پایم بکوئے تست در گل
اور لیکن پاؤں میرا تیری گلی کی کیچڑ میں ہے

گلی کان پای من گیرد بکویت
وہ مٹی کہ لگتی ہے پاؤں میں میرے تیری گلی میں
وزان گل به که ندهد رنگ وبویت
وہ اس پھول سے بہتر کہ نہ دے تیری رنگ اور بو

چو غنچه یکدلم گردان درین باغ
کلی کی طرح یکدل کر مجکو اس باغ یعنی دنیا میں
چو لاله کن نشان مندم بیک داغ
مثل لالے کے داغدار کر مجکو ایک داغ سے

درین ره حاصلی جز یکدلی نیست
اس راہ میں کوئی فائدہ سوا یکدلی کے نہیں ہے
دو دل بودن بجز بیحاصلی نیست
دو دل ہونا سوا بیفائدہ ہونے کے نہیں ہے

نه بیند پسته یک مغز چندان
نہیں دیکھتا ہے پستہ ایک مغز کا اس قدر
چو بادام دو مغز آزار دندان
مثل بادام دو مغزے کے چوٹ ہتوڑے کی

چو خوشه پرورد صد دانه در بر
جو خوشہ پالتی ہے سو دانے سینے میں
بهر دانه رسد تیغیش بر سر
بسبب ہر دانے کے پہنچی ہر ایک تلوار اس کے سر پر

چو غنچه یک دل آمد رسته از خار
جو کلی یک دل آئی بچی کانٹے سے
نیابد با هزاران خنجه آزار
نہیں پاتی ہے وہ بوصف ہزاروں خنجر یعنی کانٹے کے ایذا

گناهم اگر از حد برون است
گناہ میرے اگر حد سے باہر ہیں
هزاران بار ازان فضلت فزون است
ہزاروں حصہ اس سے مہربانی تیری زیادہ ہے

حدیث میں آیا ہے کہ البلاء موکل بالنطق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ [illegible] سوال [illegible] حساب [illegible] قیامت [illegible]

اگر باشد دو صد خرمن گناہم

جو میرے گناہ کے دو سو کھلیان ہوں

وگر باشد ز عصیان صد کتابم

اور جو ہوں میرے گناہ سے سو کتابیں

بہر گلرخ کہ کردم سرخ دیدہ

طرف جس معشوق کے کہ میں نے کیں سرخ آنکھیں یعنی دیکھا میں نے

خیال روے او از دیدہ شویم

خیال اُس کے چہرے کا دیدے سے دھوتا ہوں میں

نظر کر سعی در بے آبیم کرد

نظر نے جو میرے نہ رونے میں کوشش کی

دو چشم من دو رود دست از ندامت

شرمندگی سے میری آنکھیں دو دریا ہیں

ازین سود ار سم شاید بسودے

اس ہونے سے شاید کسی فائدے کو پہونچوں میں

توانی سوختن از برق آہم

میری آہ کی بجلی سے تو جلا سکتا ہے

توانی شستن از چشم پر آبم

دہو سکتا ہے تو میری چشم پر آب یعنی آنسوؤں سے

کنون از ہر مژہ خونم چکیدہ

اب ہر ایک پلک کے بال میرے سے خون ٹپکا ہے

ازان رو اشک سرخ آید برویم

اُس سبب سے سرخ آنسو آتے ہیں میرے مُنھ پر یعنی رونق دی

سرشک آبی بروی کار ہم آورد

آنسو ایک پانی میرے کام کے مُنھ پر لایا یعنی نکلتے ہیں

ہمین بس آبرو دیم تا قیامت

یہی آبرو مجکو قیامت تک کافی ہے

رسان از من بہ پیمبر درودی

میری طرف سے ایک درود پیمبر پر پہونچا

در نعت خواجۂ مخلوقات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سردار خلقت اور سرور دونوں جہان یعنی پیغمبر کی تعریف میں درود خدا کا ہو اُن پر اور اُن کی اولاد پر اور سلام

محمد کش قلم چون نامور ساخت

محمد کہ اُس کو جو قلم نے نامور کیا یعنی لکھا

خط لوح عدم زان حرف حک شد

خط نیستی کی تختی کا اُس حرف سے مٹ گیا

تو اند شد ز سر حاش آگاہ

ہو سکے بھید حرف حا اُس کے سے خبردار

درین دیر مسدس وست روشن

اس چھ کونے کے گھر میں اُس سے روشن ہے

ز میمش حلقۂ طوق و کمر ساخت

میم اُس کے سے حلقہ طوق اور کمر کا بنایا

ازان سر حلقۂ ملک و ملک شد

اس سبب سے سردار آدمیوں اور فرشتوں کا ہوا

خرد با جملہ دانش حاش للہ

عقل با وصف تمام دانائی کے پناہ خدا کی یعنی مشکل ہے

مثمن روضہ از ہشت گلشن

ہشت پہلو ایک سبزہ زار آٹھ باغ سے

چو پا آراست از خلخال دانش
چو پانوں آراستہ ہوا دال کی پازیب سے اُسکا
چہ نامست اینکہ در دیوان ہستی
کیا اچھا نام ہے یہ کہ دنیا کے دیوان مین
زبانم چون ازو حرفے سراید
زبان میری جو اُس سے کوئی حرف کہے
چو نام اینست نام آور چہ باشد
جب نام ایسا ہے صاحب نام کیسا ہوگا
مکرم شد ز عالم نسل آدم
بزرگ ہوئی تمام جہان سے نسل آدم کی
خدا بر سروران سرداریش داد
خدا نے سرداروں پر سرداری اُس کو دی
چو آدم در رہ ہستی قدم زد
جب آدم نے دنیا کی راہ مین قدم مارا یعنی پیدا ہوئے
ز جودش گر نبودی راہ مفتوح
اگر اُس کی بخشش سے راہ کشادہ نہوتی
خلیل از وی نسیمی یافت کاتش
خلیل اللہ نے اُسی سے ایسے ٹھنڈی ہوا پائی کہ آگ
مسیح از مقدمش او حیلہ گوئے
عیسی اُس کی آمد سے حیلہ کرنے والی یعنی ذکر کرنیوالے
بمصر جاہش از کنعان رسیدہ
اُس کے مرتبے کے مصر مین کنعان سے ہو پہنچے یعنی آئے ہوئے
دران وادی کہ صالح ناقہ کش بود
اُس جنگل مین کہ شیخ صالح ناقہ کش یعنے کھینچنے والے تھے
ز بستان وفا آزاد سروے
وفا کے باغ سے ایک آزاد سرو

سر دین پروران شد پائمالش
دیندار پاروں کا سر اُسکی پائمالی کرنے لگا
برو نگرفت نامی پیش دستی
اُس پر کسی نام نے سبقت نہلی یعنی نہ پا لی
دل و جانم ز لذت پر برآید
دل اور جان میرے بہت مزے سے نکلے
مکرم تر بود از ہر چہ باشد
بزرگ زیادہ ہو ہر چیز سے جو ہووے
مکرم تر ولیست از ہر مکرم
بزرگ زیادہ ہے ہر بزرگ سے
ز خیل انبیا سالاریش داد
پیغمبرون کے گروہ سے سرداری اُس کو دی
ز مہر روی صبح آرائش دم زد
آفتاب منہ صبح کو آراستہ کرنیوالے نکلے سے دم مارا یعنی ذکر کیا
بجودی کے رسیدی کشتی نوح
کوہ جودی پر کب پہنچتی کشتی نوح علیہ السلام کی
برو شد چون گلستان خرم و خوش
اُس پر ہوئی مثل باغ خوش اور خرم
کلیم از مشعل او شعلہ جوئے
موسی اُس کی مشعل سے روشنی ڈھونڈھنے والے
غلامے بود یوسف زر خریدہ
یوسف ایک مول لیے ہوئے غلام تھے
بیاد محملش با ناقہ خوش بود
اُس کے کجاوے کی یاد مین ناقہ سے خوش تھے
ز باغ اصطفا رعنا تدروے
برگزیدگی کے باغ سے ایک خوبصورت چکور

قدش را پایهٔ گردون خرامی
اس کے قد کو مرتبہ آسمان کے چلنے کا
لبش را مایهٔ یحیے العظامی
اُسکے ہونٹھ کو پونجی یعنی طاقت ہڈیاں زندہ کرنیکی

ببالا سائبان چتر سحابش
بلندی پر سایہ کرنے والا اُس کا بدلی کا چھتر
چو زرین قبه بر سر آفتابش
سنہری کلسی کی طرح اس کے سر پر آفتاب

چو مه را بر سپر تیر اشارت
جب چاند کی ڈھال پر تیر اشارے کا
زد از سایهٔ معجز بشارت
مارا اُسکی انگلی کرامات کی خوشخبری دینے والی سے

دو نون شد دو نیم از حلقهٔ ماه
دو نون بنگیا ٹکڑے میم کا چاند کے حلقے سے
چهل را ساخت شصت او دو پنجاه
چالیس کو کیا اُسکے ساٹھ نے دو پچاس یعنی علحدہ

بلے چون داشت دستش بر قلم پشت
ہان جو رکھتا تھا قلم پر ہاتھ اُس کا پیٹھ
رقم زد خط شق بر مه ز انگشت
لکھا خط پھاڑ ڈالنے کا انگلی سے چاند پر

نبودش خط ولی زد خط به تعجیل
نہ تھا یعنی نہ لکھا تھا خط اُسکے لیکن خط کھینچا جلد
بکلک نسخ بر توریت و انجیل
رد کرنے کے قلم سے توریت اور انجیل پر

خرامان سرو او از سایه آزاد
سیدھا سرو یعنی قد اُسکا سایے سے بے پروا
جهان در سایهٔ آن سرو آباد
جہان اُس سرو کے سایہ میں آباد

ز سایه بود برتر پایهٔ او
سایے سے تھا بلند زیادہ مرتبہ اُس کا
زمین و آسمان در سایهٔ او
زمین اور آسمان اُس کے سایے میں

تنش را بود از جان پاک مایه
اُس کے بدن کو تھی روح پاک سے پونجی
ندید از جان کسی بر خاک سایه
نہ دیکھا روح کا کسی نے سایہ زمین پر

فلک همچون زمین شد سایه دارش
آسمان زمین کی طرح ہوا اُسکا سایہ رکھنے والا
از ان افتاد در پا سایه وارش
اُس سبب سے گر پڑا اُس کے پانو میں سایے کی مانند

بسنگ از دست دشمن لعل او خست
ساتھ پتھر کے دشمن کے ہاتھ سے لعل یعنی دانت اُسکا ٹوٹا
بمشت ریگ پشت جمله بشکست
مٹھی بھر خاک سے پیٹھ سب کی توڑی

اگرچه کور شد زو چشم هر خام
جو اندھی ہوئی اُس سے آنکھ ہر ناقص یعنی کافر کی
چو سرمه ساخت روشن چشم اسلام
سرمے کی طرح روشن کی آنکھ مذہب اسلام کی

دهانش بود پر در حقهٔ پر
منھ اُسکا ایک ڈبا موتیوں کا بھرا تھا
شده چون درج مرجان حقهٔ در
ہوگیا مونگے کے ڈبے کیطرح موتیوں کا ڈبا یعنے خون نکلا

یکی دینار بود از علم و فرهنگ
ایک دینار تھا بردباری اور دانائی کا وہی دانت
محک آمد پی دینارش آن سنگ
کسوٹی آئی یعنی ہوا اُس دینار کے لیے وہ پتھر

چو شد معیار او آن سنگ کاری
جو کسوٹی اُس کی کی اُس پتھر نے اچھی طرح
نشد ظاہر بجز کامل عیاری
نہیں معلوم ہوا اچھے سوا عمدہ کسائی یعنی کھرے ہونیکے

پی دیوار ایمان بود کارش
بنیاد دیوار ایمان کی تھا کام اُس کا
ولی شد چار دیوار از چہار یارش
اور لیکن مضبوط ہوا چار یار یعنی خلفاء اُسکے سے

کجا در راہ دین درد آزمائی
کہان راہ دین مین ایسے تکلیف یعنی درد اٹھانیوالے
کہ تا یابد بہر دردی دوائی
تا ہر درد کیلئے وہ دوا پاوے

دوای جان جامی دردشان باد
دوا جامی کی جان کی درد اُنکا ہوجیو
دلش ہموارہ غم پرورد شان باد
دل اُسکا ہمیشہ غم پالا ہوا اُنکا ہوجیو

در معراج رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیغمبر کی معراج کے بیان مین درود اللہ کا اُن پر اور اُنکی اولاد پر اور سلام

شبی دیباچۂ صبح سعادت
ایک رات سر نامہ نیک بختی کے صبح کی
ز دولتہای روزافزون زیادت
دولتون ہر روز بڑھنے والی سے زیادہ

ز قدر او مثالی لیلۃ القدر
اُس کے مرتبہ سے ایک مثال شب قدر
ز نور او براتی لیلۃ البدر
نور اُس کے سے ایک ٹکڑا چودھوین رات کا چاند

سواد طرۂ اش خجلت دہ حور
سیاہی اُس کی زلف کی شرمندہ کرنیوالی حور کی
بیاض غرہ اش نور علی نور
سفیدی پیشانی اُسکے کی روشنی اوپر روشنی کی

نسیمش جعد سنبل شانہ کردہ
نسیم یعنی ہوا صبح نے اُسکے گھونگھر والے بال سنبل مین کنگھی کی
ہوایش اشک شبنم دانہ کردہ
ہوا اُس کی نے اُس کے آنسو کے دانے بنائے

بمسمار ثوابت چرخ سیار
ستارون کی میخون سے گردش ستارون نے
ببستہ در جہان درہای ادبار
بند کیے جہان پر دروازے بدبختی کے

گرفتہ گرگ و میش آرام از وی
لیا یعنی بھیڑیے اور بھیڑ نے آرام اُس مین
گوزن و شیر باہم رام در وی
بارہ سنگھا اور شیر آپس مین تابع، بیچ اُس کے

طرب را چون سحر خندان ازان لب
خوشی مثل صبح کے ہنسنے والی ہونٹھ اوس سے
گریزان روز محنت زو شبا شب
بھاگنے والا دن رنج کا اوس سے ساتو رات

درین شب آن چراغ اہل بینش
اس رات مین وہ اہل بینش کا چراغ یعنے محمد
سزای آفرین از آفرینش
لائق تعریف بپیدائش کے وقت سے

چو دولت شد ز بدخواہان نہانی
مثل دولت کے گیا یعنی دشمنون سے پوشیدہ
سوی دولتسرای امہانی
طرف گھر دولتخانے یعنی گھر بی بی امہانی کے

بہ پہلو تکیہ بر مہد زمین کرد
بغل مین تکیہ گہوارہ پے یعنی فرش زمین پر کیا
زمین را مہد جان نازنین کرد
زمین کو گہوارہ جان نازنین کا کیا

دلش بیدار و چشمش در شکر خواب
دل اوسکا جاگتا ہوا اور آنکھین اوسکی میٹھی نیند مین
ندیدہ چشم بخت این خواب در خواب
نہ دیکھا نصیبہ کی آنکھ نے یہ خواب خواب مین

در آمد ناگہان ناموس اکبر
آئے ایکبارگی ناموس بزرگ یعنی حضرت جبرئیل
سبکرو تر ازین طاؤس اخضر
تیز چلنے والے زیادہ اس سبز مور یعنی آسمان سے

بر و مالید پر کای خواجہ برخیز
منھ پر ملے پر کہ اے سردار اوٹھ
کہ امشب خواہت آمد دولت انگیز
کہ آج کی رات نیند آئی تجکو دولت دینے والی

برون بر یکزمان زین خوابگہ رخت
باہر لیجا دم بھر کو اس آرام کی جگہ سے اسباب
تو بخت عالمی بیدار بہ بخت
تو جہان کا نصیب ہر نصیبہ کا جاگنا بہتر ہے

پی بسیج راہ عرشت کردم اینک
آمادہ راہ عرش کا کیا مین نے اب تجھ کو
براق برق سیر آوردم اینک
براق یعنی گھوڑا بجلی کی طرح چلنے والا لایا مین ابھی

جہندہ بر زمین خوش بادپائی
دوڑنے والا زمین پر ایک اچھا اور تیز رو گھوڑا
پرندہ بر ہوا فرخ ہمائی
اوڑنے والا ہوا پر ایک مبارک ہما وہ گھوڑا ہے

چو عقل فلسفی افلاک گردی
مثل عقل فلسفہ جاننے والونکے ایک آسمان کا گھومنے والا
چو فکر ہندسی گیتی نوردی
مثل فکر نجومیون کے ایک جہان کا ناپنے والا

نہ دست کس عنان او بسودہ
نہ کسی ہاتھ نے باگ اوس کی پکڑی
نہ از پای رکابش گشت سودہ
نہ کسی کے پانون سے رکاب اوس کی گھسی

چو آن دل کز بتان دارد فراغی
مثل اوس دل کے کہ بتون سے بے پروا ہو
ندیدہ ران او آسیب داغی
نہ دیکھی یعنی نپائی اوسکی ران نے تکلیف داغ کی

بیان معراج

گرش بالستی آخور بهر خوردن
جو اُس کے کھانے کو دانہ چارہ چاہیئے ہوتا
ززین بی رنج پشت نازنینش
زین کی تکلیف نہ پائی اُس کی نازک پیٹھ نے
از آن دولتسرا چون خواجۂ دین
اُس گھر سے جو سردار دین کے یعنی محمد
شد از سبوحیان گردون صدا ده
پاک لوگ یعنی فرشتے آسمان سے آواز دینے لگے
زد از سم آن براق برق رفتار
مارا سم یعنی ٹاپ سے اُس بجلی کی چال گھوڑے نے
زدش در سم لحظه بلکه کمتر
مارا اُس نے آدھے لحظے بلکہ کم میں
دران مسجد امام انبیا شد
اُس مسجد میں سردار پیمبروں کے یعنی محمد گئے
وزان جا شد برین فیروزه خرگاه
اور وہاں سے اس سبز خیمے یعنی آسمان پر گئے
کشیدش بر جبین داغ غلامی
کھینچا اُس نے پیشانی پر داغ غلامی کا
وزانجا شد بیالاتر سبک خیز
وہاں سے اور زیادہ بلندی پر پہونچکر
وزانجا ساخت سوی زهره آهنگ
اور وہاں سے طرف زہرہ کے ارادہ کیا
بقصد شستن پا زین گلابه
پاؤں دھونیکے ارادے میں اِس پانی سے یعنی دنیا کی کیچڑ سے
چو زد بر چرخ پنجم ابلقش گام
جب قدم مارا یعنی رکھا پانچویں آسمان پر اُس کے گھوڑے نے

گرفتی شغل او گردون بگردن
اُٹھا لیتا آسمان اُس کا کھانا گردن پر
ندیده رنج از کس پشت زینش
نہ دیکھی تکلیف کسی سے اُسکی زین کی پیٹھ نے
خرامان شد بعزم خانۂ زین
چلے زین کے گھر کے ارادے میں یعنی سوار ہوے
که سبحان الذی اسری بعبده
کہ پاک ہے وہ جو رات کو لیجاوے اپنے خاص بندہ کو
ز مکه سکه بر اقصی درم دار
مکے سے بیت المقدس پر روپیہ کیطرح سکہ یعنی پہونچا
زد و در حلقۂ سم حلقه بر در
گردش نعل سے حلقہ دروازے پر یعنی زنجیر کھٹکائی
صف پیشینیان را پیشوا شد
قطار اگلے پیمبروں کے پیشوا ہوے
چو هاله حلقه زد پیرامنش ماه
ہالے کی طرح گھیرا کیا گرد اُس کے چاندنے
بر آمد زانکهش نام تمامی
نکلا اُس وقت سے اُسکا نام پورے یعنی کامل ہونیکا
عطارد در زالفرق سر عطاریز
عطارد کے سر پر بخشش کرنیوالے ہوے
بدامان وفایش زهره زد چنگ
زہرہ نے اُس کی محبت کے دامن پر چنگل مارا
چهارم چرخش آورد آفتابه
چوتھا آسمان جہاں آفتاب ہے اُس کے لیے آفتابہ لایا
گرفت از نعل بوسش بهره بهرام
حاصل کیا اُسکی نعل کے چومنے سے بہرام نے حصّہ

فشاند از لعل لب بر مشتری دُر
جھاڑے ہونٹھ اپنے سے برہسپت پر موتی
شد از گوہر چو حُقّہ مشت او پر
بھر گئی موتی سے مثل ڈبے کے اُس کی مٹھی

بہفتم کاخ چون نعلین سودش
ساتوین محل یعنی آسمان کو جو نعلین اُسکی نے گھسا
زحل حل یافت ہر مشکل کہ بودش
سنیچر نے آسان پائین جو مشکلین تھین اُس کی

وزانجا چون بشاخ سدرہ رہ جست
اور وہان سے سدرہ کی شاخ پر جو راہ ڈھونڈھی یعنی گئے
زتر پیدن پر جبریل شد سست
پر جبریل کے اڑنے سے ہوئے کمزور

وزانجا قصر ہشتم ساخت مسکن
اور وہان سے آٹھوین محل یعنے آسمان کو بنایا مکان
ثوابت را از و شد چشم روشن
ستارون کی آنکھین اُس سے روشن ہوئین

نبات النعش و پروین لب کشودند
بنات النعش اور پروین ستارون نے ہونٹھ کھولے
بنظم و نثر خود او را ستودند
اپنی نظم اور نثر مین اُس کو سراہا

زمہر شمع رویش نسر طائر
اُسکے چہرے کی شمع کی محبت سے نسر طائر دونون ستارے
چو پروانہ بگردش گشت دائر
مثل پروانے کے گرد اُسکے پھیرا کرنے والے

فتاد از شوق سرو دلربایش
گر پڑا شوق سرو یعنی قد دل لبھانے والے اُسکے سے
چو سایہ نسر واقع زیر پایش
مثل سایے کے نسر واقع اُسکے پانو کے نیچے

چو شد بر چرخ اطلس عشرت اندیش
جو نوین آسمان پر گیا خوشی اندیشہ کرتا ہوا
بپا انداز او افگند اطلس خویش
واسطے پا انداز اُسکے کے ڈالی اطلس اپنی

تہیہ بہر او سرافیل از کمین جست
واسطے اُسکے تدبیر کے اسرافیل گھات سے کودا یعنے گیا
ز رفرف حجلہ آئین ہودجش بست
رفرف سے کوٹھری کی طرح ہودہ اُسکے لیے باندھا

چو رفرف شد مشرف از وجودش
جو رفرف اُسکی ذات سے شرف یافتہ ہوا
گرفت از دست رفرف عرش زودش
لیا رفرف کے ہاتھ سے عرش نے جلد اُس کو

بدست عرش تن چون خرقہ بگذاشت
عرش کے ہاتھ مین بدن مثل گدڑی کے چھوڑ دیا
علم بر لامکان بے خرقہ افراشت
علم لامکان پر بے گدڑی کے بلند کیا

جہت را مہرہ از ششدر رہانید
طرفون کا مہرہ ششدر سے چھڑا یا
مکان را مرکب از تنگی جہانید
مکان کو گھوڑا تنگی سے کدا یا

گلی بردند زین دہلیز پست
اس پھول کو لے گئے اس پست دہلیز یعنی دنیا سے
بدان درگاہ والا دست بر دست
طرف اس برتر درگاہ کے ہاتھون ہاتھ

بیان معراج

مکانی یافت خالی از مکان نیز
ایک مکان پایا خالی مکان سے بھی

قدم زنگ حدوث از جان او شست
قدم نے میل سے ہونیکا اُسکی جان سے دھویا

یکی مانده ہم از قید یکی پاک
ایک رہا ایک ہونے کے قید سے بھی آزاد

بدیده آنچه از دیدن برون بود
دیکھا جو کچھ دیکھنے سے باہر تھا

نه چندے گنجد و آنجا نه چونی
نہ کوئی چون و چرا کی وہاں گنجائش ہے

شنید آنکه کلامے بی آواز
سنا اُسوقت کوئی کلام آواز سے

نه آگاہی ازو کام و زبان را
نہ خبر اُس سے تالو اور زبان کو

ز درکش گوش جان را باد در مشت
دریافت اُسکی سے جانکے کان کی مٹھی میں ہوا ہوگی

لباس فہم بر بالاے او تنگ
لباس سمجھ کا اُس کے قد پر چھوٹا

ز گفتن برتر ست آن وز شنیدن
کہنے اور سننے سے وہ برتر ہے

منه جامی ز حد خود برون پای
مت رکھ جامی اپنی حد سے قدم باہر

کزین محرم نبود آنجا و جان نیز
کہ بدن واقف نہ تھا اُس جگہ اور جان بھی

وجوب آلایش امکان او شست
اور سبب ہونے نے آلودگی امکان اُسکے کی دھوئی

ز بسیاری برون و اندکی پاک
بہت سے باہر اور تھوڑے سے پاک

مپرس از ماز کیفیت که چون بود
مت پوچھ ہم سے حال کہ جو تھا

فرو بند از یکے لب در فزونی
بند کر ہونٹھ ایک سے زیادتی میں یعنی چپ رہ

معانی در معانے راز بر راز
معنی معنی اور بھید بھید میں یعنے آہستہ آہستہ

نه ہمراہی ازو نطق و بیان را
نہ رفاقت اُس سے گویائی اور بیان کو

ز حرفش دست دل را کوته انگشت
عیب اُسکے دل کے ہاتھ کی انگلی کوتاہ ہوئیں

سمند عقل در صحرای او لنگ
گھوڑا عقل کا اُسکے جنگل میں لنگڑا

زبان زین گفتگو باید بریدن
زبان کو ان باتوں سے چاہیئے کاٹنا

وزین دریای بی پایان برون آی
اور اس دریا سے جسکا کنارہ نہیں تو باہر نکل

درین مشہد زگویائی مزن دم
اس جا کہ شہادتین گویائی سے دم مت مار

سخن را ختم کن واللہ اعلم
کلام کو ختم کر وہی خدا ہے جاننے والا

لباس ضراعت پوشیدن و در اقتباس شفاعت کوشیدن

لباس زاری کا پہننا یعنی رونا اور بخشائش چھنے یعنی حاصل کرنے مین کوشش کرنا

جدائی سے نکلی جان جہان بھر کی
ز مہجوری بر آمد جان عالم
رحم کر اے پیغمبر اللہ کے رحم کر
ترحم یا نبی اللہ ترحم

آخر رحمت جہان دونون کا نہین ہے تو
نہ آخر رحمۃ للعالمینی
بے نصیبون سے کیون غافل بیٹھا ہے تو
ز محرومان چرا غافل نشینی

خاک سے اے لالہ تازہ اُٹھ کھڑا ہو
ز خاک ای لالہ سیراب برخیز
نرگس کی طرح سونا کب تک نیند سے اُٹھ
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز

باہر نکال سر چادر یمنی سے
برون آور سر از برد یمانی
کہ منھ تیرا ہے صبح زندگی کا
کہ روی تست صبح زندگانی

ہمارے غم کی رات کو دن کر دے
شب اندوہ ما را روز گردان
اپنے منھ سے ہمارے دن کو فتحمند کر
ز رویت روز ما فیروز گردان

بدن مین کپڑے عنبر بسے ہوئے یعنی خوشبودار پہن
بہ تن در پوش عنبر بوی جامہ
سر پر باندھ عمامہ کافوری یعنے بہشتی
بسر بر بند کافوری عمامہ

نیچے لٹکا سر سے کاکلون یعنے بالون کو
فرود آویز از سر گیسوان را
ڈال پانون کے سایہ کے نیچے سرو روان کو
فگن سایہ بپا سرو روان را

طائف کے خوشبودار چمڑے کا پانون کا جوتہ بنا
ادیم طائفی نعلین پا کن
تسمہ ہماری جان کے تاگے کا بنا
شراک از رشتۂ جانہای ما کن

ایک جہان دیدے فرش راہ کیے یعنے بچھائے ہوئے ہین
جہانی دیدہ کردہ فرش راہند
مثل فرش کے قبول کرنا تیری پابوسی کا جانتے ہین
چو فرش اقبال پابوس تو خواہند

حجرے سے قدم کعبے کے صحن مین رکھ
ز حجرہ پای در صحن حرم نہ
راہ کی خاک چومنے والونکے سر پر قدم رکھ
بفرق خاک رہ بوسان قدم نہ

دے ایک ہاتھ یعنے مدد عاجزون کو
بدہ دستی ز پا افتادگان را
دلداری کر دل دیے ہوؤن کی
بکن دلداری دلدادگان را

اگرچہ غرق دریاے گناہیم
اگرچہ گناہ کے دریا مین ڈوبے ہوئے ہین ہم
تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے
تو ابر رحمت ہے وہ بہتر کہ کبھی
خوشا کز گرد رہ سویت رسیدیم
کیا اچھا ہوا کہ گرد راہ سے تیری طرف پہونچے ہم
بمسجد سجدۂ شکرانہ کردیم
مسجد مین سجدہ شکرانے کا ادا کیا ہم نے
بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ
تیرے روضے کے گرد پھرے ہم بے خوف
زدیم از اشک ابر چشم بیخواب
آنکھ جاگنے والی کی بدلی سے آنسو بہائے ہم نے
گہی رفتیم زان ساحت غباری
کبھی صاف کیا ہمنے اُس میدان سے کچھ غبار
ازان نور سواد دیدہ دادیم
اُس سے نور سیاہی دیدہ یعنی تپلی کو دیا ہم نے
بسوے منبرت رہ برگرفتیم
طرف منبر تیرے کے راہ کی ہم نے
زمحرابت بسجدہ کام جستیم
محراب تیری سے سجدے مین مراد ڈھونڈھی ہم نے
بپای ہر ستون قد راست کردیم
پیچھے ہر ستون کے قد کو سیدھا کیا یعنی کھڑے ہوئے ہم
زداغ آرزویت با دل خوش
داغ آرزو تیری سے ساتھ خوشی دل کے
کنون گر تن بخاک آن حرمیست
اب اگر بدن اُس چوکھٹ کی خاک پر ہے

فتادہ خشک لب برخاک راہیم
راہ کی خاک پر لب خشک پڑے ہوئے ہین ہم
کنی بر حال لب خشکان نگاہے
خشک لبون کے حال پر ایک نگاہ کرے یعنی دیکھے
بدیدہ گرد از کویت کشیدیم
آنکھون سے تیری گلی کی خاک کھینچی ہم نے
چراغت را زجان پروانہ کردیم
تیرے چراغ کا جان سے پروانہ کیا ہم نے
دلم چون پنجرہ سوراخ سوراخ
دل میرا مثل پنجرے کے سوراخ دار
حریم آستان روضہ ات خواب
یا مین تیرے روضہ کی چوکھٹ کو پانی دیا یعنی چھڑکا ہمنے
گہی چیدیم زو خاشاک و خاری
کبھی چنے ہم نے اُس پہ سے تنکے اور کانٹے
وزین بر ریش دل مرہم نہادیم
اور اس سے دل کے زخم پر مرہم رکھا ہم نے
زچہرہ پایہ ات در زر گرفتیم
اپنے زرد چہرے سے پائے مین سونا لگا دیا ہم نے
قدمگاہت بخون دیدہ شستیم
تیرے قدم کی جگہ کو دیدے کے خون سے دھویا ہمنے
مقام راستان درخواست کردیم
سچون کے مقام کی خواہش کی ہم نے
زدیم از دل بہر قندیل آتش
لگائی دل سے ہر قندیل مین آگ
بحمد اللہ کہ جان آنجا مقیم است
شکر ہے خدا کا کہ جان کو وہان قیام ہے

بجود درمانده ام از نفس خود رائے
بہت عاجز ہو گیا ہون مین اپنے نفس خود راے سے
ببین درمانده چندین بخشائے
دیکھ اس قدر عاجز کو رحم کر

اگر نبود چو لطفت دستیاری
اگر نہو تیری مہربانی کیطرح ایک مددگار
ز دست ما نیاید ہیچ کاری
ہمارے ہاتھ سے نہو سکے کوئی کام

قضا مے افگند از راه ما را
حکم خدا کا پھینکدیتا ہے راہ سے ہم کو
خدا را از خدا درخواه ما را
خدا کے واسطے خدا سے مانگ ہمارے لیے

کہ بخشد از یقین اول حیاتے
کہ پہلے بخشے یقین سے ایک زندگی
دہد آنگہ بکار دین ثباتے
دے اُسوقت دینی کامون مین ایک قیام

چو ہول روز رستاخیز خیزد
جو دہشت دن قیامت کے اُٹھے
ز آتش آبروے ما نریزد
آگ سے آبرو ہماری نگرادوے یعنی دوزخ مین نڈالے

کند با این ہمہ گمراہیے ما
کرے یعنی دی باوصف ان سب گمراہیون ہمارے کے
ترا اذن شفاعت خواہی ما
تجکو اجازت بخشایش چاہنے ہمارے کی

چو چوگان سرفگنده آوری وی
مثل چوگان کے سر ڈالے ہوئے لاوے تو منھ
بمیدان شفاعت امتی گوی
شفاعت کے میدان مین میری امت ہی کہتے ہوئے

بحسن اہتمامت کار جامی
تیری غمخواری کی خوبیون سے کام جامی کا
طفیل دیگران یابد تمامے
اورون کے طفیل مین انجام پاوے

در تبرک جستن بذکر خواجہ عبید اللہ احرار پیر و مرشد خود

برکت ڈھونڈھنے مین ساتھ ذکر خواجہ عبید اللہ پیر و مرشد بزرگ اپنے کے

کتاب فقر را دیباچہ راست
فقیری کی سچی کتاب کے دیباچے کے لیے
سواد نوک کلک خواجہ ماست
سیاہی نوک قلم سردار ہمارے کی ہے

کسے چون او بہ لوح ارجمندان
کسی نے مثل اُسکے بزرگون کی تختی مین
نزد نقشی بدیع از نقشبندان
نلکھا کوئی نادر نقش نقشبندون یعنی فقیرون سے

چو فقر اندر قباے شاہی آمد
جو فقیری بادشاہی کے لباس مین آئی
بتدبیر عبید اللہی آمد
ساتھ تدبیر میرے عبید اللہ کے آئی

زور وشش ہر کس افشانست

فقیری اُسکی ہر شخص کو معلوم ہے
بفقر آن را کہ لطفش آشنا کرد

فقیری سے اُسکی مہربانی نے جسکو آشنا کیا
جہان باشد بہ چشمش کشت زاری

جہان ہووے اُسکی نظر میں ایک کھیت
ازان دانہ کزو آدم بناکام

اُس دانے سے جس سے آدم لاچاری کو
ہزارش مزرعہ در زیر کشت است

ہزار دن کھیت اُسکی کھیتی میں ہین
درین مزرعہ فشاند تخم دانہ

اس کھیت یعنی دنیا مین ڈالتا ہے بیج کے دانے
زمین باہمتش یکمشت خاکست

زمین اُسکی ہمت سے ایک مٹھی خاک ہے
زمست خاک اندر راہ مبیند

مٹھی بھر خاک سے راہ مین جو دیکھے
اگر قیصر وگر فغفور چین ست

اگر بادشاہ روم اور اگر بادشاہ چین ہے
بہر جا افگند طرح زراعت

جس جگہ بنیاد کھیتی کے ڈالے
وگر افتد قبول ہمتش مفت

اور اگر ہووے پسند اُسکی ہمت کے مفت
بخرمن کوبی او فضل بیچون

واسطے اُسکے کھلیان کوٹنے کے فضل خدا کا
فلک را بین کواکب درمیانہ

آسمان کو دیکھ درمیان ستارون کے

ردای خواجگی در پاکشانست

چادر سرداری کی پانوؤن مین لپٹی ہے
ببر گر خرقہ بودش قبا کرد

اُسکے بدن مین جو گدڑی تھی اُس کو چکن کر دیا
نمیخواہد ازان جز کشت کاری

نہین چاہتا ہے اُس سے سوا کھیتی کے کوئی کام
ز بستان بہشت آمد بدین دام

باغ بہشت سے آیا اس جال مین
کہ زاد رفتن راہ بہشت است

جو توشہ راہ بہشت کے جانے کا ہے
دران عالم نہد انبار خانہ

اُس جہان مین رکھتا ہے ڈھیر کے ڈھیر
زمشت خاکش اندر رہ چہ باکست

ایک مٹھی خاک سے راہ مین اسکو کیا خوف ہے
بدامانش کجا گردے نشیند

اُسکے کھلیان کے گرد بالی چننے والے ہین
بگرد خرمن او خوشہ چین ست

اُسکے دامن مین کہان کوئی گرد بیٹھے
بسمی گاو ہا دارد قناعت

مثل بیلون کے رکھے قناعت
شود گاو زمین و آسمان جفت

ہوگا جوڑا زمین اور آسمان مین جو
ز ثور آورد گاو از چرخ گردون

برج ثور سے لاوے بیل آسمان سے
ز خرمنہاش یک غربال دانہ

کھلیان اُسکے سے ایک چھلنی دانے کی

بدہقانیش چون دارے مسلم
کسانی ہین اُسکو کیونکر یقین رکھے تو
اگر خاک مرکب یا بسیط است
اگر خاک ترکیب دی ہوئی یعنی مخلوقات یا بھی ہوئی یعنی مین
گیاہی بہرہ ور شد از نوالش
ایک گھاس نصیبہ ور ہوئی اُسکی بخشش سے
کمال روح اعظم زین چہ باشد
کمال جبرئیل کا اس سے کیا ہووے
مقام خواجہ برتر از گمانست
مقام خواجہ عبید اللہ کا بلند زیادہ گمان سے ہے
دلش بحریست ز اسرار الٰہی
دل اُسکا خدا کے بھیدونکا ایک دریا ہے
بجنبش چون در آید بحر ذخار
موج زنی مین جب ہو دریا موج مارنیوالا
چو بنشیند مراقب دیدہ برہم
جو مراقبہ مین آنکھ بند کر بیٹھے
ببیند کہ در قید یکی نیست
ایک کو دیکھے کہ ایک کے قید مین نہین ہے
نمودہ روی در بالا و پست اوست
ظاہر بلندی اور پستی مین وہی ہے
کند در ہستی او خویش را گم
اُسکی ہستی مین آپ کو بھول جاتا ہے
چو گردد قطرہ اندر بحر ناچیز
جو ہووے قطرہ دریا مین بے قدر
خوش آنانیکہ سر بر خاک اُو نہند
وہ لوگ اچھے ہین جو سر اُسکی خاک پر رکھے ہین

بدان مانند کہ گوئی روح اعظم
اُس سے مشابہ ہو کہ کہے تو روح بزرگ
بجملہ فیض احسانش محیط است
سب مین اُسکے احسانکا فیض گھیرے ہوئے ہے
ز قوت سوی فعل آمد کمالش
باطن سے طرف کام یعنی ظاہر کے آیا کمال اُسکا
بجز ذم وی این تحسین چہ باشد
سوا مذمت اوسکی یعنی میرے مرشد کی یہ تعریف کیا ہووے
برون از حد تقریر و بیانست
حد تقریر اور بیان کرنے سے باہر ہے
از و یک قطرہ از مہ تا بماہی
اُسکے بھید سے ایک بوند آسمان سے زمین تک ہے
بجنبش قطرہ چون آید پدیدار
اُسکے ہیلو مین کب ظاہر ہو ایک قطرہ
ببندد دیدۂ دل در دو عالم
بند کرے دیدے دل کے دونون جہان سے
وزان در تنگنای اندکی نیست
اور اس سے ایک چھوٹی گلی مین تھوڑی ہونیکی نہین ہے
اگر بسیار و گر کم ہر چہ ہست اوست
اگر بہت اور جو تھوڑا جو کچھ ہے وہی ہے
ببندد از دوی چشم توہم
بند کر لیتا ہے دوئی سے آنکھ وہم کی
ز بحرش کے بود امکان تمیز
دریا سے کب ممکن ہو اُسکی تمیز کرنا یعنی فرق
دل و جان بستۂ فتراک او نہید
دل اور جان اُسکے شکار بند مین باندھے ہین

همه پرمایه از سرمایهٔ او
سب امیر اُس کی دولت سے ہے
همه در نور محو از سایهٔ او
سب نور مین محو د سائے اُسکے سے

مبادا سایهٔ او از جهان دور
نہو سایہ اُسکا جہان سے دور
ز فقدش دیدهٔ ایام بی نور
ہونیسے اُسکے سے آنکھین زمانے کی بے نور

نشین عمر احرار ملک کیش
سن عمر بزرگ فرشتہ خصلت یعنی مرشد کا
به بیشی باد از دور فلک بیش
زیادتی مین گردش آسمان سے زیادہ ہو جیو

خصوصا عمر فرزندان نامیش
خاصکر اُسکے نامور لڑکون کی عمر
مفضل دار از اخلاق گرامیش
زیادہ رکھ اخلاق بزرگ اُس کے سے

درین زنگار گون کاخ زراندود
اس نیلے رنگ کے محل سُنہری ملے یعنے آسمان مین
بهم تحیی رسوم الفضل والجود
آپس مین زندہ رہین طریقے مہربانی و بخشش کے

جهان آیینهٔ مقصودشان باد
جہان آئینہ اُن کے مقصد کا ہو جیو
دران نور قدم مشهورشان باد
اُس نور قدیم مین اُن کا ظہور ہو جیو

در مدح سلطان حسین

بادشاہ سلطان حسین کی تعریف مین

جهان یکسر چه ارواح و چه اجسام
تمام جہان کیا روحین اور کیا قالب
بود شخصی معین عالمش نام
ہوا ایک آدمی کا کالبد مقرر جہان اُسکا نام

بود انسان درین شخص معین
ہو وے انسان اس کالبد مقرر مین
چو عین باصره بشناس روشن
مثل آنکھ بینا کے پہچان روشن

درین عین آنکه چون انسان عین ست
اس آنکھ مین وہ کہ مثل پتلی کے ہے
جهان مردمی سلطان حسین ست
جہان مروت کا بادشاہ سلطان حسین ہے

بزیر این خمیدهٔ طاق مینا
نیچے اس جھکے ہوئے سبز محل کے
دو چشم آدمیت زوست بینا
دو آنکھین آدمیت کی اُس سے ہین دیکھنے والی

خوشا چشمی که بینایی ازو یافت
اچھی وہ آنکھ جسنے بینائی اُس سے پائی
به بینایی توانایی ازو یافت
بینائی مین قوت اُس سے پائی

فلک صد چشم دارد در ره او
آسمان سو آرزو مین رکھتا ہے اُسکی راہ مین

که چشم خود کند منزل گه او
کہ آنکھ اپنی اُس کی قیام گاہ بناوے

زروی اوست روشن چشم عالم
اس کے مُنھ سے آنکھ جہان کی روشن ہے

ببوی اوست گلشن خاک آدم
اُس کی خوشبو سے خاک آدم کی باغ ہے

بحسن خلق و لطف خلق بی قیل
خوبصورتی اور خلق اور مہربانی خلق مین بیشک

بود یوسف درین مصر فلک نیل
ہووے یوسف اس مصر یعنی شہر آسمان نیلگون مین

در اصلابش کرم رسم قدیم ست
اُس کی پشتہا پشت مین بخشش طریقہ پرانا ہے

کریم ابن الکریم ابن الکریم ست
کریم بیٹا کریم کا پوتا کریم کا ہے

سزد گر از کمال خوبی او
لائق ہے جو انتہا خوبصورتی اُس کی سے

کند پیر فلک یعقوبی او
کرے پیر فلک یعقوبی یعنی عاشقی اُسکی

دو صد کشت امل در هر دیاری
دو سو کھیت امید کے ہر ایک ملک مین

شده سرسبز از هر جویباری
ہرے بھرے ہووے ہر ایک نہر سے

ز کف بحر نوال آورد در مشت
ہتھیلی سے دریا بخشش کا لایا مٹھی مین

کشیده جویبارے از سر انگشت
کھینچی نہر ہر ایک سر انگشت سے

ز دستش کابر و یم هستند زان کم
ہاتھ اُس کے سے کہ بدلی اور دریا ہین کم اُس سے

خروشان باشد ابر و کف زنان یم
بدلی شور کرنیوالی اور دریا جوشش زن ہووے

نموده لمعهٔ از زرفشان تیغ
دکھلائی وہ چمک زرفشان تلوار سے

نهفته تیغ خود خورشید در میغ
چھپائی تلوار اپنی آفتاب نے بدلی مین

چو گشته برق تیغش پرتو افگن
جو ہوئی اُس کی تلوار کی بجلی سایہ ڈالنے والی

جهان را کرده چون خورشید روشن
جہان کو کیا آفتاب کی طرح روشن

دو دم یک برق را گرچه بقا نیست
دو لحظہ ایک بجلی کو اگرچہ بقا نہین ہے

بقا از تیغ او یکدم جدا نیست
زندگی اُس کی تلوار سے ہر ایک دم جدا نہین ہے

بقای او فنای تیرگیهاست
زندگی اس کی مٹانیوالی تاریکیون کی ہے

نیابد روشنی با تیرگی راست
نہین معلوم ہوتی ہے درست روشنی ساتھ اندھیرے کے

ز عدل او بوقت خواب شبگیر
عدل اُس کے سے وقت نیند آخر شب کے

کند قطع از پلنگ خفته نخچیر
کرے بچھونا شیر سوتے ہوئے سے شکار

زشب گردی چو یابد گرگ مالش
رات کے پھرنے سے جو پاوے بھیڑیا تکلیف

نہد از دنبہ میشش گرد بالش
رکھے بھیڑ کی دم سے وہ گول تکیہ

پی جذب محبت چنگل باز
واسطے کشش محبت کے چنگل باز کا

شود قلاب مرغ تیز پرواز
ہو حلقہ چڑیا تیز اوڑنے والی کا

درخت بیشہ پر شاخ و پیوند
درخت جنگل کے شاخدار اور گرہ دار

اگر شاخ گوزنے را کند بند
اگر کسی نیل گاے کے سینگ کو الجھا وے

کند شیر ژیان مشکل کشائی
کرے شیر مست اُس کی مشکل کو آسان

بہ پنجہ بخشد از بندش رہائی
ساتھ پنجہ کے اُسکو بخشے قید سے آزادی

کمین گاہ بد اندیشان بیباک
گھات کی جگہ بے خوف دشمنوں کی

بود ز اندیشۂ ناایمنی پاک
ہووے بخوف ہونے کے اندیشہ سے صاف

اگر یک تن برد چون مہر انور
اگر ایک شخص لیجاوے مثل آفتاب روشن کے

زمشرق تا بمغرب طشتی از زر
پورب سے پچھم کو ایک تھال سونے سے بھرا ہوا

نیارد ہیچ عور از ورع و پرہیز
نہ سکے کوئی راہزن تقوی اور پرہیزگاری سے

کہ در طشت زر او بنگرد تیز
کہ اُس کے سونے بھرے ہوئے تھال کو دیکھے بھی بغور

چو صبح آنجا کہ عدل او بخندد
مثل صبح کے جس جگہ کہ انصاف اُسکا ظاہر ہو

چو ظلمت ظلم زانجا رخت بندد
اندھیرے کیطرح تاریکی وہان سے کوچ کرے

چو برق آنجا کہ قہرش بر فروزد
مثل بجلی کے جس جگہ کہ غصہ اوس کا ظاہر ہو

بیک شعلہ جہانے را بسوزد
ایک لپٹ مین ایک جہان کو جلا دے

خداوندا بہ پیران جوان بخت
اے خدا قسم بڈھون نصیبہ ور کی

کہ تا ہست آسمان چتر و زمین تخت
کہ جب تک آسمان ہے تاج اور زمین کا تخت

بزیر پای تخت شاہیش باد
تخت بادشاہی کا اُسکے پاؤن کے نیچے ہو جیو

تبارک چتر ظل اللہیش باد
مبارک چتر ظل اللہی کا تاج اس کے ہو جیو

فلک با چتر او در چاپلوسی
آسمان ساتھ تاج اُسکے کے خوشامد مین

زمین با تخت او در خاک بوسی
زمین ساتھ تخت کے اُسکی خاک چومنے مین

خراب آباد عالم باد معمور
کھنڈر اہل جہان یعنی دنیا کا رہے آباد

باولاد کرامش تا دم صور
ساتھ اُسکی بزرگ اولاد کے صور پھونکنے کیلئے قیامت تک

۱ گرد بالش کے معنی تکیہ جو سر کے نیچے رکھتے ہین ۲ قلاب بالضم اور تشدید لام حلقہ جسکو کنڈا بھی کہتے ہین ۳ گوزن کے معنی بارہ سنگھا [illegible] مضمون نے بیان کیا ہے کہ اس کے [illegible] کے پانی سے زہر اچھا ہو جاتا
مسلمان [illegible]
۴ [illegible] یعنی [illegible] ۵ ژیان کے معنی [illegible] غصہ ور اور [illegible] ۶ نجات کے معنی خلاصی ۷ [illegible] چاپلوسی کے معنی [illegible] زمین اور [illegible]

تخصیص آنکه چرخ آمد مطیعش
ساتھ اس خصوصیت کے کہ آسمان اُسکا اطاعت کرنے والا ہو
زنامش چون نجم گشته مشرف
نام اُس کے سے جو نجم مشرف یافتہ ہوا
جهان را تا بلندی هست و پستی
جہان کو جب تک ہے پستی اور بلندی
دگر شهزاده کز بخت مظفر
دوسرا شاہزادہ کہ نصیب سے فتحمند ہے
خرد چون دیده جاه و احترامش
عقل نے جو مرتبہ اور بزرگی اُس کی دیکھی
درین میدان که بادا خالی از درد
اس میدان میں کہ ہمیشہ خالی درد سے ہو جیو
زبزمش خور یکی زرین قدح باد
محفل اُس کی سے آفتاب ایک سنہرا پیالہ ہوجیو

زبان را تاج سر نام بدیعش
زبان کے سر کا تاج نام نادر اُس کا
بتعریف عرب بادا معرف
تعریف سے عرب ہوجیو تعریف کرنے والا
مبادا این نام پاک از لوح هستی
نہ مٹے یہ نام تختی ہستی یعنی دنیا سے
بطفلی شد مطیعش تخت و افسر
لڑکپن سے تابعدار اُس کا ہوا تخت اور تاج
همیکرد آرزو نقشی زنامش
کرتی تھی آرزو ایک نقش کی نام اُس کے سے
فلک طاس تهی را پر فرح کرد
آسمان نے طاس خالی کو خوشی سے بھر لیا
دلش چون نام دائم پر فرح باد
دل اُس کا مثل نام کے ہمیشہ خوش ہوجیو

در بیان آنکه هر یک از جمال و عشق مرغیست از آشیانه
بیچ بیان اُس کے کہ ہر ایک خوبصورتی اور محبت سے ایک چڑیا ہے
وحدت پریده در شاخسار مظاهر کثرت آرمیده
وحدت کے گھونسلے سے اُڑ کر ظہور کثرت کی ٹہنی پر آرام کیے ہوئے

دران خلوت که هستی بی نشان بود
اُس تنہائی میں کہ ہستی بے نشان تھی
وجودی بود از نقش دوئی دور
ایک ذات تھی نقش دوئی سے دور
جمال مطلق از قید مظاهر
جمال آزاد قید ظاہری سے

بکنج بیخودی عالم نهان بود
بے خودی کے گوشے میں جہان پوشیدہ تھا
زگفت و گوی مائی و توئی دور
گفتگو ہم میں اور تو ہے سے دور
بنور خویش هم بر خویش ظاهر
اپنے نور سے اپنے ہی اوپر ظاہر ہونے والا

دل آرا شاہدی در حجلۂ غیب
ایک معشوق دل آراستہ کرنیوالا پردہ پوشیدگی مین
نہ با آئینہ رویش در میانہ
نہ مُنھ اُس کا درمیان آئینے کے
صبا از طرہ اش نگسستہ تاری
صبا نے اُسکی زلف سے نہ توڑا کوئی تار یعنی بال
نگشتہ با گلش ہمسایہ سنبل
نہوئی سنبل یعنی زلف اُسکے پھول یعنی چہرے سے ہمسایہ
رخش سادہ ز ہر خطی و خالے
چہرہ اُس کا صاف ہر ایک خط اور تل سے
نوای دلبری با خویش میساخت
گانا معشوقی کا ساتھ اپنے کرتا یعنی خود بخود گاتا تھا
ولی زانجا کہ حکم خوبرویست
اور لیکن اُس جگہ سے کہ حکم خوبصورتی کا ہے
نکورو تاب مستوری ندارد
خوبصورت طاقت پوشیدگی کی نہین رکھتا ہے
نظر کن لالہ را در کوہساران
دیکھ لالے کو پہاڑون مین
کند شق شقہ رگل زیر خارا
کرتا ہے چاک کپڑے پھول کے نیچے پتھر کے
ترا چون معنے در خاطر افتد
تیرے جو کوئی مضمون دل مین پڑے یعنی آوے
نیاری از خیال آن گذشتن
نہین گذر سکتا ہے خیال اُسکے سے یعنی خیال بندھا رہتا ہے
چو ہر جا ہست حسن اینش تقاضاست
جو ہر جگہ حسن ہے یہی اُس کا تقاضا ہے

مُبرا ذات او از تہمت عیب
پاک ذات اُس کی عیب کی تہمت سے
نہ زلفش را کشیدہ دست شانہ
نہ زلف اُس کی کو کھینچا کنگھی کے ہاتھ نے
ندیدہ چشمش از سرمہ غباری
ندیکھا اُس کی آنکھ نے سرمے سے کوئی غبار
نہ بستہ سبزہ اش پیرایہ بر گل
نہ باندھا سبزی نے اُسکے پھول پر زیور یعنی منھ پر خط نہ نکلا
ندیدہ ہیچ چشمی زو خیالے
ندیکھی کسی کی آنکھ نے اُس سے کوئی بات
قمار عاشقی با خویش میباخت
جوا عاشقی کا ساتھ اپنے کھیلتا تھا
ز پردہ خوبرو در تنگ خوییست
پردے سے خوبصورت کی طبیعت تنگ ہے
چو در بندی سر از روزن بر آرد
جو تو دروازہ بند کرے تو روزنے سے سر باہر نکالے
کہ چون خرم شود فصل بہاران
کہ جب خوش سرسبز ہوتی یعنی پھولتی ہے فصل بہار کی
جمال خود کند زد آشکارا
خوبصورتی اپنی کرتا ہے اُس سے ظاہر
کہ در سلک معانی نادر افتد
کہ معنی کی لڑی مین نادر یعنی بہت اچھا ہو
دہی بیرون بگفتن یا نوشتن
باہر دینا یعنی نکالتا ہے تو بیان کرنے یا لکھنے سے
نخست این جنبش از حسن ازل خاست
پہلے یہ حرکت حسن ازل یعنی نور الٰہی سے پیدا ہوئی

سلہ حجلہ کے معنی وہ مقام جہان دولہن کا پردہ مین بناؤ سنگار کرین
سلہ خیال کے معنی گمان اور شکل یا صورت کہ خواب مین یا بیداری مین دکھائی دے ۱۲
سلہ نوا بالفتح کے معنے راگ عالم مین مشہور
...

برون زد خیمہ ز اقلیم تقدس — تجلی کرد بر آفاق و انفس

باہر گاڑا خیمہ ملک پاک سے یعنی ظاہر ہوا — روشنی کی یعنی پھیلائی جہان اور آدمیون پر

ازو یک لمعہ بر ملک و ملک تافت — ملک سرگشتہ خود را چون فلک یافت

اُس سے ایک روشنی انسان اور فرشتون پر چمکی — فرشتون نے دیوانہ آپ کو مثل آسمان کے پایا

زہر آئینہ بنمود روئے — بہر جا خواست ازوی گفتگوئے

واسطے آئینے کے ظاہر کی ایک صورت — ہر جگہ چاہی اُس سے ایک گفتگو

ہمہ سبوحیان سبوح گویان — شدند از بیخودی سبوح جویان

تمام فرشتے پاک کہنے والے — ہوئے بیخودی سے پاک کہنے والے

زغواصان این بحر فلک فلک — برآمد غلغل سبحان ذی الملک

تیرنے والون اس دریاے آسمان کشتی سے — نکلا شور پاک ہے وہ صاحب ملک

ز ذرات جہان آئینہ ہا ساخت — ز روی خود بہر یک عکس انداخت

جہان کے ذرون سے آئینے بنائے — اپنے چہرے سے ہر ایک مین عکس ڈالا

ازان لمعہ فروغی بر گل افتاد — ز گل شوری بجان بلبل افتاد

اُس روشنی سے ایک روشنی پھول پر پڑی — پھول سے ایک شور بلبل کے دل مین پڑا

رخ خود شمع زان آتش برافروخت — بہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت

منھ اپنا شمع نے اس آگ سے روشن کیا — ہر ایک مکان مین سیکڑون پروانون کو جلایا

ز نورش تافت بر خورشید یک تاب — برون آورد نیلوفر سر از آب

اُسی کے نور سے چمکی آفتاب پر ایک روشنی — باہر نکالا کنول کے پھول نے سر پانی سے

ز رویش روی خود آراست لیلی — بہر مویش ز مجنون خاست میلی

منھ اُس کے سے منھ اپنا سنوارا لیلے نے — ہر ایک بال اس کے مجنون سے پیدا ہوئی ایک خواہش

لب شیرین بشکر ریز بکشاد — دل از پرویز برد و جان ز فرہاد

ہونٹھ شیرین نے میٹھی باتین کرنے مین کھولے — دل پرویز سے لے گیا اور جان فرہاد سے

جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ — ز معشوقان عالم بستہ پردہ

خوبصورتی اُس کی ہر ہر جگہ جلوہ کیے ہوئے — جہان کے معشوقون سے پردہ بند کیے ہوئے

سر از جیب مہ کنعان بر آورد — زلیخا را دمار از جان بر آورد

ماہ کنعان یعنی یوسف کے گریبان سے سر باہر نکالا — زلیخا کی جان سے ہلاکی برلایا یعنی عاشق کیا

بہر پردہ کہ بینی پردگے اوست
جیسے پردے مین کہ دیکھے تو پردہ دار وہ ہے
قضا جنبان ہر دلبردگی اوست
ہر دلبری اُس کی قضا کی حرکت دینے والی ہے

بعشق اوست دل را زندگانی
اُسی کے عشق سے دل کو زندگی ہے
بشوق اوست جان را کامرانی
اُس کے شوق مین جان کی مقصد وری ہے

دلی کان عاشق خوبان دلجوست
جو دل وہ عاشق معشوقون دلجو کا ہے
اگر داند وگرنی عاشق اوست
جو جانے اور جو نہ جانے عاشق اُس کا ہے

الا تا در غلط نافتی کہ گوئے
خبردار ہو ہرگز غلطی مین نہ پڑے بلکہ کہے تو
کہ از ما عاشقی وز وی نکوئے
کہ ہم سے عاشقی اور اس سے خوبصورتی ہے

توئے آئینہ او آئینہ آرا
تو ہے آئینہ وہ آئینے کا آراستہ کرنیوالا
توئی پوشیدہ و او آشکارا
تو پوشیدہ ہے اور وہ ظاہر

کہ ہمچون نیکوئے عشق ستودہ
کہ اپنے خوبصورت عشق تعریف کیے ہوئے نے
از و سر بر زدہ در تو نمودہ
اور اس سے سر نکلکر تجھ مین ظہور کیا

چو نیکو بنگری آئینہ ہم اوست
جو خوب دیکھے تو آئینہ بھی وہی ہے
نہ تنہا گنج بل گنجینہ ہم اوست
نہین فقط خزانہ بلکہ خزانے کی جگہ بھی وہی ہے

من و تو در میان کاری نداریم
مین اور تم درمیان مین کچھ کام نہین رکھتے مین ہم
بجز بیہودہ پنداری نداریم
سوائے ایک واہیات گمان نہین رکھتے ہین ہم

خمش کاین قصہ پایانی ندارد
چپ رہ کہ یہ کہانی کوئی انتہا نہین رکھتی ہے
بیان او زبانداني ندارد
بیان اُس کا کوئی شارع نہین کرسکتا ہے

ہمان بہتر کہ من در عشق پیچیم
وہی بہتر کہ ہم بھی عشق مین لپٹین
کہ بے این گفتگو ہیچیم و ہیچیم
کہ بغیر ان باتون کے بیکار ہین اور ہیچ ہین ہم

نخل در بیان فضیلت عشق بستن و شاخچہ آغاز

درخت بیچ بیان بزرگی عشق کے باندھنا یعنی لگانا اور قلم شروع

سبب نظم کتاب بدان پیوستن

سبب نظم کرنے کتاب کی اُس مین ملانا

دل فارغ ز درد عشق دل نیست
فارغ دل درد عشق سے کوئی دل نہیں ہے
تن بیدرد دل جز آب و گل نیست
دل بیدرد کا بدن سوا پانی اور مٹی کے نہیں ہے

ز عالم رویت آور در غم عشق
جہان سے منہ اپنا اُلا عشق کے غم مین
که باشد عالمِ خوش عالمِ عشق
کہ ہوتا ہے اچھا عالم عشق کا عالم

غم عشق از دل کس کم مبادا
غم عشق کا کسی دل سے کم مت ہو
دل بے عشق در عالم مبادا
دل بے عشق کے جہان مین نہ رہے

فلک سرگشته از سودای عشقست
آسمان پریشان عشق کے سودا سے ہے
جہان پرفتنه از غوغای عشقست
جہان فساد بھرا ہوا عشق کے شور سے ہے

اسیر عشق شو کاندیشه اینست
قیدی عشق کا ہو کر فکر یہی ہے
همه صاحبدلان را پیشه اینست
تمام اہل دلون کا پیشہ یہی ہے

اسیر عشق شو کازاد باشی
عشق کا قیدی ہو کر آزاد ہووے تو
غمش بر سینه نه تا شاد باشی
غم اُس کا سینے پر رکھ تو خوش ہووے تو

می عشقت دهد گرمی و مستی
شراب عشق کی تجکو دیگی گرمی اور نشہ
دگر افسردگی و خودپرستی
دوسری افسردگی اور خود پرستی

ز یاد عشق عاشق تازگی یافت
عشق کی یاد سے عاشق نے تازگی پائی
ز ذکر او بلند آوازگی یافت
بیان اُس کے سے شہرت پائی

اگر مجنون نه می زین جام خوردی
جو مجنون اس شراب سے پیالہ نہ پیتا
که او را در دو عالم نام بردی
کون دونون جہان مین اُس کا نام لے جاتا

هزاران عاقل و فرزانه رفتند
ہزارون عقلمند اور دانا گذرے
ولے از عاشقی بیگانه رفتند
اور لیکن عاشقی سے بے خبر چلے گئے

نه نامے ماند از ایشان نه نشانی
نہ کوئی نام اُن سے رہا نہ کوئی نشان
نه در دست زمانه داستانی
نہ زمانے کے ہاتھ مین اُن سے کوئی کہانی

بسا مرغان خوش الحان که هستند
بہت چڑیان خوش آواز یعنی شاعر کہ ہین
که خلق از ذکر ایشان لب به بستند
کہ لوگون نے انکے ذکر سے لب بند کیے یعنی انہیں کوئی نہیں جانتا

چو اہل دل ز عشق افسانه گویند
جو صاحب دل عشق سے کہانی کہتے ہین
حدیث بلبل و پروانه گویند
باتین بلبل اور پروانے کی کرتے ہین

بہ گیتی گرچہ صد کار آزمائے
جہان میں اگر صد ہا کام کرے تو
متاب از عشق رُو گرچہ مجازیست
مت پھیر مُنہہ عشق سے اگرچہ مجازی ہے
بلوح اول الف ہا تا نخوانے
تختی میں پہلے جب تک الف بے نہ پڑھے تو
شنیدم شد مریدی پیش پیری
سنا میں نے گیا ایک مرید آگے ایک پیر کے
بگفت ار پا نشد در عشقت از جا ے
کہا جو تیرا پاؤن عشق میں نہین گیا یعنی تو عاشق نہین ہوا
کہ بی جام مے صورت کشیدن
کہ بے ظاہری شراب کے پیالے پینے یعنی بغیر عشق
و لے باید کہ در صورت نمانی
اور لیکن چاہیے کہ ظاہر مین نہ رہے تو
چو خواہی رخت در منزل نہادن
جو چاہے تو اسباب منزل مین رکھنا
بحمد اللہ کہ تا بودم درین دیر
شکر خدا کا کہ جب تک رہا مین اِس دنیا مین
چو دایہ ناف من بی مشک دیدہ
جو دائی نے ناف میری بے مشک دیکھی
چو مادر بر لبم پستان نہادہ
جو مان نے میرے ہونٹھ پر چھاتی رکھی
اگرچہ موی من اکنون چو شیر ست
اگرچہ بال میرے اب مثل دودھ کے یعنی سفید ہین
بہ پیری و جوانی نیست چون عشق
بوڑھاپے اور جوانی مین جو نہین ہے عشق

ہمین عشقت دہد از خود رہائی
یہی عشق تجھکو خودی سے آزادی دے گا
کہ آن بہر حقیقت کارسازیست
کہ وہ واسطے حقیقت کے بندوبست ہے
ز قرآن درس کردن کی توانے
قرآن سے کب سبق پڑھ سکتا ہے تو
کہ باشد در سلوکش دستگیری
کہ ہو اسکا راہ مذہب بتانے مین ہاتھ پکڑنیوالا
برو عاشق شو آنگہ پیش من آے
جا عاشق ہو اُس وقت میرے پاس آ
نیارے جرعہ معنی چشیدن
نہ سکے تو ایک گھونٹ حقیقت کی شراب کا چکھنا
وزین پل زود خود را بگذرانی
اور اُس پل سے جلد آپ کو پار اُتارے تو
نباید بر سر پل ایستادن
نہ چاہیے پل کے اوپر ٹھہرا ہوتا
براہ عاشقی بودم سبک سیر
عشق کی راہ مین رہا مین تیز چلنے والا
بہ تیغ عاشقی نافم بریدہ
عاشقی کی تلوار سے ناف میری تراشی
ز خونخوار ے عشقم شیر دادہ
اذیت عشق سے مجھکو دودھ پلایا
ہنوزم ذوق شیرم در ضمیر ست
اب تک مزا دودھ کا میرے دل مین ہے
دمد بر من دمادم این فسون عشق
پھونکتا ہے مجھ پر ہردم یہ عشق جادو

بلغ عشق سے مقصد عشق مجازی یعنی ظاہری ہی کیون نہو کیونکہ ظاہری عشق وسیلہ عشق حقیقی کا ہے ۱۲ سے مراد دنیا ہے اور سبک سیر سے مراد جلد گذرنے والا اور چست اور چالاک ۱۲ سے مراد اور سبک سے مراد خونخواری عشق مراد محنت اور تکلیف اور ریاضت شاقہ سے ۱۲ شیر جو سفید ہونے سے بالون کے سفید ہونے سے مراد ہے ۱۲

که جامی چون شدی در عاشقی پیر
کہ جامی جو عاشقی میں تو ہوا بڈھا

سبکرو نے کن و در عاشقی میر
خوش گفتاری کر یعنی عمدہ شعر کہہ اور عاشقی میں مرجا

بنه در عشقبازی داستانے
رکھ یعنی لکھ عشقبازی میں کوئی داستان

که باشد از تو در عالم نشانے
کہ رہے تجھ سے جہان میں ایک نشان

بکش نقشی ز کلک نکته زایت
کھینچ اپنے باریکی پیدا کرنیوالی قلم سے ایک نقش

که چون از جا روی ماند بجایت
کہ جو تو چلا جاوے تیری جگہ پر رہے

چو از عشق این ندا آمد بگوشم
جو عشق سے یہ آواز میرے کان میں آئی

باستقبال بیرون رفت هوشم
پیشوائی کیواسطے باہر گیا ہوش میرا یعنی میں بیہوش ہوگیا

بجان بستم کمر فرمانبری را
جان سے کمر باندھی میں نے تابعداری کے لیے

نهادم رسم نو سحر آوری را
رکھا میں نے طریقہ نیا جادوگری کا

بر آنم گر خدا توفیق بخشد
اسپر ہوں میں جو مجکو خدا توفیق بخشے

که نخلم میوهٔ تحقیق بخشد
کہ درخت امیرا میوہ تحقیق کا بخشے

کُنم از سوزِ عشق آن نکته رانی
کروں میں سوز عشق سے وہ شاعری

که سوزد عقل رخت نکته دانی
کہ جلادے عقل اسباب باریکی جاننے کا

درین فیروزه گنبد افگنم دود
اس نیلے گنبد یعنی آسمان پر ڈالوں میں دھوان

کنم چشم کواکب گریه آلود
کروں میں آنکھیں ستاروں کی آنسو بھری ہوئیں

سخن را پایه بر جائے رسانم
شاعری کا مرتبہ اُس جگہ پہونچاؤں میں

که بنوازد باحسنت آسمانم
کہ سرفراز کرے تعریف سے مجکو آسمان

دستهٔ گل از چمن فضائل عشق چیدن و رشتهٔ اتمام سبب نظم کتاب بر آن پیچیدن

ایک گلدستہ فضیلت عشق کے باغ سے چننا اور ڈورا تمامی سبب نظم کرنے کتاب کا اُسپر لپیٹنا

سخن دیباچهٔ دیوان عشق ست
کلام سرنامہ عشق کے دیوان کا ہے

سخن نوبادهٔ بستان عشق ست
شاعری نیا پودھا عشق کے باغ کا ہے

بعالم هرچه از نو و کهن زاد
جہان میں جو کچھ نئے اور پرانے سے پیدا ہوا
خرد را کار و باری جز سخن نیست
عقل کو کوئی کاروبار سوا کلام کے نہیں ہے
سخن از کاف و نون دم بر قلم زد
کلمۂ کن سے قلم پر دم مارا یعنی قلم سے کہا
چو شد قاف قلم زان کاف موجود
جو ہوا قاف قلم کا اُس کاف سے ظاہر
جهان باشان که در بالا و پستند
جہانکے رہنے والے کہ نیچے اور اوپر یعنی بلندی اور پستی میں ہیں
چو زان جوشش کند لب نکته رانی
جو اُس جوش سے ہونٹھ باریکیاں بیان کرے
زند باد نفس دستش بدامان
مارے ہوا دم کے ہاتھ اُسکے دامن میں
کند ره بر در دروازهٔ گوش
کرے راہ کان کے دروازے یعنی سنکر
کند خاطر باستقبالش آهنگ
کرے دل اُسکی پیشوائی کا ارادہ
گهی لب را نشاط خنده آرد
کبھی ہونٹھ کو خوشی سے ہنسا دے
از و خندان لب اندوه مندان
اُس سے ہنسنے والے ہیں ہونٹھ دردمندونکے
چو این شان الهی بینم ازوی
جو یہ شان خدا کی دیکھتا ہوں میں اُس سے
بدین می شغل گیری ساخت پیرم
اس شراب سے شغل کرنے نے بوڑھا کیا مجھکو

چنین گوید سخندان کز سخن زاد
ایسا کہتا ہے شاعر کہ باعث یعنی لفظ سے پیدا ہوا
جهان را یادگاری جز سخن نیست
جہانکو کوئی نشانی سوا کلام کے نہیں ہے
قلم بر صفحهٔ هستی رقم زد
قلم نے پیدائش کے صفحہ پر لکھا
کشاد از چشمه اش فوارهٔ جود
کھولا اُسکے چشمہ سے فوارہ بخشش کا
ز جوششهای آن فواره مستند
اُسکے فوارے کے جوش سے مست ہیں
گلی باشد ز گلزار معانی
ایک پھول ہووے باغ حقیقت سے
برون آرد ز گلزارش خرامان
باہر لادے باغ سے ٹہلتے ہوئے اسکو
فتد از مقدم او هوش بیهوش
گر پڑے اُسکی آمد سے ہوش بیہوش ہوکر
در آرد دل ببر چون غنچه اش تنگ
لادے دل گود میں کلی کی طرح بھینچکر اُسکو
گه از دیده نم اندوه بارد
کبھی آنکھ سے آنسو غم کے برسا دے
از و گریان شود لبهای خندان
اُس سے روتے ہیں ہونٹھ ہنسنے والے
معاذ الله که دامن چینم از وی
پناہ خدا کی کہ دامن چھوڑوں نہیں اُس سے
به پیرانه سر اکنون شغل گیرم
بوڑھاپے میں اب اور شغل اختیار کروں میں

۱ یعنی جو کچھ جہان میں پیدا ہوا لفظ کن سے پیدا ہوا ۲ یعنی قلم نے دم یعنی خدا تعالیٰ نے قلم کو کن سے پیدا کیا بعد اُسکے اُس سے تمام چیزوں کو پیدا کیا ۳ جہان باشان یعنی جہان کے رہنے والے
بسم اللہ
۴ دل ... فوارہ ... جوش ... ۵ ... دم ... یعنی ... لب ... ہونٹھ ... اُسکو ... باہر لاوے

دہم از دل بروں راز نہان را
دل سے باہر نکالوں میں پوشیدہ بھید کو
کہن شد قصۂ شیرین و خسرو
پرانی ہوئی کہانی شیرین اور خسرو کی
سر آمد نوبت لیلی و مجنون
آخر کو ہوئی باری لیلی اور مجنون کی
چو طوطی طبع را سازم شکر خا
طوطی کی طرح طبیعت کو کر دوں شیرین کلام
خدا از قصہ‌ہا چون احسنش خواند
خدا نے تمام قصوں سے جو اسکو اچھا کہا
چو باشد شاہد آن وحی منزل
جسکا گواہ ہووے کلام مجید
نگردد خاطر از نا راست خرسند
نہیں ہوتا ہے دل جھوٹ سے خوش
سخن را زیوری جز راستی نیست
بات کا کوئی زیور سوا سچائی کے نہیں ہے
ازان صبح نخستین بی فروغ ست
اس سے صبح کاذب بے رونق ہے
چو صبح راستی از صدق دم زد
جو صبح صادق نے سچائی سے دم مارا
بصنعت گر بیارائی دروغی
کاریگری سے جو تو آراستہ کرے ایک جھوٹ
چرا دوزی بقد زشت دیبا
کیوں سیتا ہے بھدے قد پر دیبا یعنے ریشمی کپڑے
ز دیبا زشت زیبائی نیابد
دیبا سے بد صورت خوبصورتی نہیں پاتا ہے

بخندانم بہ گریانم جہان را
ہنساؤنگا اور رولاؤنگا میں جہان کو
بشیرینی نشانم خسرو تو
شیرین کلامی سے بٹھاؤنگا بادشاہ نئے کو
کسی دیگر سر آمد سازم اکنون
کسی اور کو غالب کروں میں اب
ز حسن یوسف و عشق زلیخا
خوبصورتی یوسف اور عشق زلیخا سے
با حسن وجہ زان خواہم سخن راند
اچھی طرح سے میں اس سے بیان کرونگا
نباشد کذب را امکان مدخل
نہو جھوٹ کو طاقت دخل دینے کی
و گر خود گوئی آنرا است مانند
اور جو تحقیق کہے تو اسکو سچ مشابہ کریں
جمال مہ بجز ناکاستی نیست
خوبصورتی چاند کی سوا نہ گھٹنے کے اور نہیں ہے
کہ لاف روشنی از وی فروغ ست
کہ ڈینگ روشنی کے اس سے چمکتی ہے
چو خور بر آسمان زرین علم زد
مثل آفتاب کے آسمان پر سنہرا علم مارا یعنی روشنی ہوا
نگیرد زان چراغ دل فروغی
نہ پکڑے اس سے چراغ دل کا کوئی روشنی
کہ از دیبا نگردد زشت زیبا
کہ دیبا سے نہووے بدصورت خوبصورت
ولی دیبا سوی زشتی شتابد
اور لیکن دیبا کی طرف برائی دوڑتی ہے

رُخ گلرنگ را گلگونہ باید
چہرۂ سرخ کو غازہ چاہیے
کش از گلگونہ گلرنگی فزاید
کہ غازے سے اُسکی رنگت زیادہ ہوتی ہی

چو گلگونہ بروے تیرہ مالی
جو سیاہ چہرے پر غازہ ملے تو
نہ بیند دیدہ زان جز تیرہ حالی
نہ دیکھین آنکھین اُس سے سوا سیاہی کے

ز معشوقان چو یوسف کس نبودہ است
معشوقون سے مثل یوسف کے کوئی نہین ہوا ہی
جمالش از ہمہ خوبان فزودہ است
خوبصورتی اُسکی تمام معشوقونسے زیادہ ہی

ز خوبان ہر کرا ثانی نداند
معشوقون سے جسکو ثانی نہین جانتے ہین
ز اول یوسف ثانیش خوانند
پہلے اُس کو یوسف ثانی کہتے ہین

نبود از عاشقان کس چون زلیخا
نہ تھا عاشقون سے کوئی مثل زلیخا کے
بعشق از جملہ بود افزون زلیخا
عشق مین سب سے زیادہ تھی زلیخا

ز طفلی تا بہ پیری عشق ورزید
لڑکپن سے بوڑھاپے تک عشق اختیار کیا
بشاہی و گدائی عشق ورزید
پادشاہی اور فقیری مین عشق اختیار کیا

پس از پیری و عجز ناتوانے
پیچھے بوڑھاپے اور کمزوری کے عجز کرنے سے
ق
چو بازش تازہ شد عہد جوانی
جو پھر اُس کی جوانی کا زمانہ تازہ ہوا

بجز راہ وفا و عشق نسپرد
سوا راہ محبت اور عشق کے نہ چلی
بران زاد و بران بود و بران مُرد
اُسی پر پیدا ہوئی اُسی پر رہی اور اُسی پر مر گئی

زلیخا گرچہ محبوب جہان بود
زلیخا اگرچہ معشوق جہان کی تھی
ولی یوسف بخوبی بیش ازان بود
اور لیکن یوسف خوبی مین زیادہ اُس سے تھے

درین نامہ سخن رانم ز ہر یک
اس کتاب مین بیان کرونگا مین ہر ایک سے
بخامہ گوہر افشانم ز ہر یک
قلم سے گوہر افشانی کرونگا مین ہر ایک کی

بہر نقدے کزیشان خرج سازم
جس نقد سے کہ واسطے انکے خرچ کرونگا مین
ز حکمت تازہ گنجی درج سازم
دانائی سے ایک تازہ خزانہ داخل کرونگا مین

طمع دارم کہ گر ناگہ شگرفے
آرزو کرتا ہون مین کہ اگر کبھی کوئی بزرگ
بخواند زین محبت نامہ حرفے
پڑھے اس کتاب سے کوئی حرف

نتابد نامہ سان بر روی من پشت
نہ پھیرے کتاب کی طرح میرے منھ پر پیٹھ
نراند خامہ وش بر حرفم انگشت
نہ چلاوے قلم کی طرح میرے عیب پر اُنگلی

سلہ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے برابر حسین زمانے مین کوئی نہین ہوا اسواسطے یوسف کی تشبیہ دیتے ہین ۱۲ سلہ ... کے معنی ... ۱۲ سلہ یعنی حضرت یوسف اور زلیخا دونون کے حالات ... بیان ... سلہ ... معنی ... سلہ ... اس کتاب ... سلہ مراد ... بیان ... دونون ... ۱۲ سلہ حرف ... معنی عیب ۱۲

بدو ورا او ور گزیا بد خطائے
زمانے مین جو پا دے کوئی غلطی
نیارد بر سر من ماجرائے
نلادے میرے سر پر کوئی اعتراض

بقدر وسع در اصلاح کوشد
اپنے مقدور بھر اصلاح مین کوشش کرے
اگر اصلاح نتواند خموشد
اگر اصلاح نہ ممکن ہو چپ ہو رہے

داستان شمع جمال یوسفی را در شبستان غیب
شمع جمال یوسف علیہ السلام کو غیب کے محل مین

افروختن و پروانہ دل آدم را بمشاہدہ آن سوختن
روشن کرنے اور دل آدم کے پروانہ کے اسکے دیکھتے ہی جلنے کے بیان مین

گہر سنجان دریاے معانی
موتی تولنے والون دریاے حقیقت یعنے مورخون نے
ورق خوانان وحی آسمانی
تفسیر کہنے والون حکم آسمانی یعنے کلام مجید نے

چو تاریخ جہان کردند آغاز
جو تواریخ جہان کی شروع کی
چنین دادند از آدم خبر باز
ایسی دی وقت حضرت آدم سے خبر

کہ چون چشم جہان بینش کشادند
کہ جب آنکھ جہان دیکھنے والی اسکی کہولی
بر او اولاد او را جلوہ دادند
اُسپر اُسکی اولاد کو جلوہ دیا یعنے ظاہر کیا

صفوف انبیا یکجا پس و پیش
قطارین پیغمبرون کی ایک جگہ پیچھے اور آگے
ستادہ ہر صفی بر پایہ خویش
کھڑے ہوئے ہر قطار اپنے مرتبے پر

صفوف اولیا قائم دگر جاے
قطارین اولیا کی قائم دوسری جگہ
نہادہ در مقام پیروی پای
رکھے ہوئے مقام پیروی مین قدم

گروہی با شکوہ پادشاہی
ایک گروہ بادشاہی دبدبے سے
بتاج شوکت شاہی مباہی
تاج بادشاہی کے دبدبے سے فخر کرنیوالا

ستادہ صف بصف دیگر خلائق
کھڑے ہوئے قطار قطار اور لوگ
بترتیب خوش و دستور لائق
اچھی ترتیب اور عمدہ قاعدے سے

چو آدم سوی آن مجمع نظر کرد
جو آدم نے طرف اُس مجمع کے دیکھا
زہر جمعے تماشائے دگر کرد
ہر ایک گروہ سے ایک دوسرا تماشا دیکھا

بخشمش یوسف آمد چون یکی ماہ
اُسکی نظر سے مین آیا یوسف مثل ایک چاند کے
چو شمع انجمن زان جمع ممتاز
مثل شمع مجلس کے اُس گروہ سے سرفراز
جمال نیکوان در پیش او گم
جمال معشوقون کا اُسکے آگے گم
ردای دلبری افگندہ بر دوش
چادر دلبری کی ڈالے ہوئے کاندھے پر
کمال حسنش از اندیشہ بیرون
کمال خوبصورتی اُسکی کا خیال سے باہر
بدوشش خلعت لطف الٰہی
اُسکے کاندھے پر خلعت خدا کی مہربانی کا
جبینش مطلع صبح سعادت
پیشانی اُسکی جگہ طلوع ہونے صبح نیکبختی کی
ہمہ پیغمبران از پیش و از پس
تمام پیغمبر آگے اور پیچھے سے
ہمہ ارواح قدسی بی کم و کاست
تمام روحین پاک بے کمی اور گھٹانے کے
درین محرابی خورشید قندیل
اس محراب آفتاب قندیل یعنی مسجد اقصیٰ مین
ازان جاہ و جلال آدم عجب ماند
اُس مرتبے اور بزرگی سے آدم متعجب رہا
کہ یارب این نہال از گلشن کیست
کہ اے خدا یہ درخت کس باغ سے ہے
بروی این پرتو دولت چرا تافت
اُسپر یہ عکس دولت کا کیونکر چمکا

نہ مہ خورشید اوج عزت و جاہ
نہیں چاند آفتاب بلندی عزت اور مرتبے کا
میان جمع شمع آشنا سرافراز
درمیان گروہ کے مانند شمع کے سربلند
چنان کز پرتو خورشید انجم
ایسا کہ عکس آفتاب سے ستارے
فدای خاک پایش صد ردا پوش
قربان خاک قدم اُسکی کے سیکڑون چادر اوڑھنے والے
ز حد عقل فکرت پیشہ بیرون
انتہا عقل فکر پیشہ سے باہر
بفرقش تاج فر پادشاہی
اُسکے سرپر تاج بادشاہی دبدبے کا
شب غیب از رخش روز شہادت
رات پوشیدگی کی منھ اُسکے سے دن روشن
ز ظلمتہای جسمانی مقدس
بدنی تاریکیون سے پاک
علمہا برکشیدہ از چپ و راست
علم کھڑے کیے ہوئے بائین اور داہنے سے
فگندہ غلغل تسبیح و تہلیل
مچا شور تسبیح پڑھنے اور وظیفے کا
بعنوان تعجب زیر لب راند
بطور تعجب کے ہونٹھ کے نیچے یعنی آہستہ کہا
تماشاگاہ چشم روشن کیست
سیرگاہ کس روشن آنکھ کی ہے
جمال و جاہ چندین از کجا یافت
خوبصورتی اور مرتبہ اتنا کہاں سے پایا

خطاب آمد که نورِ دیدهٔ تست
آواز آئی کہ نور تیری آنکھون کا ہے
ز باغستان یعقوبؑ این نہالیست
باغ حضرت یعقوب سے یہ ایک درخت ہے
ز کیوان بگذرد ایوان جاهش
زحل سے گذرے گا محل اُسکے مرتبے کا
ز بس خوبی که در رویش عیانست
کثرت خوبی سے کہ اُسکے چہرے مین ظاہر ہے
کند روی ترا آئینه داری
کریگا تیرے منھ کی آئینہ داری یعنی صفائی
بگفت اینک درِ احسان گشادم
کہا ابھی دروازہ احسان کا کھولا مین نے
ازان خوبی که باشد دلبران را
اُس خوبی سے کہ ہو تمام معشوقون کی
چو گل از ذوق فرزندیش شگفت
پھول کی طرح اُسکے لڑکے ہونے سے خوش ہوا
پی نسخ بتان در رنج ار گشاید
واسطے رد کرنے بتون کے جو مسودہ کھولے
پس آوردش بسوی سینهٔ خویش
پھر لایا اُسکو طرف سینے اپنے کے
ز مهر خویشتن کردش خبردار
اپنی محبت سے کیا اُس کو خبر دار

فرح بخش دلِ غم دیدهٔ تست
خوشی بخشنے والا دل غمدیدہ تیرے کا ہے
ز صحرای خلیل الله غزالیست
خلیل اللہ یعنی ابراہیم کے جنگل سے ایک ہرن ہے
زمین مصر باشد تختگاهش
زمین مصر کی ہوگی اُس کی تخت گاہ
حسد انگیز خوبان جهانست
رشک دلانیوالا جہان کے معشوقون کا ہے
ببخشش آنچه در گنجینه داری
بخش اُسکو جو کچھ خزانہ مین رکھتا ہے تو
ز شش دانگ جمالش چار دادم
چھ دانگ خوبصورتی سے اُسکو چار دانگ دیے مین نے
دو بخش اورا بقی مر دیگران را
دو حصہ خاصکر اُسکو ایک حصہ اورون کو
چو بلبل بر گل رویش دعا گفت
بلبل کیطرح اُسکے منھ کے پھول پر دعا کی
خط حسن همه ثلثش نماید
خط اُسکے حسن کا اُسکا تیسرا حصہ معلوم ہووے
صفا بخش از دل بی کینهٔ خویش
صفائی بخشنے والا یعنی آدم دل بے کینہ اپنے سے
به پیشانی زدش بوسه پدروار
پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا باپ کیطرح

نہال جمال یوسفی را از بهارستان غیب بباغستان شهود

درخت جمال یوسفی کو بہارستان پوشیدگی سے باغ ظاہری مین

آوردن وہم او را آب دیدۂ یعقوب و ہوای دل زلیخا پروردن

لانا اور اُسکو یعقوب ہی کی آنکھون کے پانی اور ہوائے دل زلیخا سے پرورش کرنا

درین نوبت گہ صورت پرستی
اس نقارخانے صورت پوجنے والے یعنی ظاہری مین
زند ہر کس بنوبت کوس ہستی
بجاتا ہے ہر شخص باری سے نقارہ ہستی کا

حقیقت را بہر دوری ظہوریست
حقیقت کو ہر ایک دورے مین ایک ظہور ہے
ز اسمی بر جہان افتادہ نوریست
ایک نام سے جہان پر ایک نور پڑا ہے

اگر عالم بیک دستور ماندے
اگر جہان ایک طریقے پر رہتا
بسا انوار کان مستور ماندے
بہت نور کہ وہ پوشیدہ رہتے

گر از گردون نگردد نور خور گم
جو آسمان سے نور آفتاب کا پوشیدہ نہو
نگیرد رونق بازار انجم
نہ پکڑے رونق بازار ستارون کی

زمستان از چمن بار ار نہ بندد
جاڑا باغ سے جو بوجھ نہ باندھے یعنی نہ جائے
ز تاثیر بہاران گل نخندد
بہار کی تاثیر سے پھول نہ کھلین

چو آدم رخت ازین محرابگہ بست
جو آدم نے اسباب اس دنیا سے باندھا یعنی سفر کیا
بجایش شیث در محراب بنشست
انکی جگہ پر شیث پیغمبر محراب مین بیٹھے

چو وی ہم رفت کرد آغاز ادریس
جب وہ بھی گئے ادریس نے شروع کیا
درین تلبیس خانہ درس تقدیس
اس مکرخانے یعنی دنیا مین سبق پاکی کا

چو شد تدریس ادریس آسمانی
جو ہوئی پڑھائی حضرت ادریس کی آسمانی یعنی مرگئے
بنوح افتاد دین را پاسبانی
حضرت نوح پر پڑی دین کی نگہبانی

بطوفان فنا چون غرق شد نوح
فنا کے طوفان مین جب ڈوب گئے حضرت نوح
شد این در بر خلیل اللہ مفتوح
کشادہ ہوا یہ دروازہ حضرت ابراہیم پر

چو خوان دعوتش چیدند از آفاق
جب خوان اُسکی دعوت کا چنا جہان نے
موفق شد بآن انفاق اسحاق
توفیق دیا گیا واسطے اُسکے لقمہ دینے کے اسحاق

چو زین ہامون شد او راہ عدم کوب
جب اس جنگل یعنی دنیا سے ہوا وہ نیستی کی راہ چلنے والا
زد از کوہ ہدی گلبانگ یعقوب
ماری یعنی دی کوہ ہدی سے آواز یعقوب نے

چو یعقوب از عقب زین کار دم زد
جو یعقوب نے پیچھے سے اس کام یعنی پیمبری مین دم مارا
ز حدِ شام تا کنعان علم زد
کنارے شام سے کنعان تک سکہ بٹھایا

اقامت را بکنعان محمل افکند
ٹھیرنے کا کنعان مین کجاوہ ڈالا
فتادہ در فزایش مال و فرزند
پڑے زیادتی مین مال اور لڑکون کے

شمار گوسپندش از بز و میش
گنتی بھیڑ اور بکریون اور دُنبہ اُس کے کی
دران وادی شد از مور و ملخ بیش
اُس جنگل مین ہوئی چیونٹی اور ٹڈی سے زیادہ

بنوّت در بنوبت گشتہ پیدا
لڑکے باری باری ہوے پیدا
بتفصیل رسالت شعلہ آسا
ساتھ تفصیل پیمبری کے شعلے کے مانند

بہشتم پشت واضح گشت یوسف
آٹھوین پشت مین ظاہر ہوے یوسف
بماند از وی جہانی در تاسف
رہا اُن سے ایک جہان افسوس مین

پسر بیرون ز یوسف یازدہ داشت
لڑکے باہر یعنی سوا یوسف سے گیارہ رکھتا تھا
ولی یوسف میان جانش رہ داشت
اور لیکن یوسف اُسکی جان مین راہ رکھتے یعنے عزیز تھے

چو یوسف بر زمین آمد ز مادر
جو یوسف زمین پر آیا مان سے یعنی پیدا ہوا
برخ شد ماہ گردون را برابر
چہرے مین ہوا آسمان کے چاند کے برابر

دمید از بوستان دل نہالے
اُوگا باغ دل سے ایک نیا پودہ
نمود از آسمان جان ہلالے
ظاہر ہوا آسمان کی جان سے ایک [illegible] کا چاند

ز گلزار خلیل اللہ گلی رست
باغ خلیل اللہ یعنی ابراہیم سے ایک پھول اُوگا
قبای نازک اندامی بر و چست
چکن نازک بدن ہونے کی اُس پر تنگ

بر آمد اختری از برج اسحاق
نکلا ایک ستارہ برج یعنی خاندان اسحاق سے
ز روی او منور چشم آفاق
اُس کے چہرے سے روشن آنکھہ جہان کی

علم زد لالۂ از باغ یعقوب
ظاہر ہوا ایک لالہ باغ یعقوب سے
از و ہم مرہم و ہم داغ یعقوب
اُسی سے مرہم اور بھی داغ یعقوب کا

غزالی شد شمیم افزای کنعان
ایک ہرن کا بچہ ہوا خوشبو بڑھا نیوالا کنعان کا
از و رشک ختن صحرای کنعان
اس سے رشک دینے والا ختن کا جنگل کنعان کا

ز جان تا بودہ بہرہ مادرش را
جان سے جبتک رہا حصہ اسکی مان کو یعنی جبتک زندہ رہین
ز شیر خویش شستی شکرش را
دودہ اپنے سے دھوتین شکر یعنی ہونٹھ اُسکے کو

چو دیدش[1] در کنارِ خود دو ساله
جو دیکھا اُس نے اپنی گود مین دو برس کا

گرامی دُرّے از بحرِ کریمے
ایسا اچھا موتی دریائے بخشش سے

پدر چون دید حالِ گوہرِ خویش
باپ نے جو دیکھا حال موتی یعنی لڑکے اپنے کا

ز عمّہ مرغِ جانش پرورش یافت
پھوپھی سے اُس کی جان کی چڑیا نے پرورش پائی

قدش آئینِ خوش رفتاری آورد
قد اُسکے نے طریقہ نیک چلنی کا پایا یعنے چلنے لگے

دلِ عمّہ بمہرش شد چنان بند
دل پھوپھی کا اُس کی محبت مین بندھ گیا تھا

ہر شب[2] خفتہ چون جان در برش بود
ہر رات مثل جان کے اُسکے پہلو مین سوتا تھا

پدر ہم آرزوی روی او داشت
باپ بھی خواہش اُسکی صورت کی رکھتا یعنی دیکھا کرتا تھا

جز او کس در دلِ غمگین نمی یافت
اُس کے سوا دلِ غمگین مین کسی کو نہ پاتا تھا

چنان میخواست کان ماہِ دل افروز
ایسا چاہتا تھا کہ وہ چاند دل روشن کرنیوالا یعنی یوسف

بخواہر گفت کای گز مہر ورزی
بہن سے کہا کہ اے بہن محبت کرنے سے

ندارم طاقتِ دوری یوسف
نہین رکھتا ہون مین طاقت یوسف کے دور رہنے کی

بخلوتگاہِ راز من فرستش
میری تنہائی کی جگہ بھید مین اُس کو بھیج

دمید ایامِ زہرش در نوالہ
پھونکا یعنی ملایا زمانے نے زہر اُسکے کھانے مین

زما در ماند با اشکِ یتیمے
ماں سے رہا ساتھ آنسو یتیمی کے یعنی روتا ہوا

صدف کردش کنارِ خواہرِ خویش
اپنی بہن کی گود اُس کے لیے سیپی بنائی

بگلزارِ خوشی بال و پرش یافت
خوشی کے باغ مین بازو اور پر اُس نے پائے

لبش رسمِ شکر گفتاری آورد
ہر نظر اُس کے طور شیرین کلامی کو لائے یعنی بولنے لگے

کہ نگسستی ازو یک لحظہ پیوند
کہ نہ ٹوٹتی اُس سے ایکدم کو پیوند یعنی دم بھر جدا نہوتی

بہر روز آفتابِ منظرش بود
ہر روز آفتاب اُس کی آنکھ کا تھا

ز ہر سو میلِ خاطر سوی او داشت
ہر طرف سے خواہش دل کی طرف اُسکے رکھتا تھا

بگہ گہ دیدنش تسکین نمی یافت
کبھی کبھی اُس کے دیکھنے سے اطمینان نہ پاتا تھا

بہ پیشِ چشمِ او باشد شب و روز
ہے اُس کی آنکھ کے سامنے رات دن

بلرزم چون درختِ بید لرزی
میرے پر درخت بید کی طرح تو کانپے یعنی خفا ہو گی

خلاصم دہ ز مہجوریِ یوسف
خلاصی مجھکو دے یوسف کی جدائی سے

بمحرابِ نیازِ من فرستش
میری آرزو کی محراب مین اُس کو بھیج

[1] یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام دو برس کے ہوئے آپ کو دودھ سے [illegible] کیا ہے عمّہ بمعنی پدر کی بہن یعنی پھوپھی کو کہتے ہیں اور پرورش پروریدن کا حاصل مصدر ہے معنی [illegible] ۱۲

[2] یعنی حضرت یوسف تمام رات [illegible] اپنی پھوپھی سے [illegible] جان کی طرح [illegible] ۱۲

[3] یعقوب نے اپنی بہن سے کہا کہ تم [illegible] یوسف علیہ السلام کی جدائی گوارا نہین ہے

زیعقوبؑ این سخن خواهر چو بشنید
یعقوبؑ سے یہ بات جو بہن نے سُنی
ولیکن کرد با خود حیلہ سازی
لیکن کی ساتھ اپنے حیلہ سازی یعنی بہانہ کیا
بکف ز اسحاق بودش یک کمربند
اسحاق کے ہاتھ کا اُس کے پاس ایک کمر بند تھا
کمر بندی کہ ہر دستش بہ بستے
وہ کمر بند کہ ہاتھ جس کا اُس کو باندھتا
چو یوسفؑ را ز خود در پدر کرد
جو یوسف کا منہ آپ کے طرف باپ کے کیا یعنی بھیجا
چنان بست آن کمر را بر میانش
ایسا باندھا اُس پٹکے کو اُس کی کمر پر
کمر بستہ بیعقوبش فرستاد
پٹکا باندھ کر اس کو پاس یعقوب کے بھیجا
کہ گشتست آن کمربند از میان گم
کہ ہوا ہے وہ پٹکا کمر سے گم یعنی کھو گیا ہے
بزیر جامہ جست و جوی کردی
نیچے کپڑوں کے ڈھونڈھتی تھی
چو در آخر بیوسفؑ نوبت افتاد
جو آخر میں طرف یوسف کے باری پڑی
دران ایام ہر کس کاہل دین بود
اس زمانے میں جو شخص کہ صاحب دین یعنی دیندار تھا
کہ دزدی ہر کہ گشتی پای گیرش
جو شخص کہ چوری اُسکا پاؤں پکڑتی یعنی چوری کرتا
دگر بارہ بتزویر و بہانہ
دوسری مرتبہ مکر اور بہانے سے

ز فرمانش بصورت سر نپیچید
حکم اُس کے سے ظاہر میں سر نہ پھیرا
کہ تا گیرد ز یعقوبش بان باز
تاکہ اُس وجہ سے پھیر لے یعقوب سے اس کو
بخدمت سودہ در راہِ خداوند
خدمت کی راہ میں گھسا ہو یعنی اسحاق کے باندھنے کا تھا
ز دست اندازی آفاق رستے
زمانے کی دست اندازی یعنی ظلم سے چھوٹتا
میان بندش نہانی در کمر کرد
پوشیدہ وہ کمر بند اُس کی کمر میں کیا یعنی باندھ دیا
کہ آگاہی نشد قطعا ازانش
کہ خبر نہ ہوئی مطلق اُس سے اُس کو
وزان پس درمیان آواز درداد
اور بعد اس کے درمیان میں آواز دی یعنی کہا
گرفتی ہر کسے را زان تو ہم
پکڑتی ہر شخص کو اُس خیال سے
پس آنگہ در دگر کس روی کردی
بعد اُس کے طرف دوسرے شخص کے متوجہ ہوتی
کمر را از میانش چست بکشاد
پٹکے کو اُس کی کمر سے جلد کھول لیا
برو حکم شریعت این چنین بود
اُس پر حکم شرع کا ایسا تھا
گرفتی صاحب کالا اسیرش
قید رکھتا مالک مال کا اُس کو
چو کرد آمادہ بردش سوی خانہ
جو کیا مستعد سے گئی طرف گھر کے اس کو

یوسف کی کمر میں خفیہ طور پر باندھ دیا ۱۲ ... یوسف کی تلاشی لی چونکہ وہ کمر بند خود اس نے باندھ دیا تھا ... چوری کی تہمت لگائی ۱۲ ... حیلے سے دوبارہ ... یوسف کو لے گئی ۱۲

برویش چشم روشن شاد بنشست
سامنے اُس کے آنکھ روشن کے خوش بیٹھی
بدو شد خاطر یعقوبؑ خرم
اُس سے دل یعقوب کا خوش ہوا
بہ پیش رو چو یوسفؑ قبلہ یافت
سامنے اپنے جو یوسف ایسا قبلہ پایا
بیوسف بود روحش رحمت اندوز
یوسفؑ سے تھی روح اُس کی راحت جمع کرنیوالی یعنی خوش
بیوسف بود ہر کاری کہ بودش
یوسفؑ کے سبب سے تھا جو کام کہ تھا اُس کا
بلی ہر جا کزین سان مہ بتابد
ہان جس جگہ کہ اِس طرح کا چاند روشن ہو
چگویم کان ز حسن و دلبری بود
کیا کہون مین اس خوبصورتی اور دلبری سے کہ تھی
مہی بود از سپہر آشنائی
ایک چاند تھا آسمان محبت سے
نہ مہ ہیہات روشن آفتابی
نہین چاند افسوس ایک آفتاب روشن
چہ می گویم چہ جای آفتابست
کیا کہتا ہون مین کیا جگہ آفتاب کی ہے
مقدس نوری از قید چہ و چون
ایک پاک نور آزاد چون و چرا سے
چو آن بیچون درین چون کردہ آرام
جو اُس بے مانند یعنی خدا نے اس صورت مین آرام کیا
بدل یعقوبؑ گر مہرش نہان داشت
دل مین یعقوب جو اُس کی محبت پوشیدہ رکھتا تھا

پس از چندی اجل چشمش فروبست
بعد چند روز کے موت نے آنکھ اُسکی بند کی یعنی مرگئی
ز دیدارش نہ بستی دیدہ برہم
اُس کے دیکھنے سے آنکھ نہ بند کرتا یعنی جدا نہ کرتا
ز فرزندان دیگر روی برتافت
اور لڑکون اپنے سے مُنھ پھیرا
بہ یوسفؑ بود چشمش دیدہ افروز
یوسف سے آنکھیں اُس کی تھین دیدہ روشن کرنیوالی
بیوسفؑ بود بازاری کہ بودش
یوسفؑ کی وجہ سے تھی جو رونق کہ تھی اُس کی
اگر خورشید باشد رہ نیابد
اگر آفتاب ہووے راہ نپاوے
کہ بیرون از حد حور و پری بود
بلکہ باہر حد حور اور پری سے تھی
از و کون و مکان را روشنائی
اُس سے دونون جہان کی روشنی
کہ از وی بر فلک افتاد تابی
جس سے کہ آسمان پر پڑی ایک روشنی
کہ رخشان چشمہ اش آنجاسؑ البست
بلکہ روشن چشمہ اُس کا وہان دھوکا ہے
سر از جلباب چون آورد بیرون
سر جو پردے سے باہر لایا یعنی ظاہر ہوا
پی روپوش کردہ یوسفش نام
روپوشی کے واسطے اس نے یوسف نام رکھا
دگر گردش بجان جا جای آن داشت
اور جو کی اس کی جان مین جگہ وہی جگہ رکھتا تھا

زلیخائی که رشک حور عین بود
ایسی زلیخا کہ رشک دینے والی حور بہشت کی تھی
بمغرب پردهٔ عصمت نشین بود
پچھم مین پاکدامنی کے پردے مین بیٹھنے والی تھی

ز خورشید رخش نادیده تابی
آفتاب چہرے اُس کے سے بغیر ادنی چمک دیکھے
گرفتار خیالش شد بخوابی
اُس کے خیال کی ایک شب ہوئی گرفتار

چو بر دوران غم عشق آورد زور
جب دور رہنے والون یعنی عاشقون پر غم عشق کا زور کرتا ہی
ز نزدیکان نباشد عاشقی دور
نزدیک والون سے کوئی عاشق دور نہین ہوتا ہی

در وصف نسب زلیخا که مغرب از طلوع آفتاب

زلیخا کے نسب کی تعریف مین کہ پچھم طلوع ہونے آفتاب

جمالش مشرق گشته بود بلکه بهزاران درجه از آن در گذشته

خوبصورتی اُس کی سے پورب ہو گیا تھا بلکہ ہزارون درجے اُس سے گذرا یعنی زیادہ ہوا

چنین گفت آن سخندان سخن سنج
ایسا کہا اُس سخندان سخن تولنے والے یعنی شاعر نے
که در گنجینه بودش آن سخن گنج
کہ اُس کے خزانے مین تھا شاعری کا وہ خزانہ

که در مغرب زمین شاهی بناموس
کہ پچھم کی زمین مین ایک بادشاہ باعزت
همی زد کوس شاهی نام طیموس
بجاتا تھا نقارہ بادشاہی کا نام طیموس تھا

همه اسباب شاهی حاصل او
بادشاہی کا تمام اسباب حاصل اسکو یعنی رکھتا تھا
نمانده آرزوئی در دل او
نہ رہی کوئی آرزو اُس کے دل مین

ز فرقش تاج را اقبالمندی
اُس کے سر سے تاج کو اقبالمندی
ز پایش تخت را پایه بلندی
اُس کے پانو مین سے تخت کو مرتبہ بلندی کا

فلک در خیلش از جوزا کمر بند
آسمان اُس کے گروہ مین جوزا سے کمر باندھنے والا
ظفر با بند تیغش سخت پیوند
فتح کا اُس کی شمشیر بند سے مضبوط ساتھ

زلیخا نام زیبا دختری داشت
زلیخا نام ایک خوبصورت لڑکی رکھتا تھا
که با او از همه عالم سری داشت
کہ اُس کی طرف تمام جہان سے ایک خیال رکھتا تھا

نه دختر اختری از برج شاهی
نہین لڑکی ایک ستارہ برج بادشاہی سے
فروزان گوهری از درج شاهی
بادشاہی ڈبے سے ایک روشن موتی

نگنجد در بیان وصف جمالش
نہین سماتی ہی بیان مین تعریف اُس کی خوبصورتی کی
ز سرتا پا فرود آیم چو مویش
سر سے پانؤن تک اتراؤن مین مثل زلف اسکی کے
ز نوشین نعلش استمداد جویم
ہونٹھ میٹھے اسکے سے مدد ڈھونڈھتا ہون مین
قدش نخلی ز رحمت آفریده
قد اُس کا ایک درخت رحمت سے پیدا کیا ہوا
ز جوی شہریاری آب خورده
نہر بادشاہی سے پانی پیے یعنے سینچا ہوا
بفرقش موی دام ہوشمندان
اُس کے سر کے بال عقلمندون کے لیے جال
فراوان موشگافی کرده شانه
بہت بال سلجھائے یعنی باریکیان دکھائین کنگھی نے
ز فرق او دو نیمہ نافہ را دل
سر اُس کے سے دو ٹکڑے نافے کا دل
فرو آویختہ زلف سمن سای
لٹکائے ہوئے زلف چنبیلی گھسنے والی یعنے خوشبودار
دو گیسویش دو ہندوی رسن ساز
دو زلفین اُس کی دو کافر رسی بٹنے والے
فلک درس جمالش کرده تلقین
آسمان نے سبق خوبصورتی کا اُس کو تعلیم کیا
ز طرف لوح سیمینش نموده
چاندی کی تختی اُس کی کے کنارے سے دکھائی
بزیر آن دو نون طرفه دو صادش
نیچے ان دونون بھوؤن اسکی نادر دو صاد یعنے آنکھین

کنم طبع آزمائی با خیالش
کرتا ہون مین طبیعت آزمائی اُس کے خیال سے
شوم روشن ضمیر از عکس رویش
ہون مین روشن دل اُسکے چہرے کے عکس سے
ز وصفش آنچہ در گنجد بگویم
تعریف اُس کی سے جو کچھ سماتی ہے کہتا ہون مین
بہ بستان لطافت سرکشیده
لطافت کے باغ مین سر کھینچے یعنی بلند
ز سرو جویباری آب برده
نہر کے کنارے کے سرو سے آبرو لے گئے ہوئے
از و تا مشک فرق اما نہ چندان
اُس سے مشک تک فرق لیکن نہ اتنا
نہاده فرق نازک درمیانہ
رکھا فرق تھوڑا درمیانی یعنے مانگ کا
وزو در نافہ کار مشک مشکل
اور اُس سے نافے مین کام مشک کا مشکل یعنی مصیبت مین
فگنده شاخ گل را سایہ در پای
ڈالے ہوئے پھول کی ٹہنی کا سایہ نیچے پاؤن کے
ز شمشاد سرافرازش رسن باز
سرو سر بلند یعنی قد اُس کے سے نٹ کے تماشے کو
نہاده از جبینش لوح سیمین
پیشانی اُس کی سے چاندی کی تختی رکھی
دو نون سرنگون از مشک سوده
دونون الٹے یعنی بھوین مشک سے گھسی یعنی پلک کے بال
نوشتہ کلک صنع اوستادش
لکھا کاریگری اوستاد یعنی خدا کے قلم نے اُن کو

زحد نون او با حلقۂ میم
کنارے نون اُس کے سے اوپر حلقہ میم یعنی منھ کے
فزودہ بر الف صفر دہان را
بڑھا کر الف نقطہ منھ کا
شدہ سینش عیان از لعل خندان
ہوے سین اسکے ظاہر یعنی دانت اسکے ہنستے ہوے ہونٹھ سے
زبستان ارم رویش نمونہ
باغ بہشت سے چہرہ اُس کا نمونہ
بروہر جانب از خالی نشانے
اُس پر ہر طرف تل سے ایک نشان
زنخدانش کہ سیم بی زکاتست
ٹھوڑی اسکی کہ چاندی بی زکوٰۃ ہے یعنی کسی نے بوسہ نہیں لیا ہے
بزیر غبغب ار دانا برد راہ
نیچے گوشت گردن کے جو عقلمند راہ لے جاوے
قرار دل بود نایاب آنجا
قرار دل کا نہ پایا جاوے وہان یعنی بیقرار رہو
بیاض گردنش صافی تر از عاج
سفیدی اُس کی گردن کی صاف زیادہ ہاتھی دانت سے
برودوشش زدہ طعنہ سمن را
سینے اور کندھے اُس کے نے طعنہ دیا چنبیلی کو
دو پستان ہر یکے چون قبۂ نور
دو چھاتیان ہر ایک مثل قبۂ نور کے
دو نار تازہ بر رستہ زیک شاخ
دو انار تازہ پیدا ہوے ایک ٹہنی یعنی بدن سے
زبازو گنج سیمین در بغل بود
بازو سے خزانہ چاندی کا بغل مین تھا

الف واری کشیدہ بینی از سیم
الف کے مانند کھنچی ہوئی ناک چاندی سے یعنی گوری
یکی دہ کردہ آشوب جہان را
ایک نے دس حصہ کی پریشانی جہان کی
کشادہ میم را عقدہ بہ دندان
کھلی میم یعنی منھ کی گرہ دانتون سے
درو گلہا شگفتہ گونہ گونہ
اُس مین پھول کھلے ہوئے طرح طرح کے
چو زنگی بچگان در گلستانے
مثل بچہ زنگیون کے ایک باغ مین
درو چاہے پر از آب حیاتست
اُس مین ایک کنوان آب حیات سے بھرا ہے
بود گر آمدہ رشتے ازان چاہ
جو آنی ہو کوئی رسی اُس کنوئین سے
کہ ہم چاہ است وہم گرداب آنجا
کہ کنوان بھی ہے اور بھنور بھی وہان ہے
بگردن آورندش آہوان باج
گردن کے بل لاوین اُس کو ہرن محصول
گل اندر جیب کردہ پیرہن را
پھول نے گریبان مین کیا لباس کو یعنی سمٹ گیا
حبابی خاستہ از عین کافور
ایک بلبلا اٹھا چشمۂ کافور یعنی سفید سینے سے
کف امید شان ناسودہ گستاخ
امید کی ہتھیلی نے انکو گستاخانہ نہ گھسا یعنی نہ چھوا
عیار سیم پیش او دغل بود
کسا و چاندی کا آگے اُس کے کھوٹا تھا

پیرہن گول اٹھا کر مثل گنبد کے بنائی جاتی
حباب کے معنی پانی کا بلبلا۔ عین کے معنی کافور کا چشمہ
یہان مراد زلیخا کے سینے سے ہے ۱۲
عیار کے معنی کسوٹی کسا و ۔ یا چاندی کا ۱۲

پی تعویذ آن پاکیزه چون در
واسطے تعویذ اُس پاک مثل موتی کے
دل پاکان عالم از دعا پُر
دل جہان کے پاک لوگون کا دعا سے بھرا ہوا

پری‌رویان[1] بجان کرده سپندش
خوبصورتون نے جان سے کیا سپند اُس کے لیے
رگِ جان ساخته تعویذ بندش
رگ جان کی بنائی اُس کے تعویذ کا بند

ز تاراج سران تخت و دیهیم
سردارون کے تخت اور تاج لوٹنے سے
دو ساعد آستینش کرده پُر سیم
دونون ہاتھون نے آستین اُسکی چاندی سے بھری

کفش راحت[2] ده هر محنت اندیش
ہتیلی اُس کی راحت دینے والی ہر فکرمند یعنی مفلس کی
نهادی مرهمی بر هر دل ریش
رکھتی ایک مرہم ہر ایک کے دل کے زخم پر

بدست آورد ز انگشتان قلمها
ہاتھ مین لائی یعنے لیا انگلیون سے قلم کو
زده از مهر بر دلها رقمها
رقم کیا محبت سے دلون پر خطِ محبت

دل از هر ناخنش بسته خیالی
دل نے ہر ایک ناخن اُسکے سے ایک خیال باندھا
فزوده بر سر بدری هلالی
بڑھایا ایک ماہ کامل کے سر پر ایک دوج کے چاند کو

به پنج انگشت مه را برد پنجه
پانچون انگلیون سے چاند کا لے گئی پنجہ یعنے غالب آئی
ز زور پنجه مه را کرد رنجه
پنجے کے زور سے چاند کو کیا رنجیدہ

میانش موی بل کز موی نیمی
کمر اس کی بال بلکہ بال سے آدھی یعنی بہت باریک
ز باریکی به بُرد از موی بیمی
باریکی کی وجہ سے لے گئی بال سے ایک خوف

نیارستی کمر از موی بستن
باندھ سکتی کمر کو[3] بال سے
کزان مو بودیش بیم گسستن
کہ اُس بال سے اُسکے یعنی کمر کو خوف ٹوٹ جانے کا تھا

شکم چون تختهٔ قاقم کشیده
پیٹ مثل تختۂ قاقم کے کھنچا ہوا یعنی صاف
بنرمی دایه ناف او بُریده
آہستگی سے دائی نے اُس کا نال کاٹا

سرینش کوه اما سیم ساده
چوتڑ اُس کے پہاڑ لیکن چاندی خالص کے یعنی گورے اور صاف
چو کوهی کز کمر زیر اوفتاده
مثل ایک پہاڑ کے کمر سے نیچے ڈھلے ہوئے

بدان نرمی که گر افشردیش مست
ساتھ اُس نرمی کے کہ جو دبادے تو ان کو مٹھی مین
برون رفتی خمیر آسا ز انگشت
باہر نکل جاتے خمیر کے مانند انگلی سے

ز دست[4] افشار زر الگون خمش شو
ہاتھ کے نچوڑے ہوئے سونے یعنی اندام نہانی سے آب چکیدہ
بیا و سیم دست افشار بشنو
اگر چاندی ہاتھ کی نچوڑی ہوئی یعنی چوتڑون کا حال سن

[1] یعنی خوبصورت لوگون نے اپنی جان کو بطور سپند زلیخا کو نظر نہ لگنے کے لیے جلایا کیونکہ زلیخا انکو زیادہ عزیز تھی ۱۲
[2] لفظ راحت بھی اس جگہ نہایت مناسب ہے کیونکہ راحت بھی کف دست کو کہتے ہیں ۱۲
[3] قائم نقش قاف دوم [illegible]
[4] [illegible]

ز زیر ناف تا بالاے زانو
ناف کے نیچے سے زانو کے اوپر تک

نگویم نکتۂ از کنز با نو
نکہونگا مین ایک بھید باریک حال بی بی یعنی زلیخا سے

نهاده در حریم آن حرمگاه
بڑی پیچ گرو اُس حرمت کی جگہ کے

حصار عصمتش اندیشه را راه
قلعہ پاکیزگی اُس کی نے اندیشے کو راہ

سخن رانم ز ساق او که چونست
بات کہتا ہون مین رانون اُس کی سے کہ کیسی ہین

بنای حسن را سیمین ستونست
خوبصورتی کی بنیاد کے چاندی کے کہمبے ہین

بنام ایزد عجب گلدستهٔ نور
سبحان اللہ عجیب ایک نور کا گلدستہ

ولی از چشم هر بے نور مستور
اور لیکن ہر بے شرم کی آنکہون سے پوشیدہ

صفائی او نمود آئینه را رو
اُس کی صفائی نے دکھلایا مُنہ آئینے کو

در آمد از ادب پیشش بزانو
آیا ادب سے آگے اُس کے زانو پر

ازان آئینه هم زانوی او شد
اُس سے آئینہ زانو بزانو اُس کے ہوا

که فیض نور یاب از روی او شد
بلکہ اُس کے چہرے کے فیض سے نوریاب ہوا

بوی هر کس که هم زانو نشیند
ساتھ اُس کے جو شخص کہ زانو بزانو بیٹھے

رخ دولت در آن آئینه بیند
منہ دولت کا آئینے مین دیکھے

قدم در لطف نیز از ساق کم نیست
تلوے اُس کے صفائی مین ران سے کم نہین ہین

چو او در لطف کس ثابت قدم نیست
مثل اُس کے صفائی مین کوئی مضبوط نہین ہے

ق

چنان بودی چو رفتی چست و چابک
ایسا ہوتا جو چلتے جلد اور تیز

قدم از پاشنه تا پنجه نازک
تلوے ایڑی سے پنجے تک نازک

که گر بر چشم عاشق کردیش جاے
کہ اگر عاشق کی آنکہ پر وہ جگہ کرتے یعنی گذرتے

شدی پر آبله ز انگشت کف پاے
چہالے بہرے ہوتے ہر اُس کے تلوے

ندانم از زر و زیور چه گویم
نہین جانتا ہون مین زر اور زیور سے کیا کہون مین

که خواهد بود قاصر هر چه گویم
کہ ہوگا کم جو کچھ کہونگا مین

ز زیور خود که وصف آن پری کرد
زیور سے تحقیق کر کس نے تعریف اُس پری کی کی

که زیور را جمالش زیورے کرد
بلکہ زیور کو اُسکی خوبصورتی نے زیور ہونیکے لائق کیا

پر از گوهر بتارک افسری داشت
موتی سے بھرا یعنی جڑاؤ سر پر ایک تاج رکھتی تھی

که در هر یک خراج کشوری داشت
جس کا ہر ایک موتی محصول ایک ولایت کا رکھتا تھا

دُر و لعلش کہ بود آویزۂ گوش
موتی اور لعل کہ اُس کے کان کے بُندے تھے

ہمی بردی از دل و جان لطف او ہوش
دل اور جان سے اُسکا لطف ہوش لیجاتا یعنی بیہوش کرتا تھا

اگر بگسیختش گوہر ز گردن
اگر اُس کی گردن سے موتی ٹوٹتے

شدی گنج جواہر جیب و دامن
ہوتا خزانہ جواہرات کا جیب اور دامن

مرصع موی بندش گر قفا بود
جڑاؤ موباف اُس کی گدی پیچھے سے تھی

ہزاران عقد گوہر را بہا بود
ہزاروں موتیوں کی لڑیوں کی قیمت تھی

نہ گر لطفش گرفتی یارہ را دست
اگر اُس کی مہربانی کنگن کا ہاتھ نہ پکڑتی

کہ یارستی ز دستانش بر و بست
کون ہاتھوں سے اُس کو اُس پر باندھ سکتا

نیارم بیش ازین از زر خبر داد
نہیں سکتا ہوں زیادہ اِس سے سونے سے خبر دینا یعنی کہنا

کہ شد خلخال و پایش اندر افتاد
کہ ہوا پازیب اور اُس کے پاؤں پڑا

گہے در عشوۂ مسند نشینی
کبھی مسند نشینی کے کرشمے میں

بزیبا دیبۂ رومی و چینی
ساتھ اپنے دیبا رومی اور چینی کے

گہے در جلوۂ ایوان خرامی
کبھی محل میں بیچ خرام دکھلانے کے

ز زر کش حلۂ مصری و شامی
جوڑوں زرتار مصر اور شام والے سے

بہر روزی نوی کافگندہ پرتو
بیچ ہر روز کے کہ ایک نیا سایہ ڈالا

نبودہ بر تنش جز خلعت نو
نہ رہا اُس کے بدن پر سوائے جوڑے کے

بیک جنبش دوبارہ سر نہ سودہ
ایک گریبان میں دوسری بار سر گھسا یعنی نہ ڈالا

چو مہ ہر روز از برجے نمودہ
مثل چاند کے ہر روز ایک برج سے ظاہر ہوئی

ز پابوس سران دامن کشیدے
سرداروں کی قدمبوسی سے دامن کھینچتی

بدین دولت مگر دامن رسیدے
اس دولت پر لیکن دامن پہنچتا

نداده دست جز پیراہنش را
نہ حاصل ہوا سوا اُس کے کرتے کے کسی کو

کہ در آغوش خود دیدی تنش را
کہ اپنی گود میں دیکھتا اُس کے بدن کو

سہی سروان ہواداریش کردند
معشوقوں نے خدمتگاری اُس کی کی

پری رویان پرستاریش کردند
پریوں نے اُس کی غلامی کی

ز ہمزادان ہزاران حور زادہ
ہمزادوں سے ہزاروں حور پیدایش

بخدمت روز و شب پیشش ستادہ
خدمت میں رات دن اُسکے آگے کھڑی ہوئیں

نه هرگز بر دلش باری نشسته
نہین کبھی اُس کے دل پر کوئی رنج بیٹھا

نه یکبارش بپا خاری شکسته
نہین ایک بار اُسکے پانون مین کوئی کانٹا ٹوٹا

نبوده عاشق و معشوق کس را
نہ ہوئی عاشق اور معشوق کسی کی

نداده ره بخاطر این هوس را
نہ راہ دی دل مین اس ہوس کو

بشب چون نرگس سیراب خفتی
رات مین مثل نرگس تر و تازہ کے سوتی

سحر چون غنچه خندان شگفتی
صبح کو مثل کھلنے والی کلی کے کھلتی

نشستی با لعبتان از خورد سالان
ساتھ چاندی کی گڑیون چھوٹی چھوٹی سے

بصحن خانه چون رعنا غزالان
گھر کے صحن مین مثل طرحدار آہو بچون یعنی خوبصورت لڑکون کے

دلی فارغ ز لعب چرخ دوّار
دل بیفکر بازی آسمان گردش کرنیوالے سے

نبودی غیر لعبت بازیش کار
نہ تھا سوا گڑیان کھیلنے کے اُسکو کام

بدینسان خرم و دلشاد بودے
اسی طرح خوش اور خرم رہتی

وزین غم خاطرش آزاد بودے
اور اس غم کے دل اُس کا بیفکر رہتا

کش از ایام بر گردن چه آید
کہ زمانے سے اس کی گردن پر کیا آویگا

وزین شبهای آبستن چه زاید
اور ان راتون کے حاملہ ہونے سے کیا پیدا ہوگا

در نیام منام دیدن زلیخا بنوبت اول تیغ آفتاب جمال
بیچ نیام خوابگاہ کے دیکھنا زلیخا کا پہلی مرتبہ تلوار آفتاب جمال

یوسفی را و گشته عشق وے شدن
یوسف کو اور کشتہ اُس کی عشق کی ہونا

شبی خوش همچو صبح زندگانی
ایک اچھی رات مثل صبح زندگی کے

نشاط افزا چو ایام جوانی
خوشی بڑھانیوالی مثل زمانہ جوانی کے

ز جنبش مرغ و ماهی آرمیده
حرکت سے چڑیا اور مچھلی نے آرام کیا یعنی چپ ہین

حوادث پای در دامن کشیده
حادثون نے پانون دامن مین کھینچا یعنی آنکھین بند ہوگئین

درین بستانسرای پر نظاره
اس باغ یعنی دنیا نظارہ بھرے ہوئے مین

نمانده باز جز چشم ستاره
نہ رہی کشادہ سوا آنکھ ستارون کے

ربوده و زد شب ہوش عسس را
لے گیا چور رات کا ہوش عسس کو توال کا یعنی غافل کردیا
سگان را طوق گشته حلقهٔ دم
کتون کی دم کے حلقے طوق ہو گئے یعنے سو گئے
ز شهپر مرغ شب خنجر کشیده
شہپر سے رات کی چڑیا نے خنجر کھینچا
ز کنگر دار کاخ شهریارے
کنگورے دار محل بادشاہی سے
به بیداری نمانده دیگرش تاب
جاگنے کی نہ رہی پھر اُس کو طاقت
نشاده از دهل کوبی دهل کوب
تھیر گئے ڈھول بجانے سے نوبت بجانے والے
نکرده موذن از گلبانگ یاحی
نہ کیا اذان دینے والے آواز حی الصلوة سے
زلیخا آن لبهای شکرناب
زلیخا کی اُن ہونٹوں شکر خالص سے
سرش سوده ببالین جعد سنبل
سر اُس کے نے گھسی یعنی رکھی تکیہ پر جو بال خوشبودار
زبالین سنبلش درهم شکسته
سرہانے سے بال اُس کے ٹوٹے ہوے
نجوابش چشم صورت بین غنوده
نیند سے اُس کی ظاہر بین آنکھ اونگھ گئی
در آمد ناگهان از در جوانے
آیا ایکبارگی دروازے سے ایک جوان
همایون پیکرے از عالم نور
ایک مبارک صورت عالم نور سے

زبان بسته جرس جنبان جرس را
زبان بند کی گھڑیال بجانیوالون سے گھڑیال کی
دران حلقه ره فریادشان گم
اس حلقہ مین اُن کی فریاد یعنی بھونکنے کی راہ گم ہوگئی
ز بانگ صبح نائی خود بریده
آواز صبح سے اپنا گلا کاٹا یعنی گذر گئی
چو حارس دید شکل کوکنارے
جو چوکیدار نے شکل کوکنار کی یعنی سپیدی کی دیکھی
خواص کوکنارش کرده در خواب
پوست کی خواص نے اُس کو سُلا دیا
ناجوم خواب دستش بسته بر چوب
نیند کے غلبہ نے ہاتھ اُن کے تختہ پر باندھے
فراش غفلت شب مردگان طی
فرش غفلت پر رات کے مرے ہوون یعنی سونیوالون کا تہ
شده پر نرگس از شیرین شکر خواب
بھر گئین آنکھین میٹھی نیند کی شکر سے
تنش داده به بستر خرمن گل
بدن اُسکے نے دیا بچھونے کو کھلیان پھول کا
بگل تار حریرش نقش بسته
پھول یعنی اُس کے بدن مین حریر کے تاگے نے نقش باندھا
ولی چشم دگر از دل کشوده
اور لیکن آنکھ دوسری دل سے کھلی ہوئی
چه میگویم جوانی نے که جانے
کیا کہتا ہون میں ایک جوان نہین بلکہ ایک جان
باغ خلد کرده غارت حور
باغ بہشت سے حورون کو لوٹے ہوے

ربوده سربسر حسن وجمالش
لے گیا تمام حُسن وجمال اُنکا یعنی حوروں کا
گرفته یک بیک غنج ودلالش
لے لیا ایک ایک غمزه اور عشوه اُن کا

کشیده قامتی چون تازه شمشاد
قد ایک لانبا مثل تازه سرو کے
بآزادی غلامش سرو آزاد
باوصف آزادی کے غلام اُسکا سرو آزاد

بفرق آویخته زلف چو زنجیر
سر پہ لٹکائے ہوئے زلفین مثل زنجیر کے
خرد را بسته دست و پای تدبیر
عقل اور تدبیر کے ہاتھ اور پاؤن باندھے

فروزان لمعهٔ نور از جبینش
روشن ایک روشنی نور پیشانی اُس کے سے
مه و خورشید را روی زمینش
چاند اور سورج کا منھ اُس کی زمین پر یعنی آنکھوں پر

مقوس ابرویش محراب پاکان
کمان کی طرح ابرو اُسکے محراب پاکون کی
معنبر سایبان بر خواب ناکان
خوشبودار سایہ کرنیوالے نیند بھری ہوئین جیسی آنکھوں پر

مکحل نرگسش از سرمهٔ ناز
سرمہ لگائے ہوئے آنکھین اُسکی ناز کے سرمے سے
ز مژگان بر جگر با ناوک انداز
پلکون کے باؤن سے ہر کلیجے پر تیر ڈالنے والی

دو لعلش از تبسم در شکرریز
دونون ہونٹھ اُسکے ہنسی سے شکر ریزی مین
دهانش در تکلم شکرآمیز
منھ اُسکا بات کرنے مین شکر ملانے والا

بریق درش از لعل درافشان
چمک اُسکے موتی یعنی دانت کی ہونٹھ موتی جھاڑنیوالے سے
چو از گلگون شفق برق درخشان
مثل سرخ شفق کے بجلی سے چمکنے والی

بخنده از ثریا نور میریخت
ہنسنے مین ثریا سے نور گراتا تھا
نمک از پستهٔ پرشور میریخت
نمک نمکین منھ سے گراتا تھا

ذقن چون سیبی از غبغب معلق
ٹھڈی مثل ایک سیب کے گردن کے گوشت سے حلقہ دار
ز سیب آویخته آبی معلق
سیب سے لٹکا ہوا ایک پانی معلق یعنی گوشت گردن کا

بگلزار رخش از مشک داغی
اُس کے چہرے کے باغ مین ایک سیاہ داغ یعنی تل
گرفته آشیان زاغی بباغی
پکڑا یعنی بنایا گھونسلا ایک کوے نے ایک باغ مین

رخش ماهی ز برج اوج فردوس
چہرہ اُسکا ایک چاند برج بلندی بہشت سے
ز ابرو کرده آن مه خانه در قوس
ابرو سے کیا اُس چاند نے گھر کمان مین

ز سیمین ساعدش بازو توانگر
چاندی کے پہونچے اُسکے سے بازو امیر یعنی موٹے
ز بی سیمی میانش چون موی لاغر
مفلسی سے کمر بال کے مانند دبلی

زلیخا چون برویش دیده بکشاد
زلیخا نے جو اُس کے منھ پر دیدہ کھولا یعنی نگاہ کی
بیکدیدارش افتاد آنچه افتاد
ایک نگاہ مین ایسی کچھ افتاد پڑی

جمالے دید از حد بشر دور
ایک جمال دیکھا انسان کی حد سے دُور
ندیده از پری نشنیده از حور
نہ دیکھا پری سے نہ سُنا حور سے

ز حسن صورت و لطف شمائل
ظاہری خوبی اور پاکی خصلتون سے
اسیرش شد بیکدل نی بصد دل
گرفتار اُس کی ہوئی ایک دل سے نہین سینکڑون دل سے

بهفتم سالگی دیده بخوابش
ساتوین برس اُسکو خواب مین دیکھا
مقید کرده دل را با طنابش
قید کیا یعنی باندھا دل کو اُس کی ڈوری سے

گرفت از قامتش در دل خیالے
لیا اُس کے قد سے دل مین ایک خیال
نشاند از دوستی در دل نهالے
بٹھایا دوستی سے دل مین ایک درخت

ز رویش آتشی در سینه افروخت
اُسکے چہرے سے ایک آگ سینے مین روشن ہوئی
وزان آتش متاع صبر دل سوخت
اور اُس آگ سے دل کے صبر کا اسباب جل گیا

وزان عنبرفشان گیسوی دلبند
اور ان خوشبودار دل کی باندھنے والی زلفون سے
بهر مو رشتهٔ جان کرده پیوند
ہر ایک بال سے جان کی ڈوری کو جوڑا

ز طاق ابرویش با ناله شد جفت
اس کے ابرو کے طاق سے نالے سے زوج ہوئی
ز خواب آلوده چشمش غرق خون خفت
نیند بھری ہوئی آنکھیں اُس کی خون کی ڈوبی ہوئی سوئیں

دل تنگ از لبش تنگ شکر ساخت
دل تنگ کو اُسکی ہونٹھون نے شکر کی گون بنایا یعنی خوش ہوئی
ز دندانش مژه عقد گهر ساخت
اُسکے دانتون سے پلکون کے بال نے لڑی موتی کی بنائی یعنی روئی

ز سیمین ساعدش شست از خرد دست
گورے بازو سے اس کے سے عقل سے ہاتھ دھوئے
میانش را کمر در بندگی بست
کمر نے اُس کی بندگی مین کمر باندھی

برویش دید مشکین خال دلکش
اُس کے چہرے پر دیکھا سیاہ تل دل کھینچنے والا
نشست از وی سپند آسا بر آتش
بیٹھا اُس سبب سے سپند کی طرح آگ پر

ز سیب غبغبش آسیب جان دید
سیب غبغب اُس کے سے ایذا جان کی دیکھی
بدندان سیب آسا کی توان چید
اس طرح سے سیب کی طرح کب سکیے چنین

بنام ایزد چه زیبا صورتی بود
سبحان اللہ کیا اچھی ایک صورت تھی
که صورت کاست اندر معنی افزود
کہ ظاہر مین گھٹا یا دل مین بڑھایا یعنی خوش کیا

زلیخا از زلیخائی رمیده
زلیخا زلیخا ہونے یعنی خودآرائی سے بھاگی

ازان معنی بصورت آرمیده
اُس باطن سے ظاہر مین آرام کیا

ازان معنی اگر آگاه بودے
اوس کی حقیقت سے جو خبردار ہوتی

یکی از واصلان راه بودے
ایک پہونچے ہوؤن راہ خدا سے ہوتی

ولی چون بود در صورت گرفتار
اور لیکن جو تھی ظاہر مین گرفتار یعنی عاشق

نشد در اول از معنی خبردار
نہ ہوئی پہلی مرتبہ حقیقت سے آگاہ

ہمہ در بند پنداریم مانده
تمام عمر قید غرور مین رہے ہم

بصورتہا گرفتاریم مانده
صورتون یعنی ظاہر کے گرفتار رہے ہم

ز صورت گر بمعنی رو نماید
ظاہر سے جو طرف باطن کے رخ کرے

کجا یکدل سوی صورت گراید
کہان یکدل طرف ظاہر کے میل کرے

یقین داند که در کوزه نمی ہست
یقین جانتا ہے کہ گھڑے مین کچھ پانی ہے

ق

ازان در گردن آرد تشنه دست
اُس سے پیاسا اُس کی گردن مین لاتا ہے ہاتھ

چو سازد غرق دریای زلالش
جو ڈبا دے دریا ٹھنڈے پانی کا اُس کو

نیاید یاد نم دیده سفالش
نہ آوے یاد تری گھڑے کے دیدے کی اُس کو

وزیدن نسیم سحری بر زلیخا و نرگس خوابناکش را گشادن

چلنا ہوائے صبح کا اوپر زلیخا کے اور اُس کے نیند بھری آنکھون کا کھلنا یعنی جاگنا

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
صبح کو جب رات کے کوے نے اُڑنا اُٹھایا

خروس صبحگاه آواز برداشت
مرغ صبح کے وقت نے آواز اٹھائی یعنی بولا

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بلبلون نے آوازین دل کھینچنے والی بلند کین

نقاب غنچه از گل بر دریدند
پھول سے پردہ کلی کا پھاڑا یعنی پھول کھلے

سمن از آب شبنم روی خود شست
چنبیلی نے اوس کے پانی سے منھ اپنا دھویا

بنفشه جعد عنبر بوی خود شست
بنفشہ نے چوٹی خوشبودار اپنی دھوئی

زلیخا ہمچنین در خواب نوشین
زلیخا ویسی ہی میٹھی نیند مین

دلش را روی در محراب دوشین
منھ اُس کے دل کا رات والی محراب مین

نبود آن خواب خوش بیہوشی بود
نہ تھی وہ اچھی نیند ایک بیہوشی تھی
کنیزان روی بر پایش نہادند
لونڈیون نے منھ اُسکے پاؤن پر رکھے
نقاب از لالۂ سیراب بگشاد
پردہ لالۂ تازہ یعنی چہرے سے کھولا
گریبان مطلع خورشید و مہ کرد
گریبان مطلع آفتاب اور چاند کا کیا
ندید از گلرخ دوشین نشانی
نہ دیکھا معشوق گل والے سے کوئی نشان
بران شد کز غم آن سرو چالاک
اُس پر مستعد ہوئی کہ غم سے اُس چالاک سرو سے
ولی شرم کسان بگرفت دستش
اور لیکن لوگون کی شرم نے پکڑا ہاتھ اُسکا
نہان میداشت راز عشق در دل تنگ
پوشیدہ رکھتی تھی بھید اُسکا دل تنگ مین
فرو میخورد چون غنچہ بدل خون
دل مین کھاتی تھی مثل کلی کے خون +
لب او با کنیزان در حکایت
ہونٹھ اُس کے لونڈیون سے گفتگو مین
دہانش با رفیقان در شکر خند
مُنھ اُس کا ساتھ رفیقون کے میٹھی ہنسی مین
زبانش با حریفان در فسانہ
زبان اُس کی ساتھ حریفون کے کہانی مین
نظر بر صورت اغیار میداشت
نظر غیرون کی صورت پر ظاہر رکھتی تھی

ز سودای شبش مدہوشی بود
رات کے سودا سے اُسکو بیہوشی تھی
پرستاران بدستش بوسہ دادند
لونڈیون نے اُس کے ہاتھ مین بوسے دیے
خمار آلودہ چشم از خواب بگشاد
خمار بھری ہوئی آنکھ نیند سے کھولی
ز مطلع سر زدہ ہر سو نگہ کرد
مطلع سے سر نکال کر ہر طرف دیکھا
چو غنچہ شد فرو با خود زمانی
مثل کلی کے بند ہو گئی ساتھ اپنے ایک زمانہ
گریبان ہمچو گل بر تن زند چاک
گریبان کو مثل پھول کے بدن پر چاک کرکے
بدامان صبوری پای بستش
صبر کے دامن مین باندھا پاؤن اُس کا
چو کان لعل لعل اندر دل سنگ
لعل کی کان کی طرح پتھر کے دل مین لعل
نمیداد از درون یک ذرہ بیرون
نہین نکالتی تھی دل سے کچھ باہر
دل او زان حکایت در شکایت
دل اُسکا اُن باتون سے شکایت مین
دلش چون نیشکر صد جا گرہ بند
دل اُسکا مثل گنے کے سو جگہ سے گرہ بند
بدل از داغ عشقش صد زبانہ
اُس کے دل مین عشق کے داغ سے سو شعلے
ولی پیوستہ دل با یار میداشت
اور لیکن دل ہمیشہ پاس یار کے رکھتی تھی

ف گریبان بکسر اول ... اور زبان کے معنی گلو یعنی حلق اور بان کے معنی رکھنے والا اور مطلع بالفتح کے معنی آفتاب نکلنے کی جگہ ۱۲
ف یعنی زلیخا مثل کلی کے اپنے دل مین خون کھاتی
زلیخا بیدار شدن از خواب
ف بران شد ...

عنان دل بدستش خود کجا بود
باگ اپنے دل کی اُسکے ہاتھ مین کہان تھی
دلی کز عشق در کام نہنگ ست
وہ دل کہ عشق سے گھڑیال کے تالو مین ہے
برون از یار خود کامے ندارد
باہر اپنے یار سے کوئی مقصد نہین رکھتا ہے
اگر گوید سخن با یار گوید
اگر کہے بات ساتھ یار کے کہے
ہزاران بار جانش بر لب آمد
ہزارون مرتبہ جان اُس کی ہونٹھ پر آئی
شب آمد ساز گار عشق بازان
رات آئی موافقت کرنے والی عاشقون کی
ازان بر روز شان شب اختیار ست
اس سبب سے اُنکے دن پر رات کو اختیار ہے
چو شب شد روی در دیوار غم کرد
جب رات ہوئی منھ غم کی دیوار مین کیا
ز تار اشک بست او تار بر چنگ
آنسو کے تار سے باندھے اُسنے تار چنگ پر
ز نالہ نغمۂ جان کاہ بر داشت
نالے سے راگ جان گھٹانے والا اُٹھایا
خیال یار پیش دیدہ بنشاند
خیال یار کا آگے آنکھ کے بٹھلایا
کہ ای پاکیزہ گوہر از چہ کانی
کہ اے پاک موتی کس کان سے ہے تو
دلم بردی و نام خود نہ گفتی
دل میرا لے گیا تو اور نام اپنا نہ کہا تو نے

کہ ہر جا بود با آن دلربا بود
بلکہ جس جگہ تھی پاس اُس معشوق کی تھی
ز جست و جوی کامش پای لنگ ست
مقصد کی جستجو سے اُسکا پانون لنگڑا ہے
درونش با کسی آرامے ندارد
دل اُسکا ساتھ کسی کے کوئی آرام نہین رکھتا ہے
وگر جوید مراد از یار جوید
اور جو ڈھونڈھے مراد یار سے ڈھونڈھے
کہ تا آن روز محنت را شب آمد
یہانتک کہ اُس رنج کے دن کی رات آئی
شب آمد راز دار عشق بازان
رات آئی بھید جاننے والی عاشقون کی
کہ آن یک پردہ در وین پردہ دار ست
کہ وہ ایک پردہ پھاڑنیوالا اور یہ پردہ رکھنے والی ہے
بزاری پشت خود چون چنگ خم کرد
رونے مین پیٹھ اپنی شکل چنگ کے ٹیڑھی کی
بدل پروازی خود ساخت آہنگ
اپنے دل سے مشغول ہونے کا کیا ارادہ
بزیر و بم فغان و آہ بر داشت
آہستہ اور بلند آواز سے شور اور آہ شروع کیا
ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند
آنکھون سے اور منھ سے بھی موتی بھی ٹپکائے یعنی رونے لگی
کہ در ہم از تو این گوہر فشانی
کہ ٹھٹی ہون مین تجھ سے یہ رونا یعنی گفتگو
نشانی از مقام خود نہ گفتی
کچھ نشان اپنے جائے قیام سے نہ بتایا تو نے

نمی دانم که نامت از که پرسم
نہیں جانتی ہوں میں کہ نام تیرا کس سے پوچھوں میں

کجا یابم مقامت از که پرسم
کہاں پاؤں میں مقام تیرا کس سے پوچھوں میں

اگر شاہی ترا آخر چه نام ست
اگر بادشاہ ہے تو آخر تیرا کیا نام ہے

وگر ماہی ترا منزل کدام ست
اور اگر تو چاند ہے تیرا مقام کونسا ہے

مبادا ہیچکس چون من گرفتار
مت ہو جیو کوئی شخص مجھ ایسا گرفتار

که نی دل دارم اندر کف نه دلدار
کہ نہ دل ہاتھ میں رکھتی ہوں نہ معشوق

خیالت دیدم و بر بود خوابم
صورت تیری دیکھی میں نے اور لیگئی نیند مجکو

گشاد از دیده و دل خون نابم
کھلا یعنی جاری ہوا میرے دیدہ اور دل سے خون خالص

کنون دارم تنی بیخواب مانده
اب رکھتی ہوں میں بدن بے خواب کے عاجز

دلی از آتشت در تاب مانده
ایک دل تیری آگ سے جلن میں رہا ہوا

چه باشد گر زنی آبم بر آتش
کیا ہو جو چھڑکے تو میری آگ پہ پانی

نباشی ہمچو آتش گرم و سرکش
نہووے تو مثل آگ کے تیز اور مغرور

گلی بودم ز گلزار جوانی
ایک پھول تھی میں جوانی کے باغ سے

تر و تازه چو آب زندگانی
تر و تازہ مثل آب حیات کے

نه ہرگز بر سرم بادی وزیده
نہ کبھی میرے سر پر کوئی ہوا چلی یعنی تکلیف ہوئی

نه در پا ہرگزم خاری خلیده
نہ میرے پاؤن میں کبھی کوئی کانٹا چبھا

بیک عشوه مرا بر باد دادی
ایک آنکھ کے اشارے سے مجکو برباد کر دیا تو نے

ہزاران خار بر بستر نہادی
ہزاروں کانٹے بچھونے پر رکھے تو نے

تن نازکتر از گلبرگ صد بار
بدن نازک سو درجہ پھول کی پتی سے زیادہ

چه سان خواب آیدم بر بستر خار
کس طرح نیند آوے مجکو کانٹوں کے بچھونے پہ

ہمه شب تا سحر کارش این بود
تمام رات صبح تک کام اس کا یہی تھا

شکایت با خیال یارش این بود
گلہ خیال یار کے ساتھ اُس کو یہی تھا

چو شب بگذشت دفع ہر گمان را
جب رات گذری ہر شبہ کے دور کرنے کے لیے

بشست از گریه چشم خونفشان را
رونے سے آنکھ خون رونیوالی کو دھویا

نفس تر بود از خون خوردن شب
ہونٹھ اسلیے تر تھے رات کے خون کھانے سے

کلوخ خشک را مالید بر لب
خشک ڈھیلے کو ملا ہونٹھ پر

بہ بالین رونق از گلبرگ تر داد
تکئے کو رونق گلبرگ تر یعنی رخسار سے دی
بہ بستر جان ز سرو سیمبر داد
بچھونے مین جان قد معشوق سے دی

شب و روزش بدین آئین گذشتی
رات اور دن اوسکو اسی طور سے گذرتا
سر موئے ازین آئین نہ گشتی
ایک بال برابر اس طریقے سے نہ پھرتی

از مشاہدۂ تغییر حال زلیخا گرہ تحیر بر رشتۂ تفکر کنیزکان افتادن

غیر حال دیکھنے زلیخا سے گرہ حیرت کی بیچ ڈورے فکر لونڈیون کے پڑنا

دادیہ بسر انگشت استفسار گرہ را ازان رشتہ کشادن

اور دائی کا پوچھنے کے ناخن سے گرہ اس رشتہ سے کھولنا

کمان عشق ہر جا افگند تیر
کمان عشق کی جس جگہہ ڈالتی ہے تیر
سپر داری نباشد کار تدبیر
ڈھال رکھنا یعنی روکنا نہووے کام تدبیر کا

چو سازد در درون آن تیر خانہ
جو کرے دل مین وہ تیر گھر
زبیرون باشد آنرا صد نشانہ
باہر سے ہووین اسکے سو نشانے

خوش است از تجربہ دان این نکتہ گفتن
خوب ہے عقلمندون سے یہ باریکی کہنا
کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن
کہ عشق اور مشک کو ممکن نہین چھپانا

اگر بر مشک گردد پردہ صد توئی
جو مشک پر سو تہ کا پردہ ہووے
کند غمازی از صد پردہ اش بوئی
کرے چغلخوری سو پردے سے بو اسکی

زلیخا عشق را پوشیدہ میداشت
زلیخا عشق کو پوشیدہ رکھتی تھی
بسینہ تخم غم پوشیدہ می کاشت
سینے مین بیج غم کا پوشیدہ بوتی تھی

ولی سر سبز آن ہر دم زجائی
اور لیکن سرسبز کیا تھا وہ ہر دم ایک جگہہ سے
ہمی کرد از درون نشو و نمائی
کرتا تھا اندر یعنی دل سے ایک تری اور تازگی

گہی از گریہ چشمش آب میریخت
کبھی رونے سے آنکھین اسکی پانی گراتی تھین
چہ جای آب بل خوناب میریخت
کیا جگہہ پانی کی بلکہ خون خالص گراتی تھی

بہر قطرہ کہ از مژگان کشادی
ہر ایک بوند جتنی کہ پلک سے کھولتی
نہانی راز او بیرون فتادی
ایک پوشیدہ بھید اسکا باہر گرپڑتا

گهی از آتش دل آه می کرد
کبھی دل کی آگ سے آہ کرتی تھی
بگردون دود آهش راه می کرد
آسمان پر اُسکی آہ کا دھواں راہ کرتا یعنی جاتا تھا

بهر آهی که از دل بر کشیدے
ہر آہ میں کہ دل سے کھینچتی
کسان بوی کباب دل شنیدے
لوگ دل کے کباب کی خوشبو سونگھتے

چو بودی روز و شب بیخواب و بیخورد
جو رہتی تھی دن اور رات بے سوئے اور کھائے ہوئے
گل سرخش نمودے لاله زرد
چہرہ اُس کا معلوم ہوتا لالہ کی طرح زرد

بدانستی همه کز هیچ باغے
جانتے تھے سب کہ کسی باغ سے
نروید لاله خالی ز داغے
نہیں اُگتا ہے کوئی لالہ خالی کسی داغ سے

کنیزان این نشانیها چو دیدند
لونڈیوں نے یہ نشانیاں جب دیکھیں
خط آشفتگی بر روے کشیدند
خط دیوانگی اوپر اُسکے کھینچا یعنی اُسے دیوانہ سمجھا

ولی روشن نمیشد کانرا سبب چیست
اور لیکن ظاہر نہوا اُن کو کہ سبب کیا ہے
قضا جنبان این حال عجب کیست
آخر کرنے والا اس حال کا کون ہے

یکے گفتا کسی مثلش ندیدست
ایک نے کہا کسی نے مثل اسکا نہیں دیکھا ہے
همانا کز کسی چشمش رسیدست
تحقیق کر کسی سے آنکھ یعنی نظر اُسکو لگی ہے

یکے گفتا همانا سحر سازی
ایک نے کہا تحقیق کر کسی جادوگر نے
ز سحرش بسته بر دامن طرازی
جادو سے اُسکے دامن پر کوئی نقش باندھا

یکے افتاد این معنی پسندش
ایک شخص اُس کو یہ بات پسند پڑی
که از دیو و پری آمد گزندش
کہ دیو اور پری سے آئی ایذا اُسکو یعنی سایہ ہوگیا

یکی گفت این همه آثار عشق است
ایک نے کہا یہ سب نشانیاں عشق کی ہیں
دلش هم تنگ بزیر بار عشق است
دل اُسکا بے شبہہ نیچے عشق کے بوجھ کے ہے

ولی کس را به بیداری ندیده
اور لیکن کسی کو جاگتے میں نہیں دیکھا
نه خوابش گوئی این آفت رسیده
خواب ہے اُنکو کہے تو یہ آفت پہونچی

همی بست از گمان هر کس خیالے
باندھتا تھا شبہہ سے ہر شخص ایک خیال
همیکردند باهم قیل و قالے
کرتے تھے آپس میں تخمین

ولی سر دلش ظاهر نمی شد
اور لیکن اُسکے دل کا بھید ظاہر نہیں ہوتا تھا
سخن بر هیچ چیز آخر نمی شد
بات اوپر کسی چیز کے ختم نہیں ہوتی تھی

از انجمله فسون گر دایهٔ داشت
ان سب سے ایک جادوگر دائی رکھتی تھی

که از افسونگری سرمایهٔ داشت
کہ جادوگری سے ایک پونجی رکھتی تھی

براه عاشقی کار آزموده
عاشقی کی راہ مین کام آزمائے ہوئے

گهی عاشق گهی معشوق بوده
کبھی عاشق کبھی معشوق ہوئی

بهم وصلت ده معشوق و عاشق
ملا دینے والی آپس مین معشوق اور عاشق کی

موافق ساز یار ناموافق
موافق کرنے والی یار ناموافق کی

شبی اندر زمین بوسید پیشش
ایک رات مین زمین چومی آگے اوسکے

بیاد آورد خدمتهای خویش
یاد دلائین خدمتین اپنی

بگفت ای غنچهٔ بستان شاهی
کہا اے کلی باغ بادشاہی کی

بخوبی از تو گرد یان مباهی
خوبی مین تو معشوقون سے بزرگ

دلت خرم لبت پرخنده بادا
دل تیرا خوش ہو منھ تیرے ہنستے رہین

ز رویت بخت ما فرخنده بادا
تیرے منھ سے نصیبہ ہمارا مبارک رہے

تو در باغ جمال آن تازه سروی
تو خوبصورتی کے باغ مین وہ ایک تازہ سرو ہے

که گردد طوطی جانم تدروی
کہ ہووے میری جان کی طوطی ایک چکور

من از جوی وفا آن جویبارم
مین دریاے محبت سے وہ نہر ہون

که پروردت زمانه در کنارم
کہ پالا تجکو ایک زمانہ گود مین مین نے

رخت ز آغاز من بودم که دیدم
منھ تیرا شروع سے مین تھی کہ دیکھا مین نے

به تیغ مهر نافت را بریدم
محبت کی تلوار سے تیرا نال کاٹا مین نے

سر و تن شستم از مشک و گلابت
سر اور بدن تیرا دھویا مین نے گلاب سے

گلاب مشکبو کردم خطابت
گلاب مشک کی خوشبو دینے والا کیا مین خطاب تیرا

قماط از پردهٔ دل کردمت ساز
پردہ تیرا دل کے پردہ سے کیا مین نے

ز جانش رشته پیچیدم بصد ناز
جان کے دورے سے لپیٹا مین نے ناز سے

غذا از شیر دادم شکرت را
کھانا دودھ سے دیا مین نے تیرے ہونٹھ کو

بپروردم تن جان پرورت را
پالا مین نے تیرے جان پالنے والے بدن کو

شب آمد خواب در کار تو کردم
رات آئی تیرے سونے کا کام کیا مین نے

سحر شد زیب رخسار تو کردم
صبح ہوئی زینت تیرے رخسارے کی کی مین نے

اگر رفتم طراز دوشش بودی
اگر جاتی یعنی چلتی مین کاندھے کی نقش یعنی کندھے پر رہتی تو
چو خفتم خفتہ در آغوش بودی
جو سوتی مین گود مین سوتی رہتی تو

چو شد شاخ گلت سرو خرامان
جو ہوئی ٹہنی پھول یعنی بدن تیرے کی سرو چلنے والی یعنی چلنے کے قابل
ہنوزت دست نگسستم ز دامان
ابتک تیرے دامن سے ہاتھ نہ توڑا مین نے

بہر کاریت خدمتگار بودم
تیری ہر کام مین خدمت کرنیوالی رہی مین
بخدمتگاریت در کار بودم
تیری خدمتگاری کے کام مین رہی مین

بہر جا رفت سرو دلربایت
جس جگہ گیا سرو دل لیجانیوالا تیرا یعنی تو جدھر گئی
فتادم ہمچو سایہ در قفایت
پڑی مین مثل سایہ کے پیچھے تیرے یعنی پیچھے رہی

چو بنشستی بخدمت ایستادم
جب بیٹھی تو نوکری مین کھڑی رہی مین
چو خسپیدی بپایت سر نہادم
جب سوئی تو مین نے تیرے پانون پر سر رکھا

کنون ہم در ہمان کارم کہ بودم
اب بھی انھین کامون مین ہون کہ تھی مین
بدان خدمت پرستارم کہ بودم
اسی خدمت مین لونڈی ہون کہ تھی مین

ز من راز دلت پنہان چہ داری
مجھ سے اپنے دل کا بھید کیا پوشیدہ رکھتی ہے تو
ز خود بیگانہ ام زینسان چہ داری
اپنے سے غیر مجھکو اسطرح سے کیا رکھتی ہے تو

بگو آخر درین کارت کہ انداخت
کہہ آخر کو اس کام مین تجھکو کس نے ڈالا
کہ برد اینسان خرد بارت کہ انداخت
کون لے گیا اسطرح عقل تیری بوجھ کسنے ڈالا

چنین آشفتہ و درہم چرائی
ایسی دیوانی اور پریشان کیون ہے تو
چنین با درد و غم ہمدم چرائی
ایسی درد اور غم سے ہمصحبت کیون ہے تو

گل سرخت چرا از دست زیسان
پھول سرخ یعنی چہرہ تیرا ایسا زرد کیون ہے
دم گرمت چرا سرد است زینسان
سانس گرم تیری کیون اسطرح سے ٹھنڈی ہے

تو خورشیدی چو ماہت کاستن چیست
تو آفتاب ہے مثل چاند کے گھٹنا تجھکو کیا ہے
زوال چاشتگاہت خواستن چیست
زوال پہرون چڑھے کا چاہنا تجھکو کیا ہے

یقین دانم کہ زد ماہی ترا راہ
یقین جانتی ہون مین کہ کسی چاند نے تیری راہزنی کی
بگو روشن مرا تا کیست آن ماہ
کہہ صاف مجھ سے کہ کون ہے وہ چاند

اگر بر آسمان باشد فرشتہ
اگر آسمان پر ہووے فرشتہ
ز نور قدسیان ذاتش سرشتہ
نور پاک سے ذات اسکی گندھی ہوئی

به تسبیح و دعا خوانم چنانش
تسبیح اور دعا سے بلاؤں میں ایسا اسکو
اگر باشد پری در کوه و بیشه
اگر ہووے پری پہاڑ اور جنگل میں
به تسخیرش عزائم ها بخوانم
اسکے تسخیر کرنے میں عزیمتیں پڑھوں میں
وگر باشد ز جنس آدمی زاد
اور اگر ہووے آدم زاد کی قسم سے
که باشد خود که پیوندت نخواهد
کون ہے وہ کہ ملنا تیرا نہیں چاہتا ہے
زلیخا چون بدید آن مهربانی
زلیخا نے جو دیکھی وہ مہربانی
ندید از راست گفتن هیچ چاره
نہ دیکھی سوا سچ کہنے کے کوئی تدبیر
که گنج مقصدم بس ناپدیدست
کہ خزانہ میرے مطلب کا بالکل پوشیدہ ہے
چه گویم با تو از مرغی نشانه
کیا بتلاؤں میں تجھ سے اس چڑیا سے کوئی پتا
ز عنقا هست نامی پیش مردم
عنقا سے ایک نام ہے آگے لوگوں کے
چه شیرینست عشق تلخکامی
کیا میٹھا یعنی اچھا ہے عشق بس نامراد کا
ز دوری گر چه باشد تلخکامش
دوری سے اگرچہ کڑوا منہ یعنی وہ نامراد ہووے
زبان بکشاد آنگه پیش دایه
زبان کھولی اسوقت دایہ کے آگے

که آرم بر زمین از آسمانش
کہ لاؤں میں زمین پر آسمان سے اسکو
عزائم خوانیم کارست و پیشه
افسون پڑھنا کام اور پیشہ ہے میرا
کنم در شیشه و پیشت نشانم
کروں میں شیشہ میں اور آگے تیرے بٹھاؤں میں
بزودی سازم از وی خاطرت شاد
جلد کروں میں اس سے تیرا دل خوش
نه بنده بل خداوندت نخواهد
نہیں بندہ بلکہ مالک تجکو نہیں چاہتا ہے
فسون پردازی و افسانه خوانی
وہ جادوگری اور کہانیاں کہنا
گرفت از گریه مه را در ستاره
رونے سے چاند کو ستارہ میں لیا یعنی آنسوؤں میں چھپ گیا
در آن گنج ناپیدا کلیدست
کہ میں خزانے کے دروازے کی کنجی ناپیدا ہے
که با عنقا بود هم آشیانه
کہ عنقا کے ساتھ ہووے ایک گھونسلے رہنے
ز مرغ من بود آن نام هم گم
میری چڑیا سے وہ نام بھی گم ہے
که میداند ز کام خویش نامی
جو جانتا ہے اپنے مقصد سے کوئی نام
کند باری زبان شیرین بنامش
کرے ایک بار زبان کو شیریں اسکے نام سے
ز هر رازی بلندش ساخت پایه
واقف کار کرنے سے بلند کیا اسکا مرتبہ

ز خواب خویشتن بیدارش داد
خواب اپنے سے بیداری اُسکو دی یعنی ظاہر کیا
چو دایه حرفی از طومار او خواند
جو دایہ نے ایک حرف دفتر اُسکے سے سُنا
بلی این حرف نقش هر خیال ست
ہان یہ بات ہر خیال کے نقش ہین یعنی سب جانتے ہین
مرادی را ز اول تا ندانی
جب تک شروع سے کسی مطلب کو نہ جانے تو
نیارست از دلش چون بند بکشاد
اسکے دل سے جو گرہ تھی نہ کھول سکی
نخستین گفت اینها کار دیو ست
پہلے کہا یہ کام دیو کا ہے
بهر دم صورت زیبا نماید
اور دیوون کو صورتین اچھی ظاہر کرتے ہین
زلیخا گفت دیوی را چه یارا
زلیخا نے کہا کسی دیو کو کیا طاقت
کسی کز شور و شر باشد سرشته
جو شخص کہ شور اور فساد سے بنا ہوا ہو
دگر گفتا که این خوابیست ناراست
پھر کہا کہ یہ ایک جھوٹا خواب ہے
بگفتا این خواب گر ناراست بودی
کہا یہ خواب اگر جھوٹ ہوتا
شمارند اهل دل این نکته را راست
جو صاحب دل ہین سب اس نکتہ کو سچ
دگر گفتا که هستی دانش اندیش
پھر کہا کہ تو عقلمند ہے

به بیهوشی خود هشیاریش داد
اپنی بیہوشی سے ہوشیاری اُسکو دی
ز چاره سازیش حیران فرو ماند
تدبیر کرنے اُسکے سے حیران اور عاجز رہی
که نادانسته را جستن محال ست
کہ بغیر جانے ہوئے کو ڈھونڈھنا مشکل ہے
کجا در آخرش جستن توانی
کہان اسکے انجام مین جستجو کر سکے تو
باصلاحش زبان پند بکشاد
اسکے اصلاح کیواسطے زبان نصیحت کی کھولی
همیشه کار دیوان مکر وریوست
دیوون کا کام ہمیشہ مکر اور حیلہ ہے
که تا بر روی در سودا گشایند
تا کہ اوپر دروازہ سودا کا کھول لین یعنی عاشق کر لین
که بنماید چنین شکل دل آرا
کہ دکھلاوے ایسی صورت دل آرا ہے کہ بنوالی
معاذ الله کزو زاید فرشته
پناہ خدا کی کہ اُس سے پیدا ہو فرشتہ کی صورت
چرا باید بهر ناراست جان کاست
کیون ہر جھوٹ پر جان گھلانا چاہیے
بدینسان راستان را کی ربودی
ایسے سچون یعنی مجکو کب لیجاتا یعنی بیخود کردیتا
که کج با کج گراید راست با راست
کہ ٹیڑھا ٹیڑھے کیطرف میل کرتا ہے سیدھا طرف سیدھے کے
برون کن این خیال از خاطر خویش
اپنے دل سے اس خیال کو نکال

بگفتا کار گر بودے بدستم
کیا کام جو ہوتا میرے ہاتھ یعنی اختیار میں
مرا تدبیر کار از دست رفتہ است
میرے کام کی تدبیر ہاتھ سے نکل گئی ہے
مرا نقشی نشستہ در دل تنگ
بیٹھا ایسا نقش میرے دل تنگ میں
اگر بادے وزد یا آبے آید
جو کوئی ہوا چلے یا کوئی پانی آوے
چو دایہ دیدش اندر عشق محکم
جب دایہ نے اسکو عشق میں مضبوط دیکھا
نہانی رفت حالش با پدر گفت
پوشیدہ گئی حال اسکا باپ سے کہا
ولی چون عاجز آمد دست تدبیر
اور لیکن جب عاجز آیا ہاتھ تدبیر کا

کی این بار گران دادی شکستم
کب یہ بھاری بوجھ یعنی عشق مجکو شکست دیتا یعنی عاجز کرتا
عنان اختیار از دست رفتہ است
باگ اختیار کی ہاتھ سے گئی ہے
کہ بس محکم تر ست از نقش در سنگ
کہ نقش پتھر کے سے بھی زیادہ مضبوط ہے
ز سنگ آن نقش محکم کے زداید
پتھر سے اس مضبوط نقش کو کب مٹا سکے
فرو بست از نصیحت گوئیش دم
اسکو نصیحت کرنے سے دم باندھا یعنی چپ رہی
پدر زان قصہ مشکل برآشفت
باپ اسکے مشکل قصہ سے خفا ہوا
حوالت کرد کارش را بتقدیر
کام اسکا تقدیر کے حوالے کیا

در خواب دیدن زلیخا حضرت یوسف را نوبت دوم
خواب میں دیکھنا زلیخا کا حضرت یوسف کو دوسری مرتبہ
وسلسلہ عشق وی جنبیدن ودیرا در ورطہ جنون کشیدن
اور اسکے عشق کی زنجیر کا ہلنا اور اسکو دیوانگی کی بھنور میں کھینچنا

خوش آن دل کاندر و منزل کند عشق
اچھا وہ دل جسمیں عشق مقام کرے
در و درخشندہ برقے بر فروزد
اسمیں ایک ایسی چمکدار بجلی چمکا دے
نماند در وی اندوہ ملامت
نہ رہے اسمیں رنج ملامت یعنی ملامت سننے کا

ز کار عالمش غافل کند عشق
جہان کے کام سے اسکو عشق غافل کرے
کہ صبر و ہوش را خرمن بسوزد
بلکہ صبر اور ہوش کے کھلیان کو جلا دے
شود کاسے بروکوہ ملامت
ایک تنکا اسپر پہاڑ ملامت کا ہو یعنی معلوم ہو

چنان حالش ملامت کیش گردد
ایسا اسکا حال ملامت طریقہ یعنی ملامت سننے والا ہو جاتا ہے
زلیخا ہمچو مہ میکاست سالے
زلیخا چاند کی طرح گھٹتی رہی ایک برس
ہلال آسا شبی پشت خمیدہ
چاند کی طرح ایک رات بیٹھے جھکا کر
ہمی گفت ای فلک با من چہ کردی
کہتی تھی اے آسمان میرے ساتھ کیا کیا تو نے
فگندی چون کمانم ز استقامت
ڈالا یعنی عاجز رکھا تو نے مجکو کمان کیطرح سیدھے ہونیسے
بدست سرکشی دادی عنانم
ایسے سرکش کے ہاتھ مین میری باگ دی تو نے
نہادہ در دلم از مہر تابے
رکھ کر میرے دل مین محبت سے ایک روشنی
بہ بیداری نہ گردد ہمنشینم
جاگتے مین نہین ہوتا ہی ہمنشین یعنی میری پاس نہین بیٹھتا
نشان بخت بیداریست آنخواب
نشان بیداربختی یعنی خوش نصیبی کا ہے وہ خواب
نگیرد چشم من در خفتن آرام
نہین لیتی ہے سونے مین میری آنکھ آرام
بود بختم شود از خواب بیدار
شاید نصیبہ میرا خواب سے بیدار ہو وے
ہمی گفت این سخن تا پاسی از شب
کہتی رہی یہ بات ایک پہر رات تک
کہ ناگہ زین خیالش خواب بربود
کہ یکایک اس خیال سے اسکو نیند لیگئی یعنی نیند آگئی

کہ عشقش از ملامت بیش گردد
کہ عشق اسکا ملامت سے زیادہ ہوتا ہے
پس از سالی کہ شد بدرش ہلالے
بعد ایک سال کے کہ ماہ کامل یعنی اسکا وجود کا چاند ہو گیا یعنی بالکل لاغر ہوگئی
نشستہ چون شفق در خون دیدہ
بیٹھی شفق کیطرح دیدے مین خون یعنی رونے لگی
رساندی آفتابم را بہ زردی
پہونچایا تو نے میرے آفتاب کو زردی پر یعنی قریب غروب
نشانم کردے از تیر ملامت
نشانہ مجکو بنایا تو نے تیر ملامت سے
کزو جز سرکشی چیزے ندانم
جس سے کہ سوا سرکشی کے کچھ نہین جانتی ہون مین
بخیلی می کند با من بخوابے
کنجوسی کرتا ہی مجھ سے خواب مین یعنی خواب مین بھی نہین دکھائی دیتا
نیاید ہم کہ در خوابش ببینم
نہ خواب ہی مین آتا ہی کہ اس کو دیکھون مین
کہ در روئی ببینم آن ماہ جہانتاب
جس مین کہ دیکھون مین اس چاند جہان روشن کرنیوالے
ز بخت خویشتن خوابش دہم وام
اپنے نصیبہ سے نیند مانگون مین قرض دو دن کی
نماید یارم اندر خواب دیدار
دکھاوے خواب مین یار میرا دیدار
رسیدہ جانش از اندوہ بر لب
پہونچے جان اسکی اس رنج سے ہونٹھون پر
نبود آن خواب بل بیہوشی بود
وہ نیند نہ تھی بلکہ ایک بیہوشی تھی

هنوزش تن نیاسوده به بستر
ابھی اُس کا بدن نہ آسودہ ہوا تھا بستر پر
همان صورت کز اول دید بر راه
اُسی صورت نے کہ پہلے اُس پر راہزنی کی تھی یعنی یوسف
نظر چون بر رخ زیباش افگند
نظر جو اُس کے خوبصورت چہرے پر ڈالی
زمین بوسید کای سرو گل اندام
زمین چومی کہ اے سرو گل سے بدن
بآن صانع که از نور آفریدت
قسم اُسی کاریگر یعنی خدا کی کہ نور سے پیدا کیا تجکو
ترا بر خیل خوبان سروری داد
تجکو معشوقوں کے گروہ پر سرداری دی
قدت را گلبن بستان جان ساخت
قد تیرا شاخ جان کے باغ کا بنایا
ز روی دلفروزت شمع افروخت
منھ دل روشن کرنیوالے تیرے سے شمع روشن کی
ز مشکین گیسوان دادت کمندی
سیاہ زلفوں سے دی تجکو ایک کمند
تنم را ساخت چون موی میانت
میرے بدن کو بنایا مثل تیرے کمر کے بال کے یعنی لاغر
که بر حال من بیدل ببخشای
کہ مجھ بیدل کے حال پر رحم کر
بگو با این جمال و دلستانی
کہ ساتھ اس خوبی اور دل لبھانے کے
درخشان گوهری کان کدامست
ایک روشن موتی ہے تو کان تیری کہاں ہے

در آمد آن ز روی جانش از در
آئی آن ذات اُس کی جان کی دروازے سے یعنی یوسف کو دیکھا
در آمد با رخ روشن تر از ماه
آیا ساتھ چہرے روشن کے چاند سے زیادہ
ز جا برخاست سر در پایش افگند
جگہ سے اُٹھی سر اُس کے پاؤں پر ڈالا
که هم صبرم ز دل بردی هم آرام
کہ صبر بھی میرے دل سے لیگیا اور آرام بھی
ز هر آلودگی دور آفریدت
ہر ایک آلودگی سے علیحدہ پیدا کیا تجکو
بلطف از آب حیوان برتری داد
صفائی میں آب حیات سے برتری دی
لبت را مایهٔ قوت روان ساخت
تیرے ہونٹھ کو پونجی جان کی قوت کا بنایا
که چون پروانه مرغ جان من سوخت
جیسے مثل مرغ پروانے کے جان میری کو جلایا
که بر من زان بهر موییست بندی
کہ مجھ پر اُس کے ہر ایک بال سے ایک بیڑی ہے
دلم را تنگ چون میم دهانت
میرے دل کو مثل میم منھ تیرے کے تنگ
بپاسخ لعل شکر ریز بگشای
واسطے جواب کے ہونٹھ میٹھائی گرانیوالے کھول
که در اصل از کدامی خاندانی
کہ کس اصل اور خاندان سے ہے تو
گرامی شاهی ایوانت کدامست
ایک بزرگ بادشاہ ہے تو محل تیرا کون ہے

بگفتا از نژاد آدمم من
کہا آدم کی اولاد سے ہون مین
کنی دعوی کہ ہستم بر تو عاشق
کرتی ہے تو دعوے کہ مین تجھ پر عاشق ہون
حق مهر و وفای من نگهدار
حق محبت اور دوستی میری کا نگاہ رکھ
مکن دندان رسیده شکرت را
مت کر اپنے ہونٹھ کو دانت لگا ہوا یعنی کسی کو بوسہ دینا
ترا از من اگر بر سینه داغ ست
تیرے سینے پر اگر مجھ سے داغ ہے
مرا هم دل بدام تست در بند
میرا دل بھی تیرے جال مین قید ہے
زلیخا چون بدید آن مهربانی
زلیخا نے جب دیکھی وہ مہربانی
گرفت از نو پری دیوانه را
پکڑا نئے سر سے پری نے ایک دیوانے کو
سحر مست از خیال خواب برخاست
صبح کو مست خواب کے خیال سے اٹھی
بدل اندوه او انبوه تر شد
اس کے دل مین غم کا ہجوم زیادہ ہوا
یکی صد گشت سودائی که بودش
ایک کا سو حصہ ہو گیا وہ سودا کہ تھا اس کو
زمام عقل بیرون رفتش از دست
باگ عقل کی اس کے ہاتھ سے باہر گئی
همی زد همچو غنچه جیب جان چاک
مارتی یعنی کرتی تھی غنچہ کی طرح گریبان جان کا چاک

ق

ز جنس آب و خاک عالمم من
قسم پانی اور خاک جہان یعنی ربعہ عناصر سے ہون مین
اگر هستی درین گفتار صادق
اگر تو اس بات یعنی قول مین سچی ہے
بہ بی جفتی رضای من نگهدار
بے شادی ہونے کے حالت مین خوشی میری کا خیال رکھ
مساز الماس دیده گوهرت را
مت کر الماس دیکھا یعنی بیدھا ہوا اپنے موتی یعنی بکر کو
نه پنداری کزان غم فارغ ست
نہ گمان کر تو کہ اس غم سے مجکو فراغت ہے
ز داغ عشق تو هستم نشان مند
تیرے عشق کے داغ سے مین بھی ہون داغ دار
ز لعل او شنید این نکته رانی
ہونٹھ اس کے سے یہ باتین سنین
فتاد آتش بجان پروانه را
پڑی آگ ایک پروانے کی جان پر
جگر پر سوز و دل پر تاب برخاست
کلیجہ بھرا ہوا سوز کا اور دل تڑپ کا بھرا ہوا اٹھی
بگردون دودش از اندوه بر شد
برابر آسمان کے دھوان اس کے غم کا بلند ہوا
ز حد بگذشت غوغائی که بودش
حد سے گذرا وہ شور کہ تھا اس کا
ز بند پند و قید مصلحت رست
قید نصیحت اور قید مصلحت سے چھوٹی یعنی اچھے برے کی تمیز نہ رہی
چو لاله خون دل میریخت بر خاک
مثل لالہ کے خون دل کا گراتی تھی خاک پر

ف یوسف نے آدمی خواب کی حالت مین زلیخا سے کہا کہ اگر تجکو میرا عشق کا دعوی ہے تو میرا یہ کہنا مان کہ اپنی عصمت کو دوسرون کی مجھ تک رکھو ۱۲
ف یہ بیت بھی منقول حضرت یوسف کا

گہی از مہر رویش روی میکند
کبھی اس کے منھ کی محبت سے منھ نوچتی تھی
پرستاران بہر سویش نشستند
لونڈیان ہر طرف اُس کے بیٹھین
اگر زان حلقہ بودی ہیچ تقصیر
جب اُس حلقہ سے کچھ کمی ہوتی یعنی لونڈیان اُٹھ جاتین
وگر نگرفتیش آن حلقہ دامان
اور جو نہ پکڑتا وہ حلقہ اس کا دامن
وگر بندش نکردی غنچہ کردار
اور جو اُس کو قید نکرتے لوگ کلی کے مانند
پدر زان واقعہ چون گشت آگاہ
باپ جب اُس حال سے خبر دار ہوا
بتدبیرش بہر راہی دویدند
اُس کی فکر مین ہر ایک طرف لوگ دوڑے
بفرمودند پیچان ماری از زر
فرمایا ایک لہر کھاتا ہوا سانپ یعنی زنجیر سونیکی تیار ہو
بسیمین ساقش آن مار گہر سنج
اُس کی گوری کلائی مین وہ سانپ تھی تولنے والا یعنی زنجیر
زلیخا بود گنج خوبی آری
زلیخا تھی خوبی کا خزانہ بیشک
چو زرین مار زیر دامنش خفت
جب سنہرا سانپ نیچے اُسکی آستین کے سویا یعنی زنجیر پہنائی گئی
مرا پای دل اندر عشق بندست
میرے دل کا پاؤن عشق کی بیڑی مین ہے
شکستی چرخ عمر فرسای
چالاکی آسمان عمر گھٹانے والی کی

گہی بر یاد زلفش موی می کند
کبھی اس کی زلف کی یاد پر بال اکھاڑتی یعنی کھسوٹتی تھی
بگرد مہ چو ہالہ حلقہ بستند
گرد چاند کے مثل ہالے کے حلقہ باندھا یعنی گھیر لیا
برون جستی ز حلقہ راست چون تیر
باہر نکلتی حلقہ سے سیدھی مثل تیر کے
بسوی برزن شدی سرو خرامان
گلی کی طرف خرامان ہوتا سرو اُسکا یعنی گھر کے باہر کو چلتی
چو گل بی پردہ کردی رو ببازار
پھول کی طرح بے پردہ نکل جاتی بازار مین
دوا جو شد ز دانایان درگاہ
علاج چاہنے والا ہوا دربار کے حکیمون سے
بہ از زنجیر تدبیرش ندیدند
بہتر زنجیر یعنی قید سے اس کی تدبیر نہ دیکھی
کہ باشد مہرہ دار از لعل و گوہر
جو کہ موتی اور لعل سے جڑاؤ ہووے
در آمد حلقہ زن چون مار بر گنج
کنڈلی مارتا ہوا خزانہ پر مثل سانپ کے یعنی پہنائی گئی
بود ہر گنج را ناچار مارے
ہوتا ہے ہر خزانے پر ایک سانپ
ز دیدہ اشک میبارید و میگفت
آنکھون سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی
ہمان بندم ازین عالم بسندست
وہی بیڑی مجکو اس جہان سے کافی ہے
بدین بندم چرا سازد گران پی
اس بیڑی سے میرے پاؤن کیون بھاری کرتی ہے

مرا خود قوت پای نمانده است
مجکو قوت ایک قدم کی آپ نہین رہی ہے
بدین بندِ گران پا بستنم چیست
اس بھاری قید مین مجکو قید کرنا کیا ہے
فرو رفتست پای سرو در گل
گڑ گیا ہے پانون سرو کا کیچڑ مین یعنی میرا
چہ حکمت باغبان بیند درین باب
کیا حکمت باغبان یعنی خدا دیکھتا ہے اس مقدمے مین
بپای دلبرے زنجیر باید
اُس معشوق یعنی یوسف کے پانون مین زنجیر چاہیے
نباشد در نظر چندان درنگش
نہین رہتا ہے نظر مین اتنی دیر وہ
زمین چون برق رخشان بگذرد زود
مجھ سے یعنی میری نگاہ سے شل چمکنے والی بجلی کے جلد گذر جاتا ہے
اگر یارے دہد بختِ بلندم
اگر نصیبہ میرا مدد دیوے
بہ بینم روی او چندانکہ خواہم
دیکھون مین صورت اُس کی جتنی دیر چاہون مین
چہ می گویم نگارِ نازپرورد
کیا کہتی ہون مین معشوق پالے ہوے کو
بروی جان نشیند کوہِ دردم
میری جان پر فوراً بیٹھ جاتا ہے پہاڑ یعنی ناگوار کمال ہوتا ہے
پسندم کی بود بر خاطرش بار
پسند مجکو کب ہووے اُس کے دل پر بوجھ
مرا صد تیغ خوشتر بر دلِ تنگ
میرے دل تنگ پر سو تلوار بہتر ہین

بہیچ آمد شدن رای نمانده است
کچھ آنے جانے کا اندیشہ نہین رہا ہے
بدین تیغ جفا دل خستنم چیست
اس ظلم کی تلوار سے میرا دل زخمی کرنا کیا ہے
رہ جنبش برو گشتست مشکل
راہ ہلنے کی اُس پر مشکل ہو گئی ہے
کہ زنجیرش نہد بر پای از آب
اگر زنجیر پانی سے اُسکے پانون پر رکھتا ہے
کہ در یک لحظہ ہوش از من رباید
جو دم بھر مین ہوش مجھ سے لیجاتا یعنی بیہوش کرتا ہے
کہ بینم سیر روی لالہ رنگش
کہ دیکھون مین آسودہ ہوکر اسکا چہرہ سرخ
بر آید از دل پر آتشم دود
نکلتا ہے میرے آگ بھرے ہوے دل سے دھوان
بدین زنجیر زر پایش بہ بندم
اسی سونے کی زنجیر سے اُسکے پانون باندھون مین
کز و روشن شود روز سیاہم
اوس سے روشن ہو میرا دن تاریک یعنی جدائی کا
ق
کہ گر بر پشتِ پا بنشیندش گرد
کہ جو اُسکے پانون کی پیٹھ پر بیٹھی ہے خاک
بساطِ شادمانے در نوردم
بچھونا خوشی کا لپیٹتی ہون مین یعنی غمگین ہوجاتی ہون
نبینم ساق او از بند آزار
گورے کلائی پر ایذا بیڑی کی
کہ در دامان او خارے زند چنگ
نہین اُسکے دامن مین ایک کانٹا چنگل مارے یعنی چبھے

ازین افسانہاے عاشقانہ
ان عاشقانہ کہانیون یعنی باتون سے
یکے افتاد ناگہ بر نشانہ
ایک پڑی ایکبارگی نشانے پر

فتاد از زخم آن بر سینہ اش چاک
پڑا اُس کے زخم سے اُسکے سینہ پر شگاف
چو صید زخمناک افتادہ بر خاک
مثل زخمی شکار کے گر پڑی خاک پر

بہ بیہوشی زمانی گشت دمساز
بیہوشی سے کچھ دیر موافق یعنی بیہوش رہی
دگر آمد بحال خویشتن باز
پھر اپنے حال یعنی حواس مین آئی ❊

بافسون دل دیوانۂ خویش
واسطے اپنے دل دیوانہ کے بہلانے کے
ز سر آغاز کرد افسانۂ خویش
سر سے شروع کیا قصہ اپنا

گہی در گریہ گہ در خندہ میشد
کبھی روتی تھی کبھی ہنستی تھی
گہی می مرد و گاہی زندہ میشد
کبھی مرجاتی اور کبھی زندہ ہوتی تھی

ہمیشہ ہر دم از حالے بحالی
ہمیشہ ہر ایک دم ایک حال سے دوسرے حال مین
بدینسان بود حالش تا بسالی
اسی طرح رہا حال اُس کا ایک برس تک

درخواب دیدن زلیخا یوسف را نوبت سوم و نام و
خواب مین دیکھنا زلیخا کا یوسف کو تیسری مرتبہ اور نام اور

مقام وی را پرسیدن و بعقل و ہوش باز آمدن زلیخا
مقام انکا پوچھنا اور عقل اور ہوش مین پھر آنا زلیخا کا

بیا ای عشق پر افسون و نیرنگ
آؤ اے عشق منتر اور جادو بھرے ہوے
کہ باشد کار تو گہ صلح و گہ جنگ
کہ رہتا ہے کام تیرا کبھی ملاپ اور کبھی لڑائی

گہی فرزانہ را دیوانہ سازی
کبھی عقلمند کو سودائی بناتا ہے تو
گہی دیوانہ را فرزانہ سازی
کبھی دیوانے کو عقلمند کردیتا ہے تو

چو بر زلف پریرویان نہی بند
جو معشوقون کی زلف پر کوئی پیچ دتاب کھے یعنی دے تو
بزنجیر جنون افتد خردمند
دیوانہ پن کی زنجیر مین گر پڑے عقلمند

اگر زان زلف بندی بر کشائی
جب اُس زلف سے کوئی پیچ کھولے تو
چراغ عقل یابد روشنائی
چراغ عقل کا روشنی پاوے

زلیخا یک شبی بی صبر و بیهوش
ایک رات زلیخا بے صبر اور بیہوش نے
ز جام درد دردآشامی کرد
درد کے پیالے سے تلچھٹ پی لیا
کشید از مقنعه[۱] موی معنبر
کھینچے اوڑھنی سے خوشبودار بال یعنی ننگے سر ہوئی
بسجده پست سرو ناز خم کرد
سجدے کیواسطے پیٹھ سرو ناز کے پالے ہوئے یعنی زلیخا نے جھکائی
ز نرگس[۲] ریخت اشک ارغوانی
آنکھ سے گرائے آنسو سرخ
شد از غمگین دل خود غصه پرداز
ہوئی غمگین دل اپنے سے رنج کا شغل کرنیوالی
که ای تاراج تو هوش و قرارم
کہ اے لوٹا ہوا تیرا ہوش اور قرار میرا
غمم دادی و غمخواری نکردی
غم مجکو دیا تو نے اور غمخواری نہ کی تو نے
ندانم نام تو تا سازمش ورد
نہیں جانتی ہوں میں تیرا نام کہ اسکا وظیفہ کروں میں
بکار خویش می بودم شکرخند
اپنے کام میں رہتی تھی میں خوش
چو غنچه لب ببسته خورده ام از غمت خون
کلی کی طرح بند کیے ہوئے غم سے خون کھایا میں نے
نمی گویم که در چشمت عزیزم
نہیں کہتی ہوں میں کہ تیری آنکھ میں بزرگ ہوں میں
چه باشد گر کنیزی را نوازی
کیا ہو اگر تو ایک لونڈی کو سرفراز کرے تو

بغم همراز با محنت هم آغوش
غم سے ہم صحبت رنج سے پہلو بہ پہلو
ز سوز عشق بی آرامی کرد
عشق کی آگ سے بیقراری شروع کی
فشاند از آتش دل خاک بر سر
جھاڑی دل کی آگ سے سر پر خاک
زمین را رشک گلزار ارم کرد
زمین کو رشک دینے والی باغ بہشت کی بنا دیا
چو سوسن کرد ساز خوش بیانی
مثل سوسن کے شروع کی خوش بیانی
بیار خویش کرد این قصه آغاز
اپنے یار سے یہ کہانی شروع کی
پریشان کرده تو روزگارم
پریشان کیا ہوا تیرا زمانہ میرا
دلم بردی و دلداری نکردی
دل میرا لے گیا تو اور دلداری نہ کی تو نے
نیابم جای تو تا گردمش گرد
نہیں پاتی ہوں میں جگہ تیری کہ گرد پھروں میں اس کے
کنون در بندم از تو چون نی قند
اب قید میں ہوں میں تجھ سے مثل گرہ کے یعنی جیسے گنے میں گرہیں ہوتی ہیں
فتادم همچو گل از پرده بیرون
پڑی میں پھول کی طرح پردے سے باہر یعنی بدنام ہوئی
نه آخر من ترا کمتر کنیزم
نہیں آخر کو میں تیری حقیر لونڈی ہوں میں
ز بند محنتش آزاد سازی
رنج کے قید سے آزاد کرے مجکو

[۱] مقنعه یعنی اوڑھنی ... معنبر کے معنی عنبر سے بھرے یعنی خوشبودار
[۲] نرگس ... ارغوان ایک سرخ رنگ ...

مبادا کس بخون آغشته چون من
ست ہو کوئی خون مین ڈوبا ہوا مثل میرے

میان خلق رسوا گشته چون من
خلق مین بدنام ہوئی میری طرح

دل مادر ز بد پیوندیم تنگ
دل ماں کا میری بری پیوند ہونے سے عاجز

پدر را آید از فرزندیم ننگ
باپ کو میرے لڑکے ہونے سے شرم آتی ہے

پرستاران مرا پدرود کردند
لونڈیون میری کو رخصت کر دیا

به تنهاییم غم فرسود کردند
اکیلے میں غم نے مجھکو گھلا دیا

زدی آتش بجان چون من خسی را
لگائی تونے آگ مجھ ایسے تنکے یعنی لاغر کی جان مین

نسوزد کس بدینسان بیکسی را
نہین جلاتا ہے کوئی اسطرح کسی بیکس کو

بآن مقصود جان و دل خطابش
اس پیارے جان اور دل کے مقصد یعنی یوسف سے خطاب اسکا

بدینسان بود تا بربود خوابش
اسی طرح رہا جب تک اسکو نیند آئی

چو چشمش مست شد از ساغر خواب
جو آنکھ اسکی مست ہوئی نیند کے پیالے سے

بخوابش آمد آن غارتگر خواب
اسکے خواب مین وہ نیند کا لوٹنے والا یعنی یوسف آیا

بشکل خوبتر از هرچه گویم
ساتھ اچھی زیادہ شکل کے جس چیز سے کہ کہوں مین

ندانم بعد ازین دیگر چه گویم
نہین جانتا ہون مین آگے اس سے اور کیا کہون مین

بزاری دست در داماش آویخت
رونے مین ہاتھ اس کے دامن مین لٹکایا یعنی ڈالا

بپایش از مژه خون جگر ریخت
اسکے قدمون پر پلکون سے خون کلیجے کا گرایا

که ای از محنت عشقت رمیده
کہا اے شخص تیرے عشق کی تکلیف مین بھاگا

قرارم از دل و خوابم ز دیده
قرار میرے دل سے اور نیند میری آنکھ سے

بپاکی کان چنین پاک آفریدت
قسم اس پاک کی جسنے ایسا پاک پیدا کیا تجھکو

ز خوبان دو عالم برگزیدت
دونون جہان کے معشوقون سے پسند کیا تجھکو

که اندوه مرا کوتاهیم ده
کہ میرے رنج کو کمی دے

ز نام و شهر خویش آگاهیم ده
نام اور شہر اپنے سے مجھکو خبر دے

بگفتا گر بدین کارت تمام ست
کہا اگر اسی پر تیرے کام کا انجام ہے

عزیز مصرم و مصرم مقام ست
عزیز مصر کا ہون مین اور مصر میرا مقام ہے

بمصر از خاصگان شاه مصرم
مصر مین بادشاہ مصر کے خاصون سے ہون مین

عزیزی داد عز و جاه مصرم
اس عزیز نے دیا عز و جاہ مصر کا مجھکو

زلیخا چون ز جانان این نشان یافت
زلیخا نے جو معشوق سے یہ پتا پایا
تو گوئی مردهٔ صد ساله جان یافت
تو کہے سو برس کے مردے نے جان پائی

رسیدش بعد از ان گفتار چون نوش
ہونچا اُس کے یعنی زلیخا کے بعد اُن آبحیات کی سی باتونکی
به تن زور و بدل صبر و بجان هوش
بدن مین طاقت اور دل مین صبر اور جان مین ہوش

از ان خوابی که دید از بخت بیدار
اُس خواب سے کہ دیکھا جاگتے ہوے نصیبہ سے
اگرچه خفت مجنون خاست هشیار
اگرچہ سوئی تھی دیوانی اٹھی ہوش سے درست

خبر زان مه که در دل جوش آورد
اس چاند یعنی یوسف کی خبر نہین اسکے دل مین جوش لائی
دگر باره بعقل و هوشش آورد
دو بارہ عقل اور حواس مین اس کو لایا

کنیزان را ز هر سو داد آواز
لونڈیون کو ہر طرف سے آواز دی
که ای با من درین اندوه دمساز
کہ اے میرے ساتھ اس غم مین شریک

پدر را مژدهٔ دولت رسانید
باپ کو خوشخبری دولت کی ہونچا دو تم
دلش از آتش محنت رهانید
اُس کے دل کو رنج کی آگ سے چھڑاؤ تم

که آمد عقل و دانش سوی من باز
کہ ہوش حواس آ گئے طرف میرے یعنی مجھ مین پھر
روان شد زاب رفته جوی من باز
جاری ہو گیا پانی میری نہر کا پھر

بیا بردار بند زر ز سیمم
آکر اٹھاؤ بیڑی سنہری میری چاندی یعنی گوری کلائی سے
که نبود از جنون من بعد بیمم
کہ نہو دیگا دیوانگی سے پھر خوف مجھکو

چو ممسک سیم را در بند مگذار
مال جمع کرنیوالے یعنی کنجوس کے چاندی کو قید مین چھوڑ
بدست خویش بند از سیم بردار
اپنے ہاتھ سے قید چاندی اٹھا یعنی بیڑی میری کاٹ دو

پدر را چون رسید این مژده در گوش
باپ کے کان مین جو یہ خوشخبری ہونچی
باستقبال آن رفت از سرش هوش
واسطے پیشوائی اُس کی کے گیا سر اُس کے سے ہوش

برسم عاشق اول ترک خود کرد
عاشق کی طرح پہلے چھوڑنا خودی کا کیا یعنی بیخود ہو گیا
وزان پس رو بسوی آن سرو قد کرد
اور اس سے پیچھے منھ طرف اس سرو قد یعنی زلیخا کے کیا

دهان بگشاد آن مار دوسر را
منھ کھولا اس دو منھے سانپ یعنی زنجیر کا
رهاند از بند غم آن سیمبر را
چھڑایا قید غم سے اُس معشوق یعنی زلیخا کو

پرستاران به پایش سر نهادند
لونڈیون نے اُس کے قدمون پر سر رکھا
بزیر پایش تخت زر نهادند
اُس کے پاؤن کے نیچے تخت سونے کا رکھا

نشاندندش فراز مسند ناز — بزرین تاج کردندش سرافراز

بٹھایا اُس کو اوپر مسند ناز کے — سنہرے تاج سے اُس کو سرفراز کیا

پریرویان زہر جا جمع گشتند — ہمہ پروانہ آن شمع گشتند

خوبصورتین یعنی سہیلیان ہر جگہ سے جمع ہوئین — سب پروانہ اُس شمع یعنی زلیخا کی ہوئین

بہمزادان چو در مجلس نشستی — چو طوطی لعل او شکر شکستی

ہمجولیون مین جو بیچ مجلس کے بیٹھتی — طوطی کی طرح اس کے ہونٹھ میٹھی باتین کرتے

سر درج حکایت باز کردی — زہر شہری سخن آغاز کردی

منھ ڈبہ حکایت کا کھولتی — ہر ایک شہر سے بات شروع کرتی

ز روم و شام گشتی نکتہ انگیز — شدی از ذکر مصر اندر شکر ریز

روم اور شام سے ہوتی بارکی اٹھانیوالی — ہوتی مصر کے ذکر سے شکر ریزی یعنی

حدیث مصریان کردی سرانجام — کہ تا بردی عزیز مصر را نام

باتین مصر والون کی کرتی ختم — تاکہ لیجاے یعنی لے عزیز مصر کا نام

چو این نامش گرفتی بر زبان جای — در افتادی بسان سایہ در پای

یہ نام جس کی زبان پر جگہ پکڑتا یعنی آتا — سایے کی طرح اُس کے قدمون پر گر پڑتی

ز ابر دیدہ سیل خون فشاندی — نوای نالہ بر گردون رساندی

آنکھون کی بدلی سے سیلاب خون کا جھاڑتی یعنی بہاتی — آواز فریاد کی آسمان پر پہونچاتی

بروز و شب ہمہ این بود کارش — سخن از یار راندی وز دیارش

تمام دن اور رات یہی تھا کام اُس کا — باتین یار سے چلاتی۔ یعنی کہتی اور اُسکے ملک سے

بدین گفتار خوش گشتی سخن کوش — وگرنہ بودی از گفتار خاموش

ان باتون مین اچھی طرح باتین کرتی — اور جو نہین بولنے سے چپ رہتی

آمدن رسولان بخواستگاری زلیخا و تنگدل برگشتن آنہا

آنا قاصدون کا واسطے مانگنے یعنی منگنی کرنے زلیخا کے اور واپس لوٹ جانا اُن کا

زلیخا گرچہ بود آشفتہ حالش — جہان پر بود از صیت جمالش

زلیخا کا اگرچہ وہ پریشان حال تھا — جہان اُس کی خوبصورتی کے آوازے سے بھرا تھا

بهر جا قصهٔ حسنش رسیدے
ہر جگہ قصہ اُس کے حسن کا پہونچتا
شدی مفتون او ہر کس شنیدے
ہوتا عاشق اُس کا جو شخص سنتا

سران ملک را سودای او بود
ملکون کے بادشاہون کو سودا اس کا تھا
بزم خسروان غوغاے او بود
بادشاہون کی محفل مین غل اُس کا تھا

بهر وقت آمدی از شہریاری
ہر وقت آتا تھا ایک بادشاہ کے پاس سے
باُمید وصالش خواستگاری
اُس کی ملاقات کی امید مین ایک مانگنے والا یعنی منگنی کیلیے

درین فرصت کہ از قید جنون رست
اس عرصے مین کہ قید دیوانہ پن سے چھوٹی
بتخت دلبری ہشیار بنشست
معشوقی کے تخت پر ہوشیار بیٹھی

ق

رسولان از شہ ہر مرز و ہر بوم
تا صدر ہر سرحد اور مقام کے بادشاہ ہونکے
چو شاہ ملک شام و کشور روم
مثل بادشاہ شام اور بادشاہ روم کے

فزون از دہ تن از رہ در رسیدند
زیادہ دس آدمیون سے برابر بھی پہنچے
بدرگاہ جلالش آرمیدند
اُس کی یعنی زلیخا کی بزرگ درگاہ مین آرام کیا یعنی آئے

یکے منشور ملک و مال در مشت
ایک کے ہاتھ مین ملک اور مال دینے کا فرمان
یکے مہر سلیمانے در انگشت
ایک کی انگلی مین مہر سلیمانی یعنی بادشاہی انگوٹھی

کہ ہر یک تحفہ کشورستانیست
کہ ہر ایک تحفہ ایک بادشاہ کا ہے
ز شاہی خواستگاری را نشانیست
ہر بادشاہ سے خواہش کا ایک نشان ہے

بہر جا رو نہد آن غیرت خور
جس جگہ رخ کرے یعنی جاوے وہ آفتاب کی شرمندہ کرنیوالی
بود آن تختگاہش تاج بر سر
ہووے اپنی بادشاہت کا تاج اُس کے سر پہ

بہر کشور کہ گردد جلوہ گاہش
جس ملک مین کہ ہو اُس کے جلوے کی جگہ
بود دیہیم شاہی خاک راہش
ہووے تاج اُس بادشاہ کا اس کی راہ کی خاک

اگر گیرد چو مہ در روم آرام
جو اختیار کرے چاند کی طرح روم مین آرام
دعاے او کند از صبح تا شام
دعا اس کو کرے یعنی دے صبح سے شام تک

اگر آرد بسوئے روم آہنگ
جو لاوے ارادہ طرف روم کے
غلام او شود از روم تا زنگ
غلام اُس کا ہووے روم سے زنگ تک

بدین دستور ہر قاصد پیامے
اسی طرح سے ہر قاصد ایک پیام
ہمی گفت از لب فرخندہ نامی
بیان کرتا تھا ہونٹھ سے ایک مبارک نام

زلیخا را چو زین معنی خبر شد
زلیخا کو جو اس بات سے خبر ہوئی
کہ با نیان زمصر آیا کسی ہست
کہ آیا ان مین مصر سے کوئی شخص ہے
بسوے مصریانم می کشد دل
طرف مصر والون کے مجکو کھینچتا ہے دل
نسیمے کز دیار مصر خیزد
جو ہوا کہ شہر مصر سے اُٹھے
مرا خوشتر ازان باد ست صد بار
مجکو اُس ہوا سے سو درجہ بہتر ہے
درین اندیشہ بود او کش پدر خوند
اُسی فکر مین تھی کہ اُسکو باپ نے بلایا
بگفت ای نور چشم و شادی دل
کہا اے روشنی آنکھ کی اور خوشی دل کی
بدار الملک خوبی شہریاران
خوبی کی بادشاہت مین بادشاہ
بدل داغ تمنائے تو دارند
دل مین داغ تیری آرزو کا رکھتے ہین
بسوے ما بامید قبولے
طرف ہمارے قبول کرنے کی اُمید پر
بگویم داستان ہر رسولے
سناتا ہون مین داستان ہر قاصد کی تجکو
بہر کشور کہ افتد در دلت میل
طرف جس ملک کے کہ تیرے یعنی ہو تیرے دل مین خواہش
پدر میگفت او خاموش می بود
باپ کہتا تھا وہ چپ رہتی تھی

ز اندیشہ دلش زیر و زبر شد
فکر سے دل اُس کا اُلٹ پلٹ ہو گیا
کہ عشق مصریانم پشت بشکست
کیونکہ مصر والون کے عشق نے میری پیٹھ توڑ دی یعنی عاجز کیا
زمصر از قاصدی نبود چہ حاصل
مصر سے جو نہو وے کوئی قاصد کیا فائدہ
کہ در چشم غبار مصر بیزد
بلکہ میری آنکھ مین گرد مصر کی چھانے
کہ آرد نافہ از صحرائے تاتار
جو لاوے تاتار کے جنگل سے نافہ یعنی خوشبو
پدر روزش بپیش دیدہ بنشاند
باپ نے ایک دن اُس کو نظر کے سامنے بٹھایا
ز بند حشمتم آزادئے دل
قید غم سے ہٹا آزاد ہو مین دل کی
بتخت شہریارے تاجداران
تخت بادشاہی سے بادشاہ
بسینہ تخم سودائے تو کارند
سینے مین بیج تیرے عشق کا بوتے ہین
رسید اینک زہر ملکی رسولے
پہونچے اینک ہر ایک ملک سے ایک قاصد
بہ بینیم تا کرا افتد قبولت
دیکھین ہم کہ کون تجکو پسند پڑتا ہے
ترا سازم بر ودی شاہ آن خیل
تجکو بناؤن اُس گروہ کا بادشاہ کرون مین
بسوئی آشنائی گوش مے بود
اُس آشنا یعنی یوسف کی امید مین سنتی جاتی تھی

خوشا گوش سخن کردن زجائی
بہت اچھا بات سن لینا اُس جگہ سے
زشاہان قصہ ہائی درپی آورد
بادشاہون کے ذکر پے درپے لایا یعنی بیان کیے
زلیخا دید کز مصر و دیارش
زلیخا نے دیکھا کہ مصر اور اُس گھر سے
ز دیدار پدر نومید برخاست
باپ کے دیکھنے یعنی سامنے سے ناامید اٹھی
بنوک دیدہ مروارید می سفت
دیدے کی نوک یعنی پلکون کے بال سے موتی بیدھتی تھی
مرا اے کاشکے مادر نمیزاد
مجکو اے افسوس ہے مان پیدا نہ کرتی
ندانم بر چہ طالع زادہ ام من
نہین جانتی ہون مین کس وقت پیدا ہوئی ہون مین
اگر برخیزد از دریا سحابے
جو اُٹھے دریا سے ایک بدلی
چو رہ سوئے من لب تشنہ آرد
جو راہ طرف مجھ پیاسی کے لاوے یعنی اگر پانی برسے
ندانم ای فلک با من چہ داری
نہین جانتی ہون مین ای آسمان مجھ سی کیون بغض رکھتا ہی تو
گرم ندہی بسوی دوست پرواز
جو مجکو طرف دوست کے اڑنے نہین دیتا ہے تو
گر از من مرگ خواہی مُردم اینک
جو میری موت چاہے تو مر گئی مین ابھی سے
وگر خواہی مرا در رنج و اندوہ
اور اگر چاہے تو مجکو رنج اور غم مین

باُمیدِ حدیث آشنائی
اُس آشنا یعنی یوسف علیہ السلام کے ذکر کی اُمید پر
ولی از مصریان دم بر نیاورد
اور لیکن مصر والون سے سانس نہ لی یعنی کچھ نہ کہا
نیامد ہیچ قاصد خواستگارش
نہ آیا کوئی قاصد اس کا مانگنے والا
زغم لرزان چو شاخ بید برخاست
غم سے شاخ بید کی طرح کانپتی اُٹھ گئی
ز دیدہ اشک می بارید و میگفت
آنکھون سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی
وگر میزاد پس شیرم نمیداد
اور اگر جنتی پھر دودھ مجکو نہ دیتی
بدین طالع کجا افتادہ ام من
ایسا نصیبہ کہان سے پڑا ہے میرا یعنی بدقسمت ہون مین
کہ ریزد بر لب ہر تشنہ آبے
کہ گراوے ہر پیاسے کے ہونٹھ پر ایک پانی
بجائے آب جز آتش نبارد
بجای پانی کے سوا آگ کے نہ برسے یعنی میری بدقسمتی سے آگ برساوے
چو خویشم غرق خون دامن چہ داری
اپنی طرح میرا دامن خون کا ڈوبا ہوا کیون رکھتا ہے تو
از و باری چنین دورم میانداز
اُس سے بارے اتنی دور مجکو مت پھینک
ز بیداد تو جان بسپردم اینک
ظلم سے تیرے جان سونپی مین ابھی سے
نہادی بر دلم صد رنج چون کوہ
رکھے تونے میرے دل پر سو رنج مثل پہاڑ کے

بزیر کوه کاهی چند باشد
نیچے پہاڑ کے ایک تنکا کتنا ہو یعنی کیا معلوم ہو

بموج غم گیاهی چند باشد
غم کی لہر مین ایک گھاس کتنی ہووے یعنی کیا معلوم ہو

دلم از زخم تو صد جای ریش ست
دل میرا تیرے زخم سے سو جگہ زخمی ہے

اگر رحمی کنی بر جای خویش ست
جو تو ایک رحم کرے اپنی جگہ پر یعنی بجا ہے

اگر من شاد و گر غمگین ترا چه
جو مین خوش اور جو رنجیدہ تجکو کیا غم

وگر من تلخ دگر شیرین ترا چه
اور جو مین کڑوی اور جو میٹھی تجکو کیا فکر

وگر شد خرمنم بر باد گو شو
اور جو ہوا کھلیان میرا برباد کہہ ہو جاے

دو صد خرمن ازین بر تو بیک جو
دو سو کھلیان اس سے تیرے نزدیک برابر ایک جو کی

کیم من از وجود من چه خیزد
کیا ہون مین میرے ذات سے کیا اٹھے یعنی کیا ہو سکے

وزین بود و نبود من چه خیزد
اور اس ہونے اور نہونے میرے سے کیا ہو سکے

هزاران تازه گل بر باد دادی
ہزارون تازہ پھول یعنی نوجوانون کو برباد کیا تو نے

زداغ مرگ بر آتش نهادی
موت کے داغ سے آگ پر رکھے یعنی جلا دیے تو نے

کجا گردد ترا خاطر پریشان
کہان ہو تیرا دل پریشان

که من باشم یکی دیگر زایشان
کہ مین ہون ایک دوسری انمین یعنی مرے اور جیسے ہوئے ان سے

بصد افغان و درد آن روز تا شب
سو فریاد اور درد سے اس دن رات تک

درون چون غنچه از خون لبالب
دل کلی کی طرح خون سے زلیخا کا بھرا ہوا

سرشک از دیده نمناک میریخت
آنسو دیدہ تر سے گراتی تھی

زدست غصه بر سر خاک میریخت
غصہ کے ہاتھ سے سر پر خاک گراتی تھی

پدر چون دید شوق و بیقرارش
باپ نے اس کے شوق اور بیقراری کو جو دیکھا

ز سودای عزیز مصر زارش
عزیز مصر کے عشق سے رونا اس کا

رسولان را بخلعتهای شاهی
قاصدون کو ساتھ بادشاہی خلعتون کے

اجازت داد و لب پر عذرخواهی
حکم دیا اور ہونٹھ عذرخواہی کا بھرا ہوا یعنی عذر سے

که هست از بهر این فرزانه فرزند
کہ اس عقلمند لڑکی کے واسطے

زبانم با عزیز مصر در بند
زبان میری ساتھ عزیز مصر کے بیچ گرہ کے

بود روشن بر دانش پرستان
ظاہر ہو یعنی ہے عقلمندون پر

که باشد دست پیش دستان
کہ ہوتا ہے غالب ہاتھ پیشدستون کا

زبان هر از این به مثل نیست
جہان کی زبان پر اس سے بہتر مثال نہیں ہے
اگر گوید دست پیشین را بدل نیست
گر کہتے ہین اگلے ہاتھ کا بدلا نہین ہے

رسولان زان تمنا در گذشتند
قاصد اُس آرزو سے درگذرے
ز پیش باد بر کف باز گشتند
اُسکے آگے سے ہو ہتھیلی پر یعنی نامراد پھر سے

فرستادن پدر زلیخا قاصد را بسوی عزیز برای خواستگاری زلیخا

بھیجنا زلیخا کے باپ کا قاصد کو عزیز مصر کی طرف زلیخا کی منگنی کے لیے

زلیخا داشت از دل بر جگر داغ
زلیخا رکھتی تھی دل سے کلیجے پر داغ
ز نومیدی فزودش داغ بر داغ
نا امیدی سے اُس کے داغ پر داغ زیادہ ہوا

بود هر روز را از دور سپیدی
ہوتا ہے ہر دن کے لیے زمانہ سپیدی یعنی روشنی کا
بجز روز سیاه نا امیدی
سوا دن اندھیرے نا امیدی کے

پدر چون بهر مصرش خسته جان دید
باپ نے جو واسطے مصر کے اُس کو خستہ جان دیکھا
علاج خسته جانش اندران دید
دوا اُس کی زخمی جان کی اس مین دیکھی

که دانائی براه مصر پوید
کہ ایک قاصد طرف راہ مصر کے دوڑے یعنی جاوے
علاجش از عزیز مصر جوید
علاج اُس کا عزیز مصر سے ڈھونڈھے

برد از وی پیامی چند با او
لیجاوے اُس سے چند پیام اُس کے پاس
زلیخا را دهد پیوند با او
زلیخا کو پیوند دے یعنی بیاہے ساتھ اُس کے

ز نزدیکان یکی دانا گزین کرد
پاس والون مین سے ایک قاصد کو پسند کیا
ز دانائی هزارش آفرین کرد
اُس کی عقلمندی سے ہزارون تعریفین کین

بداد از تحفها صد گونه چیزش
دین سیکڑون قسم کی چیزین اُس کو تحائف سے
برفتن راهی زد سوی عزیزش
واسطے جانے کے بھیجا طرف عزیز کے اُس کو

پیامش داد کای دور زمانه
پیام اُس کو دیا کہ اے عزیز مصر گردش زمانہ نے
ترا بوسید خاک آستانه
تیری چوکھٹ کی خاک کو بوسہ دیا

بهر روز از نوازشهای گردون
ہر روز آسمان کی مہربانیون سے
عزیزی بر عزیزی بادت افزون
بزرگی پر بزرگی تیری زیادہ ہو جیو

مرا در برج عصمت آفتابیست
پاکدامنی کے برج مین میرا آفتاب یعنی زلیخا ہے

کہ مہ را در جگر افتادہ تابیست
جس سے چاند کے کلیجے مین ایک پیچ و تاب پڑا ہے

ز اوج ماہ برتر پایۂ او
چاند سے بلند مرتبہ اُس کا

ندیدہ دیدۂ خور سایۂ او
نہ دیکھا دیدہ آفتاب نے سایہ اُس کا

ز گوہر در صدف صافی بدن تر
سیپ کے اندر کے موتی سے بدن زیادہ صاف

ز اختر در شرف پر تو فگن تر
برج شرف کے ستارہ سے روشن زیادہ

کند پوشیدہ رخ مہ را نظارہ
دیکھتی ہے منہ چھپا کر چاند کو

کہ ترسد بیندش چشم ستارہ
کہ ڈرتی ہے دیکھے گی ستارون کی آنکھ

جز آئینہ کسی کم دیدہ رویش
سوا آئینے کے کسی نے کم دیکھا منہ اُس کا

بجز شانہ کسی نگشودہ مویش
سوا کنگھی کے کسی نے نہ کھولا بال اُس کے

نباشد غیر زلفش را اسیرے
سوا اُس کی زلفون کے کسی کو تسخیر نہوتا یعنے نہ ہوا

کہ گاہی افگند در پای او سر
کہ کبھی اُسکے پاؤن پر سر ڈالے یعنی رکھے

بصحن خانہ چون گردد خرامان
گھر کے صحن مین جب ٹہلے

نیارد پای بوسش غیر دامان
نہ قدم چوم سکے اُسکے کوئی سوا دامن کے

ندیدہ سیب او مشاطہ در مشت
نہ دیکھا سیب یعنے خدا سے اُسکے کو کنگھی کرنیوالے کی مٹھی مین

نسودہ بر لبش نیشکر انگشت
نہ گھسی اُسکے ہونٹھ پر گنے نے انگلی یعنی کسی نے ہاتھ نہین لگایا

جمال او ز گل دامن کشیدہ
اُس کی خوبصورتی نے پھول سے دامن بچایا

کہ پیراہن بہ بدنامے دریدہ
کہ اوس نے لباس بدنامی سے چاک کیا

ز نرگس چشم او پوشیدہ رخسار
اُس کی آنکھ نے نرگس سے چھپایا منھ

کہ نرگس خیرہ چشمست و قدح خوار
کہ نرگس بے حیا ہے اور شراب پینے والی

نہ پوید در فروغ مہر یا ماہ
نہین دوڑتی یعنی ٹہلتی ہو آفتاب یا چاند کی روشنی مین

کہ تا با او نگردد سایہ ہمراہ
تاکہ سایہ اُس کے ساتھ نہ ہو جاوے

گذر بر چشمہ چو پیشش نیفتد
گذر جس کا نہر کے چشمہ پر نہین پڑتا ہے

کہ چشم عکس بر رویش نیفتد
کہ آنکھ عکس کی اُس کے منھ پر نہ پڑے

درون پردہ منزل گاہ کردہ
پردے کے اندر مقام کیے ہوے

ولی صد شور از بیرون پردہ
اور لیکن سو آوازین پردے کے باہر سے

همه شاهان هواخواهان اویند
تمام بادشاه چاہنے والے یعنی عاشق اس کے ہین
سرافرازان ز حد روم تا شام
بڑے بڑے سردار سرحد روم سے شام تک
ولی او در نیارد سر بهر کس
ولیکن وہ نہین لاتی ہے خیال کسی کی طرف
نگردد خاطر او رام با روم
نہین ہوتا ہے دل اُس کا متوجہ طرف روم کے
براه مصر چشم او سبیل ست
مصر کی راہ مین آنکھ اُس کی روان ہے
همانا خاک او زانجا سرشتند
تحقیق کہ خاک اُسکی اس جگہ سے گوندھی یعنی مٹی مصر کی تھی
ندانم سوی مصرش این شغف چیست
نہین جانتا ہون مین مصر کیطرف اسکو یہ آمیزش کیون ہے
اگر افتد قبول رای عالی
اگر عقل بزرگ کے پسند پڑے یعنی آپ کہین
اگر نبود بصدر خانه خوبی
اگر نہو بیچ دولتخانہ کے کوئی لائق + + +
عزیز مصر چون این مژده بشنود
عزیز مصر نے جو یہ خوشخبری سُنی
تواضع کرد و گفتا من که باشم
عاجزی کی اور کہا مین کون ہون
ولی چون شه مرا برداشت از خاک
اور لیکن جب بادشاہ نے مجکو خاک سے اٹھایا یعنی معزز کیا
من آن خاکم که ابر نوبهاری
مین وہ خاک ہون کہ بدلی نوبہار کی

خراب لطف ناگاهان اویند
خراب کیے ہوے اس کی کبھی کبھی مہربانی کے ہین
همه از شوق او خون دل آشام
سب اوسکے شوق سے دلکا خون پینے والے یعنی عاشق
هوای مصر در سر دارد و بس
خواہش مصر کی سر مین رکھتی ہے اور بس
شمارد آب و خاک شام را شوم
گنتی ہے یعنی سمجھتی ہے شام کی آب و ہوا کو منحوس
براه مصر اشکش رود نیل ست
مصر کی راہ مین آنسو اسکے دریا ہے نیل ہین
برات رزق او آنجا نوشتند
حصہ اُس کی روزی کا اُس جگہ لکھا
هوا انگیز طبعش آنطرف چیست
طبیعت اُس کی اسطرف خواہش کرنیوالی کیون ہے
فرستیمش بآن دلکش حوالے
بھیجین ہم اُس کو اُس دل کھینچنے والی طرف
بود خدمتگری را خاکروبی
ہو خدمتگاری کے لیے ایک جھاڑو دینے والی
کلاه فخر بر اوج فلک سود
تاج فخر کا آسمان کی بلندی پر رکھا یعنی اپنا فخر سمجھا
که در دل تخم این اندیشه پاشم
کہ دل مین اس خیال کا بیج چھڑکون یعنی بو ؤن مین
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
اگر آسمان سے سربلند کرون مین لائق یعنی بجا ہے
کند از لطف بر من قطره باری
مہربانی سے مجھ پہ بوند برساوے

اگر بر روید از تن صد زبانم
جو پیدا ہوں سو زبانیں میرے بدن سے
بہرین لطفیکہ شہ کردست اظہار
اس مہربانی پر کہ بادشاہ نے ظاہر کی ہے
کنم از فرق پا و زدیدہ نعلین
بناؤں میں سر سے پاؤں اور دیدہ سے جوتہ
ولی پادشاہ مصر آن کان فرہنگ
لیکن بادشاہ مصر سے اس کان دانائی نے
کہ گر یک ساعت از وی دور گردم
کہ اگر گھڑی بھر اس سے دور ہو جاؤں میں
درین خدمت مرا معذور دارد
اس خدمت سے مجھے معاف رکھے
اگر گوید برای حق گزاری
اگر کہیں واسطے حق ادا کرنے کے
ہزاران از کنیزان و غلامان
ہزاروں لونڈی اور غلاموں سے
غلامانی ز بس نیکو سرشتی
غلام ایسے انتہا کے نیک خصلت
ز شیرینی دہان شان در شکر خند
ان کے منہ کی مٹھائی سے راحت ہوتے ہیں
میان بستہ کلہ گوشہ شکستہ
کمر باندھے ٹوپی کا کونا توڑے ہوئے
کنیزان ہمہ در حلۂ نور
سب لونڈیاں نور کے لباس میں
معنبر طرہ ہا بر گل کشادہ
خوشبودار زلفیں پھول یعنی گال پر کھولے ہوئے

چو سبزہ شکر لطفش سے کے توانم
گھاس کی طرح شکر اسکی مہربانی کا کب سکوں میں
بود واجب اگر بختم شود یار
واجب ہے جو نصیبہ میرا ہو مددگار
شوم سویش روان با راس و عین
اس کی طرف روانہ ہوں میں بسرو چشم
چنانم در گرفتہ خدمتی تنگ
ایسا سخت گرفتار مجھکو ایک خدمت میں کیا
بہ تیغ سطوتش رنجور گردم
بدبے کی تلوار سے بیمار ہوں میں
گمان نخوت از من دور دارد
شبہ غرور کا مجھ سے دور رکھے
روان سازم دو صد زرین عماری
روانہ کروں میں دو سو سونے کی عماریاں
صنوبر قامتان طوبی خرامان
سرو کے ایسے قد طوبے کی طرح خرام کرنے والے
مصفا تر ز غلمان بہشتی
غلمان بہشتی سے زیادہ گورے
ز لعل و زر ہمہ بر موکمر بند
لعل اور سونے سے سب کمر پٹکا باندھے ہوئے
بزرین خانہای زین نشستہ
سنہرے زین سواری پر بیٹھے ہوئے
چو حوران از قصور آب و گل دور
مانند حوروں کے پانی اور مٹی کے قصور سے دور
مقوس طاقہا بر مہ نہادہ
قوس جیسے جوڑے طاق چاند پر رکھے ہوئے

زہر گوہر بخود بر بستہ زیور
ہر جواہرات سے آپ بنے ہوے زیور
ز ارباب کیاست ہر کہ باید
عقلمندون سے جو شخص کہ چاہیے
فرستم تا بصد اعزازش آرند
بھیجون مین تاکہ سیکڑون بزرگیون سے اُس کو لاوین
چو دانا قاصد این اندیشہ بشنید
جو دانا قاصد نے یہ انتظام سُنا
کہ ای مصر از تو دیدہ صد عزیزی
کہ اے عزیز مصر نے دیکھے تجھ ایسے سیکڑون بادشاہ
شہ ما را سر خیل و حشم نیست
ہمارے بادشاہ کو خیال نوکر چاکر و دن کا نہین ہی
غلامان و کنیزان ہر چہ دارد
غلام اور لونڈیان جو کچھ کہ رکھا ہے
بزم خلوتش فرخندہ بختان
محفل تنہائی اُس کی خوش نصیب یعنی امیر
زدستش بذل گوہرہای تابان
اُن کے ہاتھ سے خرچ کیے یعنے دیے ہوے موتی روشن
مراد او قبول خاطر تست
مراد اُس کی پسند خاطر ہونا تیرا ہے
چو آن میوہ خورای خوانت افتاد
جو وہ میوہ لائق تیرے خوان کے معلوم ہوا یعنی زلیخا تیری قابل ہے

نشستہ جلوہ گر در ہودج زر
بیٹھے ہوے جلوہ کرنے والے سنہری عماری مین
ز ارکان فراست ہر کہ شاید
عقلمندون سے جو شخص کہ لائق ہووے
بدین خلوتسرای نازش آرند
اِس محلسرا اپنے ناز مین اُس کو لاوین
بسجدہ سر نہاد و خاک بوسید
سجدے مین سر رکھا اور زمین چومی
ز تو گشتہ کرم ور تازہ چیزی
تجھ سے ہوئی ہر ایک چیز مین بخشش تازہ
بپیش ہر چہ گفتی ہیچ کم نیست
آگے اُس کے جو کچھ بیان کیا تو نے کچھ کمی نہین
نیارد در شمارے گر شمارد
نہین گن سکتا ہی کوئی اگر شمار کرے
بود افزون تر از برگ درختان
زیادہ تر ہین درخت کی پتیون سے
بود افزون تر از ریگ بیابان
زیادہ تر ہین سو وہین جنگل کی ریت سے
خوش آنکس کو قبول خاطر تست
اچھا وہ شخص جس کے پسند خاطر تو ہے
بزودی پیش تو خواہد فرستاد
جلد آگے تیرے بھیجے گا

نسیم قبول از جانب مصر وزیدن و عماری زلیخارا

ہوا قبول ہونے کی مصر کی طرف سے چلنا اور عماری زلیخا کی

چون محمل گل به مصر کشیدن

مثل ٹوکرے پھول کی طرف مصر کے کھینچنا

جو از مصر آمد آن مرد خردمند

جو مصر سے آیا وہ مرد عقلمند یعنے تا صد

که از جان زلیخا بگسلد بند

کہ جان سے زلیخا کی بیڑی توڑ دیوے یعنی کاٹے

خبرہای خوش آورد از عزیزش

خوشخبریان وہ عزیز کے پاس سے لایا

تهی از خویش و پر کرد از عزیزش

خالی خود ہی سے کیا اور بھرا عزیز سے اسکو

گل بختش شگفتن کرد آغاز

اُس کے نصیبہ کے پھول نے کھلنا شروع کیا

همای دولتش آمد بپرواز

ہمائے دولت اُسکی یعنی زلیخا کی پرواز مین آئی

ز خوابی بند ہا بر کارش افتاد

اُس خواب سے بیڑیاں اُس کے کام پر پڑین

خیالی آمد و آن بند بکشاد

ایک خیال آیا اور اوس کی بیڑی کھولی

بلی ہر جا نشاط و یا ملالیست

ہان جس جگہ کوئی خوشی یا کوئی رنج ہے

بگیتی در ز خوابی یا خیالیست

جہان مین کسی خواب یا کسی خیال سے ہے

خوش آنکس کز خیال و خواب بگذشت

اچھا وہ شخص کہ خیال اور خواب سے گذرا

سبکبار از چنین گرداب بگذشت

ہلکا اس بھنور سے گذرا

زلیخا را پدر چون شادمان یافت

زلیخا کو باپ نے جو خوش پایا

بترتیب جهاز او عنان تافت

درستی جہیز اس کے مین باگ پھیری یعنی مصروف ہوا

مهیا ساخت بهر آن عروسی

موجود کین اس کے لیے دولہن کی طرح

هزاران لعبت چینی و روسی

ہزاروں لونڈیاں چین اور روس کی

همه بسته دہان و نار پستان

سب تنگ دہن اور انار کی سی چھاتیاں

عذارستان گلستان بر گلستان

رخسارے اُن کے باغ باغ یعنے سرخ سرخ

نهاده عقد گوہر بر بنا گوش

رکھے ہوے لڑیاں موتی کی کان کی لو پر

کشیده قوس مشکین گوش تا گوش

کھینچے ہوے کمان یعنی ابرو کان سے کان تک

چو برگ گل بوقت صبح تازه

مثل پھول کے پتیون کے صبح کے وقت تازہ

ز رنگ وسمہ پاک و عار غازه

شرم بٹنا لگانے اور شرم گھسنے سے پاک

نغوله بسته بر لالهٔ عنبر
جوڑا باندھا رخسارے پر عنبر یعنی زلف سے
هزار امرد غلام فتنه انگیز
ہزار نوجوان غلام فساد اور اٹھانے والے
کلاهِ لعل بر سر کج نهاده
ٹوپی سرخ سر پر ٹیڑھی رکھے ہوئے
ز اطراف کله هر تار کاکل
ٹوپی کے کناروں سے ہر تار زلف کا یعنی بال
ببر کرده قباهای قصب تنگ
پہنے ہوئے چکنیں قصب کی طرح سبز و نرم
کمرهای مرصع بسته بر موی
ٹپکے جڑاؤ باندھے ہوئے بال یعنی کمر پر
هزار اسپ نکو شکل و خوش اندام
ہزاروں گھوڑے خوبصورت اور اچھے بدن کے
چو گوی پیش چوگان تیز دو تر
مثل ایک گیند کے آگے چوگان کے تیز دوڑنیوالے
اگر سایه فکندی تازیانه
اگر کوڑے کا سایہ پڑ جاتا
چو وحشی گور در صحرا تگاور
مثل جنگلی گورخر جنگل میں دوڑنے والے
شکن در سنگ خارا کرده از سم
ٹاپ سے سنگ خارا میں شکن ڈالی
بریده کوه را آسان چو هامون
طے کیا پہاڑ کو آسانی سے مثل جنگل کے
هزار اشتر همه صاحب شکوهان
ہزاروں اونٹ سب قوی ہیکل

ز گوش آویزه کرده لولوی تر
کان سے آویزہ کیے ہوئے موتی آبدار
بعشوه جانستان و در غمزه خونریز
ادا سے جان لینے والے اشارے سے خون کرنے والے
گره از کاکل مشکین کشاده
گرہ یعنی جوڑا زلف مشکین سے کھولے ہوئے
چنان کز زیر لاله شاخ سنبل
ایسے کہ لالے کے نیچے سے بیل سنبل کی
چو غنچه نازک و چون نیشکر تنگ
کلی کی طرح نازک مثل گنے کے چست
بمو آویخته صد دل ز هر سوی
بالوں میں لٹکائے ہوئے سو دل ہر طرف سے
بگاه پویه تند و وقت زین رام
وقت دوڑنے کے تیز اور وقت زین رکھنے کے تابع
ز آب روی سبز و نرم رو تر
سبزے کی آب سے آہستہ چلنے والے زیادہ
برون جستی ز میدان زمانه
باہر کودتے زمانے کے میدان سے
چو آبی مرغ در دریا شناور
مثل مرغابی کے دریا میں تیرنے والے
گره بر خیزران افکنده از دم
گرہ بید یعنی خنیت میں ڈالی دم سے
ز فرمان عنان کم رفته بیرون
باگ کے حکم سے کم گیا باہر
سراسر پشته پشت و کوه کوهان
سب کی پشتے پیٹھ اور پہاڑ ایسے کوہان

بہ تنہا کوہ آما بی ستون نی
بدنون مین پہاڑ لیکن بے ستون یعنی ایسا ہیچ نہین
چو زہاد قناعت کوش و کم خوار
مثل پرہیزگارون کے قناعت کرنے والے اور کم کھانیوالے
بریدہ صد بیابان بر توکل
طے کیے سیکڑون جنگل بھروسے پر یعنی بے آب و دانہ
ز شوق رہروی بیخواب و خوردان
شوق رہ چلنے سے بے کھانے سوئے
ز انواع نفائس صد شتر بار
طرح طرح کی نفیس چیزون سے سیکڑون اونٹ لدے ہوے
دو صد مفرش ز دیبای گرامی
دو سو لباس عمدہ دیبا سے بنے ہوے
دو صد درج گہرہای درخشان
دو سو ڈبے روشن موتیون کے
دو صد طبلہ پُر از مشک تتاری
دو سو پٹارے مشک تاتار سے بھرے ہوے
بہر جا ساربان منزل نشین شد
جس جگہ شتربان مقام کرنے والے ہوے
مرتب ساخت از بہر زلیخا
آراستہ کی زلیخا کے لیے
مقطع خانہ از صندل و عود
قطع دار ایک گھر یعنی درجہ صندل اور عود سے
مرصع سقف او چون چتر جمشید
جڑاو چھت اسکی مثل چتر جمشید بادشاہ کے
برون او درون او ہمہ پر
باہر اور اندر اُس کے تمام بھرے ہوے

ز راہ باد رفتاری برون نی
تیز چلنے کی راہ سے باہر نہین
چو اصحاب تحمل باربردار
مثل صاحب برداشت کے بوجھ اٹھانے والے
چریدہ خار را چون سنبل و گل
چرے کانٹے مثل سنبل اور پھول کے خوشی سے
بر آہنگ حدی صحرانوردان
ہانکنے کی آواز پر جنگل طے کرنے والے
خراج کشوری بر ہر شتر بار
محصول ایک ولایت کا ہر ایک اونٹ پر لدا ہوا
چہ مصری و چہ رومی و چہ شامی
کیا مصر اور کیا روم اور کیا شام والی سے
ز یاقوت و در و لعل بدخشان
یاقوت اور موتی اور لعل بدخشان سے
ز سارا عنبر و عود قماری
عنبر خالص اور عود قماری سے
ہمہ روی زمین صحرای چین شد
تمام زمین جنگل چین کا یعنی خوشبودار ہوئی
یکے دلکش عماری حجلہ آسا
ایک عمدہ عماری تخت عروس کے مانند
موصل لوحہای او زر اندود
وصل کیے ہوے تختے اسکے سونے کے پاس سونا چڑھے ہوے
زر افشان قبہ اش چون گوی خورشید
سنہری کلسیان اُس کی مثل گیند آفتاب کے
ز مسمار زر و آویزہ در
پُر سونے کے اور آویزے موتی کے

فروہشتہ برو زربفت دیبا
چھنکا اُس پر زربفت دیبا کا
زلیخا را در آن حجلہ نشاندند
زلیخا کو اُس عماری مین بٹھایا
بہ پشت بادپایان آن عماری
گھوڑون کی پیٹھ پر وہ عماری
ہزاران سرو شمشاد و صنوبر
ہزارون سرو اور صنوبر قد لونڈی غلام
روان گشتند گوئی نوبہارے
روانہ ہوئے کہ تو ایک نو بہار
بہر منزل کہ شد جا آن صنم را
جس جگہ پر کہ منزل ہوئی اُس معشوق کی
غلامان مست جولان رنگ و تاز
غلام مست گھوڑا دوڑانے مین دوڑتے ہوئے
فگندہ ہر کنیز از زلف دامی
ڈالے ہوئے ہر ایک لونڈی زلف سے ایک جال
کشیدہ ہر غلام از غمزہ تیری
کھینچے ہوئے ہر ایک غلام غمزے سے ایک تیر
ز یکسو دلبرے و عشوہ سازی
ایک طرف سے معشوقی اور اشارے بازی
ہزاران عاشق و معشوق در کار
ہزارون عاشق اور معشوق کام مین
بدین دستور منزل مے بریدند
اسی طرح سے منزل طے کرتے تھے
زلیخا شاد دل از بخت خوشنود
زلیخا خوش خوش نصیبی سے

برنگ دلپذیر و شکل زیبا
پسندیدہ رنگ اور اچھی طرح کے
بصد نازش بسوی مصر راندند
سو نزاکت سے اُس کو مصر کیطرف روانہ کیا
روان شد چون گل باد بہاری
روانہ ہوئی مثل پھول باد بہار کے
سمن روی و سمن بوی و سمن بر
چنبیلی کا رخسارہ اور چنبیلی کی خوشبو اور چنبیلی کا سا بدن
رخ آورد از دیاری در دیارے
رخ کیا ایک مُلک سے دوسرے مُلک مین
خجالت داد بستان ارم را
شرمندگی دی یعنی شرمندہ کیا باغ بہشت کو
کنیزان جلوہ گر از ہودج ناز
لونڈیان جھانکنے والی نازک عماری سے
شکار خویشتن کردہ غلامی
شکار اپنا کیے ہوئے ایک غلام کو
کشادہ رخنہ در جان اسیری
کھولے لیے ہوئے سوراخ ایک قیدی یعنی عاشق کی جان مین
ز دیگر سو نیاز و عشقبازی
دوسری طرف سے آرزو اور عاشقی
بہر جا صد متاع و صد خریدار
ہر جگہ سیکڑون چیزین اور سیکڑون خریدار
بسوی مصر محمل مے کشیدند
طرف مصر کے کجاوہ یعنی عماری کھینچے تھے
کہ راہ مصر طی خواہد شدن زود
کہ راہ مصر کی جلد طے ہو جائیگی

شب غم را سحر خواهد رسیدن
غم کی رات کو صبح بھی پہونچے گی
غم هجران بسر خواهد رسیدن
غم جدائی کا آخر کو پہونچے گا

ازان غافل که آن شب بس سیاه است
اُس سے غافل کہ وہ رات نہایت اندھیری ہے
ازان تا صبح چندین ساله راه است
اُس سے صبح تک کئی برس کی راہ ہے

بروز روشن و شبهای تاریک
دن روشن اور اندھیری راتوں میں
همی راندند تا شد مصر نزدیک
چلے جاتے تھے یہانتک کہ مصر نزدیک ہوا

فرستادند ازانجا قاصدی پیش
بھیجا وہان سے ایک قاصد آگے
که راند پیش ازیشان محمل خویش
کہ ان لوگون سے آگے اپنا کجاوہ ہنکا دے

بسوی مصر جوید پیشتر راه
شہر کی طرف آگے راہ ڈھونڈھے
عزیز مصر را گرداند آگاه
عزیز مصر کو خبردار کیا

که آمد بر سر اینک دولت تیز
کہ آئی سر پر دولت ابھی جلد یعنی سواری آ پہنچی
گر استقبال خواهی کرد برخیز
اگر پیشوائی کیا چاہتا ہے تو اُٹھ

خبر یافتن عزیز مصر از مقدم زلیخا و بعزیمت استقبال برخاستن و با لشکریان مصر خود را به تجمل آراستن

خبر پانا عزیز مصر کا زلیخا کے آنے سے اور پیشوائی کے ارادے سے اوٹھنا اور مصر کے لشکر والون سے آپ کو بخوبی تمام آراستہ کرنا

عزیز مصر چون این قصه بشنید
عزیز مصر نے جب یہ قصہ سنا
جهان را بر مراد خویشتن دید
جہان کو اپنے مقصد پر دیکھا

منادی کرد تا از کشور مصر
ڈھنڈورا پجوایا کہ ملک مصر سے
برون آیند یکسر لشکر مصر
باہر آوین تمام لشکر مصر کے

ز اسباب تجمل هر چه دارند
عمدہ عمدہ اسباب سے جو کچھ رکھتے ہین
همه در معرض عرض اندر آرند
سب مقام پیشوائی مین لاوین

برون آمد سپاه از پای تا فرق
باہر نکلی سپاہ سر سے پانون تک
شده در زیور و زر و گهر غرق
ہو کر زیور اور سونے اور موتی مین غرق

غلامان وکنیزان صد ہزاران
غلام اور لونڈیان سیکڑون ہزارون
غلامان بطوق وتاج زرین
غلام طوق اور سُنہرے تاج سے
کنیزان ہمہ ہر ہفت کردہ
لونڈیان سب ساتون سنگار کیے ہوے
شکر لب مطربان نکتہ پرداز
معشوق گانے والے باریکی جاننے والون نے
مغنی چنگ عشرت ساز کردہ
بجانیوالون نے چنگ خوشی کی بجائی
بنالش داد گوش عود را تاب
نالے کا کان مروڑے یعنی کھونٹیان مروڑین
نوائے نے نوید وصل دادہ
بانسری کی آواز نے خوشخبری وصل کی دی
رباب از تار غم جان را امان دہ
طنبور غم کی تاریکی سے جان کا پناہ دینے والا
درافگندہ دف این آوازہ دست
سنائی دف نے یہ آواز دوست سے
بدین آئین رخ اندر رہ نہادند
اس طور سے منہ راہ مین رکھا یعنی چلے
چو مہ چون یک دو منزل رہ بریدند
مثل چاند کے جب ایک دو منزل راہ چلے
زمینی یافتند از تیرگی دور
ایک زمین پائی تاریکی سے دور یعنی روشن
زگوئے ابر چرخ آسے کنارہ
توسکے بدلی آسمان جیسے کنارہ سے

ہمہ گلچہرگان و مہ عذاران
سب پھول کے سے چہرے اور چاند کے سے رخسارے
چو رستہ نخل زر از خاک زرین
مثل سونے کے اوگے ہوے درخت زرین مٹی سے
ہودج در پس زربفت پردہ
پیچھے زربفت کے پردے کے عماری مین
برسم تہنیت خوش کردہ آواز
بطور مبارکبادی کے خوشی کی آواز کی یعنی گانے لگے
نوائے خرمی آغاز کردہ
گانا خوشی کا شروع کیا
طرب ساختہ از تارش اسباب
گانے کے سبب اُسکے تار کو بنایا یعنی بنایا
بجان از وی امید وصل زادہ
جان مین اُس سے امید وصل کی پیدا ہوئی
برآوردہ کمانچہ نعرہ زہ
نکالی مضراب نے آواز مرحبا کی
کزو در دست رہ کوبان بود پوست
کہ اُس سے راہ کوٹنے والون کے ہاتھ مین چمڑہ یعنی
برہ داد نشاط و عیش دادند
راہ مین حق خوشی اور عیش کا ادا کیا
بآن خورشید مہرویان رسیدند
پاس اُس آفتاب چاند سی صورتونکے پہونچے
زدہ در وی ہزاران قبہ نور
لگے ہوئی اُسمین ہزارون کلیان نور کی یعنی خیمہ
بسان ژالہ باریدہ ستارہ
اولے کے طرح برستے سے ستارے

کشیدہ در میانہ بارگاہی
کھچی ہوئی درمیان مین ایک بارگاہ
ز خوبان صف زدہ ہر سو سپاہی
خوبصورت قطار باندھے ہر طرف ایک سپاہ

عزیز مصر چون آن بارگہ دید
عزیز مصر نے جو وہ بارگاہ دیکھی
چو صبح از پرتو خورشید خندید
مثل صبح کے عکس آفتاب سے روشن ہوا یعنی ہنسا

فرود آمد ز رخش خسروانہ
اترآیا بادشاہانہ گھوڑے سے
بسوی بارگہ شد خوش روانہ
بارگاہ کی طرف خوش خوش چلا

سقیمان حرم پیشش دویدند
لونڈیان محل کی آگے اُس کے دوڑین
باقبال زمین بوسش رسیدند
واسطے زمین بوسی اقبال اسکے پہنچین

یکایک را سلام و مرحبا گفت
ایک ایک سے سلام اور مرحبا کہا عزیز مصر نے
چو گل در روی شان از خندہ بشکفت
مثل پھول کے اُنکے سامنے ہنسی سے کھلا

تفحص کرد ز ایشان حال آن ماہ
دریافت کیا ان سے حال اُس چاند یعنی زلیخا کا
ز آسیب ہوا و محنت راہ
تکلیف آب وہوا اور رنج راہ سے

برسم پیشکش چیزیکہ بودش
بطور تحفے کے جو کچھ کہ اسکے پاس تھے
کہ پیش چشم خوشتر می نمودش
جو کہ اُسکی نظر مین اچھے معلوم ہوتے تھے

چہ از شیرین وشاقان شکر خند
کیا خوبصورت غلام شکر ہنسنے والے
چہ از زرین کلاہان کمر بند
کیا سنہری ٹوپیان اور کمربند باندھے ہوے

چہ از اسپان زرین زر گرفتہ
کیا گھوڑون سونے کے زیور پہنے ہوے سے
ز دم تا گوش در گوہر گرفتہ
دم سے کان تک موتی لگے ہوے

چہ از موئینہ و ابریشمینہ
کیا پشمینہ اور ریشمی کپڑے وغیرہ سے
چہ از نادر گہرہاے خزینہ
کیا خزانے کے نایاب موتیون سے

ز شکرہای مصری تنگ بر تنگ
مصری شکر سے بورے بھرے ہوے
ز شہدہای نوشین رنگ بر رنگ
میٹھے شہد بہتون طرح طرح سے

بدینہا روی صحرا را بیاراست
ان چیزون سے زمین جنگل کی آراستہ کی
تلطفہا نمود و عذرہا خواست
مہربانیان کین اور معافی مانگی

بفردا عزم رہ را نامزد کرد
کل کے دن ارادہ چلنے کا بیان کیا
وزان پس رو بمنزلگاہ خود کرد
اور بعد اسکے اپنے مکان کو چلا

دیدن زلیخا عزیز مصر را از شگاف خیمہ و فریاد برداشتن کہ

دیکھنا زلیخا کا عزیز مصر کو خیمے کی درار سے اور فریاد کرنا کہ

این آنکس نیست کہ من او را بخواب بدیدیم و سالہا محنت کشیدہ

یہ وہ شخص نہین ہے جسکو خواب مین دیکھا تھا اور برسون رنج کھینچا

کہن چرخ مشعبد حقہ بازیست
آسمان پرانا شعبدہ کرنے والا ایک مکار ہے
پی آزار مردم حیلہ سازیست
آدمیون کے ستانے کے لیے ایک حیلہ کرنیوالا ہے

بامیدے نہد بر بیدلے بند
ساتھ ایک امید کے ایک عاشق پر بیڑی رکھتا ہے
بُرد آخر بنومیدیش پیوند
کاٹتا ہے آخر کو ناامیدی سے اُس کا جوڑ

نماید میوۂ کامش از دور
دکھلاتا ہے میوہ اُسکے مقصد کا دور سے
کند تا طرف کامش رنجور
کرتا ہے دل اُسکا مقصد نہ ملنے سے رنجیدہ

ق

عزیز مصر چون افگند سایہ
عزیز مصر نے جو سایہ ڈالا یعنی آیا
دران خیمہ زلیخا بود و دایہ
اُس خیمے مین زلیخا تھی اور دایہ

عنان بربود از کف شوق دیدار
باگ توڑا لی زلیخا کے ہاتھ سے شوق دیدار نے
بدایہ گفت کای دیرینہ غمخوار
دایہ سے کہا کہ اسے پرانی غمخوار

علاجی آن کہ یک دیدار بینم
کوئی ایسی تدبیر کر کہ ایک نظر اسکو دیکھون
کزان پس صبر را دشوار بینم
کہ بعد اسکے صبر کو مشکل دیکھتی ہون مین

نباشد شوق دل ہرگز ازان بیش
نہین ہوتا ہے شوق دل کا ہرگز اُس سے زیادہ
کہ ہمسایہ شود یار وفا کیش
جب ہمسایہ ہووے یار وفادار

چو گیرد آب بر لب تشنہ جانی
جو کوئی پیاسا لیوے یعنی پاوے پانی ہونٹھ پر
بسوزد گر نہ تر سازد دہانی
جلے اگر نہ تر کرے ایک بار منھ

زلیخا را چو دایہ مضطرب دید
زلیخا کو جو دایہ نے بیقرار دیکھا
پے تدبیر گرد خیمہ گردید
اسکی تدبیر کے لیے گرد خیمہ کے پھری

شگافی زد بصد افسون و نیرنگ
ایک درز کی ستو کر اور حیلے سے
دران خیمہ چو چشم خیمگی تنگ
بیچ اُس خیمہ کے خیمیون کی آنکھ کی طرح نہایت چھوٹی

1 مشعبد بضم میم ... کرنیوالا اور دو ... مین جہان جسی کو کہتے ہین ۱۲
2 نیرنگ بکسر اول یاے معروف معنی ... مکر اور حیلہ ۱۲
3 ...

زلیخا کرد زان خیمہ نگاہے
زلیخانے اُس خیمے سے ایک نگاہ کی
کہ واویلا عجب کارم افتاد
کہ افسوس عجب کام میرا آپڑا یعنی بگڑ گیا
نہ آنست اینکہ من در خواب دیدم
یہ وہ نہیں ہے جسکو میں نے خواب میں دیکھا
نہ آنست اینکہ عقل و ہوش من برد
یہ وہ نہیں ہے جو عقل اور ہوش میرا لیگیا تھا
نہ آنست اینکہ گفت از خویش رازم
یہ وہ نہیں ہے جسنے اپنا بھید مجھ سے بیان کیا
دریغا بخت سستم سختی آورد
افسوس نصیبہ سست میرا سختی لایا
کشاندم نخل خرما خار بر داد
لگایا میں نے چھوارے کا درخت کانٹے پھل دیئے یعنی نکلے
برای گنج بردم رنج بسیار
خزانے کے واسطے لیگیا یعنی اُٹھایا میں نے رنج بہت
شدم بر بوی گل چیدن بگلشن
پھول چننے کی امید میں گیا میں طرف باغ کے
منم آن تشنہ بر ریگ بیابان
میں وہ پیاسی ہوں جنگل کی بالو پر
زبان از تشنگی بر لب فتادہ
زبان ہونٹھ پر پیاس سے پڑی ہوئی
نماید ناگہان از دور آبم
دکھائی دیا یکبارگی دور سے پانی مجھکو
بجای آب پایم در مغاکے
پانی کی جگہ پاؤں میں ایک غار میں

بر آورد از دل غمدیدہ آہے
نکالی غمگین دل سے ایک آہ
بسر نا بردہ دیوارم افتاد
سر تک تعمیر لیگئے یعنی بدون پوری ہوئے دیوار میری گر پڑی
بہ جست و جوی این محنت کشیدم
اس کی جستجو میں یہ رنج کھینچا میں نے
عنان دل بہ بیہوشی سپردم
باگ اپنے دل کی بیہوشی کو سونپی یعنی بیہوش کر دیا
ز بیہوشی بہوش آوردہ بازم
بیہوشی سے پھر ہوش میں مجھکو لایا
طلوع اختر بد بختی آورد
میرے ستارے کی طلوع بدنصیبی لایا
نشاندم تخم مہر از وی بر داد
جھاڑا یعنی بویا میں نے بیج محبت کا رنج پیدا ہوا
فتاد آخر مرا با اژدہا کار
آخر مجھکو سانپ سے کام پڑا
سنان خار زد چنگم بدامن
کانٹے کی گانسی پنجہ مارا میرے دامن میں یعنی کانٹا چبھا
برای آب ہر سوی شتابان
پانی کے پیچھے ہر طرف دوڑنے والی
لب از تبخالہ موج خون گشادہ
ہونٹھ سے چھالو سے لہر خون کی کھلی
فتان خیزان بسوی او شتابم
گرتی اٹھتی طرف اسکے دوڑتی ہوں میں
ز تاب خور درخشان شورہ خاکے
گرمی آفتاب سے چمکتی ہوئی اوسر کی مٹی

منم آن راحلہ گم کردہ در کوہ
مین وہ قافلہ پہاڑ مین بھولی ہوئی ہون
شدہ پا شاخ شاخ از زخم سنگم
ہوے پانؤن ٹکڑے ٹکڑے پتھر کے زخم سے
زناگہ چشم خون آغشتہ من
ایکبار آنکھ خون سے آلودہ میری
کشایم گام سوے او دلیری
رکھون مین قدم اُس کی طرف بہادرانہ
منم آن تاجری کشتی شکستہ
مین ہون ایک سوداگر ناؤ ٹوٹی ہوئی
کہ بایدہ ہر زمان از جای موجم
لیجاتی ہے ہر دم ایک جگہ سے لہر مجھکو
کہ ناگہ زورقے آید پدیدار
کہ ایکبارگی ایک ڈونگی ظاہر ہووے
چو نزدیک من آید بیدرنگی
جو پاس میرے آوے بے کسی دیر کے
چو من در جملہ عالم بیدلی نیست
مثل میرے تمام جہان مین کوئی عاشق نہین ہے
نہ دل اکنون بدست من نہ دلبر
نہ دل اب میرے ہاتھ مین ہے نہ دلبر
خدارا ای فلک بر من ببخشا ے
خدا کے واسطے اے آسمان مجھ پر رحم کر
اگر نہ نے بکف دامان یارم
جو نہین رکھتا یعنی نہین دیتا ہے تو میرے ہاتھ مین یار کا
بر سوائے مدر پیراہنم را
بدنامی سے مت پھاڑ میرے کپڑون کو

زبی زادی بزیر کوہ اندوہ
بے توشہ ہونے سے نیچے پہاڑ غم کے
نہ پای سیر و نی رای در انگم
نہ پانؤن چلنے کے قابل اور نہ تدبیر دیر کی مجکو
نشانی بلیند از گم گشتہ من
ایک نشان دیکھے کھوئے ہوئے میرے سے
بود از بخت بد درندہ شیری
ہووے بد نصیبی سے ایک شیر درندہ
برہنہ بر سر لوحے نشستہ
ننگا ایک تختے پر بیٹھا ہوا
برد گہ در حضیض و گہ بر اوجم
لیجاتی ہے پستی اور کبھی بلندی پر مجکو
شوم خرم کزو آسان شود کار
خوش ہون مین کہ اُس سے آسان ہو کار
بود بہر ہلاک من نہنگی
واسطے مارڈالنے میرے کے ایک گھڑیال ہو
میان بیدلان بیحاصلی نیست
عاشقون مین ایسا بیحاصل کوئی نہین ہے
از انم سنگ بر دل دست بر سر
اس سے میرے دل پر پتھر اور سر پر ہاتھ یعنی پیر پیٹتی ہون
بروی من دری از مہر بکشا ے
میرے منھ پر ایک دروازہ مہربانی سے کھول
گرفتار کسی دیگر مدارم
کسی دوسرے کا قید یعنی عاشق مجکو مت رکھ
بدست کس میالا دامنم را
کسیکے ہاتھ سے مت آلودہ کر میرے دامنکو

شاخ شدن پا مراد پانؤن کا پھٹنا یا پانؤن مین ہوائی پھٹ جانے سے
حضیض کے معنی پستی ۱۲
اوج کے معنی بلندی
نہنگ کے معنی گھڑیال

بمقصود دل خود بستام عہد
واسطے مقصد دل اپنے کے باندھا ہی مین نے اقرار
مسوز از غم من بیدست و پا را
نہ جلا غم سے مجھ بے ہاتھ پاؤن یعنی اپاہج کو
بدینسان تا بدیدی زاری داشت
اسی طرح کچھ دیر تک فریاد رکھی یعنی کی
ہمی نالید از جان و دل چاک
روتی تھی دل اور جان چاک چاک سے
درآمد مرغ بخشایش بپرواز
آئی اُڑنے مین چڑیا بخشش خدا کی یعنی رحم آیا
کہ ای بیچارہ رو از خاک بردار
کہ اے بیچاری سر خاک سے اُٹھا
عزیز مصر مقصود دلت نیست
عزیز مصر اگر مقصد تیرے دل کا نہین ہی
ازو خواہی جمال دوست دیدن
اُس سے جمال دوست کا دیکھے گی تو
مباد از صحبت او ہیچ همیت
صحبت اُسکی سے مت ہوجیو کوئی خوف تجکو
کلیدش را بود دندانہ از موم
اُسکی کنجی کا دانت ہوویگا موم سے
چہ حاجت گوہرت را داشتن پاس
کیا ضرور اپنے موتی کو محفوظ رکھنا تجکو
چو اند خار ترش دادند سوزن
جب تر کانٹے سے اسکو سوئی دی یعنی اسکا جسم بنا
چو باشد آستین از دست خالی
جو آستین ہاتھ سے خالی ہووے

کہ دارم پاس گنج خود بصد جہد
کہ رکھون مین نگہبانی اپنے خزانے کی سو کوشش سے
مدہ بر گنج من دست اژدہا را
میرے خزانے پر اختیار نہ دے سانپ کو
ز نوک ہر مژہ خونباری داشت
ہر ایک پلک کے بال سے خون برسایا کی
ہمی مالید رو از درد بر خاک
ملتی تھی منھ درد سے خاک پر
سروش غیب ناگہ دادش آواز
غیب کے فرشتے نے ایکبارگی اُسکو آواز دی
کزین مشکل ترا آسان شود کار
کہ اس مشکل سے تیرا کام آسان ہوجاویگا
ولی مقصود بی او حاصلت نیست
اور لیکن مقصد تیرا بغیر اسکے حاصل نہین ہی
وزو خواہی بمقصودت رسیدن
اور اس سے مقصد پر پہونچے گی تو
کزو ماند سلامت قفل سیمت
بلکہ اس سے درست رہیگا قفل تیری چاندی کا
بود کار کلید موم معلوم
کام موم کی کنجی کا ہوتا ہے معلوم
ز نرم آہن نیاید کار الماس
نرم لوہے سے کام الماس کی سوئی کا ہو نہین سکتا
چہ سان گردد بکار بخیہ افگن
کسطرح پتھر مین ہووے بخیہ ڈالنی یعنی لگانیوالی
نیاید ز آستین خنجر سگالی
نہ آوے آستین سے خنجر کا اندیشہ کرنا

زلیخا چون ز غیب این مژده بشنود
زلیخا نے جو غیب سے یہ خوشخبری سنی
بشکرانه سر خود بر زمین سود
شکرانے سے سر اپنا زمین پر گھسا یعنی سجدہ کیا

زبان از ناله و لب از فغان بست
زبان فریاد سے اور ہونٹھ شور سے بند کیا
چو غنچه خوردن خون را میان بست
مثل کلی کے خون کھانے پر کمر باندھی

ز خون خوردن دمی بی غم نمیزد
خون کھانے سے بے غم کوئی دم نہیں مارتی تھی
ز غم میسوخت اما دم نمیزد
غم سے جلتی تھی لیکن دم نہ مارتی تھی

بره می بود چشم انتظارش
آنکھ اسکی انتظار میں رہتی تھی
که کی این عقده بگشاید ز کارش
کہ کب یہ گرہ کھلے اسکے کام سے

در آمدن زلیخا همراه عزیز مصر و بیرون آمدن مصریان و

آنا زلیخا کا ساتھ عزیز مصر کے اور باہر آنا مصر والوں کا اور

طبقهای زر نثار بر عماری زلیخا افشاندن

طباق سونے کے بھرے ہوئے زلیخا کے عماری پر قربان کرکے لٹا دینا

سحرگاهان که زد چرخ مکوکب
صبح کے وقت کہ بجایا آسمان ستارہ دار نے
ز زرین کوس کوس رحلت شب
سنہرے نقارے یعنی آفتاب سے نقارہ رات کے کوچ کرنے کا

کواکب نیز محفل برشکستند
ستاروں کی بھی محفل ٹوٹی یعنی غروب ہو گئے
بهمراهی شب محمل ببستند
رات کے ساتھ کجاوہ باندھا یعنی چھپ گئے

شد از رخشانی آن زرفشان کوس
ہوئی اس سنہرے نقارے یعنی آفتاب کی چمک سے
برنگ پر طوطی دم طاؤس
مانند طوطی کے پر کے دم مور کی

عزیز آمد بفر شهریاری
عزیز آیا بادشاہی دبدبے سے
نشاند از خیمه مه را در عماری
بٹھایا خیمے سے چاند یعنی زلیخا کو عماری میں

سپه را از پس و پیش و چپ و راست
سپاہ کو آگے اور پیچھے اور بائیں اور دہنے سے
بآیینی که میبایست آراست
ساتھ اس طریقے کے کہ چاہیے تھا آراستہ کیا

ز چتر زر بفرق نیک بختان
سنہرے چتر سے خوش نصیبوں کے سر پر
شد سایه زرین درختان
پاؤں پر ہوا سایہ سنہرے درختوں یعنی معشوقوں کے

مرصّع زین بپائے ہر درختی
چڑاؤ زین ہر ایک درخت کے پاؤن کے نیچے
درخت و سایۂ و مسند روانہ
درخت اور سایہ اور مسند چلنے والی
طرب سازان نوا ہا ساز کردند
گانیوالون نے گانا شروع کیا
شد از بانگ حدی و غلغل لحن
اونٹ ہنکانیکی آواز اور گانیکی آوازون سے
ز بس رفتار گز اسپ و شتر بود
کثرت گھوڑون اور اونٹ کے چلنے سے کہ تھی
گہی کندہ بہر سو از تگ و پوی
کبھی کھودا ہر طرف دوڑ دھوپ سے
گہی طالع شدہ فرخندہ بدری
کبھی چمکنے والا ہوا ایک مبارک ماہ کامل
زمین را کردہ ریش اسپ از سم خویش
زمین کو گھوڑون نے اپنی ٹاپون سے زخمی کیا
پئی نست آہوان زین نشین
واسطے ہر نون سست یعنی سیاہی زین کے بیٹھنے والون کے
پئے آسودگان ہودج ناز
واسطے آرام کرنیوالیون ناز کے ہودے یعنی لونڈیون کے
کنیزان زلیخا خرم و خوش
لونڈیان زلیخا کی خوش اور خرسند
عزیز و اہل او ہم شادمانہ
عزیز اور عزیز کے لوگ بھی نہایت خوش
زلیخا تلخ عمر اندر عماری
زلیخا کی زندگی تلخ بیچ عماری کے

شدہ مسند برائے نیک بختی
ہوئی مسند ہر ایک نیکبخت کے لیے
نشستہ نیکبخت اندر بہانہ
بیٹھے ہوئے معشوق بہانے مین
شتربانان حدی آغاز کردند
شتربانون نے حدی کہنا شروع کیا
فلک ہا را طبق پُر دشت را صحن
آسمانون کے طبق اور جنگل کی زمین بھر گئی
در و دشت از ہلال و بدر پُر بود
وہ جنگل دوج کے چاند اور پورے چاند سے بھرا تھا
ہلال از زخم ناخن بدر زاروی
ہلال نے ناخن کے زخم سے بدر کا منھ
ہلال از وی شدہ ناچیز قدری
دوج کا چاند جس سے ہو گیا نہایت کم قدر
کف پای شتر مرہم بران ریش
اونٹون کے تلوون نے اسکے زخم پر مرہم رکھا
صہیل بادپایان ارغنون زن
آواز گھوڑون کی ارغنون بجانے والی
نفیر ساربانان پردہ پرواز
آواز اونٹ چلانیوالون کی پردہ آراستہ کرنیوالی
کہ رست از دیو ہجران آن پریوش
کہ چھوٹی جدائی کے دیو سے وہ پری شکل یعنی زلیخا
کہ شد زیبان ہمی بانوی خانہ
کہ ایسی خوبصورت عورت گھر کی بی بی ہوئے
رسانده بر فلک فریاد و زارے
پہونچایا آسمان پر رونا اور چلانا

که ای گردون مرا زینسان چه داری
کہ اے آسمان مجھکو اسطرح کیا رکھتا ہے تو

چنین بی صبر و بیسامان چه داری
ایسا بے صبر اور بے سامان کیا رکھتا ہے تو

ندانم در حق تو من چه کردم
نہیں جانتی ہوں میں تیرے حق میں کیا کیا میں نے

که افگندی چنین در رنج و دردم
کہ ڈالا ایسے رنج اور درد میں مجھکو

نخست از من بخوابی دل ربودی
پہلے خواب میں مجھ سے دل لے گیا تو

به بیداری هزارم غم فزودی
بیداری میں مجھپر ہزاروں غم بڑھائے تو نے

گه از دیوانگی بندم نهادی
کبھی دیوانے پن سے مجھکو قید رکھا تو نے

گه از فرزانگی بندم گشادی
کبھی ہوشیاری سے بیڑی میری کھولی تو نے

چو شد از تو شکست خود درستم
جو ہوئی تجھ سے شکست اپنی ثابت مجھکو

خطا کردم که از تو چاره جستم
خطا کی میں نے کہ تجھ سے چارہ جوئی کی میں نے

چه دانستم که وقت چاره سازی
کیا جانتی تھی میں کہ وقت تدبیر کرنیکے

مرا از خانمان آواره سازی
مجھکو گھر بار سے آوارہ کریگا تو

مرا بس بود داغ بی نصیبی
مجھکو کافی تھا داغ بے نصیبی کا

فزون کردی بدان درد غریبی
زیادہ کیا تو نے اسیر درد مسافری کا

چو باشد جانگدازی چاره سازیت
جب تیری چارہ سازی جانگدازی ہے

معاذ الله چه باشد جانگدازیت
پناہ خدا کی کیا ہوگی تیری جانگدازی

منه در ره دگر دام فریبم
مت رکھ دوبارہ میری راہ میں جال فریب کا

میفگن سنگ بر جام شکیبم
مت پھینک پتھر میرے صبر کے پیالے پر

دهی وعده که زین پس کامیابی
وعدہ کرتا ہے تو کہ بعد اس کے مقصد پاویگی تو

وزان آرام جان آرام یابی
اور اس آرام جان سے آرام پاوے گی تو

بدین وعده بغایت شادمانم
اس وعدے سے نہایت خوش ہوں میں

ولی گر باشد این بختم چه دانم
لیکن اگر ایسا ہو نصیبہ میرا کیا جانوں میں

زلیخا با فلک این گفتگو داشت
زلیخا آسمان سے یہ باتیں کر رہی تھی

که آن برداشت آمد و داشت
کہ اس اٹھانے والے یعنی اسباب اتارنے کی جگہ آئی

بر آمد بانگ ره دانان به تعجیل
آئی آواز راہ جاننے والوں کی جلد جلد

که اینک شهر مصر و ساحل نیل
کہ یہ ہے شہر مصر اور کنارہ دریائے نیل کا ہے

هزاران تن سوار و پا پیاده
هزارون آدمی سوار اور پانون پیدل
خروشان بر لب نیل ایستاده
شور کرتے ہوئے کنارے دریائے نیل کے کھڑے ہوئے

عزیز مصر را در حق گذاری
عزیز مصر کو بیچ حق ادا کرنے کے
بکف بهر نثار آن عماری
ہاتھ مین واسطے قربان کرنے اُس عماری کے

طبقهای زر از زر و درم پر
خوان سونے کے اشرفی اور روپیون سے بھرے ہوئے
طبقهای دگر از گوهر و دُر
اور خوان جواہرات اور موتیون سے

گهر ریزان بر و صاحب نثاران
موتی لٹانیوالے اُسپر قربان کرنیوالے لوگ
چو بر طرف چمن ابر بهاران
جسطرح باغ کے کنارون پر بدلی بہار کی

ز بس کفها زر و گوهر فشان شد
اس کثرت سے ہاتھون نے روپیہ اور موتی لٹائے
عماری در زر و گوهر نهان شد
کہ عماری زلیخا کی روپیے اور موتیون مین چھپ گئی

نمی آمد ز گوهر ریز مردم
نہ آتے یعنے نہ پڑتے تھے لوگونکے موتی لٹانے سے
در آن ره مرکبان را بر زمین سم
اس راستے مین گھوڑون کے پانون زمین پر

چو گشتی سم اسپان آتش افگن
جو ٹاپیان گھوڑون کی ہوتین آگ ڈالنے والی
ز لعل و نعل بودی سنگ و آهن
لعل اور نعل سے پتھر اور لوہا بن جاتے

همه صحرا کشیده میل در میل
سب قطارین کھینچے ہوے میل میں
نثار افشان گذشته از لب نیل
لٹاتے ہوئے دریائے نیل کے کنارے سے گذرے

به نیل اندر شد از درهای شاهی
دریائے نیل مین بادشاہی موتیوں سے ہو گئے
چو پر گوهر صدف هر گوش ماهی
مثل موتی بھری سیپی کے ہر ایک مچھلی کے کان

شد از بذل درم ریزان بسیار
کثرت روپے لٹانے والون سے ہو گئے
نهنگش نیز چون ماهی درم وار
گھڑیال بھی اُس دریائے نیل مچھلی کے درم رکھنے والے

بدین آرایش شاهانه رفتند
ساتھ اس بادشاہانہ آراستگی کے گئے
بدولت سوی دولتخانه رفتند
دولت سے طرف دولتخانہ شاہی کے گئے

سرائے بلکه در دنیا بهشتی
ایک گھر بلکہ دنیا مین ایک بہشت
ز فرش با مه و خور مهر خشتی
اُس کے فرش سے چاند اور سورج ایک ایک اینٹ

در آن دولتسرا تختی نهاده
اُس محل مین ایک تخت رکھا ہوا
به زیبائی ز هر تختی زیاده
خوبصورتی مین ہر ایک تخت سے بڑھ کر

دران بردوه بکار استاد زرکار
اُس میں لگایا اوستاد سونار نے
پی گوہر فشانی زر بجز وار
واسطے موتی لگانے یعنی جڑاؤ کرنیکے سونا ڈھیروں

بپایٔ تخت زر مہدش ساندند
برابر پایٔ تخت سُنہرے کے گہوارہ یعنی سواری اُسکی پہونچائی
گہر وارش بتخت زر نشاندند
موتی کے مانند اسکو سونے کے تخت پر بٹھایا

دل و جانش ز داغ دل برشتہ
دل اور جان اسکے دل کے داغ سے بھنے ہوئے
از ان زر بود در آتش نشستہ
اُس سونے سے آگ میں تھی بیٹھی ہوئی

مرصع تاج بر فرقش نہادند
جڑاؤ تاج اُس کے سر پر رکھا
میان تخت و تاجش جلوه دادند
درمیان تخت اور تاج کے اسکو آراستگی دی

ولیکن بود ازان تاج گران سنگ
اور لیکن تھی اُس بھاری وزن کے تاج سے
بزیر کوه از بار دل تنگ
نیچے پہاڑ کے دل کے بوجھ سے تنگ

نشاندندش بتارک گوہر انبوه
بٹھائے یعنی لگائے اسکے تاج میں ڈھیروں موتی
ولی بود آن پر و باران اندوه
لیکن اُس پر وہ تھے مینھ غم کا

ز گوہرہا کہ بردی خور بران رشک
موتیوں سے کہ لیجاتا تھا آفتاب اُسپر حسد
بچشمش در نیامد جز در اشک
اسکی آنکھ میں نہ آئے تھے سوا آنسو کے موتی کے

کسی کش دل ز ہجران لخت لخت ست
وہ شخص کہ اسکا دل جدائی سے ٹکڑے ٹکڑے ہے
بیک لخت اگر مائل بتخت ست
تھوڑے عرصے کیلیے ہے اگر خواہش کرنیوالا طرف تخت کے ہے

دران میدان کرا باشد سر تاج
اُس میدان میں کس کو ہو خیال تاج کا
کہ صد سر میرود آنجا بتاراج
جس جگہ سیکڑوں سر لٹ جاتے یعنی ضائع جاتے ہیں

چو چشم از اشک نومیدی بود پُر
جو آنکھ ناامیدی کے آنسو سے بھری ہووے
کجا باشد در و گنجایش در
کہاں ہووے اسمین گنجایش موتی کی

عمر گذرانیدن زلیخا در مفارقت یوسف علیہ السلام
عمر گذرانا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں

وتلہف وتاسف مدی اللیالی والایام
اور حسرت اور افسوس کا رات دن زیادہ ہونا

۱ گران سنگ کے معنی بھاری مراد اس سے ... ۱۲
۲ بیک لخت ... مطلب تھوڑی مدت کیلیے ہے ۱۲
۳ دران میدان سے مراد عشق کا میدان جہان ...

چو دل با دلبرے آرام گیرد
جو دل ساتھ ایک معشوق کے آرام قبول کرے

کجا پروانہ پرد سوے خورشید
کہاں پروانہ اُڑے طرف آفتاب کے

نہی صد دستہ ریحان پیش بلبل
رکھو تو سو دستے ریحان کے آگے بلبل کے

ز مہر آتش چو در نیلوفر افتد
آفتاب سے جب نیلوفر کو عشق ہووے

چو خواہد تشنہ جائی شربت آب
جب مانگتا ہے کوئی پیاسا گھونٹ پانی کا

زلیخا را دران فرخندہ منزل
زلیخا کو اُس مبارک مکان میں

غلامی بود پیش او عزیزش
ایک غلام تھا آگے اُس کے وہ عزیز

پرستاران گل بوی و گل اندام
لونڈیاں پھول سی خوشبو اور پھول ایسے بدن

کنیزان دل آشوب و دل آرای
لونڈیاں دل پریشان کرنیوالی اور دل آراستہ کرنیوالی

غلامان قصب پوش و کمر بند
غلام قصب پہنے ہوے کمر باندھے ہوے

سیہ فامانی از عنبر سرشتہ
حبشی لوگ عنبر سے ملے یعنی بنے ہوے

مقیمان حرم در پاکبازی
رہنے والے محل کے پاکی میں

ز خاتونان مصری ہمنشیناں
مصر کی بیگموں سے ساتھ بیٹھنے والی

ز وصل دیگرے کے کام گیرد
دوسرے کی ملاقات سے کب مقصود حاصل کرے

چو باشد سوی شمعش روی امید
جب شمع کی طرف اُسکی امید کا منھ ہووے

نخواہد خاطرش جز نکہت گل
نہ خواہش کرے دل اُسکا سوا خوشبو پھول کے

تماشای مہش کی در خور افتد
دیکھنا چاند کا کب اُسکو موافق ہووے

نیفتد سود مندش شکر ناب
نہ پڑے فائدہ مند اُسکو شکر خالص

ہمہ اسباب حشمت بود حاصل
تمام اسباب امیری کے حاصل تھے

نبود از مال و زر کم ہیچ چیزش
نہ تھی روپے اور مال سے کچھ کمی اُس کو

پرستارِیش را بے صبر و آرام
اُس کی خدمت کے لیے بے صبر اور آرام

پی خدمتگری بنشستہ از پای
خدمتگاری کے لیے بیٹھی ہوئیں دو زانو

ز سر تا پای شیرین چون نی قند
سر سے پانوں تک شیرین مثل گنے کے

ز شہوت پاکدامن چون فرشتہ
خواہش بد سے مثل فرشتوں کے پاک

امینان حرم در کار سازی
امانت دار محل کے کام کرنے میں

برعنائی و خوبی نازنینان
رعنائی اور خوبصورتی میں نازک بدن

همه هم قامت و همزاد با او
سب قد مین اور سن مین برابر ساتھ اُسکے
زلیخا با همه در صفهٔ بار
زلیخا سب کے ساتھ بار عام مین
بساط خرمی افگنده بودے
بچھونا خوشی کا بچھائے یعنی خوش رہتی
بظاهر با همه گفت و شنود داشت
ظاہر مین سب سے باتین کیا کرتی تھی
لبش با خلق در گفتار مے بود
ہونٹھ اسکے لوگون سے بات کرنے مین رہتے تھے
ازان بار گران فرشادی و غم
اُس بھاری بوجھ سے خوشی اور غم مین
بصورت بود با مردم نشسته
ظاہر مین بھی پاس آدمیون کے بیٹھی ہوئی
ز وقت صبح تا شب کارش این بود
صبح سے رات تک کام اُسکا یہی تھا
چو شب بر چهرهٔ مشکین پرده بستی
جب چہرے پر رات سیاہ پردہ باندھتی یعنی رات ہوتی
خیال دوست را در خلوت راز
دوست کے خیال کو بھید کی خلوت مین
بزانوی ادب بنشستی پیش
دو زانو بیٹھتی اُس کے آگے
زناله چنگ محنت ساز کردی
نالے سے چنگ محنت کی بجاتی
بدو گفتی که اے مقصود جانم
اُس سے کہتی کہ اے مقصد میری جان

ز ذوق همنشینی شاد با او
پاس بیٹھنے کے شوق مین خوش ساتھ اُسکے
ق که یکسان باشد آنجا یار و اغیار
کہ برابر ہون جس جگہ اپنے اور غیر
درون پرخون و لب خنده نمودے
لیکن بھرا یعنی باطن مین غمگین اور ہونٹھ ہنسی یعنی ظاہر مین خوش رہتی
ولی دل جای دیگر در گرو داشت
لیکن دل دوسری جگہ گرو رکھتی تھی
ولی جان و دلش با یار مے بود
لیکن جان اور دل اُسکا پاس یار کے رہتا تھا
نبودش با کسی پیوند محکم
نہ تھا اُسکو کسی کے ساتھ رشتہ مضبوط
بمعنی از همه خاطر گسسته
باطن مین سب سے دل توڑے یعنی اُٹھائے ہوئے
میان دوستان کردارش این بود
درمیان دوستون کے کام اُسکا یہی تھا
چو مه در پرده اش تنها نشستی
جب مثل چاند کے اُسکے پردے مین اکیلی بیٹھتی
نشاندے تا سحر بر مسند ناز
بٹھلاتی صبح تک ناز کی مسند پر یعنی رات بھر خیال تھی
بعرضش وا رسانیدی غم خویش
اُس سے بیان کرتی غم اپنا
سرود بیخودی آغاز کردی
گانا بیخودی کا شروع کرتی
منم از خویشتن دادی نشانم
مین ہون کہ اپنا نشان دیا تھا تو نے مجھکو

۱ صفہ بار وہ جگہ جہان عام لوگون کے آنے کی اجازت ہو دوسرے اسکو بار عام بھی کہتے ہین ۱۲
۲ یعنی زلیخا ظاہر مین خوش اور باطن مین

بیان فراق یوسف و زلیخا

۳ مشکین سیاہ یعنی ۱۲ سرود ... فارسی ... لطف اور ... راہ اور طریقہ اور ... ۱۲

عزیزا مصر گفتی خویش را نام | عزیزی روزیت باد ای سر انجام

عزیز مصر بتلایا تو نے اپنا نام | عزیزی تجکو نصیب ہوجیو انجام کار

بفرقم تاج عزت از عزیزیت | بر و آثار دولت از کنیزیت

میرے سر پر تاج بزرگی کا تیری بزرگی سے | اوپر اسکے نشان دولت کا تیری لونڈی ہونیسے

بمصر امروز مهجور و غریبم | ز اقبال وصالت بی نصیبم

مصر میں آج جدا اور مسافر ہوں میں | تیری ملاقات کے اقبال سے بے نصیب ہوں میں

بر آنم تا بسوزم درین داغ | چراغ محنت افروزم بدین داغ

نہیں جاتی ہوں کہتک جلونگی میں اس داغ میں | چراغ محنت کا جلاؤنگی میں اس داغ میں

بیا و رونق باغ دلم باش | بوصلت مرهم داغ دلم باش

آ اور میرے دل کے باغ کی رونق ہو | ملاقات اپنی سے میرے دل کے داغ کا مرہم ہو

بنومیدی کشید از عشق کارم | سروش غیب کرد امیدوارم

نا امیدی پر کھنچا عشق سے کام میرا | فرشتہ غیب نے کیا امیدوار مجکو

بدین امید اکنون زنده ماندم | ز دامن گرد نومیدی فشاندم

اس امید پر اب تک زندہ رہی میں | دامن سے گرد نا امیدی کی جھاڑی میں نے

بنوری کز جمالت بر دلم تافت | یقین دارم که آخر خواهمت یافت

ساتھ اس نور کے کہ تیرے جمال سے میرے دل پر چمکا | یقین رکھتی ہوں میں کہ آخر تجکو پاؤنگی میں

ز شوقت گرچه خونبار است چشمم | بسوی شش جهت چارست چشمم

شوق تیرے سے اگرچہ خونبار ہیں آنکھیں میری | طرف جہان کے مقابل ہے آنکھ میری

خوشا وقتی که از راهی برآئی | ببرج دیده چون ماهی در آئی

اچھا وہ وقت کہ کسی راہ سے آوے تو | آنکھ کے برج میں مثل ایک چاند کے آوے تو

چو دیدار تو بینم نیست گردم | بساط هستی خود در نوردم

جب دیدار تیرا دیکھونگی نیست ہو جاؤں گی میں | بچھونا اپنی ہستی کا لپیٹوں یعنی مرجاؤنگی میں

کنم سر رشته پندار خود گم | شوم از بیخودی در کار خود گم

کردونگی میں رشتہ اپنے جاننے کا گم | ہو جاؤنگی اس کام سے بیخودی میں گم

مرا دیگر بجای خود نبینی | چو جان آئی بجان من نشینی

مجکو دوسری بار اپنی جگہ پر نہ دیکھے گا | مثل جان کے آوے تو میری جان میں بیٹھے تو

تو ئی از ہر دو عالم آرزویم
تو ہے دونوں جہان سے آرزو میری
نہم یک سو خیال ما و من را
رکھوں میں ایک طرف خیال ہم اور میں یعنی خودی کو
سحر کردی بدین گفتار شب را
صبح کرتی ان باتوں میں رات کو
چو باد صبح جستن کردی آغاز
جو ہوا صبح کی چلنا شروع کرتی
چہ گفتی گفتی اے باد سحر خیز
کیا کہتی کہتی اے ہوا صبح کی چلنے والی
تماشا گاہ سرو و سوسن آرای
سیرگاہ سرو اور سوسن کی آراستہ کر
بشاخ از برگ جنبانی جلاجل
شاخ پر پتوں سے بجاتی ہے تو جھانجھ
بمعشوقان بری پیغام عاشق
معشوقوں کے پاس لیجاتی ہے تو پیغام عاشق کا
ز دلداران نوازشنامہ آری
معشوقوں کے پاس سے خط لاتی ہے تو
کس از من در جہان غمدیدہ تر نیست
کوئی مجھ سے جہان میں زیادہ غمدیدہ نہیں ہے
دلم بیمار شد دلداری کن
دل میرا بیمار ہو گیا کچھ دلداری کر
بعالم ہیچ منزل گر نباشد
جہان میں کوئی ایسا مقام نہ ہووے
وگر در خود بود ز آہن درآئی
اور جو تحقیق کر دروازہ لوہے کا ہو اندر آوے تو

ترا چون یافتم از خود چہ گویم
تجھکو جو پایا میں نے آپ سے کیا کہوں میں
ترا یابم چو جویم خویشتن را
تجھکو پاتی ہوں میں جو ڈھونڈھتی ہوں میں اپنے کو
نہ بستی زین سخن تا روز لب را
نہ بند کرتی ان باتوں سے دن تک ہونٹھ کو
بر آئین دگر کردے سخن ساز
دوسری طرح پر باتیں شروع کرتی
شمیم مشک در جیب سمن ریز
خوشبو مشک کی چمبیلی کے گریبان میں گرانیوالی
ز سنبل چند تر بر روی گل سای
سنبل سے زلف پھول سبز کے منہ پر گھس
شود رقصان درخت پای در گل
ناچنے لگتے ہیں درخت گڑے ہوے
بدین جنبش دہی آرام عاشق
اس حرکت سے دیتی ہو تو عاشق کو آرام
کنی غمدیدگان را غمگساری
کرتی ہے تو غمگینوں کی غمخواری
ز داغ ہجر ماتم دیدہ تر نیست
جدائی کے داغ سے ماتم دیکھا ہوا زیادہ نہیں ہے
غمم بسیار شد غمخوارئی کن
غم مجھکو بہت ہوا کچھ غمخواری کر
کہ آنجا گاہ و بیگہ رہ نباشد
جس جگہ تجھکو وقت اور بیوقت راہ نہووے
چو در بندند از روزن درآئی
جو دروازہ بند کرلیں جھروکے سے آوے تو

ببخشا بر من بی راه و روئے
رحم کر مجھ بیهوش اور بیطاقت پر

در آور دار ملک شهریاران
آؤ بادشاہون کی سلطنت مین

بهر شهرے خبر پرس از مه من
ہر ایک شہر مین خبر پوچھ چاند یعنی یوسف میرے سے

گذر افگن بهر باغ و بهاری
گذر کر یعنی جا ہر باغ اور ہر بہار مین

بود بر طرف جوی زین تگ و پوی
شاید کنارے کسی نہر کے اس دوڑ دھوپ سے

بصحراے ختن نه از کرم گام
ختن کے جنگل مین مہربانی سے قدم رکھ

تماشا کن ز روے او مثالی
دیکھ اُسکے چہرے کی طرح کوئی شبیہ

چو گیر در ای رفتن زین دیارت
جو ارادہ اس ملک سے تیرے جانے کا ہووے

اگر پیش آیدت کبک خرامان
اگر تیرے آگے آوے چکور چلتا ہوا

و گر بینی براهے کاروانے
اور جو دیکھے تو کسی راہ مین کوئی قافلہ

بچشم من به بین آن شاه جانرا
میری آنکھ سے دیکھ اُس معشوق کو

بود کان دلستان را چون به بینم
شاید جبکہ اُس معشوق کو دیکھون مین

ز وقت صبح تا خورشید تابان
صبح کے وقت سے آفتاب روشن جب تک

بکن از جانب من جست جوئے
کر میری طرف سے ایک جستجو

بر آ بر تختگاه تاجداران
بیٹھ بادشاہون کے تخت پر

بهر تختے نشان جو از شه من
ہر ایک تخت پر نشان ڈھونڈھ میرے بادشاہ سے

قدم نه بر لب هر جویباری
قدم رکھ ہر ایک نہر کے کنارے

بچشم آید ترا آن سرو دلجوی
دکھائی دے تجکو وہ سرو دل ڈھونڈھنے والا

بصورت خانهٔ چین گیر آرام
طرف تصویر خانہ چین کے لے آرام یعنی جا

بدام آور بوے او غزالی
جال مین پھنسا اسکی امید مین کسی ہرن کے بچے

بهر کوه و دری کافتد گذارت
جس پہاڑ اور جنگل مین کہ تیرا پڑے گذر

بیاد او بزن دستش بدامان
اسکی یعنی یوسف کی یاد مین ہاتھ اسکے دامن مین مار

در و سالار کشته دلستانے
اُسمین کسی معشوق کو سردار بنا ہوا

باین کشور رسان آن کاروانرا
اس ملک مین پہونچا دے اُس قافلے کو

گلی از گلبن امید چینم
ایک پھول امید کے درخت سے چنون مین

بجولانگاه روز آمد شتابان
بیچ گھوڑ دوڑ کی جگہ دن کے دوڑتا ہوا آیا

لمعہ
گلے رنگین اور خوشبو
یعنی اپنے اور اسکی
امید

لمعہ
خیابان
کا مرغزار

لمعہ
کاروان
اور پھول

انجمن بزمی ان کی آبادی
یعنی ان کے
گروہون کی قطار
اور سالار کے اور
قافلے کے معنی
مین مشہور ہے
اور قافلہ سالار
اور یہ شہر کے
معنی مین بھی
مستعمل ہے ۱۲
لمعہ
دلستان کے
معنی معشوق ۱۲

دل پُر درد و چشم خونفشان داشت
دل درد بھرا ہوا اور آنکھ خون بہانیوالی رکھتی تھی
چو شد خورشید شمع مجلس افروز
جب شمع آفتاب کی مجلس روشن کرنیوالی ہوئی
پرستاران بہ پیشش صف کشیدند
لونڈیون نے آگے اوس کے قطارین کھینچین
بآن صافی دلان و پاک سینہ
اُن صاف دلون اور پاک سینہ سے
بہر روز و شبی این بود حالش
ہر ایک رات اور دن یہی تھا حال اُسکا
چو در خانہ دل او تنگ گشتی
جب گھر مین دل اُسکا تنگ ہوتا
گہی با داغ سینہ زآہ و نالہ
کبھی سینے کے داغ سے آہ اور نالے سے
ازان گلرخ بہ لالہ راز گفتی
اُس معشوق کا لالہ سے بھید بیان کہتی تھی
گہی چون سیل سر دادی بجیحیل
کبھی جب سیلاب چھوڑ دیتی تھی جلد
نہادی در میان با او غم خویش
رکھتی تھی اُس سے درمیان مین غم اپنا
بسر می برد زنیسان روزگاری
بسر کیجاتی تھی اسی طرح ایک زمانہ
کہ یارش از کدامین رہ برآید
کہ یار اُسکا کس راہ سے آتا ہے
بیا جامی کہ ہمت برگماریم
آؤ جامی یہ ہمت مقرر یعنی مضبوط کرین ہم

بباد صبحدم این داستان داشت
ہوای صبح سے یہی بیان رکھتی یعنی کرتی تھی
زلیخا ہمچو خورشید انجمن سوز
زلیخا مثل آفتاب کے ہوئی مجلس گرم کرنیوالی
رفیقان با جمالش آرمیدند
رفیقون نے اُسکے جمال سے آرام کیا
بجا آورد راہ و رسم دیرینہ
بجا لائی یعنے برتا طریقہ کل والا
بدین آئین گذشتی ماہ و سالش
اسی طرح گذرتے تھے مہینے اور سال اُسکے
بعزم گشت تیز آہنگ گشتی
سیر کے ارادے مین جلد ارادہ کرتی تھی
بدشت افراختی خیمہ جولانہ
جنگل مین بلند کرتی تھی خیمہ مثل لالہ کے
ز داغ دل سخنہا باز گفتی
دل کے داغ سے پھر باتین کہتی تھی
شدی با دیدہ گریان سوی نیل
جاتی ساتھ دیدۂ گریان کے طرف دریا کے
زدی در نیل دلق ماتم خویش
مارتی یعنی ڈالتی دریا مین گدڑی ماتم اپنے کی
برہ میداشت چشم انتظاری
راہ مین رکھتی تھی وہ آنکھ انتظار کی
چو خور طالع شود چون مہ برآید
مثل آفتاب کے طلوع کرے یا مثل چاند کے نکلے
بکنعان ماہ کنعان را برآریم
کنعان سے ماہ کنعان یعنی یوسف کو نکالین ہم

زلیخا بادل امیدوار ست

زلیخا ساتھ دل امیدوار کے ہے

ز حد بگذشت درد انتظارش

حد سے گزرا درد اُس کے انتظار کا

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظاری

کیا خوش ہو کہ ایک انتظار کے بعد

نظر بر شاہ راہ انتظار ست

نظر اوسکی راہ انتظار کے ہے

دوا بخشی کنیم از وصل یارش

دوا دین ہم یار کی ملاقات سے اسکو

بامیدے رسد امیدواری

کسی امید پر پہونچے کوئی امیدوار

آغاز داستان حسد بردن برادران یوسف و

شروع داستان ڈاہ کرنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا اور

انتظار کشیدن ایشان بر انتقام وے باتفاق

بالاتفاق سب کا اُن سے بدلا لینے کا منتظر رہنا

دبیر خامہ زاستاد کہن زاد

قلم کے منشی نے پرانے استاد سے

کہ چون یوسف بخوبی سر برافروخت

کہ جب یوسف نے خوبی مین سر بلند کیا

بسان مردمش در دیدہ بنشست

پتلی کی طرح اُس کو آنکھ مین بٹھلایا

گرفتی با وے آنسان لطفہا پیش

لیتے پیش کرتے تھے یوسف پر اسطرح کی مہربانیان

درختی بود در صحن سرایش

ایک درخت یعقوب کے مکان کے صحن میں تھا

ستادہ در مقام استقامت

کھڑا ہوا مقام راستی مین

چو سکان صوامع سبز پوشے

مثل عبادتخانون کے رہنے والون کے تھا ایک سبز پوش

درین نامہ چنین داد سخن داد

اس کتاب مین اسطرح سخن کی داد دی

دل یعقوب را مشغوف خود ساخت

یعقوب کے دل کو اپنا دیوانہ بنایا

ز فرزندان دیگر دیدہ بربست

اور لڑکون سے آنکھ بند کرلی یعنی نہ دیکھتا تھا

کہ بعد از رشک شان ہر دم شدی بیش

کہ اُس پر رشک انکا یعنی اور بھائیون کو ہر دم زیادہ ہوتا تھا

بسبزی و خوشی بہجت فزایش

سبزی اور خوبی مین اُسکا خوشی بڑھانیوالا

فگندہ بر زمین ظل کرامت

ڈالے ہوئے زمین پر سایہ مہربانی کا

ز جنبش تیز و جدی در خروشی

جنبش سے تیز اور عشق سے شور کرنے مین

بی تسبیح ہر برگش زبانی
خدا کو پاکی سے یاد کرنیکے لیے ہر پتی اسکی ایک زبان
گذشته شاخ زین فیروزه کاخش
گذری اس سبز محل یعنی آسمان سے شاخ اسکی
بهر فرزندش دادی خداوند
ہر لڑکے سے کہ خدا اسکو دیتا
همان دم تازه شاخی بر دمیدی
اسی وقت ایک نئی شاخ اوگتی یعنی پیدا ہوتی
چو در راه بلاغت پا نهادی
جب رسیدگی کی راہ مین قدم رکھتا
بجز یوسف ع که از تائید بختش
سوا یوسف ع کے کہ اسکے نصیبے کی مدد سے
نهال باغ جان بود او نشاید
درخت باغ جان کا وہ تھا نہین لائق ہی
شبی پنهان ز اخوان با پدر گفت
بھائیون سے پوشیدہ ایک بات باپ سے کہا
دعا کن تا کفیل کار و شتم
دعا کر تا کہ ذمہ دار نشوونما میری کا
که از عهد جوانی تا به پیری
کہ جوانی کے زمانے سے بڑھاپے تک
دهد در جلوه گاه جنگ بازی
دیوے بیچ میدان لڑائی کے
پدر روی تضرع با خدا کرد
باپ نے منہ زاری کا طرف خدا کے کیا
رسید از سدره پیک ملک سرمد
پہونچا سدرے سے قاصد ملک ہمیشہ کا

بنام ایزد عجب تسبیح خوانی
سبحان اللہ ایک عجیب تسبیح پڑھنے والی
ملائک گشته گنجشکان شاخش
فرشتے ہوئے چڑیان اس شاخ کی
از آن خرم درخت سدره مانند
اس اچھے درخت سدرہ کے مثل سے
که با قدش برابر بر کشیدی
جو برابر قد اسکے کے بلند ہوتی جاتی
بدستش زان عصای سبز دادی
اسکے ہاتھ مین اس سے ایک سبز لاٹھی دیتا
عصا لائق نیامد زان درختش
لاٹھی اس درخت سے اسکے لائق نہ نکلی
که با او شاخ چوبی همسر آید
کہ اس سے ایک لکڑی کی شاخ ہمسری کرے
که ای بازوی بیعت با ظفر جفت
کہ ای بازو تیری کو بخشش کا فتح سے ہمنشین پیدا دے
برویاند عصایی از بهشتم
پیدا کرے ایک لکڑی بہشت سے میرے لیے
کند هر جا که افتم دستگیری
جسجگہ کہ گرون مین کرے مدد میری
مرا بر هر برادر سرفرازی
مجکو ہر ایک بھائی پر سر بلندی
برای خاطر یوسف ع دعا کرد
واسطے خاطر یوسف ع کے دعا کی
عصای سبز در دست از زبرجد
ایک لکڑی سبز ہاتھ مین زبرجد سے

نہ زخم تیشۂ ایام دیدہ
نہ زخم زمانے کے بسولے کا دیکھا

نہ رنج ارۂ دوران کشیدہ
نہ رنج زمانے کے آرے کا کھینچا

قوی قوت گران قیمت سبک سنگ
نہایت مضبوط قیمتی ہلکے وزن کی

نیالودہ بہ ننگ روغن و رنگ
نہ آلودہ ہوئی روغن اور رنگ کی شرم سے

پیام آور دلیل فضل الٰہی ست
پیام لایا کہ یہ مہربانی خدا تعالےٰ کی ہے

ستون بارگاہ پادشاہی ست
کھمبا بارگاہ بادشاہی کا ہے یعنی یہ لکڑی

چو شد یوسفؑ ازان تحفہ قوی دست
جب یوسفؑ کا ہاتھ اس تحفے سے طاقتور ہو گیا

ز حسرت حاسدان ایشان شکست
افسوس سے حسد کرنے والوں کی بیٹھ ٹوٹ گئی

بر ایشان آن عصا از دست ہستی
ان یعنی بھائیو پر وہ لکڑی ہستی کے ہاتھ سے

گران تر آمد از صد چوب دستی
بھاری زیادہ معلوم ہوتی سو لاٹھیوں سے

بجو بستند ازان ہر یک خیالی
اپنی جو باندھا اس سے ہرایک نے ایک خیال

نشاندند از حسد در دل نہالی
بٹھلایا حسد سے دل میں ایک درخت

ز اول طبع را ازان زندگی داد
پہلے طبیعت کو اس سے زندگی دی

ولی آخر بر شرمندگی داد
لیکن آخر میں پھل شرمندگی کا دیا

بخواب دیدن یوسفؑ سجدۂ آفتاب و مہتاب و یازدہ

خواب میں دیکھنا حضرت یوسفؑ کا سجدہ کرتے ہوئے آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ

ستارہ و استماع اخوان و ازدیاد حسد کردن ایشان

ستاروں کو اور سننا بھائیوں کا اور زیادہ حسد کرنا ان کا حضرت یوسفؑ سے

خوش آن کز بند صورت باز رستہ
کیا خوب وہ شخص کہ جو قید ظاہر سے آزاد ہوا

ز سحر چشم بندان چشم بستہ
نظر باندھنے والوں کے جادو سے آنکھ باندھی

دلش بیدار و چشمش در شکر خواب
دل جاگنے والا اور آنکھیں اس کی نیند میں

ندیدہ کس چنین بیدار در خواب
نہ دیکھی کسی نے ایسی بیداری نیند میں

بپوشیده ز ناپاینده دیده
پہنید کیے ہوئے نے ثبات چیز یعنی دنیا سے آنکھ
شبی یوسف به پیش چشم یعقوب
ایک رات حضرت یوسف نے سامنے حضرت یعقوب کے
بخواب خوش نهاده سر ببالین
میٹھی نیند میں سر تکیے پر رکھے ہوئے
ز شیرین خنده آن لعل شکر خند
میٹھی ہنسی کے سبب میٹھی ہنسنے والے ہونٹھ نے
چو یوسف نرگس سیراب بگشاد
جب یوسف نے آنکھ کھولی یعنی جاگے
پدر گفتا ای [illegible] شکر خندهٔ تو
باپ نے کہا ای یوسف شکر خندہ تجھ سے
بگفتا خواب دیدم مهر و مه را
کہا خواب میں دیکھا میں نے آفتاب اور چاند کو
که کهتر را و تعظیم بدادند
کہ چھوٹوں نے حق میرے تعظیم کا دیا یعنی ادا کیا
پدر گفتا که بس کن زین سخن بس
باپ نے کہا کہ بس کر اس بات سے بس یعنی چپ رہ
مبادا این خواب اخوان بدانند
ایسا نہ ہو اس خواب کو بھائی جان جائیں
ز تو بر دل هزاران غصه دارند
تیری طرف سے دلپر ہزاروں رنج رکھتے ہیں
نیارند از حسد آن خواب را تاب
تاب نہ لاوینگے حسد سے اس خواب کی
پدر کرد این وصیت لیک تقدیر
باپ نے یہ وصیت کی لیکن تقدیر

ولی بگشوده با پاینده دیده
لیکن طرف تیرے نے والی چیز یعنی آنکھ کھولے ہوئے
که پیش او چو پیشش بود محبوب
کہ پیش اُس آنکھ کے سامنے اُس کے عزیز تھے
بخنده لعل نوشین کرد شیرین
ہنسی میں میٹھے ہونٹھ شیرین کیے یعنی ہنس پڑے
دل یعقوب را شوری در افکند
حضرت یعقوب کے دل میں ایک پریشانی ڈالی
چو بخت خویش چشم از خواب بگشاد
اپنے نصیبے کی طرح آنکھ نیند سے کھولی
چه موجب داشت شکر خندهٔ تو
کیا سبب رکھتی تھی ہنسی تیری
درخشنده کواکب یازده را
چمکنے والے گیارہ ستاروں کو
بسجده پیش رویم سر نهادند
سجدے کے لیے میرے سامنے سر جھکایا
مگو این خواب را زنهار با کس
اس خواب کو ہرگز کسی سے نہ کہنا
به بیداری صد آزارت رسانند
بیداری میں سینکڑوں ایذائیں تجھکو پہونچا دینگے
درین غصه کیت فارغ گذارند
اس رنج سے کب تجھکو فارغ یعنی بے ایذا چھوڑینگے
که بس روشن بود تعبیر این خواب
کہ بہت ظاہر ہے تعبیر اس خواب کی
به بادی بگسلد زنجیر تدبیر
ایک ہوا سے ٹوٹتی ہے زنجیر

بیک کس گفت یوسف آن فسانہ
ایک شخص سے یوسف نے کہی وہ داستان
شنیدستی کہ ہر سر کز دو بگذشت
سنا ہے تونے کہ جو بھید دو آدمیوں سے گذرا
حکیمی گفت کان دو جز دو لب نیست
ایک دانا نے کہا کہ وہ دو سوا دونوں لب کے نہیں ہے
بسا سر کز دو لب افتد بہ بیرون
بہت بھید کہ دو ہونٹھوں سے باہر نکلتے ہیں
چہ خوش گفت آن نکو گوئی نکو کار
کیا اچھا کہا اس اچھے کہنے والے نیک کام نے
چو وحشی مرغ از قید قفس جست
جب جنگلی چڑیا پنجرے کی قید سے چھوٹی
چو اخوان قصۂ یوسف شنیدند
جب بھائیوں نے قصۂ حضرت یوسف کا سنا
کہ یارب چیست در خاطر پدر را
کہ اے خدا باپ کے دل میں کیا ہے
نمیداند کہ از طفلی چہ آید
نہیں جانتا ہے کہ ایک لڑکے سے کیا ہو سکتا ہے
بہر یک چند بربافد دروغی
ہر ایک سے کتنے ایک جھوٹ بناتا (یعنی) بولتا ہے
خورد آن پیر مسکین زان فریبی
کھاتا ہے وہ غریب بڈھا اس سے ایک فریب
کند قطع نکو پیوندیٔ ما
قطع کرتا ہے ہماری نیک پیوندی کو
پدر کردست زینسان سر بلندش
باپ نے اس طرح سر چڑھایا ہے

نہادآن را باخوان درمیانہ
رکھی اس نے بھائیوں کے درمیان یعنی بھائیوں سے کہدیا
باندک وقت ورد ہر زبان گشت
تھوڑی دیر میں ہر شخص کی زبان کا وظیفہ ہوا
کز آن سر بگذرانیدن ادب نیست
کہ اس نے بھید گذرانا یعنی باہر نکالنا ادب نہیں ہے
درون صد دلاور را کند خون
دل سو بہادر دلوں کا خون کر دیتے ہیں
کہ سر خواہی سلامت سر نگہدار
جو سر سلامت چاہتا ہے تو بھید کو نگاہ رکھ
دگر نتوان بدستان پای او بست
دوبارہ نہیں ممکن ہے مکر سے اسکو قید کرنا
ز غصہ پیرہن بر خود دریدند
رنج سے کرتہ یعنی کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے
کہ نشناسد ز نفع خود ضرر را
کہ اپنے نفع نقصان کو نہیں پہچانتا ہے
کہ طفلی جز بطفلی را نشاید
بلکہ کوئی لڑکا سوا کھیلنے کے ذریعے کے کسی لائق نہوگا
دہد زان گوہر خود را فروغی
اس سے اپنی ذات کو ایک فروغ دیتا ہے
شود از صحبت آن ناشکیبی
نہیں ہوتا ہے اسکی صحبت سے صبر کرنیوالا
برد مہر پدر فرزندیٔ ما
کاٹتا ہے محبت باپ اور لڑکے ہماری کو
نیفتد این قدر حشمت لسندش
نہیں کافی معلوم ہوتی ہے اتنی حشمت اسکو

هوس دارد که ما از تیرگی پاک
ہوس رکھتا ہے کہ ہم لوگ گناہوں سے پاک
نه تنها ما که با در با پدر هم
صرف ہم لوگ نہیں بلکہ ماں باپ سے بھی
پدر را ما خریداریم نے او
باپ کے خریدار ہیں ہم نہیں اُسکے
اگر روز است در صحرا شبانیم
اگر دن ہے جنگل میں چرواہے یعنی محافظ ہیں ہم
بر اعدا قوت بازوش از ماست
دشمنوں پر قوت بازو اُسکی ہم سے ہے
بجز حیلت گری از وی چه دیدست
سوا مکاری کے اُس سے کیا دیکھا ہے
بیا تا کار خود را چاره سازیم
آؤ تو اپنے کام کی تدبیر کریں ہم
چو با ما بر سر غمخوارگی نیست
جب ہم سے غمخواری کی راہ پر نہیں ہے
بباید چاره سازی را میان بست
چاہیے تدبیر کرنے کے لیے کمر باندھنا
چو خاری بر دمد از شور بختی
جب کوئی کانٹا پیدا ہووے کمبختی سے
بقصد چاره سازی عهد بستند
تدبیر کرنے کے ارادے پر اقرار باندھا

بسجده پیش او افتیم بر خاک
واسطے سجدے کے اُسکے آگے گریں ہم خاک پر
نباید جاه جوئی این قدر هم
اتنی مرتبے حاصل کرنے کی جستجو بھی نہ چاہیے
پدر را ما هواداریم نے او
باپ کے ہم دوست ہیں نہیں اُسکے
وگر شب خانه اش را پاسبانیم
اور جو رات اُسکے گھر کے چوکیدار ہیں ہم
بر احباب آبروی رویش از ماست
دوستوں کے سامنے اُسکے منھ کو آبرو ہمسے ہے
کز اینسان بر سر ما برگزیدست
کہ اسطرح سے ہم لوگوں پر اُسے قبول کیا ہے
بهر راهی توان آواره سازیم
جس تدبیر سے ہو سکے اُس کو آوارہ کریں ہم
دوای او بجز آوارگی نیست
دوا اُسکی سوا اُسکی یعنی یوسفؑ کی آوارگی کی نہیں ہے
نرفته اختیار چاره از دست
نہیں گیا اختیار تدبیر کا ہاتھ سے
بباید کندنش ناگشته درختی
اُکھیڑنا چاہیے بے ایک درخت کے پیدا ہوئے
بعزم مشورت یکجا نشستند
مشورہ کرنے کے ارادے میں باہم بیٹھے

مشورت کردن برادران با یکدیگر که یوسفؑ

صلاح کرنا سب بھائیوں کا آپس میں کہ یوسفؑ

علیہ السلام را از پیش پدر براندازند

اُن پر سلام ہو باپ کے آگے سے جُدا کرین

چو آید مشکلے پیش خردمند
جب پیش آتی ہے عقلمند کو کوئی مشکل
گر از آن مشکل فتد در کار او بند
کہ اس مشکل سے اُسکے کام مین بند پڑے یعنی رک جاوے

کند عقل دگر با عقل خود یار
کرتا ہے دوسرے کی عقل کو اپنی عقل مین شریک
کہ تا در حل آن گردد مددگار
تا کہ اسکی کشادگی مین اُس کا مددگار ہو

زیک شمعش نگیرد نور خانہ
ایک چراغ سے اسکا گھر روشنی نہین پکڑتا ہے
فروزد شمع دیگر در میانہ
جلاتا ہے شمع دوسری درمیان مین

ولی ہست این سخن در راست بینان
لیکن ہے یہ بات سچ دیکھنے والون یعنی انصاف پسندون مین
بصدر راستی بالانشینان
راستی کی مسند کے اوپر بیٹھنے والون مین

نہ در کجرو حریفان کج اندیش
ٹیڑھے چلنے والے حریفون کج اندیش یعنی بے انصافون مین نہین
کہ گردد از دو کجرو کجروی بیش
کہ ہوتا ہے دو ٹیڑھے چلنے والون سے ٹیڑھا پن زیادہ

چو مجلس ساختند اخوان یوسف
جب جلسہ کیا یوسف کے بھائیون نے
برای مشورت در شان یوسف
یوسف کی شان مین مشورے کے لیے

یکی گفت او ز حسرت خون ما ریخت
ایک نے کہا اُسنے حسرت سے ہمارا خون گرایا
بخون ریزیش باید حیلہ انگیخت
اسکی خونریزی کا کوئی حیلہ اٹھانا چاہیے

ز دشمن ریز خون چون یافتی دست
دشمن کا خون گرا دو جب پایا تو نے اختیار
کہ از دستش بخونریزی توان رست
کہ اُسکے ہاتھ سے ساتھ خونریزی کے سکیے چھوٹنا

یکی گفت این بہ بیدینیست راہی
ایک نے کہا یہ ایک بیدینی کی راہ ہے
کہ اندیشیم قتل بے گناہی
کہ کسی بےگناہ کے مار ڈالنے کا ہم خیال کرین

اگر اسپ جفا رانیم آخر
اگر ظلم کا گھوڑا چلادین آخر یعنی ظلم کرین ہم
نہ در کشتن مسلمانیم آخر
مار ڈالنے مین آخر مسلمان نہین ہین ہم

غرض زین بقعہ بیرون بردن اوست
باہر لے جانا اسکا اس مکان سے غرض ہے
نہ کشتن یا زدن یا مردن اوست
نہ کہ مار ڈالنا یا مارنا مر جانا اسکا منظور ہے

ہمان بہ کافگنیمش از پدر دور
بہتر وہ ہے کہ باپ سے دور اسکو ڈالین یعنی کرین ہم
بہ ہائل وادئے محروم و مہجور
کسی خوفناک جنگل مین بے نصیب اور علیحدہ

بیابانی درو جز دام و دد نے
ایسا جنگل جسمین سوا چارپایون اور درندون کے نہو
بجز روباہ و گرگ از نیک و بد نے
سوا لومڑی اور بھیڑیے کے کوئی نیک اور بد نہو اسمے

نباشد آب او جز اشک نومید
پانی اسکو نہو یعنی نہ ملے سوا ناامیدی کے آنسو کے
نباشد نان او جز قرص خورشید
روٹی اسکو نہو یعنی نہ ملے سوا گردہ آفتاب کے

نہ در وے سایۂ غیر از شب تار
نہ اسمین سایہ سوا اندھیری رات کے
نہ در وے بسترے جز نشتر خار
نہ اسمین کوئی بچھونا سوا کانٹون کی نوک کے

چو یکچند اندرو آرام گیرد
جب چند روز اسمین وہ آرام قبول کرے یعنی رہیگا
بمرگ خویشتن بیشک بمیرد
اپنی موت سے بیشک مرجاے گا

نہ گردد تیغ ما رنگین بخونش
نہ رنگین ہو ہماری ہی تلوار اسکے خون مین
رہیم از تیغ نیرنگ و فسونش
چھوٹین ہم اسکی مکر اور جادو کی تلوار سے

دگر یک گفت قتل دیگر است این
پھر ایک نے کہا یہ دوسرا قتل ہے
چہ جای قتل از انہم بدتر است این
کیا مقام قتل کا اس سے بھی یہ بدتر ہے

شنیدم زیر خنجر جان سپردن
سنا ہے مین نے خنجر کے نیچے جان سونپنا یعنی مرجانا
بہ است از گرسنہ یا تشنہ مردن
بھوکے یا پیاسے مرجانے سے بہتر ہے

صواب آنست کاندر دور و نزدیک
بہتر وہ ہے کہ دور اور نزدیک مین
طلبد از یم چاہی تنگ و تاریک
ڈھونڈین ہم ایک کنوان تنگ اور اندھیرا

زصد در عظمت و جاہ افگنیمش
بزرگی اور مرتبے کی سند سے گرادین ہم اسکو
بصد خواری دران چاہ افگنیمش
سیکڑون ذلت سے اس کنوئین مین ڈالین ہم اسکو

بود کانجا نشیند کاروانے
شاید کہ وہان کوئی قافلہ بیٹھے یعنی آوے
بر آساید دران منزل زمانے
آرام کرے اس مقام مین کچھ دیر

بچاہ اندر کسے دلوے گذارد
اور کنوئین مین کوئی ڈول ڈالے پانی کے لیے
بجاے آب از ان چاہش برآرد
بجاے پانی کے اس کنوئین سے اسکو نکالے

بفرزندیش گیرد یا غلامے
فرزندی مین اس کو لے یا غلامی مین
کند در بردن وی تیز گامے
لیجانے مین اسکے جلدی کرے

شود پیوند او زینجا بریده
قطع ہو جاوے یہان سے اسکا تعلق
بوی از ما گزندی نارسیده
ہم سے اسکو بغیر کسی ایذا پہونچے ہوے

چو گفت او قصۂ چاهِ پر آسیب
جب بیان کیا اسنے قصہ آسیب بھری ہوئے کنوئین کا
شدند آنان همه در چاه سر شیب
سبکے سرپستی کے کنوئین مین تھے یعنے سر جھکائے

ز غورِ چاه مکرِ خود نه آگاه
اپنے مکر کے کنوئین کی گہرائی سے بے خبر
همه بی ریسمان رفتند در چاه
سب بغیر رسی کے کنوئین مین گئے یعنے بے انجام اندیشی کے

گرفته با پدر در دل نفاقی
باپ سے دل مین ایک مکر کر کے
بدان تزویر کردند اتفاقی
اس مکر سے ایک اتفاق کیا

وزان پس رو بکارِ خود نهادند
بعد اسکے رخ اپنے کام کی طرف کیا
بفردا وعدۂ این کار دادند
اس کام کا وعدہ کل یعنی دوسرے دن کا کیا

درخواست کردن برادران یوسف و پیش پدر بردن یوسف را

درخواست کرنا حضرت یوسف کے بھائیون کا اور حضرت یوسف کو آگے باپ کے لے جانا

خوش آن مردان که از خود رستگانند
اچھے وہ لوگ ہین کہ خودی سے آزاد ہین
بکنج بیخودی بنشستگانند
بیخودی کے گوشے مین بیٹھنے والے ہین

ز قیدِ طبع و کیدِ نفس پاکند
قید طبیعت اور نفس کے مکر سے پاک ہین
براه درد و کوی عشق خاکند
درد کی راہ اور عشق کی گلی مین خاک ہو گئے ہین

نه زیشان بر دلِ مردم غباری
نہ اُن سے آدمیون کے دل پر کوئی غبار
نه از مردم بریشان هیچ باری
نہ اُن سے لوگون پر کوئی بوجھ

ز ناسازی عالم سازگارند
زمانے کی ناموافقت سے موافقت کرنیوالے ہین
بسر باری که آید بردبارند
سر پر جو بوجھ کہ پڑے بوجھ اٹھانیوالے ہین

چو شب خسپند بی کین و ستیزند
بے لڑائی اور کینہ کے جیسے رات کو سوتے ہین
سحر ز انسان که می خسپند خیزند
صبح کو اسی طرح سے کہ سوتے ہین اٹھتے ہین

حسد ورزان یوسف بامدادان
حسد کرنیوالے یعنی بھائی یوسف کے صبح کو
بفکرِ دینه خرم طبع و شادان
رات کی فکر مین دل خوشی خوشی

زبان پُر مهر و سینه کینه اندیش

زبان محبت بھری ہوئی اور سینہ کینہ اندیشہ کرنے والا

بدیدار پدر احرام بستند

باپ کے دیکھنے کے لیے احرام باندھا یعنی نیت کی

در زرق و تملق باز کردند

مکر اور خوشامد کے دروازے کو کھولا

بیان کردند هر نو و کهن را

بیان کیے ہر نئے اور پرانے یعنے اگلے پچھلے

که از خانه ملالت خاست ما را

کہ گھر سے رنج پیدا ہوا ہے ہم کو

اگر باشد اجازت قصد داریم

اگر حکم ہو ارادہ رکھتے ہیں ہم

برادر یوسف آن نور دیده

وہ آنکھوں کا نور یعنی ہمارا بھائی یوسف

چه باشد گر بما همراه سازی

کیا اچھا ہو اگر اسکو ہمارے ساتھ کر دیجے

بکنج خانه مانده روز تا شب

گھر کے گوشے میں رہا ہے رات دن

گهی با او ره صحرا نوردیم

کبھی اسکے ساتھ جنگل کی راہ چلیں ہم

گهی از گوسفندے شیر دوشیم

کبھی کسی بھیڑ سے دودھ دوہیں ہم

ز فرش سبزه بازیگاه سازیم

گھاس کے فرش پر کھیل کی جگہ بناویں ہم

ربائیم از سر لاله کلاهش

لیجائیں لالے کے سر سے ہم وہ ٹوپی

چو گرگان روبهان در صورت میش

مثل بھیڑیوں کے منہ چھپائے بھیڑ کے سامنے

بزانوے ادب پیشش نشستند

ادب کے زانو سے اس کے آگے بیٹھے

ز هر جائی سخن آغاز کردند

ہر ایک مقام کی باتیں شروع کیں

رسانیدند تا اینجا سخن را

پہونچایا یہاں تک بات کو

هوائے رفتن صحراست ما را

خوش جنگل کے جانے کی ہے ہم کو

که فردا روز در صحرا گذاریم

کہ کل کا دن جنگل میں گزران کریں ہم

ز کم سالے بصحرا کم رسیده

کم سنی سے جنگل میں کم ہوا یعنی کم ہو گیا

بهمراهیش ما را سرفرازے

اسکے ساتھ کر دینے سے ہم کو سرفراز کیجئے

فارسله غدا یرتع و یلعب

پس بھیج اسکو کہ سیر کرے اور کھائے اور کھیلے

گهے بر پشت کوه و بیشه گردیم

کبھی پہاڑ کی پیٹھ اور جنگل میں پھریں ہم

گهی شیرین و خندان شیر نوشیم

کبھی ہنسکر میٹھا میٹھا خوشی سے دودھ پئیں ہم

بر دے لاله زاری راه سازیم

اور پر لالہ زار کے راہ بناویں ہم

کنیم از فرق یوسف جلوه گاهش

کریں یوسف کے سر کو اسکی جلوہ گاہ یعنی یوسف کو پہناویں

زدہ بالا بسان کبک دامان
باندھکر اوپر مثل چکور کے دامن
میان سبزہ سازیمش خرامان
درمیان سبزے کے اُسکو ٹہلا دین ہم

بیکجا گلہ آہو چرانیم
ایک جگہ گلہ ہرن کا چرائین ہم
ز یکسو گرگ را زہرہ درانیم
ایک طرف سے بھیڑیے کا پتہ پھاڑین ہم

بود طبعش بدینہا شاد گردد
شاید طبیعت اسکی ان باتون سے خوش ہووے
ز اندوہ وطن آزاد گردد
وطن کے غم سے آزاد ہو

زجد گرچہ ہزار اعجوبہ سازی
سنجیدگی سے اگرچہ ہزار اعجوبہ باتین کرے تو
نخندد طبع کودک جز ببازی
نہین خوش ہوتی ہے طبیعت لڑکونکی سوا کھیل کے

چو یعقوب این سخن بشنید زایشان
جو یعقوب نے اُن سے یہ بات سُنی
گریبان رضا پیچید زایشان
گریبان خوشی کا پھیرا اُن سے

بگفتا بُردن وے کے پسندم
کہا لیجانا اسکا کب پسند کرون مین
کزان گردد درون اندوہ مندم
کہ اس سے دل میرا غمگین ہوگا

از آن ترسم کز و غافل نشینید
اُس سے ڈرتا ہون مین کہ غافل بیٹھ رہو
زغفلت صورت حالش نبینید
غفلت سے صورت حال اُسکی نہ دیکھو

درین دیرینہ دشت محنت انگیز
اس پرانے رنج پیدا کرنیوالے جنگل یعنے دنیا مین
کہن گرگی برو دندان کند تیز
کوئی پرانا بھیڑیا اسپر دانت تیز کرے

بران نازک بدن دندان رساند
اس نازک بدن پر دانت لگادے
تنش را بلکہ جانم را دراند
اُسکے بدن کو بلکہ میری جان کو پھاڑے

چو آن افسونگران آنرا شنیدند
جو اُن جادوگرون یعنی یوسف کے بھائیون نے وہ سُنا
فسون دیگر از نو در دمیدند
منتر دوسرا نئے سرے سے پھونکا یعنی یون کہا

کہ آخر ما نہ زینسان سست رایم
کہا آخر ہم لوگ اسطرح کے بے وقوف نہین ہین
کہ ہر دہ تن بگرگے در نیائیم
کہ ہم دسوں آدمی ایک بھیڑیے پر غالب نہ آئین

نہ گرگ از شیر مردم خوار باشد
بھیڑیا نہین اگر آدمی کھانیوالا شیر ہووے
بچنگ ما چو روبہ خوار باشد
ہمارے پنجے مین مثل لومڑی کے ذلیل ہووے

چو زینسان کرد یعقوب این سخن گوش
جب اسطرح کی باتین یعقوب نے اُن سے سُنین
زعذر انگیختن گردید خاموش
عذر اٹھانے یعنی منع کرنے سے چپ ہوگیا

بصحرا بردن یوسف رضا داد
یوسف کے لیجانے کے لیے اجازت دی
بلا را در دیار خود صلا داد
بلا کو اپنے ملک مین آواز دیا یعنی بلایا

بردن برادران یوسف را از پیش پدر و در چاه فگندن

لیجانا بھائیون کا حضرت یوسف کو باپ کے پاس سے اور کنوئین مین ڈال دینا

فغان زین چرخ دولابی که هر روز
فریاد اس آسمان گھومنے والے سے کہ ہر روز
بچاهی افگند ماه دل افروز
ایک کنوئین مین ڈالتا ہے چاند دل روشن کرنیوالے کو

غزالی در ریاض جان چرنده
جان کے باغ مین ایک چرنے والے ہرن کو
نهد در پنجهٔ گرگ درنده
رکھتا ہے بھیڑیے پھاڑنیوالے کے چنگل مین

چو یوسف را بدان گرگان سپردند
جو یوسف کو ان بھیڑیون کو سونپا
فلک گفتا که گرگان بره بردند
آسمان نے کہا کہ بھیڑیے بکری کا بچہ لے گئے

بچشمان پدر تا می نمودند
باپ کی آنکھون مین جبتک دکھائی دیتے رہے
ز یکدیگر بمهرش می ربودند
ایک دوسرے سے اسکو محبت سے لیجا رہے تھے

گهی آن سرو بر دوشش گرفتی
کبھی وہ سر اور کاندھے پر اُس کو لیتے
گه این تنگ اندر آغوشش گرفتی
کبھی اسکو وہ گود مین لپٹا لیتے

چو پا بر دامن صحرا نهادند
جب جنگل کے دامن پر پاؤن رکھا
بر او دست جفا کاری کشادند
اسپر ظلم کرنے کا ہاتھ کھولا

ز دوش مرحمت بارش فگندند
مہربانی کے کاندھے سے بوجھ اس کا ڈالدیا
میان خاره و خارش فگندند
پتھر اور کانٹے کے درمیان اسکو ڈال دیا

برهنه پا قدم بر خار می زد
ننگے پاؤن قدم کانٹون پر مارتا یعنی چلتا تھا
گل از خار و خس مسمار می زد
پھول پر کانٹے اور تنکے سے میخین ٹھونکتا تھا

فگنده کفش ره بر خاره می زد
جوتے اُتارے ہوئے راہ کانٹون پر چلتا تھا
کف سیمین ز خاره پاره میزد
تلوے گورے پتھر کے ٹکڑون سے مارتا یا کانٹے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا

کف پایی که میبودش ز گل تنگ
تلوے اُسکے کہ پھول سے بھی نرم تھے
ز خون در خار و خارا گشت گلرنگ
خون سے کانٹے اور پتھرون مین سرخ ہو گئے

چو ماندی پس از ان ده سخت پنجه
جب پیچھے رہجاتا ان دسون سخت پنجہ یعنی بھائیون سے
طپانچه کردیش رخسار رنجه
طمانچے سے کر دیتے اُسکا منھ رنجیدہ

به تیغ قطع باد آن دست کوتاه
تلوار سے کٹے ہوے وہ ہاتھ چھوٹے ہون
که بر نخچیر زند با پنجهٔ ماه
کہ تھپڑ مارین پنجہ ماہ یعنی یوسف کے منھ پر

چو رفتے پیش کردی زخم سیلے
جب آگے جاتا لگاتے زخم گردنی کے
قفایش چون رخ بدخواه نیلے
گدی اُسکی مثل دشمن کے منھ کے نیلی

به بسته از قفا او پشت دستے
بند کیے ہوے وہ گدی ہاتھ کی پیٹھ سے
که بیند آن قفا از وی شکستے
کہ دیکھے وہ گدی پہنچنا اس سے شکست

چو با ایشان شدے پہلو به پہلو
جب پاس ان کے برابر ملکر چلتا
رسیدے مالش گوشش ز ہر سو
پہنچتی گوشمالی اُس کو ہر طرف سے

کسے کان گوش را مالد به انگشت
جو شخص کہ اُسکے کان کو انگلیون سے ملے
چو انگشتش مبادا ہیچ در مشت
انگلیون کی طرح کچھ اسکی مٹھی مین مت ہو جیو

بزاری ہر کرا دامن کشیدے
رونے مین جس کا دامن کھینچتا
به بیزاری گریبانش دریدے
ناخوشی سے وہ اُسکا گریبان پھاڑ ڈالتا

بگریه ہر کرا در پا فتادے
رونے مین جس شخص کے پاؤن پڑتا
بخنده بر سر او پا نہادے
ہنسی سے وہ اُسکے سر پر پاؤن رکھتا

بناله ہر کرا آواز کردے
رونے مین جس شخص کو آواز دیتا
نواہائے مخالف ساز کردے
آوازین خلاف یعنی بُری بُری باتین سناتے

چو شد نومید ز ایشان ناله بر داشت
جب ان سے ناامید ہوا چلا کر رو دیا
ز خون دیده بر گل لاله میکاشت
خون دیدہ سے زمین پر لالہ بوتا تھا

گہی در خون و گه در خاک میخفت
کبھی خون مین اور کبھی خاک مین پڑا رہتا تھا
ز اندوه دل صد چاک میگفت
رنج دل سو ٹکڑے سے بیان کرتا تھا

کجائے اے پدر آخر کجائے
کہان ہے تو اے باپ آخر کہان ہے تو
ز حال من چنین غافل چرائے
میرے حال سے ایسا بےخبر کیون ہے تو

بیا بنگر کنیز کزادگان را
آکر دیکھ لونڈی کے بچون کو
ز راه عقل و دین افتادگان را
عقل اور دین کی راہ سے گرے ہوؤن کو

بیا بنگر مرا تا در چه حالم
اگر دیکھو مجھکو کہ کس حال میں ہوں میں
بدست این حسودان پایمالم
ان دشمنوں کے ہاتھ سے عاجز ہوں میں

عزیز خویش را خود خوار کردی
اپنے عزیز کو آپ ہی ذلیل کیا تو نے
بدستِ دشمنان افگار کردی
دشمنوں کے ہاتھ سے زخمی کیا تو نے

مرا در چنگ بیمهران فگندے
مجھکو بے محبت والوں کے جنگل میں ڈالا تو نے
غزالی در کفِ گرگان فگندے
ایک ہرن کو بھیڑیوں کے ہاتھ میں ڈالا تو نے

که با کامِ دلت در دل چه دارند
کہ تیرے دل کے مقصد یعنی مجھ سے کیا دل میں رکھتے ہیں
حقِ الطاف تو چون میگزارند
حق تیری مہربانیوں کا کیونکر ادا کرتے ہیں

گلی کز روضهٔ جانت دمیدست
وہ پھول کہ تیری جان کے باغ سے پیدا ہوا ہے
بر و باران احسانت چکیدست
اسپر تیرے احسان کا پانی ٹپکا ہے

چنان از تشنگی بیتاب مانده
ایسا پیاس سے بے قرار رہا
که نے رنگ اندر و نے آب مانده
کہ نہ رنگ اس میں رہا نہ رونق

نهالِ نازپرورده بهشتی
ناز کے پالے ہوئے درخت بہشت والے کو
که دادی تا فزای عمر کشتی
کہ عمر کے باغ میں بویا تو نے

چنان از باد جورِ افتاده بر خاک
ایسا ظلم کی ہوا سے گر پڑا زمین پر
کزو جوید بلندی خار و خاشاک
کہ اس سے بلندی ڈھونڈھتے ہیں کانٹے اور تنکے

مهی کز وے شبت را نور بودی
وہ چاند کہ جس سے تیری رات روشن ہوتی
ز ظلمتهاے دوران دور بودی
زمانے کی تاریکیوں سے دور رہتا

رسیدش از فلک زانسان وبالے
پہونچی اسکو آسمان سے ایک ایسی تاریکی
که جوید لمعهٔ نور از هلالے
کہ ڈھونڈھتا ہے ایک چمک روشنی کی دوج کے چاند سے

بدینسان بود حالش تا سه فرسنگ
ایسا ہی حال اس کا رہا تین کوس تک
ازو صلح و از ان سنگین دلان جنگ
اس سے صلح اور ان سخت دلوں سے لڑائی

ازو نرمی از ایشان سخت روئی
اس سے نرمی اور انھوں سے سختی
ازو گرمی و زیشان سرد گوئی
اس سے گرمی اور ان سے بے مروتی

که ناگه بر سر چاهے رسیدند
کہ اتفاقاً ایک کنوئیں پر پہونچے
ز رفتن بر سر چاه آرمیدند
چلنے سے اوپر کنوئیں کے آرام کیا یعنی ٹھہرے

چہی چون گور ظالم تنگ و تیرہ ز تاریکیش چشم عقل خیرہ

ایک کنوان مثل ظالم کی قبر کے چھوٹا اور اندھا
اسکے اندھیرے سے آنکھ عقل کی اندھی

لبالب و چون دہان اژدہائے پی قوت از برون مردم ربائے

ہو نٹھ یعنی منھ اسکا مثل ایک اژدھے کے منھ کے
کھانے کے لیے باہر سے آدمی لیجانے یعنی نگلجانیوالا

درونش چون درون مردم آزار برای مردم آزارے پر از مار

دل اسکا مثل آدمی کی ستانیوالے یعنی ظالم کیچ دل کے
آدمی کے ستانے کے لیے سانپون سے بھرا ہوا

مدار نقطۂ اندوہ و درس برون از طاقت اندیشہ غورش

جائے قرار یعنی تہ نقطۂ غم کی دور اُسکا
خیال کی طاقت سے دور گہرائی اسکی

محیطش پر کدورت مرکزش دور ہوائیش پر عفونت چشمہ اش شور

گھیر اسکا اندھیرا بھرا ہوا تہ اسکی دور
ہوا اسکی بدبو بھری ہوئی چشمہ اُسکا کھاری

نفس زن گر در و یکدم نشستی نفس را بر نفس زن راہ بستی

غوطہ خور اگر اسمین دم بھر بیٹھتا
غوطہ خور کے سانس کی راہ بند کرتا یعنی دم بند کردیتا

چو ایشان دفع آن گلچہرہ مہ را پسندیدند آن نابہرہ چہ را

جب انھون نے دور کرنا اس خوبصورت چاند یعنی یوسف کا
پسند کیا اس بدنصیب کنوئین کو

دگر بار از جفاشان داد بر داشت بنوعی نالہ و فریاد بر داشت

دوبارہ انکے ظلم سے فریاد اٹھائی
ایسی طرح رونا اور چلانا شروع کیا

کہ گر آن سنگ را معلوم گشتی ز سوزش نرم تر از موم گشتی

کہ اگر وہ پتھر کو معلوم ہوتا
اسکی گرمی سے موم سے زیادہ نرم ہوجاتا

ولی آن ساز تیز آہنگ تر شد دل چون سنگ ایشان سنگ تر شد

لیکن وہ ساز تیز ارادہ یعنی جلد ہوا
پتھر کا سا دل انکا زیادہ سخت زیادہ ہوا

چہ گویم کز جفا ایشان چہ کردند دلم ندہد گواہی انچہ کردند

کیا بیان کرون مین انکے ظلم سے کہ کیا کیا
میرا دل گواہی نہین دیتا ہے جو کچھ کیا

بران ساعد کہ گر بر وی رسیدی حریر خلد ازان آزار دیدی

اس کلائی پر کہ اگر اسپر پہونچتا
حریر بہشت کا اس سے تکلیف دیکھتی

رسن بستند از موی بز و میش بر و شد ہر سر موی یکے نیش

رسی بکری اور بھیڑ کے بالون کی باندھی
اُسپر ہوگئی ہر نوک بال کی ایک ڈنک

میانش را که بودی موی مانند
کمر اسکی کو کہ تھی مانند بال کے یعنی پتلی
به ابریشمین ریسمان دادند پیوند
باندھی ریشمی رسی سے جکڑ دیا

کشیدند از بدن پیراهن او
اتارا بدن سے کرتہ اُس کا
چو گل از غنچه عریان شد تن او
پھول کی طرح کلی سے ننگا ہوگیا بدن اسکا

بقدّ خود بُریدند از ملامت
اپنے قد یعنی بدن پر پہنا ملامت سے
لباسی تا بدامان قیامت
ایک لباس دامن قیامت تک

فرو آویختند آنگه بچاهش
نیچے لٹکایا اسوقت کنوئین مین اُس کو
در آب انداختند از نیمه راهش
پانی مین ڈالا آدھی دور سے اُسکو

ز خوبی بود خورشید جهانتاب
خوبی سے تھا جہان کا روشن کرنیوالا آفتاب
فگندش چرخ چون خورشید در آب ۱۱
ڈالا اسکو آسمان نے آفتاب کی طرح پانی مین

برون از آب در چه بود سنگی
باہر یعنی علیحدہ پانی سے تھا ایک پتھر کنوئین مین
نشیمن ساخت آنرا بی درنگی ۱۲
مکان یعنی بیٹھنے کی جگہ بنائی جلد

چه دولت یافت آخر بنگر آن سنگ
کیا دولت پائی دیکھ آخر کو اُس پتھر نے
که کان گوهری شد بس گران سنگ
کہ موتی کی کان ہوگیا بھاری پتھر

ز لعل خوشگوار و شکرآگین ۱۳
مزے دار ہونٹھ اور مٹھائی بھرے ہونے سے
شده شوراب همچون شهد شیرین
ہوا کھاری پانی مثل شہد کے میٹھا

شد از نور رخش آنچاه روشن
ہوا اسکے چہرے کی روشنی سے وہ کنوان روشن
چو شب روی زمین از ماه روشن
مثل رات کے منہ زمین کا چاند سے روشن

شمیم گیسوان عطرسایش ۱۴
خوشبو زلفون خوشبودار اُسکی نے
عفونت را برون برد از هوایش
بدبو کو نکال دیا اُسکی ہوا سے

ز نور طلعت آن هر گزنده ۱۵
روشنی شکل اسکی سے ہر کاٹنے والی یعنی سانپ بچھو
سوی سوراخ دیگر شد خزنده
ایک دوسرے کے سوراخ مین گھس گئے

بتعویذ اندر آن پیراهنی بود
اُسکے کرتے مین ایک تعویذ تھا
که جدش را ز آتش حامی بود
کہ اُسکے دادا یعنی حضرت ابراہیم کو آگ سے بچانیوالا تھی

فرستادش بابراهیم رضوان
بھیجا اُسکو رضوان نے واسطے ابراہیم کے
ازان رو شد بروی آتش گلستان
اسی سبب سے اُسپر آگ باغ ہوگئی

۱۱ فرو رفتند در آب یعنی چھپ گیا آفتاب دریای مغرب مین غروب ہو جاتا ہے اسیطرح یوسف کو آسمان نے پانی مین ڈال دیا
۱۲ نشیمن [illegible] بیٹھنے کی جگہ
۱۳ [illegible] مراد حضرت یوسف [illegible]
یوسف علیہ السلام [illegible]
۱۴ [illegible]
۱۵ [illegible] یعنی حضرت یوسف [illegible]

رسید از سدره جبریل امین زود
پہونچے سدرہ سے جبرئیل امین جلد
ز بازوی وی آن تعویذ بگشود
اُسکے بازو سے وہ تعویذ کھول لیا

برون آورد ز انجا پیرہن را
باہر لایا وہان سے کرتے کو
بدان پوشید آن پاکیزہ تن را
اس پاکیزہ بدن مین اُس کو پہنایا

از ان پس گفت ای مہجور غمناک
بعد اُسکے کہا اے جُدا پڑے ہوئے غمگین
پیامت میرساند ایزد پاک
پیام تجھکو پہونچاتا ہے خدا پاک

کہ روزی این خیانت پیشگان را
کہ ایک دن ان چوری پیشہ یعنی بھائیون کو
گروہ ناصواب اندیشگان را
گروہ برائی سوچنے والون کو

ز تو دلریش تر پیشت رسانم
تجھ سے زیادہ رنجیدہ تیرے آگے پہونچاونگا مین
فگندہ پیش سر پیشت رسانم
سر جھکائے تیرے آگے پہونچاونگا مین

بر ایشان این جفاہا را شماری
انھین پر ان ظلمون کو گنے یعنی سمجھے تو
وز ایشان حال خود پوشیدہ داری
اور ان سے اپنا حال پوشیدہ رکھے تو

تو دانی مو بمو ایشان کیانند
تو جانتا ہے بال بال یعنی ذرا ذرا یہ کون ہین
سر موئے ترا ایشان ندانند
تجھکو یہ بال برابر نہین جانتے یعنی بالکل نادانف ہین

ز جبریل این سخن یوسف چو بشنود
جبرئیل سے یوسف نے جو یہ بات سنی
ز رنج و محنت اخوان برآسود
بھائیون کے محنت اور رنج سے آسودہ ہوا

نمود آن تختہ سنگین تختگاہے
کیا یعنی بنایا اس پتھر کے تختے کو ایک تخت گاہ
نشست آنجا چو نیکو بخت شاہے
بیٹھا اسجگہ مثل ایک نیکبخت بادشاہ کے

بہ تسکین داد ان جان حزینش
اسکی غمگین جان کے تسکین دیتے ہوئے
ندیم خاص شد روح الامینش
مصاحب اسکا خاص ہوا جبرئیل

باز آمدن اخوان یوسف علیہ السلام نزد پدر و

پھر آنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا باپ کے پاس اور

از مکر خود نام گرگان گرفتن

اپنے مکر سے بھیڑیون کا نام لگانا

چو یوسف را بچاہ اندا ختندش
جب یوسف کو انھون نے کنوئین میں ڈالدیا
بہ پیراہن کہ از وے بر کشیدند
کرتے میں کہ اُسکے بدن سے اُتارا تھا
کہ از خون دروغش رنگ سازند
کہ جھوٹے خون سے اُسکو رنگین کرین
بکشتند از پی آن گوسپندی
مار ڈالا اسکے واسطے ایک بھیڑ کو
بخون گوسفندش رنگ کردند
بھیڑ کے خون سے اُس کو رنگین کیا
بنزدیک پدر ہر ایک نشستند
سامنے باپ کے ہر ایک بیٹھے
کشادہ پیر چشم خویشتن را
کھولا بڈھے یعنی یعقوب نے اپنی آنکھ کو
ندیدہ نور دیدہ پیش دیدہ
نہ دیکھ کر لڑکے کو آگے نظر کے
بگفتا یوسف مہ روی من کو
کہا میرا چاند سا یوسف کہان ہے
قرارم ہمرہ او رفت و جانم
صبر میرا اسکے ساتھ گیا اور جان میری
بامید قدومش چشم در راہ
اُسکے آنے کی امید مین آنکھین راہ مین یعنی منتظر

چہ تاریک منزل ساختندش
اندھیرے کنوئین کو اُسکا گھر بنا دیا
مصالح غیر ازین دیگر ندیدند
مصلحت اسکے سوا اور نہ دیکھی
بہ نزدیک پدر نیرنگ سازند
باپ کے پاس مکر کرین
گرفتند از تن او قطرہ چندی
لیا اسکے بدن سے کئی بوند خون
بخانہ بعد از ان آہنگ کردند
بعد اُسکے گھر کی طرف ارادہ کیا
بگرد مہ چو ہالہ حلقہ بستند
مثل چاند کے گردا و سکے حلقہ باندھا
ندید آن نوجوان سیم تن را
نہ دیکھا اس خوبصورت نوجوان یعنی یوسف کو
بسوز و درد آہی بر کشیدہ
سوز اور درد سے ایک آہ کھینچی
سنان مژگان کمان ابروی من کو
جسکے ابرو مثل کمان اور مژگان مثل نیزہ کے ہین وہ کہان ہے
بہ ہجرش ہمرہم با درد و ہم غم
اسکی جدائی سے درد اور غم کے ساتھ ہون مین
بماندم تا کہ آید آن رخشان تر از ماہ
رہین میری کہ وہ چاند سے زیادہ روشن آتا ہوگا

بیان جو یوسف کے بھائیون نے یوسف کے ساتھ کیا جب یوسف کو کنوئین مین ڈالدیا ...
بیان آمدن برادران یوسف نزد یعقوب
بیان حضرت یعقوب کی آہ وزاری اور بیقراری کا حضرت یوسف کی جدائی مین

کھینچا میں نے اسکی صورت کا ایسا انتظار
کشیدم با تقاضایش انتظاری
جدائی کی تلوار سے لگایا میرے زخم گہرا
زده از تیغ هجرم زخم کاری

مکر سے یہ سب رونے لگے
به تلبیس اینهمه گشتند گریان
کہا اے باپ سن اس روشن چاند کا حال ہے
بگفتند ای پدر زان ماه تابان

واسطے اس نیکبخت یعنی یوسفؑ کے آرام کے
پی آسایش آن نیکبختی
ٹھہرے ہم لوگ نیچے ایک درخت کے
بیاسودیم در پای درختی

ایسا دلکش اور سایہ دار درخت
درختی دلکش و هم سایه گستر
ہوا اور سایہ جسکا روح پرور
هوا و سایه او روح پرور

معلوم ہوا نیچے اسکے نور کا سایہ
نموده در تهٔ او سایهٔ نور
ہوا اور سایہ جسکا روح کو خوش کرنے والا
بهم آمیخته چون مشک و کافور

اسکے نیچے دھوپ کی گرمی سے
بزیر آن ز تابش آفتابی
ملا ہوا مثل مشک اور کافور کے
شدیم آسوده چون تشنه ز آبی

بعد اسکے ہمکو شکار کی خواہش ہوئی
پس از وی شد هوای صید ما را
آسودہ ہوئے ہم مثل پیاسے کے پانی سے
هوای صید کرده قید ما را

اپنے اسباب کے پاس یوسفؑ کو بٹھایا ہم نے
متاع خویش یوسفؑ را نشاندیم
شکار کی خواہش نے ہمکو قید کیا
وزانجا اسپ سوی صید راندیم

ہم کو جب شکار کا شوق لے گیا
چو ما را شد هوای صید برده
اور وہاں سے گھوڑا شکار کی طرف بڑھایا ہم نے
متاع یوسفم را گرگ خورده

اگر تجکو یقین نہ پڑے سکتے ہیں اسکو ہم
گرت باور نمی‌افتد توانیم
ہمارے اسباب یعنی یوسف کو بھیڑیے نے کھایا
برین دعوی گواهی بگذرانیم

کھینچا یعنی نکالا بغل سے کرتہ اس چاند کا
کشیدند از بغل پیراهن آن ماه
اس دعوے پر کوئی گواہ گذرانیں ہم
ز خون آلوده و بی پاره ناگاه

آگے کنعان کے بڈھے یعنی یعقوبؑ کے رکھدیا
به پیش پیر کنعانی نهادند
خون سے بھرا ہوا اور بغیر پھٹا ہوا یکبارگی
دلیل از راست گوئی خویش دادند

کہ اسکو دیکھ اور پہچان اسی کا کرتہ ہے
که این بشناس و بین پیراهن اوست
دلیل اپنے سچ کہنے سے دی
شده گلرنگ از خون تن اوست
اسی کے بدن کے خون سے سرخ ہو گیا ہے

بدین کاری که پیراهن دلیل است
ساتھ اس کام کے کہ کرتہ دلیل ہے
رضای آن خداوند جلیل است
خوشی اس خدا بزرگ کی ہے

چو یعقوب این سخن در گوش خود کرد
یعقوب نے جو یہ بات اپنے کانون مین کی یعنی سنی
وداع جان و عقل و هوش خود کرد
رخصت جان اور عقل اور ہوش اپنے کی کی

به بیهوشی ز بے هوشی در آمد
بیہوشی مین بیہوشی سے گر پڑا
دو چشم او بخون جوشی در آمد
دو آنکھین اسکی خون جوش کرنے آئین یعنی رونیلگا

گهی بیهوش و گه هشیار میشد
کبھی بیہوش اور کبھی ہوشیار ہو جاتا تھا
گهی بر زیست خود بیزار میشد
کبھی اپنی زندگی پر ناراض ہوتا تھا

بلای جان مشتاقان فراق است
مشتاقوں کی بلاے جان جدائی ہے
فراق دوستان مالایطاق است
جدائی دوستون کی طاقت سے باہر ہے

بسا عاشق براه آشنائی
بہت سے عاشق آشنائی کی راہ مین
شده مقتول از تیغ جدائی
جدائی کی تلوار سے قتل ہو گئے

شنیدم این سخن از عاشق زار
یہ بات ایک عاشق زار سے سنی ہے مین نے
که دوری به ز جان امّا نه از یار
کہ جان سے دوری بہتر ہو لیکن یار سے نہین بہتر

فغان و گریه بسیار کرده
رونا اور فریاد بہت شروع کی
فراق یوسف او را کار کرده
یوسف کی جدائی نے اسکا کام کیا

بگفتندش مکن گریه ضرر هست
لوگون نے کہا مت رو نقصان ہے
که گریه وافع نور بصر هست
کہ رونا دور کرنیوالا بینائی آنکھ کا ہے

بگفتا دیده بهر دیدن یار
کہا آنکھ واسطے دیکھنے یار کے
بود خوشتر و گرنه نیست در کار
اچھی ہوتی ہے اور جو نہین درکار نہین ہے

پی دیدار جانان دیده خوشتر
واسطے معشوق کے دیکھنے کے آنکھین اچھی ہین
ولی بے روی جانان کور بهتر
اور لیکن بے منہ دیکھے معشوق کے اندھی بہتر

بفرزندان زبان طعنه بگشاد
لڑکون سے زبان طعنے کی کھولی
که از دست شما بیداد فریاد
کہ تم لوگون کے ظلم کے ہاتھ سے فریاد ہے

چرا او را ز پیش من ربودند
کیون انکو میرے سامنے سے لے گئے
چو بر وی حامی و حافظ نبودند
جب انکے پشت پناہ اور نگہبان نہ رہے

ندانستم که تنهاش مے گذارند
نجانتا تھا مین کہ اکیلا اسے چھوڑ دین گے
دریغا حسرتا بر این چنین راے
افسوس افسوس ایسی عقل پر
غزال خود بگرگان چون سپردم
اپنے ہرن کو بھیڑیون کے سپرد کیون کیا مین نے
به پیراهن تفحص کرد و دیده
کرتے سے دریافت کیا تو دیکھا
بمژگان اشک چون گوهر نمیسفت
پلکون کے کنارے مین آنسو موتی کی طرح پروتا تھا
چگونه گرگ یوسف خوار بوده
کیسا یوسف کا کھانے والا بھیڑیا تھا
عجب از قتل مجروح و دو نیم است
تعجب مرجانے زخمی و دو ٹکڑے سے ہے
نماید گفتن ایشان دروغے
معلوم ہوتا ہے ان کا کہنا جھوٹ
چو لغزش دید در گفتار آنها
جب بے اعتباری دیکھی انکی باتون مین
طلب فرمود گرگان را ز صحرا
بلا یا بھیڑیون کو جنگل سے
که آن نور دو چشمم را که برده
کہ میری اس دونون آنکھون کے نور کو کون لیگیا
چه بیداد است این بر من دل ریش
یہ کیسا ظلم ہے مجھ زخمی دل پر
بحیرت آمده گفتند گرگان
حیرت مین آکر بھیڑیون نے کہا

غزال من بگرگان می سپارند
میرے ہرن کو بھیڑیون کو سونپین گے
زدم تیشه بدست خویش در پاے
بسولا مارا مین نے اپنے ہاتھ سے پانون مین
بدانائی چرا این زهر خوردم
باوصف جاننے کے کیون یہ زہر کھایا مین نے
نه جائی پاره نی جائی دریده
نہ کسی جگہ ٹکڑے ہوا نہ کسی جگہ پھٹا ہوا
به پیراهن نظر میکرد و میگفت
کرتے مین دیکھتا تھا اور کہتا تھا
که یوسف خورده و پیراهن نسوده
کہ یوسف کو کھا گیا اور کرتہ نہ گھسا
که خود دو نیم و پیراهن سلیم است
کہ آپ دو ٹکڑے اور کرتہ ثابت ہے
نمی بینم بقول ایشان فروغے
نہین دیکھتا ہون مین انکی باتون مین کچھ سچ
براے امتحان کار آنها
انکے کام کی آزمائش کے لیے
پرسیده که خورد آن را ز صحرا
پوچھا کون کھا گیا اسکو جنگل سے
دل و جانم جگر گوشم که خورده
دل اور جان میرے جگر گوشے کا کس نے کھایا
که شد پیدا ز گرگ کوته اندیش
کہ ظاہر ہوا بھیڑیے ناقص اندیشہ کرنیوالے سے
که ای روشن گهر مهتر بزرگان
کہ اے روشن ذات سردار بزرگون کے

اگر من یوسفت را دیده باشم
جو ہم نے تیرے یوسفؑ کو دیکھا ہو

بعہد دیدہ وہ نادیدہ باشم
قسم آنکھ دینے والے یعنی خدا کی اندھے ہوجائیں ہم

چہ تہمت می نہی بر ما غریبان
کیا تہمت لگاتا ہے تو ہم غریبوں پر

بگفت جاہلان و بی نصیبان
جاہلوں اور بدنصیبوں کے کہنے سے

چو از گرگان شنید این عہد یعقوبؑ
جب بھیڑیوں سے یہ اقرار یعقوبؑ نے سنا

بدل دانست کو احیاست محبوب
دل میں جانا کہ وہ پیارا یعنی یوسف زندہ ہے

بگفت اورا خداوندا نگہدار
دعا کی ای خدا اسکو نگاہ رکھیو

ز تلبیس زمانہ خویش و اغیار
اپنے بیگانے اور زمانے کے مکر سے

ز ہجر دوست کردہ گریہ آغاز
دوست کی جدائی سے رونا شروع کیا

شدہ دیوار با او گریہ پرداز
دیوار اوس کے ساتھ رونے لگی

چو از حسن و جمالش یاد کردی
جب اسکی خوبی اور خوبصورتی سے یاد کرتا

فغان و نالہ بی تعداد کردی
بیشمار نالے اور فریاد کرتا

گہی از خویشتن بیگانہ گشتی
کبھی آپ سے غیر یعنی بے خود ہوجاتا

گہی فرزانہ گہ دیوانہ گشتی
کبھی عقلمند کبھی مجنون ہوجاتا

بدینسان مدتی کردند بسرش
اسی طرح مدتیں بسر کیں اس نے

کہ آمد بوی پیراہن ز مصرش
کہ آئی بو مصر کی آس کرتے

رسیدن کاروان بر سر چاہ و برون
پہونچنا قافلے کا اوپر کنوئیں کے اور باہر

آوردن یوسف علیہ السلام را مثل ماہ
نکالنا حضرت یوسفؑ علیہ السلام کو مثل چاند کے

لہ اگر من الخ مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ کہا کہ اگر ہم نے کبھی تیرے یوسف کو دیکھا ہو تو اس بیعہ دیدہ یعنی خدا کی قسم اندھے ہوجائیں ۱۲ ...
لہ تلبیس کے معنی مکر زمانہ خویش کے معنی اپنے یعنی عزیز
[illegible]

بنام ایزد چه فرخ کاروانی
سبحان اللہ کیسا مبارک وہ قافلہ
چو دلوی برکشند ناگه ز چاهی
جو ایک ڈول کھینچے یکبارگی ایک کنوئیں سے
سه روز آنماه در چه بود تا شب
تین دن رات تک وہ چاند یعنی یوسف کنوئیں میں رہا
چو چارم روز ازین فیروزه خرگاه
جو چوتھے دن اس سبز رنگ خیمے سے
ز مدین کاروانی رخت بسته
مدین سے ایک قافلہ اسباب باندھے ہوئے
ز راه افتاده دور آنجا فتادند
راہ سے علیحدہ ہو کر وہاں آپڑے
خوش آن گمره که ره آرد بجائی
اچھا وہ بھولا ہوا کہ راہ لاوے یعنی پہونچے اس جگہ
بگرد چاه منزل گاه کردند
کنوئیں کے گرد قیام گاہ کیا
نخست آمد سعادتمند مردی
پہلے آیا ایک مرد خوش نصیب
بتاریکی چاه آن خضر سیمای
کنوئیں کے اندھیرے میں خضر پیشانی نے
بیوسف گفت جبریل امین خیز
یوسف سے کہا جبریل امین نے کہ اٹھ
نشین در دلو چون خورشید تابان
ڈول میں بیٹھ مثل آفتاب روشن کے
کنار چاه را دور افق کن
کنوئیں کے کنارے کو دور گوشے کا بناؤ

گزیشان آب جویان کاروانی
گویان پانی بھرنے والوں سے ایک عقلمند
شود طالع ز برج دلو ماهی
ظاہر ہووے برج دلو سے ایک چاند
چو ماه نخشب اندر چاه نخشب
مثل نخشب کے چاند کے نخشب کے کنوئیں میں
برآمد یوسف گم گشته از چاه
نکلا یوسف کھو گیا ہوا کنوئیں سے
بعزم مصر با بخت خجسته
مصر کے ارادے میں ساتھ مبارک نصیبے کے
پی آسودگی محمل کشادند
ستانے کے لیے کجاوہ کھول دیا
که باشد همچو یوسف ره نمائی
جہاں ہو یوسف ایسا راہ بتانے والا
بقصد آب رو در چاه کردند
پانی کے ارادے سے منہ کنوئیں کی طرف کیا
بسوی آب حیوان ره نوردی
طرف آبحیات کے راہ چلنے والا
فرو د آویخت دلو آب پیمای
پانی بھرنے والا ڈول نیچے لٹکایا
زلال رحمتی بر تشنگان ریز
میٹھا پانی رحمت کا پیاسوں کو پلا دو
ز مغرب سوی مشرق شو شتابان
پچھم سے طرف پورب کے دوڑ
افق را باز نورانی شفق کن
گوشے کو پھر پردہ روشن کر

زرویت پرتوی بر عالم افگن
اپنے چہرے سے ایک روشنی جہان پر ڈال

روان یوسف زسنگ چاہ بر جست
فوراً یوسف کنوئین کے پتھر سے کود پڑا

کشید آن دلو را مرد توانا
کھینچا اُس ڈول کو طاقتور مرد نے

بگفت امروز دلو ما گرانست
کہا آج ہمارا ڈول بھاری ہے

چو آن ماہ[1] جہان آرا برآمد
جب وہ چاند جہان کا آراستہ کرنیوالا یعنی یوسف نکلا

بشارت کز چنین تاریک چاہی
خوشخبری ہو کہ ایسے اندھیرے کنوئین سے

بشارت کز میان چشمہ شور
خوشخبری ہو کہ کھاری کنوئین کے اندر سے

دران صحرا گلی بشگفت او را
اس جنگل مین ایک پھول کھلا اسکے لیے

نہانی جانب منزل کشش برد
پوشیدہ طرف خیمے کے لے گیا اُسکو

ملے چون یکنفس گنج یابد
ہان جو کوئی خوش نصیب خزانہ پاوے

حسودان[4] ہم دران نزدیک بودند
دشمن بھی وہین نزدیک تھے

ہمی بردند دائم انتظارش
لیجاتے یعنے کرتے تھے اُسکا انتظار

زحال کاروان آگاہ گشتند
قافلے کے حال سے آگاہ ہوے

جہانرا از سر نو ساز روشن
جہان کو نئے سر سے یعنی دوبارہ پھر روشن کر

چو آب چشمہ اندر دلو بنشست
چشمہ کے پانی کی طرح ڈول مین بیٹھا

بقدر وزن دلو و آب دانا
موافق وزن ڈول اور پانی کے جان کر

یقین چیزی بجز آب اندرانست
یقیناً کوئی چیز سوا پانی کے اُسمین ہے

زجانش بانگ یا بشری[2] برآمد
اسکے دل سے آواز خوشخبری کی نکلی

برآمد بس جہان افروز ماہی
نکلا ایک نہایت جہان روشن کرنیوالا چاند

برآمد آب[3] از شورابگی دور
نکلا ایسا پانی کہ کھاری مین سے دور

ولی از دیگران بنہفت او را
لیکن دوسرون سے چھپایا اُس کو

بیاران خودش پوشیدہ بسپرد
اپنے ساتھیون مین اسکو چھپا کر رکھا

اگر پنہان ندارد رنج یابد
اگر پوشیدہ نہ رکھے رنج پاوے

زحال او تفحص مے نمودند
اسکے حال کی جستجو کرتے تھے یعنی یوسف کے بھائی

کہ تا خود چون شود انجام کارش
کہ کیونکر تحقیق ہوا انجام کار اسکے کا

خبر جویان بگرد چاہ گشتند
خبر پوچھتے ہوئے کنوئین کے کنارے پھرے

[1] ماہ جہان آرا سے مراد حضرت یوسف کے یا بشریٰ سے آیت قال یا بشریٰ ہذا غلام کے مراد ہے

[2] یعنی خوشخبری ہو کہ اس کھاری کنوئین سے پانی میٹھا یعنی حضرت یوسف برآمد ہوئے

[3] مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ [illegible] اس ڈول والے نے اپنے ساتھیون سے پوشیدہ رکھا اور ان [illegible] یوسف کو [illegible] پوشیدہ رکھا ہمین ۱۲

[4] حسود سے یعنی دشمنون سے مراد اس سے یوسف کے بھائی ہین ۱۲

نہان کردند یوسف را ندائے
پوشیدہ یعنی آہستہ سے یوسف کو ایک آواز دی
برون نامد ز چاہ الا صدائے
نہ نکلی لیکن کنوئین سے کوئی آواز

بسوی کاروان کردند آہنگ
قافلے کی طرف ارادہ کیا
کہ تا آرند یوسف را فراچنگ
تاکہ یوسف کو چنگل مین لاوین

پس از جہد تمام و جہد بسیار
بعد نہایت کوشش اور کاوش کے
میان کاروان آمد پدیدار
قافلے کے درمیان ظاہر ہوا

گرفتندش کہ ما را بندہ است این
پکڑ لیا اسکو کہ یہ ہمارا غلام ہے
سر از طوق وفا تابندہ است این
حلقہ وفا سے سر پھیرنے والا ہے

بکار و خدمت آمد سست پیوند
کام اور خدمت مین نہایت سستی کرتا ہے
رہ بگریختن گیرد بہر چند
ہر چند روز بعد بھاگ جاتا ہے

زنیکو بندگی فارغ نہاد است
اچھی طرح نوکری کرنے سے بیٹھکر ہے
فروشیمش اگرچہ خانہ زاد است
بیچتے ہین ہم اسکو اگرچہ خانہ زاد ہے

چو گیرد بندہ بد بندگے پیش
جو لیتا ہے کوئی غلام بد بندگی آگے
زنیکوئی کند بد بندگے بیش
ایک نیکی سے کرتا ہے بد بندگی زیادہ

بہ آن باشد کہ بفروشم بہیچش
بہتر وہ ہے کہ تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالون مین اسکو
ندارم از بدی در تاب و پیچش
نہ رکھون اسکی برائی سے کچھ کھٹکا

در اصلاحش ازین بیش می نکوشیم
اسکی اصلاح مین اس سے کوشش زیادہ نکرینگے ہم
بہر قیمت کہ باشد می فروشیم
جس قیمت پر کہ ہو بیچتے ہین ہم

جوانمردی کہ از چہ بر کشیدش
جس جوانمرد نے کہ کنوئین سے نکالا تھا اسکو
بہ اندک قیمتی زیشان خریدش
تھوڑی قیمت پر مول لیا اُس نے

بہ مالک بود مشہور آن جوانمرد
اس جوان کا نام مالک مشہور تھا
بفلس چند مملوک خودش کرد
عوض چند پیسون کے غلام اپنا اسنے کر لیا

وزان پس کاروان محمل بہ بستند
بعد اسکے قافلے نے کجاوے باندھے
بقصد مصر در محمل نشستند
مصر کے ارادے مین کجاوے پر بیٹھے

زیان کاران کہ جنس جان فروشند
بدکار لوگ کہ جنس جان کی بیچتے ہین
چنان جنسی چنین ارزان فروشند
ایسی چیز ایسی سستی بیچتے ہین

خراج مصر یکدیدار از وی
ایک مرتبہ دیکھ لینا اُسکا خراج مصر کا

متاعِ جان بیک گفتار از وی
اسکی ایک بات پر جان کا اسباب صدقے

ولی این نرخ را یعقوبؑ داند
لیکن یہ اسکا بھاؤ حضرت یعقوبؑ جانتے ہیں

زلیخا کی خریدار سے تواند
زلیخا کب مول لے سکتی ہے

دہد گنج سعادت ناخردمند
دیتا ہے نیکبختی کے خزانے کو بے عقل

ستاند زو شیدہ درہمے چند
لیتا ہے اس سے کھینچکر یعنی یہ مشکل کئی درم

رسانیدن مالک یوسفؑ را در حوالی مصر و
پہونچایا مالک کا یوسف علیہ السلام کو سرحد مصر میں اور

فرستادن بادشاہ عزیز را باستقبال
بھیجنا بادشاہ کا عزیز کو واسطے پیشوائی کرنے کے

چو مالک را برون از دست رنجی
جب مالک کا زیادہ ایک مزدوری سے

فروشد پا از این سودا بگنجی
دھنس گیا پانوں اس تجارت سے ایک خزانہ میں

نمے آمد ز روی آن دل آرای
نہ آتا یعنی نہ بڑھتا تھا اُس دل آرا سے کرنیوالے کیوجہ سے

در آن رہ بر زمین از شادیش پای
اسکا پانوں زمین پر خوشی سے راہ میں

ببویش جان ہمی پرورد و میرفت
اسکی خوشبو سے جان پالتا تھا اور جاتا تھا

دو منزل را یکی میکرد و میرفت
دو منزل کو ایک کرتا یعنی جلد چلا جاتا تھا

بمصر آمد چو نزدیک از رہ دور
مصر کے قریب جب راہ دور سے آیا

میان مصریان شد قصہ مشہور
مصر والوں میں یہ قصہ مشہور ہوا

کہ آمد مالک اینک از سفر باز
کہ مالک سفر سے بھی واپس آیا

بعبرانی غلامی گشتہ دمساز
ایک عبرانی غلام کو ساتھ لے کر

غلامی نی کہ رخشان آفتابے
ایک غلام نہیں بلکہ ایک روشن آفتاب

بدار الملک گیتی کامیابے
جہان کے دار الملک میں ایک صاحب مقصد

باوج نیکوی تابنده ماهی

خوبصورتی کی بلندی پر ایک روشن چاند

بملک دلبری فرخنده شاهی

معشوقی کے ملک مین ایک مبارک بادشاہ

ندیده با هزاران دیده افلاک

آسمان نے باوجود ہزار ون آنکھون کے نہ دیکھی

چو او نقشی بصورت خانهٔ خاک

اس طرح کی یہ کوئی صورت خاکی تصویر خانے یعنی جہان مین

چو شاه مصر این آوازه بشنید

جب شاہ مصر نے یہ شہرہ سُنا

ازین غیرت بسی بر خویش پیچید

اُس غیرت سے اپنے اوپر بہت شرمایا

که خاک مصر بستان جمالست

کہ خاک مصر کی خوبصورتی کا باغ ہے

نه از گلهای این بستان محالست

اس باغ کی پھولون یعنی یہانکے خوبصورتون سے بڑھکر ہونا مشکل ہے

گلی کز روضهٔ فردوس خیزد

جو پھول کہ باغ بہشت سے پیدا ہوتا ہے

ز شرم روی شان بر خاک ریزد

اُنکے چہرے کی شرم سے خاک پر گر پڑے

عزیز مصر را گفتا روان شو

عزیز مصر کو حکم دیا کہ روانہ ہو

باستقبال سوی کاروان شو

پیشوائی کے لیے قافلے کی طرف جا

بچشم خود ببین آن ماه نو را

اپنی آنکھ سے دیکھ اُس خوبصورت کو

بیاور خود بدین درگاه او را

لے آؤ اس درگاہ مین یعنی ہمارے پاس اسکو

عزیز مصر رو در کاروان کرد

عزیز مصر طرف قافلے کے چلا

نظر در روی آن آرام جان کرد

نگاہ اس آرام جان یعنی یوسف کی طرف کی

چنان دیدار او از خود ربودش

ایسا اسکے دیکھنے سے بیخود ہوا وہ

که بیخود خاست تا آرد سجودش

کہ بیخودی مین اٹھا تاکہ اُسکو سجدہ کرے

ولی یوسف سرش از خاک برداشت

لیکن یوسف نے سر اُسکا خاک سے اٹھا دیا

به پیش روی خویش سجده نگذاشت

اپنے سامنے اسکو سجدے مین نہ چھوڑا

که سر جز پیش آنکس خم مبادت

کہ سر تیرا سوا اس شخص یعنی خدا کے آگے نہ جھکے

که بر گردن ز سر منت نهادت

جسنے تیری گردن پر احسان سے سر رکھا یعنی بنایا

عزیز آنگه ز مالک شد طلبگار

عزیز نے اسوقت مالک سے درخواست کی

کش آرد تا در شاه جهاندار

کہ اُسکو بادشاہ مصر کے دروازے تک لادے

بگفت از آمدن فکری ندارم

کہا آنے یعنی چلنے سے کوئی اندیشہ نہین رکھتا ہون

ولی از لطف تو امیدوارم

لیکن تیری مہربانی سے امیدوار ہون

که ما را این زمان معذور داری
باسایش درین منزل گذاری

کہ ہم کو اسوقت معاف رکھے تو
بود روزی دو سہ آسودہ گردیم
واسطے آرام کے اس مقام مین چھوڑے تو
کہ از رنج سفر بیخواب و خوردیم

شاید دو تین دن مین آسودہ ہوئین ہم
غبار راہ از روی و چرک از تن بشوییم
کہ سفر کی تکلیف سے نہ سوئے ہین نہ کھایا ہے اور ہینے
بہ تن پاکیزہ سوی شاہ پوییم

گرد چہرے سے اور میل بدن سے دھوئین ہم
عزیز مصر چون این نکتہ بشنید
صاف بدن سے طرف بادشاہ کے چلین ہم
نجد متکاری شہ باز گردید

عزیز مصر نے جو یہ بات سنی
بشاہ از حسن یوسف شمہ گفت
بادشاہ کی خدمت مین واپس پھرا
بغیرت ساخت جان شاہ را جفت

یوسف کے حسن سے بادشاہ سے کچھ بیان کیا
اشارت کرد کز خوبان ہزاران
شرم سے بادشاہ کی طبیعت کو جوڑا یعنی شرمندہ کیا
بدار الملک خوبی شہریاران

اشارہ کیا کہ ہزاروں خوبصورت
ہمہ زرین کلہ بنہادہ بر سر
خوبصورتی کے ملک کے بادشاہ
ہمہ زرکش قبا پوشیدہ در بر

سب سنہرے تاج سروں پر رکھ کر
کمرہای مرصع بر میان شان
تمامی کی قبائین بدنوں مین پہن کر
بخندہ در شکر ریزی دہان شان

ٹکے جڑاؤ انکی کمروں پر بندھے
چو گل از گلبن خوبی بچینند
ہنسی مین شکر گرانے والے منہ ان کے
ز گلرویان مصری برگزینند

مثل پھول کے خوبصورتی کی ٹہنی سے چنین
کہ چون آرند یوسف را ببازار
مصر کے معشوقوں سے انتخاب کرین
کنندش عرض بر چشم خریدار

کہ جب لاوین یوسف کو بازار مین
کشند اینان بدین شکل و شمائل
پیش کرین اسکو آگے خریداروں کے
بدعوی داریش صف در مقابل

کھینچین یہ لوگ بھی اس صورت اور شکل سے
شود از خود بود مہر جہانگرد
واسطے دعوے کرنے کے قطار مقابلے مین
ازین آتش رخان بازار او سرد

ہو وے یعنی ممکن ہے اگر آپ آفتاب جہان پھرنیوالا ہو
ان سرخ چہروں یعنی خوبصورتوں سے اسکا بازار سرد

باب نیل در آمدن یوسف و غبار سفر

دریاے نیل مین آنا یوسف کا اور غبار سفر کا

شستن و بر هودج اعلی نشستن

دھونا　اور بلند　عماری　پر　بیٹھنا

بچارم روز موعد یوسف خور

چوتھے وعدہ کیے ہوئے دن کو یوسف آفتاب نے

چو زد از ساحل نیل فلک سر

جو سر ملا یعنی نکالا کنارہ سے نیل آسمان سے

بیوسف گفت مالک کای دلآرای

یوسف سے کہا مالک نے کہ اے دل آرا شوخی والے

تو ہمچون خور کنار نیل کن جای

تو بھی مثل آفتاب دریا کے کنارے جا

زخود کن گرد رہ را شست و شوئی

اپنے بدن سے راہ کے گرد و غبار کو دھو ڈال

زخاکت نیل را دہ آبروئی

اپنی خاک سے دریا کو ایک آبرو دے

بحکم مالک آن خورشید تابان

مالک کے حکم سے وہ آفتاب روشن

بسوی نیل شد چالاک شتابان

طرف دریا کے چلا فوراً

بزیر پیرہن برد از درون دست

نیچے کرتے کے یعنی اندر لے گیا ہاتھ

سمن را پردہ نیلوفری بست

چنبیلی پر پردہ نیلوفر کا باندھا یعنی کرتا اتارا

کلاہ زرفشان از فرق بنہاد

ٹوپی سنہری سر سے اتاری

ز زرین بیضہ خور زاغ شب زاد

سنہری انڈے آفتاب سے کوّا رات کا پیدا ہوا یعنے بال دکھلائے

کشید انگہ چنان پیراہن از فرق

کھینچا اسوقت اسطرح کرتہ سر سے

کہ جیبش غرب مہ شد دامنش شرق

کہ گریبان اس جاند کا مغرب کو ہوا دامن اسکا مشرق میں

نمود آن دوش و بر از عطف دامن

دکھائی دیا وہ کندھا اور سینہ دامن کے گوشے سے

چنان کز دور گردون صبح روشن

ایسی کہ آسمان کے کنارے سے روشنی صبح کی

ازار نیلگون بستہ بہ تعجیل

نیلی لنگی باندھ کر جلد

چو سیمین سرو آمد بر لب نیل

مثل چاندی کے سرو کے آیا کنارے دریا کے

زچرخ نیلگون برخاست فریاد

نیلے آسمان سے اٹھی فریاد یعنی شور بلند ہوا

کہ شد مصر از قدوم آن مہ آباد

کہ مصر اس چاند کے آنے سے ہو گیا آباد

بجای نیل من بودی چہ بودی

بجائے نیل کے جو میں ہوتا کیا اچھا ہوتا

زپابوسش من آسودی چہ بودی

اسکی قدمبوسی سے میں آسودہ ہوتا کیا اچھا ہوتا

برآن شد خور کہ خود را افگند پیش
آفتاب اسپر مستعد ہوا کہ آپ کو آگے ڈالے
برود نیل ریزد چشمۂ خویش
دریاے نیل مین گرا دے چشمہ اپنا

ببیند چشمۂ خود چون سزا ایش
زمین دیکھتا ہے جو چشمہ اپنا لائق اس کے
طفیل نیل شوید دست و پایش
بدولت نیل کے دھووے ہاتھ پاؤن اسکے

بدریا پا نہاد از سوے ساحل
دریا مین قدم رکھا کنارے کی طرف سے
چو مہ در برج آبی کرد منزل
مثل چاند کے برج آبی مین مقام کیا

بطلعت بود خورشید جہانتاب
صورت مین تھا آفتاب جہان روشن کرنیوالا
چو نیلوفر فرو رفت اندران آب
مثل نیلوفر کے پانی مین غوطہ لگایا

تنش در آب چون عریان در آمد
ننگے بدن جو وہ پانی کے اندر آیا یعنی گیا
بہ تن آب روانرا جان در آمد
بہتے ہوے پانی کے بدن مین جان آگئی

گشاد از ہم مسلسل گیسوان را
کھولا آپس سے یعنی جھٹکا یا بکھیرا بالون کو
بپا زنجیر بست آب روان را
بہتے ہوے پانی کے پانوئین زنجیر باندھی

مہیا ساخت بہر صید خواہی
موجود کیا یعنی بچھایا واسطے شکار کرنے کے
معنبر دامے از مہ تا بماہی
ایک خوشبودار جال آسمان سے زمین تک

گہے میریخت آب از دست بر سر
کبھی گراتا یعنی اچھالتا تھا ہاتھ سے پانی سر پر
ز پروین ماہ را می بست زیور
پروین سے چاند کو زیور پہناتا تھا یعنی پانی کے قطرے چہرے پر تھے

گہے میداد از کف مالش گل
کبھی ہاتھ سے پھول کو ملتا یعنی منھ دھوتا
بہ پنجہ شانہ میزد شاخ سنبل
پنجے سے بالون مین کنگھی کرتا یعنی سلجھاتا تھا

چو گرد از روی چرک از تن فرو شست
جب گرد چہرے سے اور میل بدن سے دھو ڈالا
چو سروی از کنار نیل بر رست
مثل ایک سرو کے دریا کے کنارے سے پیدا ہوا

ز مفرش دار مالک پیرہن خواست
توشہ خانے کے داروغہ سے کپڑے منگائے
بجلباب سمن گل را بیاراست
چنبیلی کی چادر سے پھول کو آراستہ کیا

کشیدند آنکہ بر دیباے دلکش
کھینچی اسوقت بدن مین دیباے زری یعنی پہنی
بچندین نقشہاى خوش منقش
عمدہ عمدہ گلکاریون اور نقاشی کی

بزرین تاج مہ را قدر بشکست
سنہرے تاج سے چاند کا مرتبہ توڑا یعنی کم ہوگیا
کمر بند مرصع بر میان بست
جڑاؤ پٹکا کمر پر باندھا

فرود آویخت زلفین دلاویز
لٹکا دین دل اٹکانے والی زلفین
ہوای مصر ازان شد عنبر آمیز
ہوا مصر کی اس سے خوشبو دار ہو گئی

بدان خوبیش در ہودج نشاندند
اس خوبی سے اسکو عماری ہودج پر بٹھایا
بقصد قصر شہ محمل براندند
محل بادشاہی کی طرف سواری ہنکائی

نمود از قصر بیرون تختگاہے
دکھلائی دی محل سے باہر تخت گاہ
کہ شاہ آنجا کشیدے رختگاہی
کہ بادشاہ وہان کپڑے پہنا کرتا تھا

بہ پیشش خیل خوبان صف کشیدند
آگے اسکے معشوقون کے گروہ نے قطار کھینچی
پے دیدار یوسف آرمیدند
یوسف کے دیکھنے کے لیے ٹھہرے

فراز تخت ہودج را نہادند
آگے تخت کے عماری کو رکھ دیا
جہانے چشم بر ہودج کشادند
ایک جہان یعنی سب نے عماری کو دیکھا

قضارا بود زابر تیرہ آن روز
اتفاقاً بدلی سے اسدن اندھیرا تھا
نہفتہ آفتاب عالم افروز
چھپا ہوا آفتاب جہان روشن کرنے والا

بیوسف گفت مالک کای دلارای
یوسف سے مالک نے کہا کہ اے دل خوش کرنیوالے
ز ہودج نہ بسوے تختگہ پای
عماری سے رکھ طرف تخت گاہ کے قدم

تو خورشیدی ز عارض پردہ بگشای
تو آفتاب ہے چہرے سے پردہ اٹھا
ز نور خویش عالم را بیارای
اپنے نور سے جہان کو آراستہ کر

چو یوسف برج ہودج را بپرداخت
جب یوسف نے عماری کے برج کو خالی کیا
چو خور بر چشم مردم پرتو انداخت
آفتاب کی طرح آدمیون کی آنکھ پر روشنی ڈالی

گمان شد ناظران را کافتابست
دیکھنے والون کو شبہ ہوا کہ آفتاب ہے
کہ طالع گشتہ از نیلی سحابست
کہ نیلی بدلی سے نکل آیا ہے

نظر کردند در مہر جہانتاب
آفتاب جہان روشن کرنیوالے کیطرف دیکھا
بدانستند کز وی نیست این تاب
جانا کہ اس سے یہ روشنی نہین ہے

ہنوز او در پس ابرست مستور
ابھی وہ بدلی کے پیچھے چھپا ہوا ہے
ز روی یوسف است این تابش نور
یوسف کے چہرے سے یہ نور کی چمک ہے

ز حیرت کف زنان اہل نظارہ
حیرت سے تالیان بجاتے ہوے دیکھنے والون نے
فغان برداشتند از ہر کنارہ
ہرطرف سے شور و غل بلند کیا

آگاہ شدن زلیخا از آمدن یوسف و جمال او دیدن

که یارب کیست این فرخنده اختر
کہ خدایا یہ کون روشن ستارہ ہے

که هم ماه است ازان شرمنده هم خور
کہ چاند بھی جس سے شرمندہ ہے اور آفتاب بھی

بتان مصر سر در پیش ماندند
مصر کے خوبصورتون نے سر جھکا لیا

ز لوح حرف نسخ خویش خواندند
اسکی تختی یعنی چہرے سے اپنے خراب ہونیکا لکھا پڑھا

بلے هر جا بود مهر آشکارا
سچ ہے جہان چمکتا ہو آفتاب

سها را چه نهان بودن چه یارا
سُہا کو سوا چھپ جانے کے کیا طاقت

رسیدن زلیخا بدرگاهِ بادشاه و سبب
پہونچنا زلیخا کا بادشاہ کی درگاہ مین اور سبب

ازدحام پرسیدن و جمال یوسف دیدن
بھیڑ ہونے کا دریافت کرنا اور جمال حضرت یوسف کا دیکھنا

زلیخا بود ازین صورت تهی دل
زلیخا تھی اس حال سے خالی دل یعنی بے خبر

گرو تا یوسف آمد یک دو منزل
جب تک کہ حضرت یوسف ایک یا دو منزل آگے

ولی جانش ازین معنی خبر داشت
لیکن جان اسکی اس حال سے خبر رکھتی تھی

ز داغ عشق سوزی در جگر داشت
عشق کے داغ سے ایک سوز کلیجے مین رکھتی تھی

نمیدانست کاین شوق از کجا خاست
نہین جانتی تھی کہ یہ شوق کہان سے پیدا ہوا

بحیله سازیش تسکین همیخواست
حیلہ سازی سے اسکی تسکین چاہتی تھی

بصحرا شد برون تا زان بهانه
جنگل مین گئی تا کہ اسی بہانے سے

ز دل بیرون دهد اندوه خانه
دل سے باہر نکالے رنج گھر کا

بسختی چند روز آنجا بسر برد
سختی سے چند روز وہان بسر کیے

وزان محنت بسی دندان بیفشرد
اس رنج مین بہت دانت کٹکٹائے

گرفت اسباب عیش و خرمی پیش
عیش اور خوشی کے سامان موجود کیے

ولی هر لحظه شد اندوه او بیش
لیکن ہر دم اسکا رنج بڑھتا جاتا تھا

له یارب کے معنی اسے پروردگار اور فارسی [illegible] ناسکے معنی مین استعمال کرتے ہین ۱۲
ع سہا ایک ستارہ ہو درمیان بنات النعش کے نہایت چھوٹا اور باریک ۱۲
[illegible]

چو در صحرا بجز من سیلش افتاد

جب جنگل مین اس کے کھلیان پر سیلاب پڑا

بہ پشت بارگی ہودج نشین شد

گھوڑے کی پیٹھ پر عماری مین بیٹھی

اگرچہ روی در منزلگہش بود

اگرچہ منہ اسکا طرف گھر کے تھا

چو دید آن انجمن گفت اینچہ غوغاست

جب دیکھا وہ مجمع کہا یہ کیا غل ہے

یکی گفت این پی فرخندہ نامیست

ایک نے کہا یہ ایک مبارک نام کے سبب ہے

غلامی نی کہ رخشان آفتابی

ایک غلام نہین بلکہ ایک روشن آفتاب

زلیخا دامن ہودج بر انداخت

زلیخا نے پردہ عماری کا اٹھا دیا

بر آمد از دلش بیخواست فریاد

دل اسکے سے بے تحاشا فریاد نکلی

روان ہودج کشان ہودج براندند

جلد عماری کھینچنے والون نے عماری بڑھائی

چو شد منزلگہش آن خلوت راز

جب ہوا مقام اسکا بھید تنہائی کا یعنی گھر پہونچی

از و پرسید دایہ کای دل افروز

اس سے پوچھا دایہ نے کہ اے دل روشن کرنیوالی

لب شیرین بافغان چون گشادی

میٹھے ہونٹھون کو فریاد کے لیے کیون کھولا تونے

بگفت ای مہربان مادر چگویم

کہا اے مہربان کیا بیان کرون مین

دگر بارہ بخانہ میلش افتاد

پھر اسکی خواہش طرف گھر کے ہوئی

بمنزلگاہ خود رحلت گزین شد

گھر کی طرف کوچ کرنے والی ہوئی

گذر بر جانب قصر شہش بود

رہگذر اسکا محل بادشاہ کی طرف تھا

کہ گوئی رستخیز از مصر برخاست

کہ کہے تو قیامت مصر سے اٹھی

بساط عرض کنعانی غلامیست

بچھونا یعنی مقام فروخت ایک کنعانی غلام کا ہے

بدار الملک خوبی کامیابی

خوبی کے ملک مین ایک مقصد ور یعنے حاکم

چو چشمش بر غلام افتاد بشناخت

غلام پر جو اسکی نظر پڑی پہچان گئی

ز فریادی کہ زو بیخود بیفتاد

ایسی فریاد کہ اس سے بیخود گر پڑی

بخلوت خانہ خاصش رساندند

محل خاص مین اس کو پہونچایا

ز حال بیخودی آمد بخود باز

حال بیخودی سے خودی یعنی ہوش مین آئی

چرا کردی فغان از جان پرسوز

کیون سوز بھری ہوئی جان سے شور کیا تونے

بدان تلخی چرا بیخود فتادی

اسکی فریاد کی تلخی سے کیون بیخود گر پڑی تو

کہ گردد آفت من ہرچہ گویم

کہ ہوگی آفت میری جو کچھ کہون گی مین

دران مجمع غلامے را کہ دیدی
اس مجمع مین جس غلام کو کہ تونے دیکھا تھا
ز اہل مصر وصف او شنیدی
مصر کے لوگون سے تعریف اُسکی تونے سنی تھی

ز عالم قبلہ گاہ جان من اوست
جہان سے قبلہ گاہ میری جان کا وہ ہے
فدا این جان من جانان من اوست
میری جان قربان اُسکے معشوق میرا وہی ہے

بخوابم روی زیبا وی نمودست
خواب مین اُسی نے مجکو خوبصورت چہرہ دکھلایا ہے
شکیب از جان شیدا وی ربودست
صبر جان عاشق سے وہی لے گیا ہے

بہ تن در تب بدل در تاب از ویم
بدن مین گرمی دل مین میرے اُسیکے سے تڑپ ہے
ز دیدہ غرق خون ناب از ویم
آنکھین میری خالص خون مین اُسی سے غرق ہین

درین منزل ز سودا ایش فتادم
اس مقام مین اسی کے سودا سے پڑی ہون مین
بدین شہر از تمنا ایش فتادم
اس شہر مین اسکی آرزو سے پڑی ہون مین

مرا از خانمان آوارہ او ساخت
مجکو گھر سے آوارہ اُسی نے کیا
درین آوارگی بیچارہ او ساخت
اس پریشانی مین آوارہ اُسی نے کیا

بہر محنت کہ دیدی چند سالم
جس رنج مین کہ کئی برس مجکو دیکھا تو نے
کہ بود از راحت گیتی ملالم
کہ تھا زمانے کی راحت سے رنج مجکو

ہمہ از آرزوے روی او بود
یہ سب اُسی کے چہرے کی آرزو مین تھا
ز شوق قامت دلجوے او بود
اُسی کے قد دلجو کے شوق مین تھا

ز کوہ افزون بود بار من امروز
پہاڑ سے زیادہ ہو بوجھ میرا آج کے دن
ندانم چون شود کار من امروز
نہین جانتا ہون مین کیسا ہو کام میرا آج کے دن

مہ من شاہ ایوان کہ گردد
چاند میرا کس محلہ کا بادشاہ ہو
برخ شمع شبستان کہ گردد
شمع کس شبخانے کا اُسکا چہرہ ہو

کدامین دیدہ روشن گردد از وی
کون آنکھین روشن ہو نگی اُس سے
کدامین خانہ گلشن گردد از وی
کون گھر باغ ہوگا اُس سے

کہ یابد از لب جان بخش او کام
کون پاویگا اُسکے لب جانبخش سے مقصد
کہ گیرد در پناہ سرو ش آرام
کون سر اُسکی قد کے پناہ مین آرام پاوے

کمند جعد مشکینش کہ بافد
اُسکی زلف کی کمند کو کون بٹے گا
ز وصل نخل سیمینش کہ لافد
اسکی ملاقات کے سیمین درخت سے کون برابری کرے

که بازو حاصل خود در بهایش
کون مارے اپنی آمدنی اسکی قیمت مین
مرا به گردد از وی حال یا نی
میرا حال اس سے بہتر ہوا یا نہ ہووے

که سازد کحل دیده خاک پایش
کون اسکے پاؤں کی خاک کو سرمہ آنکھ کا بناوے
رسد دستم بدین اقبال یا نی
پہنچتا ہے اس اقبال پر میرا ہاتھ یا نہین

چو دایه آتش او دید کز چیست
جب دایہ نے اسکی آگ کو دیکھا کہ کس سبب سے ہے
چو شمع از آتش او زار بگریست
شمع کی طرح اسکی آگ سے بہت روئی

بگفت ای شمع سوز خود نهان دار
کہا اے شمع اپنے سوز کو پوشیدہ رکھ
غم شب رنج روز خود نهان دار
اپنے رات اور دن کے رنج کو پوشیدہ رکھ

صبوری پیشه گردی روزگاری
صبر کا پیشہ اختیار کیا تو نے ایک زمانہ
مکن جز صبر نیز امروز کاری
مت کر سوا صبر کے آج بھی کوئی کام

بود کز صبر امیدت برآید
شاید کہ صبر سے امید تیری بر آوے
ز ابر تیره خورشیدت برآید
کالی بدلی رنج سے تیرا آفتاب نکل آوے

به معرض بیع آمدن یوسف و خریدن
بکنے کے مقام پر آنا یوسف کا اور مول لینا
زلیخا وی را به قیمت دو چند
زلیخا کا اُس کو دوگنی قیمت پر

چه خوش وقتی و خرم روزگاری
کیا اچھا وقت اور اچھا زمانہ وہ ہے
که یاری برخورد از وصل یاری
کہ ایک یار پھل کھاوے ایک یار کے وصل سے

برافروزد چراغ آشنائی
روشن کرے چراغ آشنائی کا
رهائی یابد از داغ جدائی
داغ جدائی سے خلاصی پاوے

چو یوسف شد بخوبی گرم بازار
جب یوسف کی خوبی کا بازار گرم ہوا
شدندش مصریان یکسر خریدار
ہوئے تمام مصر والے اُس کے خریدار

بهر چیزیکه هر کس دسترس داشت
جو شخص جو کچھ اپنے پاس رکھتا تھا
دران بازار زبیع او هوس داشت
اسی بازار مین اسکے مول لینے کی خواہش رکھتا تھا

شنیدم کز غمش زالی برآشفت
سنا مین نے کہ اسکے غم سے ایک بڑھیا بیتاب ہوئی
تنیده ریسمانی چند و میگفت
سوت تھوڑا کات رہی تھی اور کہتی تھی

همین بس گرچه من کاسد قماشم
یہی بہت ہے اگر مین کھوٹی پونجی یعنی غریب ہون
که در سلک خریدارانش باشم
کہ آسکے خریدارونکی لڑی مین بھی ہو جاؤن

منادی بانگ میزد از چپ و راست
منادی بیچ رہی تھی بائین اور داہنے سے
که کو میخواهد غلامی بی کم و کاست
کہ کون چاہتا ہے ایک غلام ہر بات مین اچھا

رخ او مطلع صبح سعادت
منھ اسکا مطلع نیکبختی کے سویرے کا
لب او گوهر کان ملاحت
ہونٹھ اسکے نمکینی کان کے موتی

ز سیمای صلاحش چهره پرنور
اسکی نیک پیشانی سے چہرہ روشن
ز اخلاق کرامش سینه معمور
اچھی عادتون سے اسکا سینہ بھرا ہوا

نیارد بر زبان جز راستی هیچ
نہین لاتا ہے زبان پر سوا سچائی کے کچھ
نباشد در کلام او خم و پیچ
نہوا اسکی باتون مین کوئی پیچ اور ٹیڑھا پن

یکی شد زان میانه اول کار
ایک اس درمیان سے سب سے پہلے
بیک بدره زر سرخش خریدار
ایک ہمیان زر سرخ سے اسکا خریدار ہوا

از آن بدره که چون خواهی شمارش
اُس ہمیانی سے اگر تو شمار کرنا چاہے
بیابی از درست زر هزارش
پاوے تو ہزار اشرفیان اُسمین

خریداران دیگر رخش راندند
دوسرے خریداروں نے گھوڑا چلایا یعنی دام لگائے
بمنزل گاه صد بدره رساندند
سو ہمیان یعنی لاکھ اشرفی تک قیمت پہونچائی

بران افزود دولتمند دیگر
اسپر بڑھائے دام دوسرے امیر نے
بقدر وزن یوسف مشک اذفر
یوسف کے وزن کے برابر مشک خالص

بران دانای دیگر ساخت افزون
اسپر دوسرے عقلمند نے زیادہ کیا
بوزنش لعل ناب و در مکنون
برابر اسکے وزن کے لعل خالص اور گنج موتی

بدین قانون ترقی می نمودند
اسی قاعدے سے قیمت بڑھاتے جاتے تھے
ز انواع نفایس می فزودند
قسم قسم کی نفیس چیزون سے بڑھاتے جاتے تھے

کاسد کے معنی کھوٹی تجارت ... قماش بالضم اسباب اور مال ... بھی مستعمل ہے ۱۲
ملاحت ... صباحت بھی ہے ...
درست کے معنی ... خالص ... ۱۲
رخش ... قیمت بڑھانا ۱۲

زلیخا گشت زین معنی خبردار
زلیخا ہوئی اس حال سے خبردار
خریداران دیگر لب به بستند
اور خریداروں نے ہونٹھ بند کر لیے یعنی چپ رہے
عزیز مصر را گفت ای نکورای
عزیز مصر سے کہا اے نیک عقل
بگفتا آنچه من دارم دفینه
کہا میں جو کچھ رکھتا ہوں دفینہ
یک نیمه بهایش در نیاید
آدھی قیمت اس کی میں نہ آوے گا
زلیخا داشت درجی پر ز گوهر
زلیخا رکھتی تھی موتیوں سے بھرا ہوا ایک ڈبہ
بهای هر گهر زان درج مکنون
قیمت ہر ایک موتی کی اس پوشیدہ ڈبے سے
بگفتا کاین گهرها در بهایش
کہا کہ یہ موتی اس کی قیمت میں
عزیز آورد باز از نو بهانه
عزیز مصر نے پھر ایک نیا بہانہ کیا
که در خیل وی این پاکیزه دامان
کہ اس کے نوکروں میں یہ پاک دامن
بگفتا رو بسوی شاه جهاندار
زلیخا نے کہا جا طرف شاہ جہاندار کے
بگو بی دل جز این فرزند ندارم
کہا دل بے سوا اسکے کوئی فکر نہیں رکھتا ہوں میں
سرافرازی ده زین افتخارم
سربلندی دے اس بزرگی سے مجکو

مضاعف ساخت آنها را یکبار
دوگنا کیا اُن سب کا ایکبارگی
پس زانوی نومیدی نشستند
ناامیدی کا زانو توڑ کر یعنی ناامید بیٹھ رہے
برو بر مالک این قیمت بپیمای
جا پاس مالک کے اس قیمت کا اندازہ کر لو
ز مشک و گوهر و زر و خزینه
مشک اور موتی اور سونے اور خزانے سے
ادای او تمام از من کی آید
پوری ادائی اُس کی مجھ سے کب ہو سکے
نه درجی بلکه برجی پر ز اختر
ایک ڈبا نہیں بلکہ ایک برج ستاروں سے بھرا ہوا
خراج مصر بودی بلکه افزون
خراج مصر کا ہوتا بلکہ اُس سے زیادہ
بده ای گوهر جانم فدایش
دے اے موتی میری جان کا قربان اس کے
که دارد میل او شاه زمانه
کہ رکھتا ہو خواہش اس کی بادشاہ مصر
بود سر دفتر دیگر غلامان
ہو سرگروہ اور غلاموں کا
حق خدمتگزاری را بجا آر
حق خدمتگزاری کا بجا لاؤ
که پیش دیده فرزندی ندارم
اگر آنکھوں کے سامنے کوئی لڑکا نہیں رکھتا ہوں میں
که آید زیر فرمان این غلامم
کہ میری تابعداری میں یہ غلام آ جائے

ببرجم اختر تابندہ باشد
میرے برج مین ستارہ روشن ہووے

مرا فرزند و شہ را بندہ باشد
میرا لڑکا اور بادشاہ کا غلام ہووے

عزیز آمد بفرمان زلیخا
عزیز آیا زلیخا کے حکم سے

بگفت این قصہ را با شاہ والا
بیان کیا اس حال کو بادشاہ زبردست سے

چو شاہ این نکتہ سنجیدہ بشنید
بادشاہ نے جو یہ معقول بات سنی

ز بذل التماسش سر نہ پیچید
قبول کرنے غرض اسکی سے سر نہ پھیرا

اجازت داد تا حالی خریدش
اجازت دیدی تو فوراً مول لیا اُس نے

ز مہر دل بفرزندی گزیدش
دل کی محبت سے فرزندی مین اسکو اختیار کیا

بسوی خانہ بردش خرم و شاد
طرف گھر کے خوش خوش لے گیا اُس کو

زلیخا شد ز بند محنت آزاد
زلیخا غم کے قید سے آزاد ہو گئی

بمژگان گوہر شادی ہمی سفت
پلکون کے بال سے خوشی کے موتی پروتی تھی

دو چشم خود ہمی مالید و میگفت
دونون آنکھین اپنی ملتی تھی اور کہتی تھی

کہ بیدار است یارب یا بخواب است
جاگنے مین ہے یا خدایا خواب ہے

کہ جان من ز جانان کامیاب است
کہ میری جان معشوق سے مقصد ور ہے

بشبہائے سیہ کے بود امیدم
کالی راتون مین کب تھی امید مجکو

کہ گردد روز از شبگون سفیدم
کہ ہوگا اسطرح سے روشن دن میرا

شبم را صبح فیروزے برآمد
میری رات کا فتحمندی کا صبح ظاہر ہوا

غم و رنج شبا روزے برآمد
غم اور رنج رات اور دن کا گذر گیا

شدم با نازنین خویش ہمراز
ہوئی مین نازنین اپنے سے باتین کرنیوالے

سزد اکنون کہ بر گردون کنم ناز
لائق ہے جو اب کہ فخر کرون مین بر آسمان کے

درین محنت سرای غم چو من کیست
اس محنت کی گھر یعنی دنیا مین میری طرح کون ہے

پس از زہر مرگی خرم چو من کیست
کھلاڑ یعنی رنج اٹھانیکے بعد خوش دل میرے طرح کون ہے

چہ بودم ماہیے در ماتم آب
مین کیا مچھلی تھی دریائے ماتم مین

طپیدان بر ریگ تفتان از غم آب
گرم بالو پر لوٹنے والی پانی کے غم سے

در آمد سیلی از ابر کرامت
آیا ایک سیلاب بخشش کی بدلی سے

بدریا برد از ریگم سلامت
بالو سے لے گیا دریا مین سلامت مجکو

که بودم گمرهی از ظلمت شب
بلکہ تھی میں ایک گمراہ رات کی تاریکی سے
برآمد از افق تابنده ماهی
نکلا گوشہ پہاڑ سے ایک روشن چاند
که بودم خفته بر بستر مرگ
بلکہ مونا کے ہونے پر سو رہی تھی میں
درآمد ناگهان خضر از در من
آئے حضرت خضر ایکبارگی میرے دروازے سے
بحمد الله که دولت یاریم کرد
شکر خدا کا کہ دولت نے میری مدد کی
هزاران جان فدای آن نکوکار
ہزاروں جان ... اس نیک کام کے قربان
چه غم گر حقهٔ گوهر شکستم
کیا غم ہو ڈبہ موتی کا توڑا یعنی خرچ کیا میں نے
به پیش نقد جان گوهر چه باشد
نقد جان کے آگے موتی کیا ہووے
بجای چند دادم جان خریدم
چند بجان دیے میں نے جان مول لی میں نے
کی از نقدی خود آنکس بهره بیند
کب اپنے نقدے وہ شخص فائدہ دیکھے
اگر خرمهره را بدرود کردم
اگر جو کوڑیوں کو رخصت کیا میں نے
بشعر فکرت این اسرار می بخیت
فکر کے کپڑے میں یہ خیال چھانتی تھی
گهی در روی یوسف لال می بود
کبھی یوسف کے سامنے چپ رہتی تھی

رسیده جان زگرماهیم برلب
جان میری لب پر گرمی ... سے پہونچی
بکوی دولتم بنمود راهی
دولت کی گلی کی مجکو دکھلائی راہ
خلیده در رگ جان نشتر مرگ
رگ جان میں نشتر موت کا چبھا ہوا
بآب زندگی شد یاور من
زندگی کے پانی یعنی آبحیات سے ہوئے مددگار
زمانه ترک جان آزاریم کرد
زمانے نے میری جان کا ایذا دینا چھوڑ دیا
که آوردم چنین نقدی ببازار
جو لایا ایسے نقد کو بازار میں
چو آمد معدن گوهر بدستم
جب کان موتی کی آگئی میرے ہاتھ میں
طفیل دوست باشد هر چه باشد
بدولت دوست کے ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے
بنام ایزد عجب ارزان خریدم
قسم خدا کی عجیب سستا مول لیا میں نے
که عیسی را دهد خرمهره چلیند
جو عیسی کو دے یعنی بیچے کوڑیاں ...
چو عیسی زان من شد سود کردم
جب عیسی میرے مالک ہوے ہو گیا فائدہ کر لیا ہم نے
سرشک از چشم گوهر بار میریخت
آنسو موتی برسانیوالی آنکھ سے گراتی تھی
زداغ هجر فارغ بال می بود
جدائی کے داغ سے بے فکر رہتی تھی

اگہ از ہجر گذشتہ یاد می کرد — بوصلش خاطر خود شاد می کرد
کبھی گذری ہوئی جدائی سے یاد کرتی تھی — اُسکے ملنے سے دل اپنا خوش کرتی تھی

داستان دختر بازغہ از نسل عادیانؑ کہ غائبانہ بجمال یوسف علیہ السلام عاشق شدہ و دران آئینہ دیدار جمال حقیقت دیدہ از مجازی بحقیقی رسیدہ

داستان لڑکی بازغہ کا عادیان کی نسل سے ہے کہ پوشیدہ یوسف علیہ السلام کے جمال پر عاشق ہوئی اور اوس آئینے مین دیدار جمال حقیقت کا دیکھ کر مجازی سے حقیقی کی طرف پہونچی

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
نہین محبت صرف دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے — بلکہ اکثر یہ دولت باتون یعنے سننے سے پیدا ہوتی ہے

در آید جلوۂ حسن از در گوش — ز جان آرام برباید ز دل ہوش
آتا ہے جلوہ حسن کا کان کے دروازے سے — جان سے آرام لیجاتا ہے دل سے ہوش

ندارد دلبری ازین دلالہ کاری — کہ گوید قصۂ زیبا نگاری
نہین رکھتی ہے اس سے زیادہ کوئی کام کٹنی — کہ بیان کرے قصہ کسی خوبصورت معشوق کا

ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ — کند عاشق کسانرا غائبانہ
دیکھنے سے کوئی اثر درمیان مین نہین — بناتا ہے عاشق لوگون کو غائبانہ

بملک مصر زیبا دخترے بود — کہ نسل عادیانرا سروری بود
مصر کے ملک مین ایک خوبصورت لڑکی تھی — کہ عادیون کی نسل کی ایک سردار تھی

زدہ در درج عقیقش خندہ بر دُر — ز شکر خندہ او مصر از شکر پُر
خندہ مارا اوسکے منہ نے موتی کے ڈبے پر — اسکی مسکراہٹ سے مصر شکر سے بھرا ہوا

ز لبس شیرین کہ شکر خندہ او بود — دل نیشکر اندر بند او بود
مسکرانا اسکا جو نہایت شیرین تھا — گنے کا دل اسکے قید مین تھا

لغات: ہجر کے معنی دوری جدائی اور وصل کے ملاقات ضد ہجر کی
عادیان جمع عاد جسکے رسول حضرت ہود تھے اور وہ نسل عاد بن سام کی ہیں

چو شکر ریختے از لعلِ خندان
جب بات کرتی ہنسنے والے ہونٹھ سے
شکر انگشت بگرفتے بدندان
شکر دانت مین انگلی دبا لیتی

شکر بود از دہانش با دل تنگ
شکر اُسکے منھ سے دلتنگ تھی
نبات از رشکِ لعلش شیشہ در تنگ
مصری اُسکے ہونٹھ کی حسد سے چھپ رہی یعنی چورہ

چو در لطف از نباتش لب فرہ شد
جب اُسکے ہونٹھ صفائی مین مصری سے غالب ہوئے
نبات اندر دل شیشہ گرہ شد
مصری شیشے کے دل مین بند ہو گئی

نبات از چند دادی شیشہ را دل
شیشے کو ہر چند مصری کو دل یعنی تقویت دیتی
نمی شد با لب لعلش مقابل
نہین ہوتا تھا اُس کے ہونٹھ سے مقابل

نبود امین ز لعل می پرستش
نہ تھا بیخوف ہونٹھ شراب پینے والے اُسکے سے
کہ با آن پر دلی از دل شکستش
کہ باوجود اس دل بھری ہونیکے وے اُسکو شکست

جہان را فتنہ بود آن غیرت حور
جہان کے لیے فساد تھی وہ حور کی غیرت دہ کرنیوالی
ز شیرین شکر او مصر پر شور
اُسکے ہونٹھ کی شیرینی سے مصر بھرا ہوا شور کا

سران ملک در سودا اش بودند
سردار ملک کے اُسکے سودے مین تھے
بتان شہر با پرواش بودند
معشوق شہر کے خواہش کرنیوالے اُسکے تھے

ولی بر چرخ مے سود افسراو
لیکن آسمان پر رگڑتا تھا تاج اُسکا
بہر کس در نمی آمد سراو
ہر شخص کے دروازے پر نہین آتا تھا سر اُسکا

ز عز و ناز و استغنای جاہش
بزرگی اور مرتبے اور دولت کی بے پروائی سے
نمی افتاد سوئی کس نگاہش
نہین پڑتی تھی طرف کسی کے نگاہ اُس کی

حدیث یوسف و وصفش چو بشنید
ذکر یوسف کا اور تعریف اُس کی جو سُنی
بماہ روی او مہرش بجنبید
طرف اس چاند سی صورت کے محبت اُسکی نے حرکت کی

چو شد گفت و شنید او بپایے
جب گفتگو یعنی ذکر اُس کا برپا ہوا
شد آن اندیشہ محکم در دل وے
ہوا خیال اُسکا اُسکے دل مین مضبوط

بدیدن میلش افتاد از شنیدن
سُننے سے اُسکو دیکھنے کی خواہش ہوئی
بلے باشد شنیدن تخم دیدن
سچ ہے سننا دیکھنے کا بیج یعنے ابتدا ہے

نصاب قیمتش معلوم خود ساخت
مقدار اُسکی قیمت کی اپنے مین اندازہ کی
ز ترتیب نصابش دل بپرداخت
اُسکی مقدار کی درستی سے دل بے فکر کیا

هزار اشتر همه پاکیزه گوهر
ہزار اونٹ اور سب اچھی نسل کے

پر از دیبا و مشک و گوهر و زر
دیبا اور مشک اور موتی اور سونے سے بھرے ہوئے

ز انواع نفائس هرچه بودش
ہر عمدہ چیزون سے جو کچھ اُسکے پاس تھین

که دادن در بها لایق نمودش
جو اُسکی قیمت مین دینے کے لایق معلوم ہوئین اُسکو

مرتب کرد و راه مصر برداشت
تیار کین اور راہ مصر کی اٹھائی یعنی پکڑی

ز گنج از خزائن هیچ نگذاشت
خزانے مین خزانے کی چیزون سے کچھ نہ چھوڑا

فتاد از مقدمش آوازه در مصر
اس کے آنے سے مصر مین شہرہ پڑا

بر آمد های و هوی تازه در مصر
مصر مین نیا ایک شور و غل پیدا ہوا

بمصر آمد سحرگه در راه یوسف
مصر مین آئی بڑے سرکے یل یوسف کی راہ مین

خبر پرسان ز جولانگاه یوسف
خبر پوچھتی ہوئی یوسف کی سیرگاہ سے

چو از جولانگه یوسف خبر یافت
جب یوسف کی سیرگاہ سے خبر پائی

دل خرم بسوی او عنان تافت
خوش خوش طرف اس کے باگ پھیری

جمالی دید بیرون از حد ادراک
[illegible]

چو جان از آلودگی آب و گل پاک
مثل جان کے جو پانی مٹی کی آلائش سے پاک

بگیتی مثل او نا زاده هرگز
جہان مین مثل اُسکا نہ پیدا ہوا

ز نسل آدم و نشنیده هرگز
کبھی سنا ہے کبھی اُسکا مثل نہ سنا

تخت از دیدن او چهره افتاد
[illegible]

ز ذوق او بخودی گشت از خود آزاد
بیخودی کے مزے سے خودی سے چھوٹ گئی

وز آن پس هستی هشیاری آورد
پہلے اُسکے دو ہوش سے بیخود ہوکر پڑی

ز خواب غفلتش بیداری آورد
اُسکی غفلت کی نیند بیداری لائی یعنی جگادیا

زبان بگشاد و پرسش را بر آغاز
بعد اسکے ہوش مین آئی

جواهر جست از آن گنجینهٔ راز
موتی ڈھونڈھے اسکے بھید کے خزانے سے

بگفت ای از تو کار نیکوی راست
زبان کھولی اور پوچھنا شروع کیا

بدین خوبی جمالت را که آراست
اس خوبی سے تیری خوبصورتی کو کس نے سنوارا

که لامع ساخت خورشید جبینت
پوچھا اے یوسف تجھ سے کام نیکی کا درست ہے
کسنے روشن کیا تیری پیشانی کے آفتاب کو

که آمد خرمن مه خوشه چینت
کون چاند آیا یعنی ہوا تیری کھلیان کا بالی چننے والا

لغت نمودش یعنی نمود نمودن کا ماضی ... معنی اُسکے معلوم ہوا ... [illegible]

[illegible]

کدامین خامہ زن نقش تو پرداخت
کس نقاش نے تیرا نقش بنایا
کدامین باغبان سرو تو افراخت
کس باغبان نے سرو یعنی قد تیرے کو بلند کیا

کہ زد پرکار طاق ابروت را
کس نے پرکار سے بنایا تیرے ابرو کے طاق کو
کہ داد این تاب بند گیسوت را
کس نے پیچ تیرے ان زلف کے حلقوں کو دیا

گل سیراب تو آب از کجا خورد
پھول تازہ تیرے نے پانی کہاں سے پایا
بدین آبش درین بستان کہ آورد
اس رونق سے اسکو اس باغ میں کون لایا

بسروت خوب رفتاری کہ آموخت
تیرے سرو کو خوبی سے چلنا کس نے سکھایا
بلعلت نغز گفتاری کہ آموخت
تیرے ہونٹھوں کو میٹھی باتیں کرنا کس نے سکھلایا

مہ روی تو لوح نامہ کیست
چاند چہرے تیرے کا لوح کس خط کی ہے
سر زلف تو حرف خامہ کیست
سر زلف تیری کا حرف کس کے قلم کا ہے

کہ بینا نرگست را چشم بکشاد
کس کی بینا آنکھوں نے تیری آنکھیں کھولیں
ز خواب نیستی بیداریش داد
نیستی کی نیند سے بیداری اسکو دی یعنی جگا دیا

کہ بر درج درت زد قفل یاقوت
کس نے تیرے موتی کے ڈبے پر قفل یاقوت کا لگایا
کہ دل را قوت آمد روح را قوت
کہ دل کو قوت ہوئی اور روح کو غذا

کہ کندت در زنخدان چاہ غبغب
کس نے تیری ٹھوڑی کے حلقے میں کھودا کنوان
کہ از آب زندگی کردہ لبالب
کس نے آب حیات سے اسکو بھر دیا

کہ خال عنبرینت زد بر رخسار
کس نے کالا تل تیرے چہرے پر بنایا
نشیمن ساخت زاغی را بگلزار
ایک کوے کا باغ میں گھونسلا بنایا

چو یوسف این سخنہا کرد از او گوش
جب یوسف نے یہ باتیں اس سے سنیں
غذای جان فشاند از چشمہ نوش
غذا جان کی جھاڑی ہونٹھ کے چشمے سے یعنی جواب دیا

بگفتا صنعت آن صانعم من
کہا کاریگری اس کاریگر کی ہوں میں
کہ از بحرش برشحے قائمم من
کہ جس کے دریا کے ایک قطرے سے قائم ہوں میں

فلک یک نقطہ از کلک کمالش
آسمان ہم ایک نقطہ اسکے کمال کے قلم سے
جہان یک غنچہ از باغ جمالش
جہان ایک کلی اسکے جمال کے باغ سے

ز نور حکمتش خورشید تابے
اسکے نور حکمت سے آفتاب ایک چمک
ز بحر قدرتش گردون حبابے
اسکی قدرت کے دریا سے آسمان ایک بلبلہ

جمالی بود پاک از تہمت عیب
ایک جمال تھا عیب کی تہمت سے پاک
نہفتہ در حجاب پردۂ غیب
چھپا ہوا پردۂ غیب کے پردے میں

ز ذرات جہان آئینہ ہا ساخت
جہان کے ذرّون سے آئینے بنائے
ز روی خود بہر یک پرتو انداخت
اپنے منھ سے ہر ایک پر روشنی ڈالی

بچشم تیز بینت ہر چہ نیکوست
تیری تیز دیکھنے والی آنکھ میں جو کچھ اچھا ہے
چو نیکو بنگری عکس رخ اوست
جو اچھی طرح دیکھے تو اسکے چہرے کا نور ہے

چو دیدی عکس سوی اصل بشتاب
جب عکس دیکھا تو نے طرف اصل کے دوڑ
کہ پیش اصل نبود عکس را تاب
کہ آگے اصل کے عکس کو روشنی نہین ہوتی ہے

معاذ اللہ ز اصل ار دور مانی
پناہ خدا کی جو اصل سے دور ہے تو
چو عکس آخر شوی بے نور مانی
جب عکس آخر ہو جاوے بے نور رہے تو

نباشد عکس را چندان بقائی
نہین ہوتی ہے عکس کے اسقدر روشنی
ندارد رنگ گل چندان وفائی
پھول کا رنگ نہین رکھتا ہے اسقدر پائداری

بقا خواہی بروے اصل بنگر
بقا چاہتی ہے تو طرف اصل کے دیکھ
وفا جوئی بسوے اصل بنگر
وفا ڈھونڈھتی ہے تو طرف اصل کے دیکھ

غم چیزے رگ جان زا خراشد
غم اس چیز کا رگ جان کو تراشتا ہے
کہ گاہے باشد و گاہے نباشد
کہ کبھی رہتی ہے اور کبھی نہین رہتی ہے

چو دانا دختر این اسرار بشنید
جب عقلمند لڑکی نے یہ بھید سنے
بساط عشق یوسف در نوردید
حضرت یوسف کے عشق کی بساط کو لپیٹا

بیوسف گفت چون وصفت شنیدم
یوسفؑ سے کہا جو تیری تعریف سنی مین نے
بدل داغ تمنایت کشیدم
دل مین تیری آرزو کا داغ کھینچا مین نے

گرفتم پیش راہ آرزویت
تیری آرزو کی راہ آگے لی مین نے
ز سر پا ساختم در جستجویت
تیری جستجو مین سر کو پاؤن بنایا مین نے

چو دیدم روی تو افتادم از پاے
جب تیرا منھ دیکھا مین نے گر پڑی مین
بجان دادن نہ پایت میزدم راے
تیرے قدم پر جان دینے کی تدبیر کرتی تھی مین

ولے چون گوہر اسرار سفتی
لیکن جب بھید کے موتی پروئے تو نے
نشان زان منبع انوار گفتی
نشان اس چشمۂ نور کا بتایا تو نے

بتحقیق سخن بشگافتی موی
بات کی تحقیق مین مو شگافی کی تو نے

مرا از مهر خود برتافتی روی
میرا اپنی محبت سے منہ پھیرا تو نے

حجاب از روی امیدم کشودی
پردہ میری اُمّید کے منہ سے کھولا تو نے

ز ذرّه رو بخورشیدم نمودی
ذرے سے میرا منہ طرف آفتاب کے کر دیا تو نے

کنون بر من در این راز باز است
اب مجپر دروازہ اس بھید کا کھلا ہوا ہے

که با تو عشق ورزیدن مجاز است
کہ تجھ سے محبت اختیار کرنا بے حقیقت ہے

چو باشد بر حقیقت چشم بازم
جب میری آنکھ حقیقت پر کشادہ ہو گئی

به افتد ترک سودای مجازم
چھوڑنا عشق مجازی کا بہتر معلوم ہو مجکو

جزاک الله که چشمم باز کردی
بدلا دیوے تجکو خدا کہ میری آنکھ کھولی تو نے

مرا با جان جان همراز کردی
مجکو ساتھ جان کی جان یعنی خدا کے ہمراز کر دیا تو نے

ز مهر غیر بگسستی دل من
غیر کی محبت سے میرا توڑا تو نے دل

حریم وصل کردی منزل من
کعبہ وصل خدا کا بنایا تو نے گھر میرا

اگر هر موی من گردد زبانی
جو ہر رونگٹا میرا زبان ہو جاوے

ز تو رانم بهر یک داستانی
ہر ایک سے تیری تعریف کی داستان بیان کرون

نیارم گوهر شکر تو سفتن
تیرے شکر کے موتی ہرگز نہین پرو سکتی ہون مین

سر موی نه احسان تو گفتن
بال برابر تیرے احسان کہنین کرسکتی ہون مین

پس آنگه کرد پدرودی و رفت
پس اسوقت اُسکو رخصت کیا اور گئی

برست از مایهٔ سودی و رفت
چھوٹی اسکے فائدے کی پونجی سے اور گئی

بنا کرد از پی رفتن بتعجیل
بنایا جانے کے بعد نہایت جلد

عبادت خانه بر ساحل نیل
ایک عبادت خانہ دریاے نیل کے کنارے پر

دلش از ملک و مال عالم آزاد
دل اسکا جہان کے ملک و مال سے آزاد ہو گیا

بمسکینان و محتاجان صلا داد
غریب اور محتاجون کو آواز دیا

چو ملک و مال وی تاراج کردند
جب دولت اور مال اُسکا لوٹ لیا

بقوت یک شبش محتاج کردند
ایک رات کے کھانے تک کا اُسکو محتاج کر دیا

بجای تاج از گوهر مرصّع
بجاے موتی کے جڑاؤ تاج کے

قناعت کرد با فرسوده مقنع
قناعت کی اوپر ایک پھٹی چادر کے

نہایت جلدی ازینجا
زسوده
آزمودن کا مفعول
اور فقر
اور اوڑھنی

بجای بستن زرین عصابه
بجائے سر پر سنہرے سربند باندھنے کے
بسر بربست پشمین پاریتابه
سر پر اونی پٹی باندھے

تن خود ز اطلس و اکسون بپرداخت
اپنے بدن کو اطلس اور اکسون سے خالی کیا
لباس آئینه آسا از نمد ساخت
لباس آئینے کی طرح نمدے سے بنایا

بدست وی ز گوهر دار یاره
اسکے ہاتھ میں موتی والے کنگن سے
سفالین سبحه آمد در شماره
خاک کی تسبیح گننے کے لیے آگئی

بکنج آن عبادت خانه ره کرد
اس عبادتخانے کے گوشے میں راہ کی یعنی بیٹھی
ز عالم رو بدان محراب گه کرد
جہان سے منھ طرف اس محرابگاہ کے کیا

ز گلخن دامن خاکستر آورد
بھاڑ سے دامن یعنی تہ گرم راکھ کی لائی
بجای بستر سنجاب گسترد
بجائے سنجاب کے بچھونے کے بچھائی

ز خارا زیر سر بنهاد بالش
پتھر سے نیچے سر کے تکیہ رکھا
درآمد گیتی از دردش بنالش
جہان اسکے درد سے رونے لگا

دران معبد بسر می برد تا بود
اس عبادتخانے میں بسر کرتی رہی جبتک رہی
بطاعت پای می افشرد تا بود
خدا کی بندگی میں قدم جما رہی جبتک زندہ رہی

چو در طاعتگری عمرش سرآمد
جب عبادت کرنے میں عمر اسکی آخر ہوئی
بجان دادن چو مردان خوش برآمد
جان دینے میں مثل مردوں کے خوب نکلی

نه پنداری که جان را رایگان داد
نہ سمجھو تو اگر کہ جان مفت دے دی
فروغ روی جانان دید و جان داد
روشنی معشوق کے منھ کی دیکھی اور جان دیدی

دلا مردانگی زان زن بیاموز
اے دل مردی اس عورت سے سیکھ
بماتم شیوه ستیون بیاموز
ماتم زدہ سے طریقہ رونے کا سیکھ

غم خود خور اگر این غم نداری
غم اپنا کھا اگر اسکا غم نہیں رکھتا ہے تو
بکن ماتم گر این ماتم نداری
ماتم کر اگر یہ غم نہیں رکھتا ہے تو

بسر شد عمر در صورت پرستی
بسر ہوئی عمر ظاہر پرستی میں
دمے ز اندیشه صورت نرستی
ایک دم ظاہر یعنی دنیا کے اندیشے سے نہ چھوٹا تو

بهر دم صورتی را زان زوال است
ہر دم ایک صورت کو اس سبب سے زوال ہے
زحالی هر زمان گردان بحالست
ہر دم ایک حال سے گردش کرنیوالی دوسرے حال میں ہے

مزن هر دم قدم بر سنگلاخی
مت مار ہر وقت قدم ایک پتھریلی زمین پر
ز شاخی هر زمان منشین بشاخی
ایک شاخ سے دوسری شاخ پر ہر وقت مت بیٹھ

نشیمن برتر از کون و مکان گیر
گھونسلا کون و مکان سے بلند اختیار کر
فراز کاخ معنی آشیان گیر
اوپر محل حقیقت کے گھونسلا بناؤ

بود معنی یکی صورت هزاران
حقیقت ایک ہوتی ہے اور صورتیں ہزاروں
مجو جمعیت از صورت شماران
مت ڈھونڈ دلجمعی صورت اختیار کرنیوالوں سے

پریشانی بود هر جا شمارست
پریشانی ہوتی ہے جس جگہ شمار ہے
وزان رو در یکی کردن حصارست
اُن سے منہ ایک طرف کرنا حفاظت ہے

چو تاب حملهٔ دشمن نیاری
جب تاب دشمن کے حملے کی نہ لادے تو
به آن کز جنگ او باشی حصاری
بہتر وہ کہ جنگ اسکی ہو تو قلعہ بند ہیں

ترتیب کردن زلیخا اسباب فراغت

آراستہ کرنا زلیخا کا اسباب خوشنودی

یوسف را و خدمتگزاری نمودن وی یوسف را

یوسف علیہ السلام کے اور خدمتگزاری یوسف علیہ السلام کی کرنا

چو دولت گیر شد دام زلیخا
جب دولت قید کرنیوالا ہوا جال زلیخا کا
فلک زد سکه بر نام زلیخا
آسمان نے مارا سکہ زلیخا کے نام پر

نظر از آرزوهای جهان بست
جہان کی آرزوؤں سے آنکھ بند کر لی
بخدمتگاری یوسف میان بست
یوسف کی خدمتگاری میں کمر باندھی

ز زربفت جامهای خز و دیبا
زربفت اور خز و دیبا کے کپڑوں سے
لقبهایش همچو قدش چست و زیبا
برابر قد اسکے تھے مثل قد اسکے تنگ اور ٹھیک

مذهب تاجها زرین کمرها
سنہرے تاج اور سنہرے کمربند
مرصع هر یک از رخشان گهرها
جڑاؤ ہر ایک چمکدار موتیوں سے

چو روز سال ہر یک سہ صد و شصت　　مہیا کرد و فارغ بال بنشست

کُل سال بھر کے دنون کے ہر ایک تین سو ساٹھ　　موجود کیے اور فراغت سے بیٹھی

بہر صبحی کہ روز نو دمیدے　　بدوشش خلعتی از نو کشیدے

ہر ایک صبح جب نیا دن نکلتا　　اسکے بدن مین ایک نئی پوشاک پہناتی

چو از زر تاج کردی خسرو شرق　　بتاج دیگرش آراستے فرق

جب سنہرا تاج سر پر رکھتا بادشاہ پورب کا یعنی آفتاب　　دوسرے تاج سے یوسف کا سر آراستہ کرتی

چو سر افراختے سرور دانش　　بآئین دگر بستے میانش

جو سر بلند کرتا قد اسکا یعنی آفتاب کا　　دوسری طرح سے باندھتی اسکے میانکا

رُخ او آفتاب دلفریبان　　نشد طالع دو روز از یک گریبان

چہرہ اسکا آفتاب دل فریب دینے والون کا　　نہ طلوع ہوا دو روز ایک گریبان سے یعنی دو روز ایک پیراہن پہنا

دو بار آن تازہ سرو گلشن ناز　　بیک افسر نشد ہرگز سرافراز

دو مرتبہ اس نزاکت کے باغ کے تازہ سرو کا　　ایک تاج کبھی سر بلند کرنے والا نہ ہوا

نہ بست آن لب شکر از یک کمر تنگ　　میان خود مگر چون نے قند

نہ باندھی اس شکر لب کے ایک کمر بند سے　　کمر اپنی دو دوبارہ شکل گنے کے

چو تاج زر بفرق او نہادے　　ہزاران بوسہ اش بر فرق دادے

جب سنہرا تاج اسکے سر پر رکھتی　　ہزارون بوسے اس کے سر پر دیتی

کہ چون تو خاک پایش تاج من باد　　باوج سروری معراج من باد

کہ تجھ ایسے کی پاؤن کی خاک وہ میری تاج ہو جیو　　سرداری کی بلندی پر میرا عروج ہو جیو

چو پیراہن کشیدے بر تن او　　شدے ہمراز با پیراہن او

جب کرتہ پہناتی اس کے بدن پر　　ہوتی ہمراز اس کے کرتے سے

تنم گفتے ز تو یک تار بادا　　وزان تن چون تو برخوردار بادا

بدن میرا کہے تجھ سے ایک تار ہو جیو　　اسکے بدن سے شکل تیرے برخوردار ہو جیو

قبا بر قد آن سرو دلآرا　　چو کردے راست گفتے مر قبا را

چکن اسکے دل آراستہ کرنے والے قد پر　　جب پہناتی کہتی خاص کر چکن سے

کہ دارم آرزو زان سرو گلرنگ　　کہ ہمچون تو در آغوشش کشم تنگ

کہ رکھتی ہون مین آرزو اس سرو گلرنگ سے　　کہ تیری طرح اسکو گود مین دباؤن مین

کمر چون حیئت کردی بر میانش
تک جب اسکی کمر پر باندھتی
گذشتی این تمنا بر زبانش
گذرتی یہ آرزو اسکی زبان پر

کہ گر دستم کمر بودی چہ بودے
کہ جو ہاتھ میرا پٹکہ ہوتا کیا اچھا ہوتا
ز وصلش بہرہ ور بودی چہ بودے
اسکی ملاقات سے نصیبہ ور ہوتی کیا اچھا ہوتا

مسلسل گیسوش چون شانہ کردی
اسکے پیچدار بالون کو کنگھی کرتی
مداوای دل دیوانہ کردش
دوا دل دیوانے کی کرتی

بہم بر بافتی از عنبر خام
آپس میں گوندھتی عنبر خالص سے
شکار جان خود را عنبرین دام
اپنی جان کے شکار کے لیے جال زلفون کا

بقصد خورد شام و طعمۂ چاشت
شام اور صبح کے کھانے کے قصد مین
بنعمتخانۂ خود روز و شب داشت
نعمت خانے اپنے مین رات دن لیا رکھتی تھی

مہیا کرد خوانہائے ملون
موجود کیے خوان طرح طرح کے
بہ نعمتہائے گوناگون مزین
طرح طرح نعمتون سے آراستہ

ز پئے حلوا اش قند و مغز بادام
واسطے حلوے اسکے کے قند اور مغز بادام
گرفتی از لب و دندان او وام
قرض لیتی اسکے ہونٹھ اور دانت سے

برائے میوہ ہائے گونہ گونہ
واسطے میوون طرح طرح کے
ز سیمین سیب او کردے نمونہ
گورے گورے سیب اسکے کو کرتی نمونہ

گہی از سینہ ہائے مرغ دریش
کبھی مرغ کے سینون سے آگے
کبابش ساز کردی چون دل خویش
کباب اسکے لیے بناتی مثل دل اپنے کے

گہی کردی چو لعل آبدارش
کبھی نباتی مثل اسکے آبدار ہونٹون کے
مربا ہای خاص و خوشگوارش
مربے خاص اور خوش ذائقہ وہ

چو کردی شربتش از شکر ناب
جب بناتی شربت اسکے لیے شکر خالص سے
شدی ہمچون نباتش از شرم او آب
ہوتی مثل مصری کے اسکی شرم سے پانی

بہر چیزی گزینہا میل دیدے
جسکو اچھی چیز پر خواہش دیکھتی
روان چون جان خود پیشش کشیدے
جلد مثل جان اپنی کے اسکے آگے کھینچتی یعنی رکھتی

شبانگہ گرش خیال خواب بودے
رات کے وقت کہ اسکو خیال نیند کا ہوتا
ز درد رنج او بیتاب بودے
درد رنج اسکے سے بیتاب ہو جاتی

بیفگندے فراش دلپذیرش — نهادی مهد دیبای وحریرش

ڈالتی یعنی بچھاتی فرش دلپذیر اسکے لیے — رکھتی گدے دیبا اور حریر کے اسکے لیے

نهالش را ز گل کردی نهالین — گلش را از سمن یا لاله بالین

درخت یعنی قد اسکے کا پھول سے بناتی بالاپوش — پھول اُسکے کو چنبیلی یا لالے سے تکیہ بناتی

زبن خواندی وبس افسانه گفتی — غبار خاطرش ز افسانه رفتی

منتر پڑھتی اور بہت کہانیان کہتی — غبار اُسکے دل کا کہانیون سے جھاڑتی

چو جستی نرگسش را پرده خواب — شدی با شمع همدم در تب وتاب

جب نیند کرتا اسکی آنکھ کو پردہ نیند کا — ہوتی ساتھ شمع کے جلنے مین ہمدم

دو دست آهوی خود را تا سحرگاه — چراندی بباغ حسن آن ماه

ہر دو دست ہرنون اپنے کو صبح کے وقت تک — چراتی حسن کے باغ اس چاند یعنی یوسف مین

گهے با نرگسش همراز گشتے — گهے با غنچه اش دمساز گشتے

کبھی اسکی آنکھون سے ہمراز ہوتی — کبھی اسکی کلی سے دمساز ہوتی

گهے از لاله زارش لاله چیدے — گهے از گلستانش گل خریدے

کبھی لالے کے کھیت اسکے سے لالہ چنتی — کبھی اسکے باغ سے پھول مول لیتی

گرفتے گه ز نوشین چشمه اش لب — گهے گرد دقن گشتی چو غبغب

ہونٹھ دباتی کبھی میٹھے چشمے اُسکے سے — کبھی گرد ٹھڈی کی گھومتی مثل غبغب کے

گهے با گیسوش کردی سخن ساز — گهے همسر شدے با گلبن ناز

کبھی اسکی زلف سے کرتی سخن سازی — کبھی برابری کرتی ساتھ شاخ ناز کے

مرا از دیده زان خونابه باشد — که دیوی با پری همخوابه باشد

میرے دیدے کا پانی اس سے سچ ہوتا ہے — کہ ایک دیو ایک پری کے ساتھ ہمخواب ہووے

بدین افسوس لیسیت دست خابان — رساندی شب چو گیسویش بپایان

اس افسوس مین بیٹھ ہاتھ کی چباتی ہوئی — پہونچاتی رات کو مثل اسکی زلف کے انتہا پر

بروزان وشبان این بود کارش — نبود از کار او یکدم قرارش

یعنی رات اور دن اس کو یہی کام تھا — نہ تھا اسکے کام سے ایک دم اُس کو قرار

غمش خوردی وغمخوارش کردی — بخاتونی پرستاریش کردی

غم اُسکا کھاتی اور غمخواری اسکی کرتی — باوصف بی بی ہونے کے غلامی اُسکی کرتی

بلی عاشق ہمیشہ جان فروشد
سچ ہے عاشق ہمیشہ جان بیچتا ہے

بجان در خدمتِ معشوق کوشد
جان سے معشوق کی خدمت مین کوشش کرتا ہے

بنوکِ مژگان از رہِ او خار چیند
پلکون کے بل کانٹے اسکی راہ سے چنتا ہے

بچشم از پای او آزار بیند
آنکھ کے بل اسکے پانون سے تکلیف دیکھتا ہے

بچشمِ جان نشیند حاضر او
جان کی آنکھ سے بیٹھتا ہے سامنے اسکے

بود کافتد قبولِ خاطر او
شاید کہ اسکے دل کے پسند پڑے

شرح دادن یوسفؑ قصۂ راہ و زحمتِ چاہ و آگاہ شدن زلیخا ازانکہ اندوہے کہ آن روز داشت ازان بودہ است

بیان کرنا یوسف علیہ السلام کا قصہ راہ اور تکلیف کنوئین کی اور خبردار ہونا زلیخا کا اس سے کہ جو رنج کہ زلیخا اس دن رکھتی تھی اسی سے ہوا تھا

سخن پرواز این شیرین فسانہ
بیان کرنیوالا اس میٹھی کہانی کا

چنین آرد فسانہ در میانہ
ایسا لاتا ہے قصہ درمیان مین

کہ پیش از وصلِ یوسف بود روزی
کہ یوسف کے وصل سے پہلے تھا ایک دن

زلیخا را عجب دردی و سوزی
زلیخا کو عجیب ایک درد اور ایک سوز

ز دل صبر و ز تن آرام رفتہ
دل سے صبر اور بدن سے آرام گیا

شکیب از جان غم فرجام رفتہ
صبر جان غم انجام سے گیا

نہ در خانہ بکارے بند گشتے
نہین گھر سے کسی کام مین مصروف ہوتی

نہ از بیرون بکس خرسند گشتے
نہ باہر کسی شخص سے خوش ہوتی

مژہ پر آب و دل پر خون ہمی رفت
پلکین آنسو سے بھری اور دل بھرا ہوا خون کا پھرتی تھی

درون می آمد و بیرون ہمی رفت
اندر آتی تھی اور باہر جاتی تھی

وگفت آن بلند اقبال دایه
اس سے کہا اس بلند اقبال دایہ نے
که ای مه پارهٔ خورشید سایه
کہ اے چاند کا ٹکڑا آفتاب سایہ

مبادت از جفای چرخ تابے
نہ ہو تجکو آسمان کے ظلم سے کوئی تکلیف
ز بیداد زمانه اضطرابے
زمانے کے ظلم سے کوئی بے قراری

نمی دانم که امروزت چه حالت
نہیں جانتی ہوں کہ آج تیرا کیا حال ہے
که جانت غرق دریای ملالت
کہ تیری جان رنج کے دریا میں ڈوبی ہے

چو آن برگے که گرداند نسیمش
مثل اس پتی کے کہ اڑاتی ہے ہوا اسکو
که بر یک جا نه بیند کس مقیمش
کہ ایک جگہ پر کوئی نہیں دیکھتا ہے ٹھہرا ہوا اس کو

گهے پس پشت افتد گاه بر روی
کبھی پیچھے جاتی ہے کبھی آگے
گه آنسو باشدش جنبش گه این سوی
کبھی اس طرف جنبش اسکو ہوتی ہے کبھی ادھر

بیکجا سر منزل آرامے ندارد
ایک مقام پر آرام نہیں رکھتی ہے
بجز گردندگی کامے ندارد
سوا پھرنے کے کوئی مطلب نہیں رکھتی ہے

بگو این بیقراری از که داری
بتلا بیقراری کس سبب سے رکھتی ہے تو
بگو در سینه پیچی که داری از که داری
اپنے دل میں جو رنج کو رکھتی ہے کس سبب سے رکھتی ہے تو

بگفتا من بخود حیرانم امروز
کہا اس نے میں آپ حیران ہوں میں آج
بکار خویش سرگردانم امروز
اپنے کام سے پریشان ہوں میں آج کے روز

خبر دارم ندانم این غم از چیست
بے خبر ہوں میں نہیں جانتی ہوں یہ غم کس سبب سے ہے
زجانم سر زده این ماتم از کیست
میری جان سے پیدا ہوا یہ ماتم کس سبب سے ہے

نهانی درد آرامم ببرد است
ایک پوشیدہ آرام میرا لے گیا ہے
بجور درد ایامم سپرد است
مجکو زمانے کے درد کے ظلم میں سونپ گیا ہے

منم خاکے بجا ساکن نهاده
میں ایک خاک ہوں نہیں آپ بیٹھنے والی خلقت
که پیچیدست در وے گردبادے
کس نے لپیٹا ہے اسمیں ایک بگولا

وجودش گرچه از جنبش تهی نیست
ذات اس کی اگرچہ حرکت سے خالی نہیں ہے
ولے از حال بادش آگهی نیست
لیکن ہوا اسکی کے حال سے خبر نہیں ہے

چو یوسف همنشین شد با زلیخا
جب یوسف زلیخا کے پاس بیٹھنے لگا
شبا روزی قرین شد با زلیخا
رات دن رہا نزدیک زلیخا کے

شبی پیش زلیخا راز می گفت
ایک رات آگے زلیخا کے حال پوشیدہ بیان کرتا تھا
غم و اندوہ پیشین باز می گفت
غم اور رنج اگلے کہہ رہا تھا

بتقریب سخن بکشاد ناگاہ
باتون کے ساتھ مین ایکبارگی کھولی
زبان در شرح راہ و قصۂ چاہ
زبان راہ اور کوئین کے قصے کے بیان مین

زلیخا چون حدیث چاہ بشنید
زلیخا نے جب کنوئین کا حال سنا
بسان ریسمان بر خویش پیچید
رسی کی طرح اوپر اپنے پیچاب کھایا

فتاد اندر دلش کان روز بودست
پڑا یعنی ایسا معلوم ہوا اسکو دل مین کہ اسی دن ہوا ہے
کہ جانش در غم جانسوز بودست
کہ جان اسکی جان جلانیوالے غم مین ہو گئی

حساب روز و مہ چون نیک دانست
حساب دن اور چاند کا جو اچھی طرح لگایا
تمیزش از یقین شد آنچہ پنداشت
تمیز اسکے یقین ہوا جو کچھ معلوم ہوا تھا

بلی واند دلے کا گاہ باشد
سچ ہے وہ دل جانتا ہے جو واقف ہوتا ہے
کہ از دلہا بدلہا راہ باشد
کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے

خصوصا از دل صد چاک عاشق
خصوصاً عاشق کے دل صد چاک سے
کہ باشد در رہ معشوق صادق
جو ہووے معشوق کی راہ مین سچا

ز ہر چاکش بود بکشادہ راہے
ہر زخم اسکے سے ایک راہ کھلی ہوتی ہے
بسوی معشوق ازان رہ آید نگاہے
طرف معشوق کے اس راہ سے اسکو ایک نگاہ

ازان رہ پرتو احوال جانان
اس راہ سے سایہ معشوق کے حال کا
فتد بر جسم و جان ناتوانان
پڑتا ہے عاشقون کے جان اور بدن پر

اگر خاری خلد در پاے دلدار
اگر کوئی کانٹا معشوق کے پانوں مین چبھتا ہے
دل عاشق شود افگار ز ان خار
دل عاشق کا اس کانٹے سے زخمی ہوجاتا ہے

وگر بادی وزد بر زلف محبوب
اور جو کوئی ہوا چلتی ہے معشوق کی زلف پر
فتد بر جان عاشق زان صد آشوب
پڑتی ہے عاشق کی جان پر اس سے صدہا پریشانی

وگر گردی نشیند بر عذارش
اور جو کوئی گرد پڑتی ہے اس کے منہ پر
شود خم پشت عاشق زیر بارش
جھک جاتی ہے پیٹھ عاشق کی اسکے بوجھ کے نیچے

شنیدستم کہ روزی گرد لیلے
سنا ہے مین نے کہ ایک دن کی لیلی نے
بقصد فصد سوی نشتر میلے
فصد کے ارادے مین نشتر کی خواہش

چو زد لیلی تجیٔ نیش از پی خون
جو لگا لیلی کے جی مین نشتر واسطے خون کے
بیا جامی ز بود خود بپرہیز
اور جامی اپنے ہستی سے پرہیز کر
گرت فخری و ننگی ہست از انست
جو تجکو کوئی فخر اور کوئی شرم ہے اس سے ہے
مصفا شو ز مہر و کینۂ خویش
صاف ہو محبت اور کینے اپنے سے
بود نور جمال شاہد غیب
شاہد نور جمال معشوق پوشیدہ یعنی خدا کا
شود چشم دلت روشن بدان نور
تیری آنکھ دل کی روشن ہوجاے اس نور سے

بوادی رفت خون از دست مجنون
جنگل مین مجنون کے ہاتھ سے خون جاری ہوا
ز پندار وجود خود بپرہیز
اپنی ذات کے غرور سے پرہیز کر
ورت بوئی و رنگی ہست از انست
اور جو تجھ مین کوئی رنگ و بوی ہے اس سے یعنی خدا سے ہے
مصقل کن چو رخ آئینۂ خویش
صاف کر مثل منہہ کے آئینہ یعنی دل اپنا
تا بد چون کلیم اللہ ت از جیب
چمکے مثل موسیٰ کے تیرے گریبان سے
نماند سر جانان بر تو مستور
نہ رہے بھید معشوق کا تجھ پر پوشیدہ

تمنا کردن یوسف شبانی را بحکم آنکہ ہیچ

خواہش کرنا حضرت یوسف کا چرواہی کے لیے اس سبب سے کہ کوئی

پیغمبر نبوده است کہ شبانی نکرده

پیغمبر ایسا نہین ہوا ہے جس نے چرواہی نہین کی

خوش آن بیدل کہ دولت یار گردد
اچھا وہ عاشق کہ صاحب دولت ہوجاوے
برون آید تمام از خواہش خویش
آزاد ہو تمام خواہشون اپنی سے
چو خواہد جان روانی بر لب آرد
جو جان مانگے فوراً ہونٹھ پر لے آوے

بگرد خاطر دلدار گردد
گرد خاطر دار یعنی معشوق کے ہووے
دہد در خواہش او کاہش خویش
آپ کو اس کی خواہش مین تکلیف دے
ببوسد خاک او را جان سپارد
چومے خاک اسکو جان سونپے

چو جوید دل کند دلرا ز غم خون
جو ڈھونڈھے دل کرے دل کو غم سے خون
چو گوید خیز از سر پا بسازد
جو کہے اٹھ سر سے پانؤن کرے
اگر راند نتابد سر چو خامہ
اگر ہنکا دے مثل قلم کے سر نہ پھیرے
بحکم آنکہ امت پروری را
موافق اسکے کہ امت پالنے کے لیے
چو یوسف با ہزاران کامرانی
جو یوسف باوصف ہزاروں مقصد وری کے
زلیخا آن تمنا را چو دریافت
زلیخا نے اسکی آرزو کو جو دریافت کیا
نخستین خواست استادان آن فن
پہلے اس فن کے استادوں سے چاہا
رسن ہا ہمچون خور از زر تافتندش
رسی اسکے لیے مثل آفتاب کے سونے سے بٹین
زلیخا نیز می پخت آرزوئے
زلیخا بھی پکاتی یعنی رکھتی تھی وہ آرزو
چو نتوان بی سبب در وی پیوست
جو بے سبب آپ کو اسمین نہ لپیٹ سکتی تھی
دگر میگفت این را چون پسندم
پھر کہتی تھی اس بات کو کیونکر پسند کرون مین
مرصع ساخت بہر زیب و زیور
جڑاؤ بنوائی واسطے زیبائش اور زیور کے
بدستش گر فتادی لعل خوشرنگ
اسکے ہاتھ مین جو پڑتا لعل خوشرنگ

دہد در دم زراہ دیدہ بیرون
باہر نکال دے فورًا آنکھ کی راہ سے
بخدمتگاری او سر فرازد
اسکی خدمتگاری سے سرفرازی حاصل کرے
وگر خواند نہ پیچد رو چو نامہ
اور جو بلاوے نہ منھ پھیرے مثل خط کے
شبان لائق بود پیغمبری را
چرواہا ہوتا ہے لائق پیغمبری کے
ہمی زد سر تمنای شبانی
ابھرا ارادہ تھا چرواہے ہونے کی آرزو مین
بتحصیل تمنایش عنان تافت
اسکی آرزو کے حاصل ہونے مین باگ موڑی
کہ گردند از برایش یک فلاخن
کہ بناوین اسکے واسطے ایک گوپھن
چو گیسوے معنبر بافتندش
مثل خوشبودار زلف کے اسکے لیے بٹین
کہ گنجاید درو خود را چو موئے
کہ سما جاوے آپ اسمین مثل ایک بال کے
بوسہ گاہ گاہش زان سبب دست
کہ بوسے کبھی کبھی اس سبب سے ہاتھ اسکا
کہ یک موتار خود بر دی بہ بندم
کہ ایک تار بال اپنے کا اسپر باندھون مین
چو مژگان خودش از در و گوہر
مثل اپنی پلک کے لئے موتی اور جواہرات سے
ز بیقداری فگندیش چون سنگ
بیقدری سے اسکو ڈالدیتی مثل پتھر کے

وزان پس داد فرمان تا شبانان
بعد اسکے حکم دیا تو چرواہے
جدا سازند تا در برّه چند
علیحدہ کریں کئی بکریاں نہایت عمدہ
چو آهوی ختن سنبل چریده
مثل ختن کے ہرنوں کے سنبل چرے ہوئے
زره سان بریشم شان چون زنگی
زرہ کیطرح بال انکے مثل حبشیوں کے بال کے
ز فربه تنیها یکسر گرانبار
موٹے اور بھاری تھی تمام دنبے
بهر وادی که رفتندی چرا زن
جس جنگل مین کہ جاتے چرتے ہوئے
بروزد موج باد از سرفرازی
اسپر ہوا نے سرفرازی سے لہرا رہی
میان آن رمه یوسف شتابان
درمیان ان بکریوں کے یوسف دوڑتا ہوا
چو مشکین آهوی تنها فتاده
مثل مشکین ہرن کے اکیلا پڑا ہوا
زلیخا صبر و هوش و عقل و جان را
زلیخا نے صبر اور ہوش اور عقل اور جان کو
نگهبانان موکل ساخت چندی
چوکیدار کئی ایک مقرر کیئے
بدنبالش بود تا میخواست کارش
اسی طرح رہا جبتک چاہتا تھا وہ کام
اگر میخواست در صحرا شبان بود
اگر چاہتا تھا جنگل مین چرواہا ہوتا

رمه در کوه و در صحرا چرانان
بکریاں جنگل اور پہاڑ چرانے والے
که باشد هر یکی بی مثل و مانند
کہ ہووین ہر ایک بے مثل اور بے مانند
ز گرگان هرگز آسیبی ندیده
بھیڑیوں سے کبھی کوئی ایذا نہ دیکھے ہوئے
ز ابریشم فزون در تازه رنگی
ریشم سے زیادہ نرم اور آبدار
بره از بس گرانی نرم رفتار
راہ مین موٹے پن سے آہستہ چلنے والے
تو گوئی موج میزد سیل روغن
تو کہے لہرا رہی ہے بہیا تیل کی
گرفته صنعت زنجیر سازی
پکڑ رہی تھی زنجیر بنانے کی کاریگری
چو در برج حمل خورشید تابان
مثل آفتاب روشن کے برج حمل مین
بسوی گوسفندان رو نهاده
طرف بکریوں کے منہ کئے ہوئے
سگ دنبالش کرده شبان را
چرواہے کے دامن پکڑنیوالے کتے پیچھے کر دیئے
که دارندش نگاه از گزندی
کہ بچاوین اسکو ہر ایک تکلیف سے
نبود از دست بیرون اختیارش
نہ باہر تھی اس کے دست اختیار سے
اگر میخواست شاه ملک جان بود
اگر چاہتا تھا بادشاہ ملک جان کا تھا

ولی در ذات خود بود آن پریزاد | ز شاهی و شبانی هر دو آزاد

اور لیکن آپ تھا وہ پریزاد ذات مین | بادشاہی اور چرواہے پن دونون سے جدا

مطالبه کردن زلیخا وصال یوسف ع را و استغنا نمودن یوسف ع از وی

طلب کرنا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کا وصل اور بے پروائی کرنا یوسف کی اُس سے

چو بیند بیدلی دل در نگارے | نگیرد کار او هرگز قرارے

جب باندھتا ہے کوئی عاشق دل کسی معشوق مین | نہ قرار لیوے کبھی اُسکا کوئی کام

اگر نبود بکف نقد وصالش | به نسیه عشق بازد با خیالش

اگر نہ ہووے نقد وصل کا اُسکے ہاتھ مین | اور وعدہ عشقبازی کرے اُسکے خیال سے

ولی خونش بود از دل چکیده | که افتد کار وی از دل بدیده

لیکن خون اُسکے دل سے ٹپکا ہووے | کہ پڑے کام اُسکا دل سے آنکھون مین

چو یابد بهره چشم اشکبارش | فتد اندیشهٔ بوس و کنارش

جب پاوے حصہ آنکھ اُسکی آنسو برسانیوالی | پڑے فکر بوسہ لینے اور گود مین لینے کی اُسکو

و گر بوس و کنارش هم دهد دست | ز بیم هجر باشد رنجه پیوست

اور جب بوسہ و کنار بھی حاصل ہوتا ہے اُسکو | جدائی کے ڈر سے ہمیشہ رنجیدہ رہتا ہے

امید کامرانی نیست در عشق | صفای زندگانی نیست در عشق

امید مقصد وری کی نہین ہے عشق مین | صفائی زندگانی کی نہین ہے عشق مین

بود آغاز آن خون خوردن و بس | بود انجامش از خود مردن و بس

شروع اُسکا خون کھانا ہوتا ہے اور بس | ہوتا ہے انجام اُسکا آپ مرجانا اور بس

براحت کی بود آنکس سزاوار | که خون خوردن بود یا مردنش کار

آرام کے لائق کب ہوتا ہے وہ شخص | کہ خون کھانا یا مرنا اُس کا کام ہووے

زلیخا بود یوسف را ندیدہ — بخوابی و خیالے آرمیدہ

ایک خواب اور ایک خیال میں آرام پائے ہوئے

زلیخا تھی یوسف کو بے دیکھے ہوئے
بجز دیدارش از ہر جستجوئے

اپنی کوئی آرزو نہ جانتی تھی
نمیداشت خود را آرزوئے

سوا اُسکے دیدار کے ہر ایک جستجو سے
چو دیدار از دیدن او بہرہ مندی

دیکھنے سے اسکی طبیعت نے چاہی بلندی
ز دیدن خواست طبع او بلندی

جب دیکھی اُسکے دیکھنے سے نصیبہ وری
بآن آورد روے جستجو را

کہ لاوے گود میں اس آرزو یعنی یوسف کو
کہ آرد در کنار آن آرزو را

اُسی لائی منھ خواہش کا
ز لعل او بہ بوسہ کام گیرد

سرو اُسکے سے گود میں آرام کرے
ز سروش با کنار آرام گیرد

اسکے ہونٹھ سے ساتھ بوسے کے مقصد حاصل کرے
بلے نظارہ گے کاید بسوے باغ

پھول کے شوق میں مثل لالے کے سینہ داغدار
ز شوق گل چو لالہ سینہ پر داغ

سچ ہے سیر کرنے والا جب باغ میں آتا ہے
نخست از روی گل دیدن شود مست

پھول دیکھنے سے طرف پھول توڑنے کے بڑھاتا ہے ہاتھ
ز گل دیدن بگل چیدن برد دست

پہلے پھول کی صورت دیکھنے سے ہوتا ہے مست
زلیخا وصل را می جست چارہ

لیکن یوسف اُس سے کنارہ کرتا تھا
ولے میکرد زان یوسف کنارہ

زلیخا وصل کی تدبیر ڈھونڈھتی تھی
زلیخا بود خون از دیدہ ریزان

لیکن یوسف اس سے بھاگتا تھا
ولی میبود یوسف زو گریزان

زلیخا آنکھوں سے خون گراتی تھی
زلیخا داشت بس جانسوز داغی

لیکن یوسف رکھتا تھا اس سے علیحدگی
ولی میداشت یوسف زو فراغی

زلیخا رکھتی تھی ایک نہایت جانسوز داغ
زلیخا رخ بدان فرخ لقا داشت

لیکن یوسف نظر پاؤں کی پشت پر رکھتا تھا
ولی یوسف نظر بر پشت پا داشت

زلیخا منھ اُس مبارک صورت پر رکھتی تھی
زلیخا ہر یکے دیدن ہمی سوخت

لیکن یوسف آنکھ دیکھنے سے بند کیے رہتا تھا
ولی یوسف ز دیدن دیدہ میدوخت

زلیخا ایک مرتبہ دیکھنے کے لیے کڑھتی تھی
ز بیم فتنہ روی او نمی دید

فساد کی نظر سے طرف اسکے نہ دیکھتا تھا
بچشم فتنہ بر روے او نمی دید

فساد کے خوف سے منھ اسکا نہ دیکھتا تھا

نیارد عاشق آن دیدار در چشم
آنکھ میں نہیں لاتا ہے وہ دیکھنا عاشق
که با یارش نیفتد چشم بر چشم
جب آنکھ اسکی یار کی آنکھ پر نہ پڑے یعنی مقابل نہو

ز عاشق دمبدم اشکی و آہے
عاشق سے ہر دم ایک آہ اور آنسو یعنی رونا
نباشد جز بامید نگاہے
نہ ہو سوا امید ایک نگاہ یعنی دیکھنے کے

چو یار از حال عاشق دیده پوشد
جب یار عاشق کے حال سے آنکھ چراوے
سزد کش خون دل از دیده جوشد
لائق ہے کہ اسکی آنکھ سے خون دل کا جوش کرے

زلیخا را چو این غم بر سر آمد
زلیخا کے سر پر جو یہ غم آیا یعنی پڑا
باندک فرصتے از پا در آمد
تھوڑے سے زمانے میں پانوں سے آگئی یعنی نہایت عاجز ہو گئی

بر آمد در خزان محنت و درد
نکل آیا رنج اور درد کے پت جھاڑ سے
گل سرخش برنگ لالۂ زرد
چہرہ سرخ اسکا مانند لالہ کے زرد

بدل ز اندوه بودش بار انبوه
اسکے دل پر رنج کا بوجھ بھاری تھا
سہی سروش خمید از بار اندوه
سیدھا قد اسکا یعنی پیچھے جھک گئی رنج کے بوجھ سے

برفت از لعل لب آبی که بودش
گئی اسکے سرخ ہونٹھ سے وہ رونق کہ تھی
نشست از شمع رخ تابی که بودش
بیٹھی یعنی جاتی رہی اسکے چہرہ کی شمع سے روشنی کہ تھی

نکردی شانه موی عنبرین بوے
نہ کرتی کنگھی خوشبو دار بالوں میں
جز از پنجه که میکندی بآن موے
سوا پنجہ کے کہ اس سے نوچتی تھی بال

بسوی آئینه رخ کم گشادے
طرف آئینے کے منہ کم کھولتی یعنی کم دیکھتی تھی
مگر زانو که بروی رو نهادے
لیکن زانو کہ اس پر منہ رکھتی یعنی سر جھکائے رہتی

ز بس کز دل فشاندی خون تازه
کثرت سے کہ تازہ خون دل کا گراتی
نگشتی چهره اش محتاج غازه
نہوتی اسکے چہرے کو خواہش رنگ ملنے کی

همه عالم بچشمش چون سیه بود
تمام جہان اسکی نظر میں جب تاریک تھا
بچشمش سرمه را کے جایگه بود
اسکی آنکھ میں سرمہ کی کب جگہ تھی

ز سرمه زان سیه چشمی نمی جست
سرمے سے اس سبب سے آنکھ سیاہ کرنا نہیں چاہتی تھی
که اشک نرگس او سرمه می شست
کہ آنسو اسکی آنکھ کے سرمہ دھو ڈالتے تھے

زلیخا را چو شد زین غم جگر ریش
زلیخا کا کلیجہ جو اس غم سے زخمی ہوا
زبان سرزنش بکشاد بر خویش
زبان ملامت کی آپ پر کھولی

کہ ای کارت برسوائی کشیدہ
کہ اے زلیخا تیرا کام بدنامی پر کھنچا

تو شاہے بر سریر سر فرازے
تو بادشاہ ہے تخت سرفرازی پر

بمعشوقی چو خود شاہی طلبدار
آپ ایسے بادشاہ کو معشوق بنانے کی خواہش کر

عجب تر آنکہ از عجبے کہ دارد
یہ تعجب زیادہ ہے کہ وہ ایک غرور رکھتا ہے

زنان مصر گر دانند حالت
عورتیں مصر کی اگر جانیں حال تیرا

زبان طعنہ را بر من کشایند
زبان طعنے کی مجھ پر کھولیں

ہمیگفت این ولیکن آن یگانہ
یہ کہتی تھی لیکن وہ یگانہ یعنی زلیخا

کشش از خاطر تو انستی برون کرد
کہ اسکو دل سے باہر کر سکتی

بلی چون دلبری با جان در آمیخت
سچ ہے جب کوئی معشوق جان سے لگ گیا

بگردد پیوند جان از تن بیکدم
کٹتا ہے تعلق جان کا بدن سے دم بھر میں

چہ خوش گفت آن بداغ عشق بیخور
کیا اچھا کہا اس داغ عشق کے بیمار نے

ز سودای غلام زر خریدہ
غلام مول لیے ہوے کے عشق سے

چرا با بندۂ خود عشقبازے
کیوں تو اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے

کہ شاہی را بود شاہی سزاوار
کہ بادشاہی کے بادشاہ ہی لائق ہے

بوصل چون تو ئی سر در نیارد
تجھ ایسی کے وصل پر رضامند نہیں ہوتا ہے

رسانند از ملامت صد ملالت
پہونچائیں مجھکو نفرین کرنے سے سیکڑوں رنج

چو ماہ نو با نگشتم نمایند
مثل دوج کے چاند کے مجھکو انگشت نما کرینگی

نہ زان افسانہ در دل داشت خانہ
اسی طرح اس کے دل میں رکھتی تھی گھر

بدین افسانہ در دش را فسون کرد
اس کہانی سے اپنے درد کا افسون کرتی تھی

نیارد جان از و پیوند بگسیخت
جان سے اسکا پیوند نہیں ٹوٹ سکتا ہے

ولے با او بود پیوند محکم
لیکن ساتھ اس کے تعلق مضبوط ہوتا ہے

کہ بو از مشک و رنگ از گل شود دور
کہ مشک سے خوشبو اور رنگ پھولوں سے دور ہو جاتا ہے

ولے بیرون بود از امکان عاشق
لیکن باہر ہوتا ہے عاشق کی قوت سے

کہ گوید ترک جانان جان عاشق
کہ چھوڑ دے معشوق کو جان عاشق کی

غلام یعنی یوسف علیہ السلام کے عشق کے سبب سے بدنام ہوئی ۱۲

پرسیدن دایہ از زلیخا سبب

پوچھنا دایہ کا زلیخا سے سبب

گداختن وی در مشاہدہ شمع جمال یوسف ع

گھلنے سکنے کا یوسف علیہ السلام کے شمع جمال دیکھنے مین

زلیخا را چو دایہ آنچنان دید
زلیخا کو جب دایہ نے ایسا دیکھا

ز دیدہ اشک ریزان حال پرسید
رو رو کر اس کا حال پوچھا

کہ ای چشم بدیدار تو روشن
کہ اے آنکھ میری تیرے دیکھنے سے روشن

دلم از عکس رخسار تو گلشن
دل میرا تیرے چہرے کی روشنی سے باغ باغ

دلت پر رنج و جانت پر ملامت
دل تیرا رنجیدہ اور تیری جان رنجیدہ ہے

ندانم تا کنون چہ حالت
مین نہین جانتی اب تیرا کیا حال ہے

ترا آرام جان پیوستہ در پیش
تیرا آرام جان یعنی یوسف ہمیشہ سامنے ہے

چہ میسوزی زبی آرامی خویش
کیون اپنی بیچینی سے جلتی ہے تو

در آن وقتیکہ از وی دور بودی
اسوقت مین کہ اس سے دور رہتی تو

اگر میسوختی معذور بودی
اگر جلتی تھی معذور رہی تھی تجکو

کنون در عین وصل این سوختن چیست
اب عین ملاقات مین یہ جلنا کیون ہے

بداغ شمع جان افروختن چیست
اسکے داغ سے شمع جان کو روشن کرنا کسلئے ہے

کرا از عاشقان این دست داد ست
عاشقون سے کس کو یہ بات حاصل ہوئی ہے

کہ معشوقش بخدمت سر نہادست
کہ کسکے معشوق نے خدمت مین سر جھکایا

ہمین بس طالع فرخندہ تو
یہی بہت ہے تیرے نصیب کی مبارکی

کہ سلطان تو آمد بندہ تو
کہ تیرا بادشاہ یعنی معشوق ہوا بندہ تیرا

مہی لائق بتاج پادشاہی
ایک بزرگ لائق تاج بادشاہی کے

بفرمان تو شد دیگر چہ خواہی
ترا تابعدار ہوا اور کیا چاہتی ہے تو

بروئیش خرم و دلشادمی باش
اُسکے منھ سے خوش اور خرم رہ

زغمہاے جہان آزادمی باش
جہان کے غمون سے بے فکر رہ

زسرو لالہ رنگش کام میگیر
سرو لالہ رنگ اسکے سے مقصد حاصل کرتی رہے

برفتار خوشش آرام میگیر
اسکی خوش رفتاری سے آرام پاتی رہ

لبش می بین و جان می پرور از دے
ہونٹھ اسکے دیکھ اور جان کی پرورش کر اس سے

زلال کامرانی میخور از وے
مقصد کا میٹھا پانی اُس سے پیتی رہ

زلیخا چون شنید اینہا ز دایہ
زلیخا نے جو دایہ سے یہ باتین سنین

سرشکش را ز دل خون داد مایہ
اُسکے آنسو کو دل نے خون سے تقویت دی

ز ابر دیدہ خون دل فرو ریخت
آنکھ کی بدلی سے خون دل کا گراتی تھی

بہ پیش قصۂ مشکل فرو ریخت
اُسکے سامنے یہ مشکل قصہ بیان کرنے لگی

بگفت اے مہربان مادر ہمانا
کہا اے مادر مہربان حقیقت مین

نہ چندان از بسر کار دانا
میرے کام کا بھید تو اسقدر نہین جانتی ہے

نمیدانے کہ من بر دل چہ دارم
تو نہین جانتی ہے کہ مین دل پر کیا رنج رکھتی ہون

ازان جان جہان حاصل چہ دارم
اس معشوق سے کیا فائدہ رکھتی ہون مین

بخدمت پیش رویم ایستادہ
سامنے میرے خدمت مین کھڑا ہوا ہے

ولے بخیدمتے را داد دادہ
لیکن نافرمانی کا حق ادا کرتا ہے

زمن دوری نباشد ہیچگاہش
مجھ سے دوری کسی وقت نہین ہوتی اسکو

ولے نبود بمن ہرگز نگاہش
لیکن میری طرف کبھی اُسکو نگاہ نہین ہوتی ہے

ازان تشنہ بباید زار بگریست
اس پیاسے پر بہت رونا چاہیے

کہ بر لب آب و باید تشنہ اش زیست
کہ ہونٹھ پر پانی اور وہ پیاسا جیتا رہے

چو رویم شمع خوبے بر فروزد
جب چہرہ میرا خوبصورتی کی شمع روشن کرتا ہے

دو چشم خود بہ پشت پای دوزد
دونون آنکھین اپنی پاؤن پر یعنی نیچے جھکا لیتا ہے

بدین اندیشہ آزارش نجویم
اس خیال سے اُسکو ایذا نہین دیتی ہون مین

کہ پشت پاش بہ باشد ز رویم
کہ اسکے پاؤن کی پیٹھ میرے چہرے سے بہتر ہو گی

چو بکشایم بہ رو چشم جہان بین
جب کھولتی ہون مین اسکی طرف آنکھ جہان دیکھنے والی

بہ پیشانی نماید صورت چین
پیشانی پر دکھاتا ہے صورت شکن کی

ف قصۂ مشکل سے مراد اپنا حال عشق کا داےسےکہنا ہے زلیخا دل کا اور اپنا حال اسطرح بیان کرنے لگی

بران چنین سرزنش از من روا نیست
اس شکنی پر ملامت مجھ سے روا نہین ہے
که از وی هر چه می آید خطا نیست
کہ اس سے جو کچھ ہو خطا نہین ہے

ز ابرویش مراد دل گرہ هاست
اسکی ابرو سے میرے دل مین گرہین این
کز ان کج نیست کارم بی گرہ راست
بلکہ اسکی کجی سے نہین ہے میرا کام بے گرہ کے سیدھا

چنین کز وی گرہ در کارم افتاد
ایسی کہ اس سے گرہ میرے کام مین پڑی
نظر کردن بوی دشوارم افتاد
اسکی طرف دیکھنا مجھکو مشکل پڑا

دهانش کز سخن با من به تنگست
اسکا منھ جو میرے بات کرنے سے تنگ ہے
بجز خون خوردنم از وی چه رنگست
سوا میرے خون کھانے کے اسکو کیا فائدہ ہے

ز لعلش در دهانم آب گردد
ہونٹھ اسکے سے میرے منھ مین پانی بھر آتا ہے
بچشمم آب خون ناب گردد
میری آنکھ مین پانی خالص خون ہوتا ہے

قدش کامد نهال آرزویم
قد اسکا کہ آیا درخت میری آرزو کا
ز رحمت کم شود مایل بسویم
رحمت سے میری طرف کم مائل ہوتا ہے

چو خواهم کز دهانش سیب چینم
جب چاہتی ہون کہ اسکے منھ سے سیب توڑون
نچیده سیب صد آسیب بینم
بے سیب توڑے ہوے سو تکلیفین دیکھتی ہون

ز چاه غبغبش چون کام خواهم
اسکی ٹھڈی کے کوئین سے جو مقصد چاہتی ہون
بچاه غم کند آرام گاهم
غم کے کنوئین مین میری آرام گاہ بناتا ہے

بر شکلم ز آستین او که پیوست
رشک مین ہون اسکی آستین سے کہ ہمیشہ
بدستان گر نیافته بر ساعدش دست
اگر بے پایا اسکے پہنچے پر اختیار

زدامانش زنم در جیب جان چاک
دامن اسکے سے جان کا دامن چاک کرتی ہون مین
که دارد پیش پایش روی بر خاک
کہ رکھتا ہے آگے پانون اسکے منھ خاک پر

چو دایه این سخن بشنید بگریست
جب دایہ نے یہ بات سنی روئی
که با حال چنین مشکل توان زیست
کہ ایسے حال سے مشکل ہے جینا

فراقی کافتد از دوران ضروری
جو جدائی کہ زمانے سے ضروری حاصل ہو
به از وصلی برین تلخی و شوری
بہتر ایسے وصل سے اس پریشانی اور تکلیف مین

غم هجران همین یک سختی آرد
جدائی کا غم ایک ہی سختی رکھتا ہے
چنین وصلی دو صد بدبختی آرد
ایسا وصل دو سو کم نصیبیان پیدا کرتا ہے

فرستادن زلیخا دایه را نزدیک یوسفؑ

بھیجنا زلیخا کا دایہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے

بطلب مقصود و اباء نمودن او

پاس خواہش مقصد میں اور انکار کرنا اُن کا

زلیخا با غمی با این درازی
زلیخا نے اس ایسے بڑے غم میں
چو دید از دایه رحم و دلنوازی
دایہ سے جو رحم اور دلنوازی دیکھی

بگفت ای از تو صد یاریم بوده
کہا اے دایہ تجھ سے سیکڑوں مددیں مجھکو ملیں
بهر کاری هواداریم بوده
ہر ایک کام میں ہمدردی مجھکو ہوئی

مرا یکبار دیگر یاری کن
میری ایک بار اور مدد کر
ز غمخواریم بین غمخوارگی کن
غمخواری سے مجھکو دیکھ ایک غمخواری کر

قدم از تارک من کن بسویش
میرے سر سے کر طرف اُس کے قدم یعنی جا
زبان من شو از من بگویش
میری زبانی اُس سے میری طرف سے کہہ اُسکو

که ای سرکش نهال ناز پرورد
کہ اے ناز کے پالے ہوے درخت
رخت را از لطافت ناز پرورد
تیرے منھ کو لطافت سے ناز نے پالا

ز بستان جمال و گلشن ناز
باغ جمال اور ناز کے باغ سے
نرسته چون قدت سرو سرفراز
نہ پیدا ہوا مثل تیرے قد کے سرو سربلند

ز جان و دل گل و آبی سرشتند
جان اور دل کی پانی اور مٹی سے گوندھا
درو شاخی ز باغ سدره کشتند
اسمیں ایک شاخ باغ سدرہ سے بوئی

چو برگ سربلندی داد آن شاخ
جب سامان سربلندی کا دیا اُس شاخ کو
سهی سرو توأش خوانند گستاخ
تیرے اس سیدھے سرو کو کہا گستاخ

عروس دهر تا در زادن افتاد
زمانے کی دلہن نے جب سے پیدا کرنے لگی
ز تو پاکیزه تر فرزند کم زاد
تجھ سے زیادہ پاکیزہ لڑکا کم جنا

بفرزندیت آدم چشم روشن
تیرے فرزند ہونے سے آدم کی آنکھ روشن
ز گلرویت عالم تازه گلشن
تیرے گلرو ہونے سے باغ جہان کا ہرا ہے

کمال حسن تو حد بشر نیست
کمال تیرے حسن کا حد انسان کی نہیں ہے
پری از خوبی تو بهره ور نیست
پری تیری خوبی سے نصیب ور نہیں ہے

پری را گر بُدی زین شرمساری
پری کو جو نہ ہوتی شرمندگی
نماندی ار تو در کنج تواری
نہ رہتی تجھ سے اگر شرم پوشیدگی میں

فرشته گرچه بر چرخ برین ست
فرشتہ اگر چہ آسمان برتر پر ہے
به پیش روی تو سر بر زمین ست
تیرے منھ کے آگے سر زمین پر ہے

فلک زینسان بلندست ساخت پایه
آسمان نے اسطرح بلند کیا تیرا مرتبہ
فکن بر مبتلای خویش سایه
اپنے عاشق پر اپنا سایہ ڈال

زلیخا گرچه زینسان دلربا یست
زلیخا اگر چہ اسطرح کی دلربا ہے
فتاده در کمندت مبتلا یست
تیری کمند میں گرفتار پڑی ہے

ز طفلی داغ تو بر سینه دارد
لڑکپن سے تیرا داغ سینے پر رکھتی ہے
ز سودایت غم دیرینه دارد
تیرے سودا کا غم پرانا رکھتی ہے

بملک خود سه بارت دید در خواب
اپنے ملک میں تین بار تجھکو خواب میں دیکھا
وزان عمریست مانده در تب و تاب
اسوقت سے ایک عمر گذر گئی ہے بیقراری میں

گهی چون آب در زنجیر بودست
کبھی مثل پانی کی لہر کے رہی ہے
گهی چون باد در شبگیر بودست
کبھی مثل ہوا کے راتوں میں پریشان رہی ہے

کنون هم گشته زین سودا چو موی
اب بھی ہوگئی اس سودا سے مثل ایک بال کے
ندارد جز تو در دل آرزوئی
نہیں رکھتی ہے تیرے سوا دل میں کوئی آرزو

بتو گردست نقد زندگی گم
تیرے واسطے نقد زندگی کا کھودیا ہے
ترحم کن خوش است آخر ترحم
رحم کر آخر رحم کرنا اچھا ہے

به لب هستی زلال زندگانی
تیرے ہونٹھ میں ہے ٹھنڈا پانی زندگی کا
چه باشد قطره گر بروی فشانی
کیا خوب ہو جو ایک قطرہ اسپر چھڑکے تو

رضا ده تا ز لعلت کام گیرد
اجازت دے تو تیرے لب سے مقصد حاصل کرے
بود سوز دلش آرام گیرد
شاید اسکا سوز دل آرام قبول کرے

بقد ہستی نہال میوہ آور
قد میں ہے تو درخت میوہ پیدا کرنیوالا
قدم نہ تا سر اندازد بپایت
قدم رکھ تو تیرے پانوں پر سر رکھے
چہ کم گردد ز جاہ چون تو شاہے
کیا کمی ہو جائے تجھ ایسے بادشاہ کے مرتبے سے
ہوس دارد کہ با چندین عزیزی
آرزو رکھتی ہے کہ با وصف استعداد عزیزی کے
چو یوسف این سخن از دایہ بشنود
یوسف نے جو دایہ سے یہ بات سنی
بدایہ گفت کاے دانا بہر راز
دایہ سے کہا کہ اے ہر بھید کی واقف کار
زلیخا را غلام زر خریدم
میں زلیخا کا زر خرید غلام ہوں
گل و آبم عمارت کردۂ اوست
خمیر میرا تعمیر کیا ہوا اُس کا ہے
اگر عمرے کنم نعمت شمارے
اگر ایک عمر اسکی نعمتوں کا شمار کروں میں
سرم بر خط فرمانش نہادہ
اُسکے حکم بجالانے پر سر رکھے ہوئے ہوں
ولے کو بر من این اندیشہ بپسند
لیکن کہ ایسا خیال میری طرف پسند نہ کرے
زبد فرمان نفس معصیت رای
برے حکم نفس گناہگاری بتانیوالے سے
بفرزندی عزیزم نام برد است
عزیز نے فرزندی میں مجھکو مشہور کیا ہے

چہ باشد گر خورد از میوہ ات بر
کیا ہو جو تیرے میوے سے برخوردار ہووے
رطب چیند ز نخل دلربایت
چھوہارے توڑے تیرے دلربا درخت سے
اگر گاہی کنی سویش نگاہے
اگر کبھی ایک نگاہ اسکی طرف کرے تو
کند پیش کنیزانت کنیزی
تیری لونڈیوں کے آگے کرے غلامی
بیاد تنگ لعل گوہر بار بکشود
جواب میں موتی برسانے والے ہونٹھ کھولے
مشو بہر فریب من فسونساز
میرے دھوکا دینے کے لیے منتر مت پڑھ
بسا از وے عنایتہا کہ دیدم
اس سے بہت عنایتیں کہ دیکھیں میں نے
دل و جانم وفا پروردۂ اوست
دل اور جان میری اسکی وفا کی پرورش کی ہوئی ہے
نیارم کردن اوراحق گزاری
میں اُسکا حق نہیں ادا کر سکتا ہوں
بخدمتگاریم اینک ستادہ
ابتک اسکی خدمتگاری میں کھڑا ہوں میں
کہ سرپیچم ز فرمان خداوند
کہ سرتابی کروں میں مالک کے حکم سے
نہم در تنگنای معصیت پاے
گناہگاری کی تنگ گلی میں قدم رکھوں میں
امین خانۂ خویشم شمرد است
امانتدار اپنے گھر کا مجھکو شمار کیا ہے

نیم جز مرغ آب و دانهٔ او — خیانت چون کنم در خانهٔ او

مین سوائے اُسکے آب و دانہ کھانیکے کسی لائق نہین ہون — چوری اسکے گھر مین کیونکر کرون مین

خدائے پاک را در ہر سرشتی — جدا گانہ بود کارے و کشتی

ہر ایک خلقت یعنی شخص مین خدائے پاک کا — علٰحدہ ہوتا ہی ایک کاروبار یعنی طبائع مختلف ہین

بود پاکیزہ طینت پاک کردار — زنا زادہ نباشد جز زنا کار

ہوتے ہین پاک اصل کے پاک کام — سوا زناکاری کے بد اصل سے کچھ نہین ہوتا

ز مردم سگ ز سگ مردم نزاید — ز گندم جو ز جو گندم نیاید

انسان سے کتا اور کتے سے آدمی نہین پیدا ہوتا ہے — گیہون سے جو اور جو سے گیہون نہین نکلتا ہے

بسینه سرّ اسرائیل دارم — بدل دانائی از جبریل دارم

سینے مین بھید حضرت یعقوب کے رکھتا ہون مین — دل مین دانائی جبرئیل سے رکھتا ہون مین

اگر ہستم نبوت را سزاوار — بود ز اسحاقم استحقاق این کار

اگر مین پیغمبری کے لائق ہون — حضرت اسحاق سے ہوا ہے مجھکو تحقیق اس کام کی

گلے ام راز ہا در وے نہفته — ز گلزار خلیل الله شگفته

ایک پھول ہون مین جس مین بھید چھپے ہوئے ہین — باغ حضرت ابراہیم سے کھلا ہوا

معاذ الله که کاری پیشه سازم — که دارد از رہ این قوم بازم

پناہ خدا کی اس کام کا پیشہ کرون مین — جو رکھے اپنی قوم کی راہ سے علٰحدہ مجھکو

زلیخا این ہوس گو دور میدار — دل خویش و مرا معذور میدار

زلیخا سے کہہ اس ہوس کو دور رکھے — اپنے دل سے اور مجھکو معاف رکھے

که من دارم ز فضل ایزد پاک — امید عصمت از نفس ہوسناک

کہ خدائے پاک کے فضل سے رکھتا ہون مین — امید پاکی کی ہوس بھری نفس سے

رفتن زلیخا پیش یوسف و تضرع نمودن

جانا زلیخا کا سامنے حضرت یوسف کے اور زاری کرنا

و عذر کردن یوسف از حصول مراد

اور عذر کرنا یوسف کا مراد حاصل ہونے سے

ع ۱ [illegible]

ع ۲ [illegible]

[illegible] سوا دوسری بات سے ظاہر نہین ہو سکتی ہے ۱۲

ع ۳ اسرائیل نام یعقوب پیغمبر علیہ السلام کا ہے ۱۲

ع ۴ این قوم مراد حضرت یعقوب اور حضرت اسحاق اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے ۱۲

چو دایہ باز لیخا این سخن گفت
جب دایہ نے زلیخا سے آ کر یہ بات بیان کی
ز گفت او چو زلف خود برآشفت
اسکے کہنے سے مثل اپنی زلف کے پریشان ہوئی

برخسار از مژہ خون جگر ریخت
منھ پر پلکوں سے خون کلیجے کا گرایا
ز بادام سیہ عناب تر ریخت
آنکھ سیاہ سے آنسو سرخ گرائے

خرامان ساخت سرو راستین را
خرامان کیا سرو سیدھے کو یعنی کھڑی ہوئی
بسر سایہ فگند آن نازنین را
اُس نازنین کے سر پر سایہ ڈالا یعنی یوسف کی پاس گئی

بدو گفت ای سر من خاک پایت
اُس یعنی یوسف سے کہا اے میرا سر تیرے پاؤنکی خاک ہو
سرم خالی مبادا از ہوایت
سر میرا تیری خواہش سے خالی نہ ہووے

ز مہرت یک سر مویم تہی نیست
تیری محبت سے میرے سر کا کوئی بال خالی نہیں ہے
سر موی ز حالتیم آگہی نیست
آپ سے مجھکو بال برابر یعنی مطلق خبر نہیں ہے

خیالت ہست جان اندر تن من
میرے بدن کی جان ہے خیال تیرا
کمند تست طوق گردن من
طوق گردن میری کا تیری کمند زلف ہے

اگر جانست غم پروردہ تست
اگر جان ہے تیرے غم کی پالی ہوئی ہے
وگر تن جان بلب آوردہ تست
اور جو بدن لب پر جان لایا ہوا تیرا ہے

ز حال دل چگویم خود کہ چونست
اپنے حال سے کیا کہوں میں کہ کیسا ہے
ز چشم خونفشان یکقطرہ خونست
خون گرانیوالی آنکھ سے ایک قطرہ خون کا ہے

چنان در لجہ عشق توام غرق
تیرے عشق کے دریا میں ایسی غرق ہوں میں
کہ زو خالی نیم از پای تا فرق
کہ اس سے سر سے پاؤں تک خالی نہیں ہوں میں

ز من فصاد ہر رگ را کہ کاود
فصد کھولنے والا میری جس رگ کو چاک کرے
بجای خون غمت بیرون تراود
بجائے خون کے تیرا غم باہر ٹپکے

چو یوسف این سخن بشنید بگریست
جب یوسف نے یہ بات سُنی رو دیا
زلیخا آہ زد کاین گریہ از چیست
زلیخا نے آہ ماری کہ یہ رونا کیوں ہے

مرا چشمی تو خندان چون نشینم
تو میری آنکھ ہے کیونکر خندان بیٹھوں میں
کہ چشم خویش را در گریہ بینم
جب اپنی آنکھ کو رونے میں دیکھوں میں

چو از مژگان فشانی قطرہ آب
جب پلک سے گراتا ہے تو قطرہ پانی کا یعنی آنسو
چو آتش افگند در جان من تاب
آگ کی طرح میری جان میں جلن ڈالدیتا ہے

زمعجزہاے حسن تست دانم
تیرے حسن کے معجزون سے ہے جانتی ہون مین
کہ از آب افگنی آتش بجانم
کہ پانی سے آگ ڈالتا ہے تو میری جان مین

چو یوسف دید زو اندوہ بسیار
جب یوسف نے اسکو نہایت رنجیدہ دیکھا
شد از لب ہمچو چشم خود گہربار
ہوا لب سے مثل اپنی آنکھ کے موتی برسانیوالا

بگفت از گریہ زانم دل شکستہ
کہا رونے سے اس سبب سے مین دل شکستہ ہون
کہ نبود عشق کس بر من خجستہ
کہ کسی کو میرا عشق مبارک نہین ہوتا ہے

چو زد عمہ براہ مہر من گام
جب پھوپھی نے میری محبت کی راہ مین قدم رکھا
بدزدی در جہانم ساخت بدنام
چوری مین مجکو جہان مین بدنام کیا

زاخوانم پدر چون دوست تر داشت
مجکو باپ جو اور بھائیون سے زیادہ چاہتا تھا
نہال کین من در جان شان کاشت
برے کینے کا درخت انکی جان مین بویا

ز نزدیک پدر دورم فگندند
باپ کے پاس سے مجکو دور ڈال دیا
بخاک مصر مہجورم فگندند
ملک مصر مین جدا کر مجکو ڈالا

شود دل دمبدم خون در بر من
سینے مین میرے دل ہر دم خون ہوا جاتا ہے
کہ تا عشقت چہ آرد بر سر من
کہ تیرا عشق کیا لاوے ہے میرے سر پر

بلے سلطان معشوقان غیور است
سچ ہے بادشاہ معشوقون کا وہ خدا ہے
بشرکت ملک معشوقیش دور است
اسکی معشوقی کا ملک شرکت سے دور ہے

نمی خواہد ز انجام و ز آغاز
نہ چاہے گا اول اور آخر سے
درین منصب کسی را با خود انباز
اس منصب مین کسی کو اپنا ہمسر

برعنائے چو سروے سرفرازد
خود آرائی سے جب کوئی سرو سر بلند کرتا ہے
چو سایہ زیر پایش پست سازد
مثل سایہ کے اسکو پانو کے نیچے روندتا ہے

بزیبائی چو ماہے رخ فروزد
خوبصورتی مین جو کوئی چاند منھ چمکاتا ہے
زبرق غیرتش خرمن بسوزد
غیرت کی بجلی سے اسکا کھلیان جلاتا ہے

رسد چون خور باوج چرخ دوار
پہونچتا ہے جب آسمان گردش کھانیوالے کی بلندی پر آفتاب
بسوے مغربش سازد نگونسار
پچھم کی طرف اسکو اوندھا یعنی غروب کرتا ہے

چو مہ را ایر برآید قالب از نور
جب چاند کا قالب نور سے بھرا نکلتا ہے
کند رنج محاقش زار و رنجور
کرتا ہے رنج بے نور ہونیکا اسکو ضعیف اور رنجیدہ

زلیخا گفت کای چشم و چراغم
زلیخا نے کہا کہ اے چشم و چراغ میرے
فروغ تو زمہ دادہ فراغم
روشنی تیری نے چاند کی روشنی سے مجھکو بے پروا کر دیا

نمی گویم کہ در چشمت عزیزم
نہین کہتی ہون کہ تیری نظر مین عزیز ہو نہین
کنیزان ترا کمتر کنیزم
تیری ادنی لونڈیون کی لونڈی ہون مین

چہ باشد گر کنیزی را نوازی
کیا ہو اگر تو ایک لونڈی کو سرفراز کرے تو
ز بند محنتش آزاد سازی
رنج کے قید سے اس کو آزاد کرے تو

نیاید زین کنیز کمترینہ
نہو سکیگا اس نہایت کمتر لونڈی سے
بجز شوق دل و سوز سینہ
سوائے شوق دل اور سوز جگر کے

نہ من از جان فزون میدارمت دوست
مین تجکو کیا جان سے زیادہ عزیز نہین رکھتی ہون
گمان دشمنی بردن نہ نیکوست
گمان دشمنی کا تجکو لیجانا بہتر نہین ہے

کسے آزار جان خود نخواہد
کوئی شخص اپنی جان کی ایذا نہین چاہتا ہے
بہیچ آفت روان خود نخواہد
کوئی آفت اپنی جان پر نہین چاہتا ہے

مرا از تیغ ہجرت دل دو نیم است
تیری ہجرت کی تلوار سے میرا دل دو ٹکڑے ہے
ترا از کین من چندین چہ بیم است
پھر تجکو میری دشمنی سے اس قدر کیا خوف ہے

بکن لطفے و از لب کام من دہ
ایک مہربانی کر اور ہونٹھ سے میرا مقصد دے
زمانے رام شو آرام من دہ
تھوڑے دن تابعدار بن مجکو آرام دے

بزن یک گام در ہمراہی من
مار ایک قدم میرے ساتھ چلنے مین
ببین جاوید دولتخواہی من
دیکھ میری ہمیشہ کی دولتخواہی کو

جوابش داد یوسف کای خداوند
جواب اسکو دیا یوسف نے کہ اے مالک
منم پیشت بلند بندگی بند
مین تیرے آگے قید بندگی مین بندھا ہون

برون از بندگی کاری ندارم
بندگی سے باہر کوئی کام نہین رکھتا ہون مین
بقدر بندگی فرمای کارم
موافق بندگی کے بتلا کام مجکو

خداوندی مجو از بندہ خویش
اپنے بندے سے خداوندی مت ڈھونڈھ
بدین لطفم مکن شرمندہ خویش
اس مہربانی سے اپنا شرمندہ مجکو مت کر

کیم من تا ترا دمساز گردم
مین کون ہون کہ تیرا دوست ہون مین
درین خوان با عزیز انباز گردم
اس خوان مین عزیز کے ساتھ شریک ہون مین

بباید پادشه آن بنده را کشت
ایسے بندے کو بادشاہ کو مار ڈالنا چاہیے
مرا به گر کنی مشغول کارے
مجکو بہتر ہے جو تو کسی ایسے کام میں مشغول کرے
ز خدمتگاریت سر بر نیارم
تیری خدمتگاری سے سر نہ اٹھاؤنگی میں
ز خدمت بندگان آزاد گردند
خدمت سے غلام آزاد ہو جاتے ہیں
ز نیکو خدمتان خاطر شود شاد
اچھی خدمت کرنیوالوں سے دل خوش ہو جاتا ہے
زلیخا گفت کاے فرخنده اختر
زلیخا نے کہا کہ اے مبارک نصیب
بهر جاییکه کارے آیدم پیش
جس جگہہ کوئی کام مجھے پیش آتا ہے
چه خوش باشد که ایشانرا گذارم
کہا اچھا معلوم ہو جب اُن کو چھوڑ دوں میں
بود پا از برائے ره سپردن
پاؤں راہ چلنے کے واسطے ہوتے ہیں
بجائے پا چو ره بر خار بینی
پاؤں کی جگہہ جب راہ کانٹے بھری دیکھے تو
چو یوسف این سخن بشنید زو گفت
یوسف نے جب زلیخا سے یہ بات سنی اُس سے کہا
چو صبح از صادقی در مهر رویم
مثل صبح کے سچائی کیوجہ سے میرے چہرے کے آفتاب کے
مرا چون آرزو خدمتگزاریست
مجکو جب خدمتگاری کی آرزو ہے

که زود در یک نمکدان با وی انگشت
کہ ایک نمکدان میں برابر اُسکے انگلی ڈالے
که در روی بگذرانم روزگارے
کہ اُسمیں ایک زمانہ گذر کردوں میں
بصد جهدت حق خدمتگزارم
سو کوشش سے تیری خدمت کا حق ادا کرونگا میں
بمنشور عنایت شاد گردند
عنایت کے فرمان سے خوش ہو جاتے ہیں
نگردد بنده بد خدمت آزاد
بری طرح خدمت کرنیوالا غلام آزاد نہیں ہوتا ہے
که هستم پیش تو از بنده کمتر
تیرے آگے میں بندے سے کمتر ہوں
بود آنجا بپا صد کارگر بیش
سو سے زیادہ کام کرنیوالے وہاں موجود ہو جاتے ہیں
بهر کارے ترا در کار دارم
تجکو ہر ایک کام میں نوکر بناؤنگی میں
نباید دیده را چون پا شمردن
آنکھ کو مثل پاؤں کے نہ سمجھنا چاہیے
اگر دیده نهی آزار بینی
اگر آنکھ رکھدے تو تکلیف دیکھے تو
که ای جان و دولت با مهر من جفت
کہ اے زلیخا تیری جان اور دل میری محبت کیساتھ ہمدم رہے
مزن دم جز بوفق آرزویم
دم مت کر میرے موافق آرزو کے سوا
خلاف آن نه رسم دوستدار است
خلاف اسکے طریقہ دوستداری کا نہیں ہے

دلی کو مبتلای دوست باشد
جو دل کہ عاشق دوست کا ہو
رضای خود بہ بازد در رضایش
خوشی اپنی ہار ڈالتی کھو دیتا ہے اس کی خوشنودی میں
ازان یوسف ہمیداد این سخن ساز
اس سبب سے یوسف علیہ السلام یہ بات بناتا تھا
ز صحبت داشت بیم فتنہ و شور
صحبت سے خوف فساد اور بدنامی کا رکھتا تھا
خوش آن بہ کہ از آتش گریزد
وہی روئی بہتر ہے کہ آگ سے بھاگتی دور رہے

مراد او رضای دوست باشد
مراد اُسکی خوشی معشوق کی ہو
نہد روی رضا بر خاک پایش
منہ خوش ہونیکا اُسکے پاؤں کی خاک پر رکھد یتا ہے
کہ تا در خدمت از صحبت رہد باز
کہ خدمت کے حیلے میں صحبت سے چھوٹ جاوے
بخدمت خواست تا گردد از و دور
خدمت کے حیلے میں چاہتا تھا کہ اُس سے دور رہے
چو نتواند کہ با آتش ستیزد
جب آگ سے لڑ نہیں سکتی ہے

فرستادن زلیخا یوسف را بجانب باغ و مہیا ساختن اسباب او

بھیجنا زلیخا کا حضرت یوسف کو طرف باغ کے اور اس کے واسطے سامان موجود کرنا

چمن پیرای باغ این حکایت
اس داستان کے باغ سنوار نیوالا یعنی باغبان نے
کہ چون یوسف ز لبہای شکر خا
کہ جب یوسف نے اپنے شکر کھانیوالے ہونٹھ سے
زلیخا داشت باغی وہ چہ باغی
زلیخا ایک باغ رکھتی تھی ایسا اچھا باغ
بگرد ش ز ارغ و گل سوری کشیدہ
چاروں طرف اس کے چار دیواری کھینچی تھی

چنین کرد از کہن پیران روایت
پرانے بڈھوں سے اسطرح روایت کی
فشاند این تازہ شکر بر زلیخا
گرائی یہ تازہ شکر زلیخا پر یعنی زلیخا سے کہا
کز و بر دل ارم را بود داغی
جس سے باغ بہشت کے دل پر داغ تھا
گل سوری ز اطرافش دمیدہ
پھول سرخ اس کے کنارو نپر لگے ہوے

ازان یعنی اس سبب سے مطلب یہ کہ یوسف اس سبب سے اس قسم کی باتیں کرتا تھا کہ زلیخا کی صحبتی سے باز رہے اور کوئی کام علاوہ ایسا نہ سے ۱۲ مطلب یہ کہ روئی سکے یہ آگ سے دوری ...

درختانش کشیده شاخ در شاخ
درخت اُس کے بلند نہایت گنجان

به تنگ آغوشی هم نیک گستاخ
آپس کی تنگ آغوشی میں بہت گستاخ یعنی برابر برابر

چنارش را قدم بر دامن سرو
چنار اُس کے کا قدم سرو کے دامن پر

حمائل دستها در گردن سرو
ہاتھ سرو کی گردن میں حمائل کی طرح پڑے ہوئے

نشسته گل ز غنچه در عماری
بیٹھے ہوئے پھول کلیوں کی عماری میں

لگفته نارون در چتر داری
نارون آگے سر و نیم چھتری لگائے ہوئے

چمن نارنج بن را صحن میدان
چمن درخت نارنج کا صحن میدان

بکف نارنج و شاخش گوی و چوگان
ہاتھ میں نارنج مثل گیند کے اور ٹہنیاں اُسکی چوگان

در ان میدان که خالی بود ز آفت
اس میدان میں کہ وہ آفت سے خالی تھا

ربوده از همه گوی لطافت
سب سے لطافت میں سبقت لیے ہوئے

قد رعنا کشیده نخل خرما
قد اچھا بلند چھوہارے کے درخت کا

گرفته باغ را از وی کار بالا
باغ نے اُس سے ترقی پکڑی

ز حلوا خرمنی هر خوشه از وی
حلوے کا ایک کھلیان اُس کی ہر ایک بالی سے

گرفته خسته جانان توشه از وی
لیا کمزوروں نے کھانا یعنی طاقت اُس سے

بسان دایگان پستان انجیر
مثل دائیوں کے چھاتیاں یعنی ہونڈیاں انجیر کی

پی طفلان باغ از شیره پر شیر
باغ کے لڑکوں کے لیے شیرہ سے دودھ بھری ہوئیں

بدان هر مرغ کی انجیر خواره
انجیر پر ایک انجیر کھانے والا پرند

دهان برده چو طفل شیر خواره
منہ مثل دودھ پینے والے بچوں کے لگائے ہوئے

فروغ خور بصحنش نیمروزان
روشنی آفتاب کی اُسکے صحن میں دوپہر کو

ز زنگاری مشبکها فروزان
زنگاری جھجھریوں سے روشن

بهم آمیخته خورشید و سایه
آپس میں ملا ہوا یعنی کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤں نے

ز مشبک وز زمین را داده مایه
مشبک و زر سونے یعنی دھوپ چھاؤں سے زمین کو نقوش دی

ز جنبش لمعهای نور در ظل
جنبش روشنیوں یعنی اجالے کی سایے میں

دو فتلی را شده زرین جلاجل
پھول کے بن کو سنہری جھانجھنیں ہو گئیں

عنادل زان جلاجل نغمه پرداز
بلبلیں اُن جھانجھوں سے راگ گانیوالی

در ین فیروزه کاخ افگنده آواز
اُس نیلے محل یعنی آسمان میں شور ڈالنیوالی

ز باد و سایهٔ بیدش هزاران
ہوا اور اس کے سایہ بید سے ہزاروں

طپیده ماهیان در جویباران
مچھلیاں نہروں مین تڑپتی ہوئی تھین

برفته روب باغ از خوب وناخوب
واسطے باغ کے اچھے برے صاف کرنیکے

کشیده سایهٔ هر شاخ جاروب
کھینچی ہر شاخ کے سایے نے جھاڑو

ز خط سبزه خاکش لوح تعلیم
سبزے کے خط سے زمین اسکی تختی تعلیم کی

کشیده جوی آبش جدول از سیم
کھینچی پانی کی نہرنے اسکی جدول روپہلی

ازان لوح مجدول خرده دانان
اس جدول کی ہوئی تختی سے باریکی جاننے والے

رموز صنع حی پاک خوانان
اسرار خداے پاک کی کاریگری کے پڑھنے والے

گل سرخش چو خوبان ناز پرورد
پھول سرخ اسکے خوبصورتوں کی طرح ناز کے پالے ہوے

برنگ عاشقان روی گل زرد
مانند عاشقوں کے رنگ زرد پھول کا

صبا جعد بنفشه تاب داده
باد صبا نے بنفشہ کی چوٹی گوندھی

گره از طرهٔ سنبل گشاده
گرہ سنبل کی زلف سے کھولی

سمن با لاله و ریحان هم آغوش
چمیلی لالہ اور ریحان سے ہم پہلو

زمین از سبزهٔ تر پرنیان پوش
زمین ہری ہری گھاس سے پرنیان پہننے والی

بهم بسته دران نزهتگه خور
ملے ہوے اس خور کی تازگی دینے والی جگہ مین

دو حوض از مرمر صافی چو بلور
دو حوض سنگ مرمر کے بلور کی مانند صاف

میان شان چو دیده فرق اندک
درمیان انکے مثل آنکھ کے تھوڑا فرق

بعینه هر یکی چون آن دگر یک
بالکل ہر ایک مثل اس دوسرے کے

نه از تیشه دران زخم تراشے
نہ انمین نشان بسولے سے تراشنے کا

نه از زخم تراش آنرا خراشے
نہ تراشنے کے زخم سے ان مین کوئی کھردرا پن

نه آنرا بند پیدا و نه پیوند
نہ اسکا بند ظاہر اور نہ جوڑ

شده کند اندران فکر خردمند
ہوئی عاجز اسمین فکر عقلمند کی

تصور کرده با خود هر که دیده
خیال کیا ساتھ اپنے جس نے کہ دیکھا

که بی بند است پیوند آفریده
کہ بے بند کے جوڑ پیدا کیا ہے خدا نے

زلیخا بهر تسکین دل تنگ
زلیخا واسطے تسکین دل تنگ کے

چو کردی جانب آن روضه آهنگ
جب اس باغ کی طرف ارادہ کرتی

یکی بودی لبالب کرده از شیر
ایک کو بھر دا دیتی دودھ سے
پرستاران آن ماهِ فلک مهد
لونڈیان اُس چاند آسمان گہوارے بیچنے زلیخا کی
میان آن دو حوض افروخت تختی
درمیان اُن دونوں حوضوں کے بچھوایا ایک تخت
بترک صحبتش گفتن رضا داد
اسکو واسطے ترک صحبت کرنے کے اجازت دی
بگل مرغ چمن زد داستانی
پھولوں سے چمن کی چڑیوں نے بیان کی ایسی داستان
چو باشد باغ و بستان جنت ایوان
جب ہو باغ اور باغ کا مکان مثل بہشت کے
صد از زیبا کنیزان سمن بر
سو چنبیلی کے سی خوبصورت بدن کی تھی نازک لونڈیان
چو سرو ناز قائم ساخت آنجا
مثل سرو ناز کے قائم کین وہان
بگفتش کای سر من پایمالت
کہا یوسف نے کہ اے سر میرا پامال تیرے
اگر من پیش تو بر تو حرامم
اگر ہون تیرے نزدیک تجھ پر حرام ہون
بسوی هر که خواهی گام بردار
جسکی طرف تو چاہے قدم بڑھا تو
بر آن کامی که ایام جوانی
مقصد ور ہو کر زمانہ جوانی کا
کنیزان را وصیت کرد بسیار
لونڈیون کو وصیت بہت کر دی

یکی از شهد گشتی چاشنی گیر
ایک شہد سے ہوتا چاشنی لینے والا
از آن یک شیر نوشیدی ازان شهد
اس ایک سے دودھ پیتی اور اُس ایک سے شہد
برای همچو یوسف نیک بختی
مثل یوسف کے ایسے نیکبخت کے واسطے
بخدمت سوی آن باغش فرستاد
واسطے خدمت کے طرف اس باغ کے اُسکو بھیجا
که خوش باغی و نیکو باغبانی
کہ کیا اچھا باغ اور کیسا تھا اچھا باغبان
نشاید باغبان جز حور و رضوان
نہیں چاہیے باغبان سوا رضوان اور حور کے
همه دوشیزه و پاکیزه گوهر
سب کنواری اور پاک ذات
پی خدمت ملازم ساخت آنجا
واسطے خدمت کے نوکر رکھیں وہان
تمتع زین بتان کردم حلالت
برخورداری ان خوبصورتوں سے مین نے تجھکو حلال کر دی
وزین معنی بنهایت تلخ کامم
اس بات سے نہایت ناامید ہون مین
ز وصل هر که خواهی کام بردار
جس کے وصل سے تو چاہے مقصد حاصل کر
بود وقت نشاط و کامرانی
ہوتا ہے وقت عیش اور مقصد وری کا
که ای نوشین لبان زنهار زنهار
کہ اے شیرین لبون ہرگز ہرگز یعنی خبردار

بجان در خدمت یوسف بکوشید
جان سے یوسف کی خدمت میں کوشش کرنا تم
بہر جائے طلب وارو بنازید
جس جگہہ بلاوے دوڑنا تم
بہر حکمے کہ راند شاد باشید
جس حکم سے کہ چلاوے وے خوش رہنا تم
وے از ہر گرد بہرہ بردار
لیکن جس سے کہ ہووے نصیب ور
ہمیزد گویا چون ناشکیبے
مارتی یعنی کھینچتی تھی مثل بے صبر کے تو
کہ ہر کا قد پسند او ازان خیل
کہ جو کوئی پسند اُس کے بڑے اُس گروہ سے
نشاند خویش را پنہان بجایش
بٹھلاوے آپکو پوشیدہ اُس کی جگہہ پر
بزیر نخل رعنایش نشیند
اُسکے درخت رعنا کے نیچے بیٹھے
چو یوسف را فراز تخت بنشاند
جب یوسف کو اوپر تخت کے بٹھلایا
کنیزان را بہ پیش او بپا کرد
لونڈیوں کو اُس کے آگے کھڑا کیا
دل و جان پیش یار خویش بگذاشت
دل اور جان اپنا آگے یار کے چھوڑ دیا
خوش آن عاشق کہ بر فرمان معشوق
اچھا وہ عاشق کہ معشوق کے حکم پر
چو خواہد خاطر معشوق دورے
جو چاہے دل معشوق کا دوری

وگر زہر آید از دستش بنوشید
اور اگر زہر اُسکے ہاتھ سے ملے پی لینا تم
بجانبازی برائے او بنازید
اسکے واسطے جانبازی پر فخر کرنا تم
بزیر حکم او منقاد باشید
اُسکے حکم کی تابعدار رہنا تم
مرا باید کند اول خبردار
چاہیے کہ پہلے مجکو خبر کر دے
بلوح آرزو نقش فریبے
آرزو کی تختی پر ایک نقش فریب کا
بوقت خواب سوئی او کند میل
سوتے وقت طرف اُس کے رغبت کرے
خورد بر از نہال دلربایش
پھل کھاوے درخت دلربا اُس کے سے
رطب چینید ولی در دیدہ چینید
چھوہارے توڑے لیکن چرا کر چنے
نثار جان و دل در پایش افشاند
جان اور دل قربان کرکے اُسکے پانون پر ڈالدیا
بخدمت سرو بالاتاش دوتا کرد
واسطے خدمت کے اُسکے سیدھے قد کو خمیدہ کیا
بہ تن راہ وثاق خویش برداشت
بدن سے راہ اپنے گھر کی لی
بود خوش بر دلش ہجران معشوق
رہے وہ خوشدل معشوق کی جدائی پر
کند بر محنت ہجران صبورے
کرے رنج جدائی پر صبر

چو نبود وصل دلبر ہاے دلبر	بود صد بار ہجر از وصل خوشتر
جو نہو ملاقات معشوق کی یعنی اپنی منظور معشوق کو	وصل سے سو درجے جدائی بہتر ہے

عرض کردن کنیزکان جمال خویش را بر یوسف ؑ

دکھلانا لونڈیون کا اپنے اپنے حسن حضرت یوسف ؑ کو

شبانگہ کز سواد شعر گلریز
رات کو کہ سیاہ پردہ گلریز یعنی ستارون سے
فلک شد نو عروس عشوہ انگیز
آسمان ہوا نئی دلہن عشوہ کرنیوالی

زپروین گوش را عقد گہر بست
ستارون سے کانون مین موتی کی لڑیان پہنین
گرفت از شکل مہ آئینہ در دست
لیا ہاتھ مین آئینہ چاند کی طرح

کنیزان جلوہ کرد در عشوہ و ناز
لونڈیان جلوہ دکھانیوالی عشوہ اور ناز مین
ہمہ دستان نمائی جلوہ پرواز
سب مکر کرنے والی اور جلوے دکھانے والی

بگرد تخت یوسف صف کشیدند
یوسف کے تخت کے گرد قطار برابر لگائی
فسون دلبری بروی دمیدند
دل چرانے کے لیے منتر اسپر پھونکے

یکے شد از لب شیرین شکر ریز
ایک میرے ہونٹھ سے شکر ٹپکنے لگی
کہ کام خود کن از من شکر آمیز
کہ مقصد اپنا کر مجھ سے شکر ملا ہوا یعنی حاصل کر

زتنگ شکر من بند بکشاے
میرے منھ سے گرہ کھول
بسان طوطی از من شو شکر خای
مانند طوطی کے مجھ سے شکر کھا یعنی بات کر

یکے از غمزہ سوئیش کرد اشارت
ایک نے غمزے سے اُسکی طرف اشارہ کیا
کہ از اوصاف تو قاصر عبارت
کہ تیری تعریف سے عبارت قاصر ہے

مقامت میکنم چشم جہان بین
مقام تیرا اپنی جہان دیکھنے والی آنکھ بناتی ہون مین
بیا بنشین بچشم مردم آئین
آ آنکھ مین پتلی کی طرح آکر بیٹھ

یکے بنمود سرو پرنیان پوش
ایک سرو پرنیان پوش نے یون ظاہر کیا
کہ امشب سرو است با تو ہم آغوش
کہ آج کی رات تیرا ہم آغوش یہ سرو ہو یعنی مین ہون

کجا در مہد عشرت شاد خسپی
کہان عشرت کے گہوارے مین خوش سوئیگا تو
اگر زین سرو ناز آزاد خسپی
اگر اس ناز کے سرو یعنی مجھسے علحدہ سوئیگا تو

یکی در زلف مشکین حلقه افگند
ایک نے سیاہ زلف پیچان میں حلقے ڈالے
که هستم بی سر و پا حلقه مانند
کہ ہون مین بے سر و پا مثل حلقے کے

بروی من دری ز وصل بگشای
میرے منہ پر ایک دروازہ وصل سے کھول
مکن چون حلقه ام بیرون در جای
مت کر میری مثل زنجیر دروازے کے باہر جگہ

یکی برداشت دست نازنین را
ایک نے نازک ہاتھ کو اٹھایا
ببالا زد ز ساعد آستین را
اٹھائی پہونچے سے آستین

که دفع چشم بد را زان شمائل
کہ نظر بد کے دور کرنیکو اس خوبصورت سے تیرے
بگردن دست من بادت حمائل
گردن مین تیری میرا ہاتھ حمائل ہووے جیسے

یکی گرد میان مو را کمر کرد
ایک نے گرد کمر کے بالون کا پٹکہ بنایا
ز مو آرایش موی دگر کرد
بالون سے آرائش بال دوسرے یعنی کمر کی کی

کمر کن دست یعنی بر میانم
یعنی پٹکہ بناؤ اپنے ہاتھ کو میری کمر پر
که بر لب آمد از دست تو جانم
کہ لب پر آگئی تیرے ہاتھ سے میری جان

بدینسان هر یکی زان ماهرویان
اسی طرح ہر ایک ان خوبصورتون سے
ز یوسف وصل را میبود جویان
یوسف سے وصل کی طالب ہوتی تھی

وشان بود او چو خوبی تازه باغی
اور لیکن تھا وہ خوبی مین ایک تازہ باغ
وزان مشت گیاه او را فراغی
ان تھوڑی گھاس یعنی خوبصورتون سے بے پروا

ولی بودند یکسر گرد دستان
لیکن تھین سراپا چھلاوہ اور مکر
بصورت بت بسیرت بت پرستان
ظاہر مین مثل بت کے حقیقت مین بت پرست

ولی یوسف جز این معنی نخواست
اور لیکن یوسف سوا اس بات کو اور کچھ نہین چاہتا تھا
که گرد در ره شان در بندگی راست
کہ ہو جاوے بندگی خدا مین انکی سیدھی

بایشان هرچه گفت از راه دین گفت
آپنے جو کچھ کہا راہ دین سے سمجھایا
پی دفع شک اسرار یقین گفت
واسطے شک دور کرنے کے بھید یقین کے بیان کیے

نخستین گفت کای زیبا کنیزان
پہلے کہا اے خوبصورت لونڈیو
بچشم مردم عالم عزیزان
جہان کے لوگون کی نظر مین عزیز معلوم ہونیوالیو

درین عزت ره خواری مپوئید
اس عزت مین راہ ذلت کی مت چلو تم
بجز آئین دینداری مجوئید
سوا طریق دینداری کے اور کچھ نہ ڈھونڈھو تم

از این عالم برون ما را خدایست
ہمارا خدا اس جہان سے باہر ہے
کہ رہ گم کردگان را رہنمایست
جو راہ بھولے ہووے ہیں انکو راہ بتانیوالا ہے

گل ما از نم رحمت سرشت است
ہماری مٹی کو اُسنے آب رحمت سے خمیر کیا ہے
ز دانائی درآن گل تخم کشت است
دانائی سے اُس مٹی میں دانہ بو دیا ہے

کہ تا زان دانہ برخیزد نہالے
تاکہ اس دانے سے پیدا ہو کوئی پودھا
درین بستان سرا یابد کمالی
اس باغ یعنی دنیا میں پاوے ایک کمال

کشد سوی بلندی سر ز پستی
کھینچے پستی سے سر طرف بلندی کے
دہد بر میوۂ یزدان پرستی
دیوے پھل میوہ خداپرستی کا

پرستش جز خدائی را روا نیست
پرستش سوا اُس خدا کے کسی کی جائز نہیں ہے
کہ غیر او پرستش را سزا نیست
کوئی سوا اُسکے پرستش کے لائق نہیں ہے

بیا تا بعد ازین او را پرستیم
آؤ تاکہ بعد اسکے یعنی اب اُسکی پرستش کریں ہم
کہ بی او ہر کجا ہستیم پستیم
کیونکہ بے اُسکے جسجگہ ہیں ہم پست ہیں ہم

بسجدہ باید او را سر نہادن
اُسکے سجدے میں سر جھکانا چاہیے
کہ او داد ست سر را سجدہ دادن
جسنے تم کو سر دیا واسطے سجدہ کرنے کے

چرا دانا نہد پیش کسی سر
کیون دانا سر جھکا دیگا اُس شخص کے آگے
کہ پا و سر بود پیشش برابر
جسکے آگے پاؤں اور سر برابر ہووے

بدست خود بت سنگین تراشند
اپنے ہاتھ سے بُت پتھر کے تراشتے ہیں
ز مہر او دل غمگین خراشند
اُسکی محبت سے دل کو زخمی کرتے ہیں

بود معلوم کز سنگی چہ خیزد
معلوم ہے کہ ایک پتھر سے کیا ہو سکتا ہے
بمعبودیش جز ننگی چہ خیزد
اُسکے معبود بنانے میں سوا شرم کے کیا حاصل ہوتا ہے

چو یوسف ز اول شب تا سحرگاہ
جب یوسف نے سر شام سے صبح تک
بوعظ آن غافلان را کرد آگاہ
نصیحت سے اُن غافلوں کو خبردار کر دیا

ہمہ لب در ثنای او کشادند
سب نے زبان اُسکی تعریف میں کھولی
سر طاعت بپای او نہادند
سر بندگی کا اُسکے پاؤں پر رکھا

یکایک را شہادت کرد تلقین
ایک ایک کو شہادت کی تعلیم کی
دہان جملہ شد زان شہد شیرین
سب کا منہ اُس شہد سے میٹھا ہو گیا

خوشا شہدی کہ ہر کز وی یک انگشت
اچھا وہ شہد کہ ہر شخص اس سے ایک انگلی
بدست آرد بہر تلخی کند پشت
ہاتھ میں لے ہر کھٹائی کے بعد یعنی منھ میٹھا کرے

نگردد کور دیوے سعادت
نہ ہووے اندھا شیطان کمبخت
بجز از زخم انگشت شہادت
سوا اس انگشت شہادت کے زخم کے

رسید از چشم زخمش آن خردمند
چھوٹا نکلے چشم زخم سے وہ عقلمند یعنی یوسف ع
کز انگشت شہادت چشم او کند
کہ شہادت کی انگلی سے انگلی آنکھیں نکال دیں

زلیخا جست وقت بامدادان
زلیخا نے ڈھونڈھی یعنی ملی صبح کے وقت
بیوسف راہ خرم طبع و شادان
طرف یوسف کے نہایت خوشی خوشی راہ

گروہے دید گرداگرد یوسف ع
ایک گروہ کو دیکھا گرد یوسف ع کے
پی تعلیم دین شاگرد یوسف
واسطے سیکھنے دین کے، مرید یوسف کا

بتان بشکستہ و بگسستہ زنار
بت توڑے ہوے اور جنیو توڑے ہوے
ز سبحہ یافتہ سررشتہ کار
تسبیح سے پایا سررشتہ کام کا

زبان گویا بتوحید خداوند
زبانیں بات کرنیوالی خدا کی وحدت میں
میان با عقد خدمت تازہ پیوند
کمر ساتھ گرہ خدمت کے نئی جوڑے ہوے

بیوسف ع گفت کای از فرق تا پای
یوسف ع سے کہا کہ اے سر سے پانوں تک
دل آشوب و دل آرام و دل آرای
دل بےچین کرنیوالی اور دل کو آرام دینیوالا اور خوش کرنیوالا

برخ سیمای دیگر داری امروز
منھ پر پیشانی پر یعنی رونق اور آج رکھتا ہے تو
جمال از جای دیگر داری امروز
خوبصورتی دوسری جگہ سے یعنی دوسری طرح آج رکھتا ہے

چہ کردی شب کہ حسنت از دی افزود
رات کو تو نے کیا کیا کہ تیرا حسن اس سے بڑھ گیا
دری دیگر ز خوبی بر تو بکشود
خوبی کا ایک دوسرا دروازہ تجھ پر کھل گیا

چہ خوردی دوش کین پیرایہ ات داد
کیا کھایا تو نے کل جسنے یہ خوبی تجھکو دی
ز خوبان جہان بالاییت داد
جہان کے معشوقوں سے تجھکو برتری دی

ہمانا صحبت این نازنینان
تحقیق کہ صحبت ان نازنینوں نے
سمن رخسارگان سیمین سرینان
چنبیلی کے سے رخساروں کے چاندی کے سے بدنوں نے

ترا حسن و جمال دیگر افزود
تیرا حسن اور جمال دونا بڑھا دیا
جمالت را کمال دیگر افزود
تیرے جمال کا کمال دونا زیادہ کر دیا

بلی میوہ ز میوہ رنگ گیرد
سچ ہے میوے سے میوہ رنگ پکڑ لیتا ہے
بسی زینگونہ با آن غنچہ لب گفت
بہت اسطرح کی باتین اس غنچہ لب یعنی یوسف سے کہین
دہان را از تکلم تنگ میداشت
منھ کو بات کرنے سے بند کیے رہا
سر از شرمندگی بالا نمیکرد
بسبب شرمندگی سے اوپر نہ اٹھاتا تھا
زلیخا چون بدید آن سرکشیدن
زلیخا نے جب وہ سرکشی یعنی بے رخی دیکھی
ز حسرت آتشی در جانش افروخت
افسوس سے ایک آگ اسکی جان مین جلی
بناکامی وداع جان خود کرد
بے مقصدوری سے اپنی جان کو رخصت کیا

ز خوبان خو بد و خوبی پذیرد
خوبصورتوں ہی خوبصورت اور خوبصورتی قبول کرتا ہے
ولی او ہیچ ازین گفتار نشکفت
لیکن وہ کچھ بھی ان باتوں سے خوش نہ ہوا
دو رخسار از حیا گلرنگ میداشت
دونون رخسارے شرم سے سرخ رنگ کے رہا
نگاہ الا بہ پشت پا نمیکرد
مگر نگاہ پاؤں کی پیٹھ پر کیے تھا
بچشم مرحمت سویش ندیدن
مہربانی کی نظر سے طرف اسکے نہ دیکھنا
بداغ ناامیدی سینہ اش سوخت
ناامیدی کے داغ سے اسکے جگر کو جلادیا
رخ اندر کلبۂ احزان خود کرد
منھ اپنے گھر غمگین کی طرف کیا یعنی چلی

تضرع زلیخا پیش دایہ وحیلہ جوئی مواصلت یوسف

رونا زلیخا کا دایہ کے آگے اور تدبیر یوسف کی ملاقات کی پوچھنا

چو با آن کشتۂ سودای یوسف
جب اس یوسف کی محبت کی کشتہ یعنی زلیخا پر
شبی در کنج خلوت دایہ را خواند
ایک رات گوشہ تنہائی مین دایہ کو بلایا
بدو گفت ای توان بخش تن من
اس سے کہا اے میرے بدن کو طاقت دینے والی
گر از جان دم زنم پروردۂ تست
اگر مین جان کا دعوی کروں تیری پالی ہوئی ہے

ز حد بگذشت استغنای یوسف
حد سے یوسف کی بے پروائی گذری
بصد مہرش بہ پیش خویش بنشاند
سو مہربانیوں سے اپنے پاس اسکو بٹھلایا
چراغ افروز جان روشن من
چراغ روشن کرنیوالی میری روشن جان کی
و را ز تن شیر رحمت خوردۂ تست
اور جو بدن ہے وہ بھی تیرا ہی دودھ پیے ہوئے ہے

زمہر تو کہ از مادر ندیدم
تیری مہربانی سے جیسی ماں سے نہ دیکھی میں نے
زہجران تا بکے رنجور باشم
جدائی سے کب تک رنجیدہ رہوں میں
چہ باشد گر طریق مہربانی
کیا ہو جو مہربانی کی راہ سے
چو زینسان یار بیگانہ است بامن
جب اس طرح بیگانہ ہے میرا یار مجھ سے
ہر آن معشوق کز عاشق نفورست
جو معشوق کہ عاشق سے نفرت کرنیوالا ہے
چو پیوندی نباشد جان و دل را
جب لگاؤ نہو کوئی جان اور دل کو
جوابش داد دایہ کای پریزاد
اسکو دایہ نے جواب دیا کہ اے پریزاد
جمال دلربا دادت خداوند
خداوند نے تجکو دلفریب خوبصورتی دیا ہے
اگر نقاش چین در آرزویت
اگر چین کے مصور یعنی مانی و بہزاد تیری آرزو میں
بتان یکسر بجویت زندہ گردند
تمام تصویریں تیری آرزو میں زندہ ہو دیں
بکوہ ار رخ نمائے آشکارا
پہاڑ کی طرف جو ظاہر میں منھ کرے
چو بخرامے بباغ از عشوہ کاری
جو ٹہلنے تو باغ میں ناز کے انداز سے
بصحرا آہوانت گر ببینند
جنگل میں اگر ہرن تجکو دیکھ لیں

بدین پایہ کہ مے بینی رسیدم
اس مرتبے پر کہ دیکھتی ہے تو پہونچی میں
ازان جان جہان مہجور باشم
اس جہان کی جان یعنی یوسف سے جدا رہوں میں
بمنزل گاہ مقصودم رسانی
تو منزل مقصود پر مجھکو پہونچا دے
چہ حاصل زانکہ ہمخانہ ست بامن
کیا فائدہ اس سے جو ایک مکان میں میرے پاس ہے
بصورت گرچہ نزدیکست دورست
ظاہر میں اگرچہ نزدیک ہے لیکن دور ہے
چہ خیزد از ملاقات آب و گل را
کیا فائدہ ہوا ملاقات سے پانی اور مٹی کی
کہ ناید با تو از حور و پری یاد
کہ نہیں آتی ہے تیرے برابر حور اور پری کی یاد
کہ برباید دل و دین از خردمند
جو لیجاتی ہے عقلمند سے دل اور دین
کشد در بتکدہ نقشی ز رویت
کھینچیں بتکدے میں تیرے چہرے کی ایسی کوئی تصویر
رخت بینند و از جان بندہ گردند
تیرا منھ دیکھیں اور جان سے غلام ہو دیں
شود عشق نہان در سنگ خارا
پوشیدہ محبت سنگ خارا میں پیدا کرے تو
درخت خشک را در جنبش آری
سوکھے درختوں کو حرکت یعنی وجد میں لاوے تو
بمژگان از رہت خاشاک چینند
پلکوں سے تیری راہ کا کوڑا صاف کریں

چو افسون خوانی از لعل شکرخا ۔ رسد مرغ از ہوا ماہی ز دریا

جو منتر پڑھے تو اپنے لب شیرین سے یعنی بلاوے ۔ آ پہونچیں ہوا سے چڑیان دریا سے مچھلیان

بدین خوبی چنین درماندہ چونی ۔ چرا چندین کشی آخر زبونی

باوجود اسقدر خوبی کے ایسی عاجز کس لیے ہے تو ۔ آخر پھر اسقدر عاجزی کیون اُٹھاتی ہے تو

ز غمزہ ناوک و از ابرو کمان کن ۔ شکار آن نگار دلستان کن

غمزے سے تیر اور ابرو سے کمان بنا کر ۔ اُس دل لینے والے معشوق یعنی یوسف کو شکار کر

رخت بنما و آنرا سوی خود تاب ۔ بہمرازیش ہمراز وی خود یاب

اپنا چہرہ دکھلا اور اُسکو اپنی طرف پھیر ۔ ہمرازی سے اُسکو اپنا ہمراز کر لے

برفتار آر این نخل رطب بار ۔ براہ لطف آر از لطف رفتار

جنبش مین لاؤ اس چھوہارے گرانیوالی درخت کو یعنی ہما ۔ مہربانی کی راہ پر لاؤ اپنی رفتار کے لطف سے

بتاب از زلف خم خم در کمندی ۔ بپایش نہ ز دام وصل بندی

بٹ زلف خمدار سے ایک کمند ۔ اُسکے پاؤن مین وصل کے جال سے ایک بند رکھ

بسیمین گوی خود کن چشم او باز ۔ چو چوگان سوی خود سازش سرافراز

طرف گورے گیند یعنی اپنے سینے کے اُسکی آنکھ کھول ۔ چوگان کی طرح اپنی طرف اسکو سرفراز کر

بلب از خندہ شہد افشانی دہ ۔ وزان شہدش بخود چسپانی دہ

لب پر ہنسنے سے شہد گرانا کر ۔ اور اُس شہد سے آپ مین اُسکو چپکا لے

بر او از مشک خال دل گسل نہ ۔ ز شوق حال خود داغش بدل نہ

اور سپر مشک سے دانہ دل توڑنیوالی تل کا رکھ ۔ آپنے تلکے شوق سے اُسکے دل مین داغ رکھو

زلیخا گفت کای مادر چہ گویم ۔ کہ از یوسف چہ مے آید برویم

زلیخا نے کہا کہ اے مان کیا بیان کرون مین ۔ کہ یوسفؑ سے کیا کیا مجھکو پیش آوے

نسازد دیدہ ہرگز سوی من باز ۔ چسان جلوہ گری با وی کنم ساز

نگاہ نہین کرتا ہے کبھی طرف میرے ۔ کس طرح کی جلوہ گری اُسکے ساتھہ کرون مین

اگر مہ گردم از دورم نہ بیند ۔ وگر خور بر زمین نورم نہ بیند

اگر چاند ہو جاؤن مین دور سے مجکو نہ دیکھے ۔ اور اگر آفتاب زمین پر ہو جاؤن میری روشنی نہ دیکھے

چو سرمہ نور دیدہ گر فزایم ۔ بچشم تنگ او مشکل در آیم

مثل سرمے کے اگر نور آنکھ کا بڑھانیوالی ہو جاؤن ۔ اُسکی تنگ آنکھ مین مشکل سے سماؤن مین

اگر کردے بسوی من نگاہے
اگر کرتا ایک نظر طرف میرے
غم من در دل او جا گرفتے
غم میرا اسکے دلمین جگہ پکڑتا یعنی اثر کرتا
نہ تنہا آفتِ زیبائی اوست
صرف اسکی خوبصورتی ہی میرے لیے آفت نہین ہے
اگر آن دلربا پروام کردے
اگر وہ دل لیجانیوالا میری پروا کرتا
جوابش داد دیگر بارہ دایہ
دوبارہ دایہ نے اسکو یہ جواب دیا
مرا در خاطر افتادست کاری
میرے دلمین ایک کام آیا ہے
ولے وقتے میسر گردد این کار
لیکن اسوقت بن سکتا ہے وہ کام
بسازم چون ارم دلکش بنائے
بناؤن مین مانند بہشت کے ایک دلکشن مکان
بہر موضع موضع از طبع ہنر کوش
کہ جگہ جگہ پر اپنی ہنرمند عقل سے
چو یوسف یکزمان دروی نشیند
جب یوسف عم چندروز اسمین بیٹھے گا
بجنبد در دلش مہر جمالت
تیری خوبصورتی کی محبت اسکے دلمین حرکت کریگی
ز ہر سو چونکہ جنبد مہربانے
جب کہ ہر طرف سے محبت جنبش یعنی جوش کریگی
چو بشنید این حکایت را ز دایہ
جب سنی یہ حکایت دایہ سے

بحال من رسیدے گاہ گاہے
میرے حال پر پہونچتا کبھی نہ کبھی
غم اوکے چنین بالا گرفتے
غم اُسکا کب اسقدر بلندی پکڑتا
بلائے من زبی پروائی اوست
میرے لیے اُسکی بے پروائی بلا ہے
کجا زینگونہ ناپروام کردے
کہان مجھ سے اس طرح کی بے پروائی کرتا
کہ ای خور از جمالت برده مایہ
کہ اے زلیخا آفتاب نے تیرے جمال سے نور پایا ہے
کزان کاری دلت گیرد قراری
کہ اس کام سے تیرے دلکو قرار آجائیگا
کہ سیم آرے باشتر زر بخروار
سیکڑون اونٹ بھر چاندی اور ایک بوری بھر سونا نکالی تو
بگویم تا در و صورت نمائے
کہ میں کہوں اسمین ایک مصور سے
کشند شکل تو با یوسف ہم آغوش
کھینچے تصویر تیری ہم آغوش یوسف سے
در آغوش خودت ہر جا ببیند
اپنی گود مین تجھکو ہر جگہ دیکھے گا
شود از جان طلبگار وصالت
جان سے تیرے وصل کا خواہشمند ہو گا
بر آید کار ہا زانسان کہ دانے
بر آوینگے کام جیسے کہ جانتی ہے تو
بہر چہ از زر و سیمش بود مایہ
سونے اور چاندی سے جو کچھ اسکے پاس تھا

بدان دست تصرف داد او را
اُس پر اختیار خرچ کرنے کا دیا اُس یعنی دایہ کو

بدان سرمایہ کرد آباد او را
اس پونجی سے آباد کیا اُسکو

عمارت کردن دایہ خانہ را کہ

بنوانا دایہ کا اُس گھر کو

دروی تصویر یوسف و زلیخا بود

جسمین تصویرین یوسف عم اور زلیخا کی تھین

چنین گویند معماران این کاخ
ایسا بیان کرتے ہین معمار اس محل کے یعنی راوی

کہ چون شد بر عمارت دایہ گستاخ
کہ جب ہو گئی دایہ مکان بنوانے پر مستعد

بدست آورد استادی ہنر کیش ع۹
ہاتھ مین لائی یعنی بلوایا ایک ہنرمند استاد

بہر انگشت وی ستش صد ہنر بیش
ہر انگلی مین اُسکے ہاتھ کی سو ہنرون سے زیادہ

برسم ہندسہ کار آزمائی
مثل حسابدانون کے ایک آزمودہ کام

قوانین رصد را رہنمائی
قاعدے نجوم کے بتلانے والا

چو از پرگار بودی خالی انگشت
جب پرکار سے اُسکا ہاتھ خالی ہوتا

نمودی کار پرگار از دو انگشت
دکھاتا کام پرکار کا دو انگلیون سے

ز تشکیلاتش مجسطی سخت آسان
اُسکی شکلین بنانے سے مجسطی نہایت آسان

ز تشکیک وی اقلیدس ہراسان
اُسکے شک کرنے سے اقلیدس ڈرنیوالا

چو بہر خط ز طبعش سر زدی خواست
جب واسطے خط کے اُسکی طبیعت خواہش کرتی

بر آن کار بی مسطر شدی راست
اُسپر وہ کام بغیر مسطر کے سیدھا ہو جاتا

چہ جستی بر شدی بر طاق اطلس
چالاکی سے جاتا تھا طاق اطلس یعنی آسمان پر

بر ایوان زحل بستی مقرنس
جلاد فلک یعنی سنیچر کے محل پر نقاشی کرتا

چو سوی تیشہ کردی دستش آہنگ
جب طرف بسولے کے ہاتھ اُسکا ارادہ کرتا

ز خشت خام گشتی نرم تر سنگ
پتھر زیادہ کچی اینٹ سے نرم ہو جاتا

بطرحے چو فکر آغاز کردے
بنیاد ڈالنے مین جو فکر شروع کرتا
ہزاران طرح زیبا ساز کردے
ہزارون خوبصورت بنیادین بناتا

عمارات جہانی بی ستون
عمارتین جہان بے حد اور انتہا کی
نمودے جملہ در یک روی ناخن
تمام: کھا دیتا ایک ناخن مین

بہ نقش آفرینش چون زدی رای
نقش آفرینش مین جب عقل دوڑ آتا
شدی از خامہ لوح ہستی آرای
قلم سے ہستی کی تختی کو بناؤ البتا

بہ تصویرے کہ از کلکش گذشتے
تصویرون سے جو اُسکے قلم سے نکل جاتین
ز رشح او روانی زندہ گشتے
قطرہ سیاہی اُسکے سے فوراً زندہ ہو جاتین

بسنگ ار صورت مرغی کشیدی
پتھر پر جو کسی چڑیا کی تصویر بناتا
سبک سنگ گران از جا پریدی
فوراً اچھاری پتھر جگہ سے اڑ جاتا

بحکم دایہ زرین دست استاد
دایہ کے حکم سے اُستاد سنہرے ہاتھ نے
ز راند وده سرائی کرد بنیاد
ایک مکان سونا ملا ہوا بنانا شروع کیا

صفای صفحہایش صبح اقبال
صفائی اُسکے مکانون کی صبح اقبال کی
فضای خانہایش گنج آمال
صحن اُسکے گھرون کا خزانہ امید کا

ممہد فرش مرمر در ممرہاش
بچھا ہوا فرش سنگ مرمر کا اُس کے راستون مین
موصل ز آبنوس و عاج درہاش
جوڑے ہوئے آبنوس اور ہاتھی دانت سے دروازے اسکے

دران درہم درانجا ہفت خانہ
اُس قسم سے وہان سات گھر بنائے
چو ہفت اورنگ بی مثل زمانہ
مثل ساتون آسمان کے زمانے کے بے مثل

مرتب ہر یکے از لون دگر سنگ
بنا ہوا ہر ایک دوسرے رنگ کے پتھر سے
صقالت دیدہ و صافی و خوش رنگ
صیقل دیکھے ہوئے اور صاف اور خوش رنگ

بہفتم خانہ ہمچون چرخ ہفتم
ساتوین مکان مین مثل ساتوین آسمان کے
کہ ہر نقشے و رنگے بود زان گم
کہ ہر ایک نقش اور رنگ اُس سے گم ہوا یعنی نہ تھا

مرصع چہل ستون از زر برافراخت
جڑاؤ چالیس ستون سونے سے بلند کیے
ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت
درندون اور پرندون کی خوبصورت شکلین بنائین

بپاے ہر ستونی ساخت از زر
نیچے ہر ایک ستون کے بنایا سونے سے
غزالی ناف او پر مشک اذفر
ایک ہرن ناف اُسکی مشک خالص سے بھری ہوئی

زطاؤسان زرین صحن او پر
سونے کے طاؤسون سے اسکا صحن بھرا ہوا
بدمهاے مرصع در تبختر
جڑاؤ دمون سے ناز کرنے مین

میان آن درختے سر کشیده
درمیان اسکے ایک درخت سر کھینچے یعنی بنا ہوا
کز مثلش چشم نادر بین ندیده
کہ اسکا مثل نادر دیکھنے والی آنکھ نے نہ دیکھا

ز سیم خام بودش نازنین ساق
خالص چاندی سے اسکی نازنین جڑ تھی یعنی
ز زر ساو عصانش از فیروزه اوراق
سونے کی اسکی شاخین فیروزے کی پتیان

بهر شاخش ز صنعت بود طیار
اسکی ہر شاخ پر کاریگری سے بنی بیٹھین
زمرد بال مرغ و لعل منقار
چڑیان زمرد کے بازو اور لعل کی چونچ والی

بنام ایزد درخت سبز و خرم
سبحان الله کیا درخت ہرا بھرا
ندیده هرگز از باد خزان غم
نہ دیکھا جسنے کبھی پت جھاڑ کی ہوا سے ملال

همه مرغان او با مردمان رام
سب چڑیان اسکی آدمیون سے ہلی ہوئین
بیکجا کرده صبح و شام آرام
ایک جگہ صبح اور شام آرام کرنے والین

دران خانه مصور ساخت هر جا
اس مکان مین مصور نے بنائی ہر جگہ
مثال شکل یوسف و شکل زلیخا
تصویر یوسف کی اور تصویر زلیخا کی

بهم بنشسته چون معشوق و عاشق
ملے ہوئے بیٹھے معشوق اور عاشق کیطرح
ز مهر جان و دل با هم موافق
محبت جان اور دل سے آپس مین ملے ہوئے

بیکجا این لب آن بوسه داده
ایک جگہ اسنے اسکے لب کا بوسہ لیا
بیک جا آن میان این کشاده
ایک جگہ اسنے کہ اسکی کمر کھولی

اگر نظارگی آنجا گذشتے
دیکھنے والا اگر وہان گذرتا یعنی جانکلتا
ز حسرت در دهانش آب گشتے
افسوس سے اسکے منہ مین پانی بھر آتا

همانا بود سقف او سپهرے
حقیقت مین تھی چھت اس مکان کی ایک آسمان
برو تابنده هر جا ماه و مهرے
جسپر چمکنے والا ہر جگہ ایک چاند اور سورج یعنی یوسف اور زلیخا

عجب ماهی و مهری چون دو پیکر
ایک عجیب چاند اور سورج مثل جوزا کے
ز چاک یک گریبان بر زده سر
ایک چاک گریبان سے سر نکالے ہوئے

نمودی در نظر بر روے دیوار
دکھائی دیتی نظر کرنے مین دیوار پر
چو در فصل بهاران تازه گلزار
فصل بہار مین مثل تازہ باغ کے

بهر گل گلزمینش بیش یا کم
ہر پھول ہے گلزمین میں اسکی کم یا زیادہ
دو شاخ تازهٔ گل پیچیده باهم
دو شاخیں پھول تازہ کی باہم لپٹی ہوئی ہیں

ز فرش بود هر جائی شگفته
فرش اُس کے تھے ہر جگہ کھلے ہوئے
دو گل باهم به مهد ناز خفته
دو پھول آپس میں بستر ناز پر سوئے ہوئے

در آن خانه نبود القصه یکجای
اُس گھر میں نہتی غرضکہ کوئی جگہ
تهی زان دو دلارام هوس رای
ان دونوں دل کے آرام دینے اور خواہش کرنیوالونسے خالی

بهر سو دیده در دیده کشودی
جس طرف دیکھنے والا آنکھ کھولتا یعنی دیکھتا
ز اول صورت ایشان نمودی
پہلے انھین کی صورت دکھائی دیتی

چو شد خانه بدین صورت مهیا
جب گھر اس طرح کا تیار ہو گیا
بیوسف شد فزون شوق زلیخا
طرف یوسف کے زیادہ ہوا شوق زلیخا کا

بهر نوبت که آن بتخانه را دید
جتنی مرتبہ کہ اُس بتخانے کو دیکھتی تھی
در و مهر دگر از نو بجنبید
اس یعنی زلیخا میں پیار اور محبت نئے سرے حرکت کرتی تھی

بلی عاشق چو بیند روی جانان
سچ ہے جب عاشق معشوق کا دیکھتا ہے منھ
شود زان نقش حرف شوق عنوان
اس نقش سے حرف شوق کا پڑھ لیتا ہے

ازان حرف آتش او تازه گردد
اس حرف سے آگ اُس کی تازہ ہوتی ہے
اثیر داغ بے اندازه گردد
قید داغ بیحد کا ہو جاتا ہے یعنی جلنے لگتا ہے

خواندن زلیخا یوسف را سوی آن خانه و التماس وصل نمودن

بلانا زلیخا کا یوسف کو طرف اس گھر کے اور ملاقات کے لیے عرض کرنا

چو شد خانه تمام از سعی استاد
جب مکان بن گیا سارا کاریگر کی کوشش سے
بتزئینش زلیخا دست بگشاد
اسکی آرائش کے لیے زلیخا نے ہاتھ کھولا

زمین آراست از فرش حریرش
زمین اسکی فرش حریر سے آراستہ کی
جمال افزود از زرین سریرش
خوبصورتی اسکی سونے کے تخت سے بڑھائی

قنادیلِ گهر پیوندش آویخت
موتی لگی ہوئی قندیلیں اُسنے لٹکائیں

ریاحین بهرِ عطرش درهم آمیخت
خوشبوئیں ہر عطر کی اس میں ملائیں

همه بایستنیها ساخت آنجا
سب چیزیں جو ضروری کی موجود کیں وہاں

بساطِ خرمی انداخت آنجا
بچھونا خوشی کا بچھایا وہاں

در آن عشرتگه از هر چیز و هر کس
اس عشرتگاہ میں ہر چیز اور ہر شخص سے

نبی بایست الا یوسف و بس
کسی کی ضرورت نہ تھی لیکن یوسف کی اور بس

بلی بی روی جانان گر بهشت است
سچ ہے بے صورت معشوق کے اگر بہشت ہے

بچشمِ عاشقِ مشتاق زشت است
عاشق مشتاق کی نظر میں برا ہے

بدان شد تا که یوسف را بخواند
اس ارادے میں ہوئی تا کہ یوسف کو بلاوے

بصدرِ عزت و جاهش نشاند
مسند عزت اور مرتبے پر اُس کو بٹھا دے

بخلوت با جمالش عشق بازد
تنہائی میں اُسکے جمال سے عشقبازی کرے

بمیدانِ وصالش رخش تازد
اُسکے وصل کے میدان میں گھوڑا دوڑا دے

ز لعلِ جانفزایش کام گیرد
اُسکے جان بڑھانیوالے ہونٹھ سے مقصد حاصل کرے

بزلفِ سرکشش آرام گیرد
سایۂ زلف سرکش اسکی میں آرام لیوے

ولی اول جمالِ خود بیاراست
لیکن پہلے اپنے جمال کو سنوارا یعنی بناؤ سنگار کیا

وزان میلِ وصالِ یوسف بخود خواست
بعد اُسکے خواہش اپنے دلمیں یوسف کے بلانیکی کی

بزیورها نبودش احتیاجے
زیوروں کی اسکو کوئی ضرورت نہ تھی

ولی افزود زان خود را رواجے
لیکن زیادہ بناؤ ٹھننے کر لیا موافق رواج کے

بخوبی گل به بستانها سمر شد
خوبی سے باغ میں پھول مشہور ہوا

ولی از عقدِ شبنم خوبتر شد
لیکن شبنم کی لڑی سے زیادہ خوبصورت ہو گیا

ز غازه رنگِ گل را تازگی داد
گلگونہ سے پھول یعنی چہرے کے رنگ کو تازگی دی

لطافت را نکو آوازگی داد
لطافت کو خوب شہرت دی یعنی رونق دی

ز وسمه ابروان را کار پرداخت
وسمہ سے بھنووں پر کام بنایا

هلالِ عید را قوسِ قزح ساخت
عید کے چاند کو قوس قزح یعنی دھنک بنایا

بغالیه بست موی عنبرین را
چوٹی گوندھی خوشبودار بالوں کی

گره در یکدگر زد مشکِ چین را
باندھ لیا مشک چین کو آپس میں

زریشت آویخت مشکین گیسوان را
پیٹھ سے لٹکایا خوشبودار بالوں کو
کحل ساخت چشم از سرمۂ ناز
ناز کے سرمے سے آنکھ کو سرمہ آلود کیا
نہاد از عنبر تر جا بجا خال
رکھے عنبر تر سے جا بجا تل
کہ رویت آتشی در دل فگندست
کہ تیرے منہ نے ایک آگ دل میں ڈالی ہے
بمہ خطی کشید از نیل چون میل
چاند پر ایک خط کھینچا نیل سے مثل سلائی کے
نبود آن خط نیلی بر رخ آن ماہ
نہ تھا وہ نیلا خط اس چاند کے چہرے پر
مگر مشاطہ دید آن نرگس مست
شاید مشاطہ نے دیکھیں وہ مست آنکھیں
بد انسان داد سیمین پنجہ را رنگ
اس طرح دیا گورے پنجے کو رنگ
بکف نقشی زد او از خردہ کاری
ہتھیلی میں اک نقش بنایا اس نے ہوشیاری سے
بفندق گونۂ عناب تر داد
انگلیوں کی پوروں میں رنگ عناب تر یعنی سرخ لگایا
بصنعت دہ ہلال مہ لقا را
کاریگری سے دسوں چاند چاند شکل یعنی ناخن کو
کہ تا از طارم دولت ہلالے
تاکہ دولت کے کوٹھے سے ایک چاند
نمود از طرف عارض گوشوارہ
دکھائی دیا گوشۂ رخسار سے گوشوارہ یعنی بندہ

ز عنبر داد پشتی ارغوان را
عنبر سے رونق دی سرخی یعنی چہرے کو
سیہ کاری بمردم کرد آغاز
بدکاری پتلیوں سے شروع کی
بجانان کرد عرض صورت حال
معشوق سے صورت حال عرض کی
بر آن آتش دل و جانم سپندست
اس آگ پر میرا دل اور جان سپند ہے
کہ شد مصر جمال آباد ازان نیل
کہ مصر جمال کا اس نیل سے آباد ہو گیا
کہ میلے بود بہر چشم بدخواہ
بلکہ ایک سلائی تھی واسطے نظر بد دشمن کے
فتاد آنجاش میل سرمہ از دست
گر پڑی اس جگہ اس کے ہاتھ سے سرمے کی سلائی
کزان دستان دلی آرد فراچنگ
کہ اس مکر سے ایک دل کو قابو میں لاوے
کزان نقشی بکف آرد نگاری
کہ اس نقش سے ایک معشوق کو ہاتھ میں لاوے
بجانان ز اشک عنابی خبر داد
معشوق کو سرخ آنسوؤں سے خبر دی
ز جلباب شفق کرد آشکارا
شفق کے پردے سے ظاہر کیا
نشانش بخشد از عید وصالے
نشان اس کو دے وصال کی عید سے کوئی
قران افگند مہرا در ستارہ
نزدیکی ڈالی چاند نے بیچ ستارے کے

که تا آن دولت دنیا و دینش
تا کہ وہ دولت اس کی دنیا اور دین کی
چو غنچه با جمال تازه و تر
مانند غنچہ کے ساتھ جمال تر و تازہ کے
مرتب ساخت بر تن پیرهن را
آراستہ کیا بدن پر پیراہن کو
شعار شاخ گل از یاسمین کرد
لباس پھول کی شاخ کا چنبیلی سے کیا
ندیدی دیده گر بودی تأمل
نہ دیکھی آنکھ اگر غور بن جاتی
عجب آبی در آن از نقرهٔ خام
ایک عجب پانی اسمین خالص چاندی سے
ز دستینه دو ساعد دید رونق
کنگن سے دونوں کلائیوں کو رونق دی
ز رخش میداد با ساعد گواهی
چہرہ بھی تمش سے دیتا تھا گواہی
چو بر نازک تنش شد پیرهن راست
جب اسکے نازک بدن پر لباس درست ہوگیا
بت چین با هزاران نازنینی
بت چین کی تھی زلیخا ہزاروں خوبیوں سے
نهاد از لعل سیراب و زر خشک
رکھا لعل سیراب اور خشک سونے سے
شد از گوهر مرصع جیب و دامان
موتیوں سے جڑاؤ جیب و دامن ہوئی
خرامان میشدی آئینه در دست
پھرتی تھی آئینہ ہاتھ میں لیے ہوئے

بحکم آن قران گرد و پیشش
بموجب اس قران کے ہووے نزدیک اسکے
لباس نو بنو پوشیده در بر
لباس نئے نئے پہنائے بدن میں
ز گل پر ساخت دامان سمن را
پھول یعنی بدن سے بھرا چنبیلی کے لباس میں تجلی کرنے کو
سمن در جیب و گل در آستین کرد
چنبیلی گریبان میں اور گل یعنی ہاتھ کو آستین میں ڈالا
بجز آب تنک بر لاله و گل
سوا تھوڑے پانی کے لالہ اور گلاب پر
دو ماهی از دو ساعد کرده آرام
دو مچھلیوں نے دو بازوؤں سے آرام کیا
ز زر کرده دو ماهی را مطوق
سونے سے دونوں مچھلیوں کو طوق پہنایا
که حسنش گیرد از مه تا به ماهی
کہ حسن اسکا لیوے ماہ سے ماہی تک یعنی آسمان سے زمین تک
به زر کش دیبهٔ چینی بیاراست
ساتھ سنہری دیبا چین کے اس کو آراستہ کیا
بجولان آمد از دیبای چینی
جولان میں آئی دیبائے چینی سے
فروزان تاج را بر خرمن مشک
روشن تاج کو مشک کے کھلیان یعنی سر پر
بصحن خانه طاوس خرامان
گھر کے صحن میں مثل طاؤس کے خرامان
خیال حسن خود با خود همی بست
اپنی خوبصورتی کا خیال اپنے دل سے باندھتی تھی

چو عکس روی خود دید از مقابل
جب عکس اپنے چہرے کا اُسنے دیکھا مقابلے مین

عیار نقد خود را یافت کامل
کس نقد اپنے کو کامل پایا یعنی حسن مین بیکل کھرا ہین

ز نقد خود درون گنج طرب کرد
نقد یعنی حسن اپنے سے دلکو خوشی کا خزانہ کیا یعنی خوش ہوگئی

بقصد او خریداری طلب کرد
ارادے سے ایک خریدار کی خواہش کی

بجست وجوی یوسف کس فرستاد
یوسف کی تلاش مین ایک شخص کو بھیجا

پرستاران ز پیش و پس فرستاد
لونڈیون کو آگے پیچھے بھیجا

در آمد ناگهان از در چو ماهی
آیا دروازے سے ایکبارگی مانند ایک چاند کے

عطارد حشمتی خورشید جاهی
ایک عطارد دبدبہ ایک خورشید مرتبہ یعنی یوسف

وجودی از خواص آب و گل دور
ایک ذات خاصیت عناصر سے دور

جبینش طلعتش نور علی نور
شکل پیشانی اسکی نور اور پر نور کے یعنی بہت روشن

از و یک لمعه روشن جهانی
اس ایک روشنی سے ایک جہان روشن

وزین یک حرف هر سو داستانی
اور اسپی ایک حرف سے ہر طرف ایک داستان

زلیخا را چو دیده بروی افتاد
زلیخا کی جب آنکھ اُس پر پڑی

ز شوقش شعله گوی در نی افتاد
اس کے شوق سے کہے تو شعلہ نرکل مین پڑا

گرفتش دست کای پاکیزه سیرت
پکڑ لیا اُسکا ہاتھ کہ اے پاکیزہ خصلت

چراغ دیده اهل بصیرت
اہل نظر کی آنکھ کا چراغ

بنام ایزد چه نیکو بنده تو
سبحان اللہ تو کیا اچھا بندہ ہے

بهر احسان و لطف ارزنده تو
احسان اور مہربانی کے لائق تو ہے

بطوق منتت گردن فرازم
تیرے احسان کے طوق سے گردن بلند کرتی ہون

به نیکو بندگیهای تو نازم
تیری نیک بندگیون پر فخر کرتی ہون مین

بیا تا حق شناست باشم امروز
آ کہ تو تیری حق شناس ہون مین آج

زمانی در سپاست باشم امروز
آج ایک زمانہ تیرا شکر ادا کرون مین

کنون قانون احسانت کنم ساز
اب قانون تیرے احسان کا ایسا بلند کرون مین

که تا باشد جهان گویند از ان باز
کہ جبتک جہان رہے اُس کے بعد بھی ذکر کرین

به نیرنگ و فسون از حد برون برد
مکر اور ٹکلے سے کہ حد سے زیادہ نیکی یعنی کیے

باول خانه زان هفتش درون برد
اُس ساتون درجے سے اُسکو پہلے درجے مین لیگئی

ز زرین در چو دادم آمدم گذارش
سونے کے دروازے تک کے سے جب وہ گذر گیا
لقفل آہنین کردہ استوارش
لوہے کے قفل سے اسکو مضبوط کر دیا یعنی زلیخا نے مقفل کر دیا

چو شد در بستہ از لب مہر بکشاد
جب دروازہ بند ہو گیا ہونٹھ سے مہر کھولی یعنی بولی
ز دل راز درون خود برون داد
اپنے دل کے پوشیدہ بھید کو ظاہر کیا

نخستین گفت کای مقصود جانم
پہلے کہا کہ اے میرے جان کے مقصد
کہ جان را جز تو مقصودی ندانم
کہ جان کا تیرے سوا کوئی مقصد نہیں جانتی ہوں

خیال خود بخواب من نمودی
خیال یعنی صورت اپنی خواب میں مجھ دکھائی تو نے
بہ طفلی خواب از چشمم ربودی
لڑکپن میں نیند میری آنکھ سے لیگیا تو

ز سودای خودم دیوانہ کردی
اپنے عشق سے مجھکو تو نے دیوانہ کر دیا
بغمہای خودم ہمخانہ کردی
اپنے غموں سے مجھکو ہمخانہ یعنی ہمنشین کیا تو نے

نظر بکشادہ در نظارۂ تو
آنکھیں کھولیں تیرے دیکھنے کے لیے
بدین کشور شدم آوارۂ تو
تیرے لیے اس ملک میں پریشان ہوتی پھری میں

ندیدم چارۂ آوارگیہا
نہ دیکھی میں نے کوئی تدبیر پریشانیوں کی
کشیدم در غمت بیچارگیہا
سبب عاجزی تیرے غم میں اٹھائیں میں نے

کنون کز دیدن روی تو شادم
اب کہ تیری صورت دیکھنے سے خوش ہوں میں
ز بی‌روئی تو بس نامرادم
تیری بے توجہی سے نہایت بے نصیب ہوں میں

ز بی‌روئی گذر روئی بہ من کن
بے توجہی سے ایک توجہ میری طرف کر
ز روی مہربانی یک سخن کن
مہربانی کی راہ سے ایک بات مجھ سے کر

جوابش داد یوسف سر فکندہ
جواب اسکو یوسف نے سر جھکا کر دیا
کہ ای ہمچون منت صد شاہ بندہ
کہ اے زلیخا میری طرح تیرے سو بادشاہ غلام ہوں

مرا از بند غم آزاد گردان
مجھکو قید غم سے آزاد کر دے
بآزادی دلم را شاد گردان
آزاد کرنے سے میرے دل کو خوش کر

مرا خوش نیست کانجا با تو باشم
مجھکو اچھا نہیں ہو کہ یہاں تیرے پاس رہوں میں
پس این پردہ تنہا با تو باشم
اس پردے کی آڑ میں تیرے پاس اکیلا رہوں میں

تو کان آتشی من پنبۂ خشک
تو آگ کی کان ہے میں خشک روئی ہوں
تو باد صرصری من نفحۂ مشک
تو آندھی کی ہوا ہے میں خوشبو مشک کی

کجا این پنبه با آتش بر آید
کہاں یہ روئی آگ پر تاب لاوے
چسان این نغمه با صرصر گراید
کیونکر یہ خوشبو آندھی سے رغبت کرے

زلیخا آن نفس جز باد نشمرد
زلیخا نے اس بات کو سوا ہوا کے نہ شمار کیا
سخن گویان بدیگر خانه اش برد
باتین کرتے کرتے دوسرے گھر مین اسکو لے گئی

بر و قفل دگر محکم فرو بست
اسپر قفل دوسرا مضبوط بند کیا
دل یوسف ازان اندوه بشکست
دل یوسف کا اس غم سے ٹوٹ گیا

دگر باره زلیخا نعره برداشت
دوسری بار زلیخا نے نعره مارا یعنی فریاد کرنے لگی
نقاب از راز چندین ساله برداشت
پردہ کتنے سال کے بھید دل سے اٹھایا

بگفت ای خوشتر از جان ناخوشی چند
کہا اے جان سے زیادہ اچھے ناخوش رہیگا کب تک
بپایت می کشم سر سرکشی چند
تیرے پانون پر رکھتی ہون سر سرکشی کب تک کریگا

تهی کردم خزاین در بهایت
خالی کر دیے مینے خزانے تیری قیمت مین
متاع عقل و دین کردم فدایت
عقل اور دین کا اسباب تیرے قربان کر دیا مین نے

بآن نیت که درمانم تو باشی
اس ارادے مین کہ میری دوا ہو گا تو
رهین طوق فرمانم تو باشی
میرے حکم کے طوق مین گرو رہیگا تو

نه آن کز طاعت من روی تابی
وہ نہین کہ میری اطاعت سے منہ پھیریگا تو
بهر راهی خلاف من شتابی
خلاف میرے ہر ایک راہ مین چلے گا تو

بگفتا در گنه فرمانبری نیست
کہا گناہ مین تابعداری نہین ہے
بعصیان رستن طاعتوری نیست
گناہ مین [illegible] بندگی نہین لگتی ہے

هر آن کاریکه نپسندد خداوند
جس کام کو کہ نہ پسند کرے خدا
بود در کارگاه بندگی بند
ہو جاتا ہے بندگی کے کارخانے مین حائل

بدان کارم شناسائی مبادا
اس کام سے مجکو پہچان نہ ہو
بدان دستم توانائی مبادا
اسمین مجکو دست قدرت نہ ہو

دران خانه سخن کوتاه کردند
اس مکان مین باتین مختصر کین
بدیگر خانه منزلگاه کردند
دوسرے درجے مین مقام کیا

زلیخا بر درش قفل دگر زد
زلیخا نے اس کے دروازے پر دوسرا قفل لگایا
دگرسان قصه اش از سینه سر زد
دوسری طور کا قصہ اسنے سینے سے پیدا کیا

بدین دستور زافسون و فسانہ
اسی دستور اور مکر اور حیلون سے

ہمی بردش درون خانہ بخانہ
لیے جاتی تھی اُسکو ایک گھر سے دوسرے گھر مین

بہرجا قصۂ دیگر ہمی خواند
ہرجگہ ایک دوسرا قصہ بیان کرتی تھی

بہرجا نکتۂ دیگر ہمی راند
ہر مقام پر دوسری باریکی بکالتی تھی

بشش خانہ نشد کارش میسر
چھ گھرون مین اُس کا کام حاصل نہوا

نیامد مہرۂ اش بیرون ز ششدر
نہ باہر نکلا اُس کا مہرہ ششدر سے

بہفتم خانہ کرد او را قدم چست
ساتوین مکان کیطرف اُسنے قدم بڑھایا

گشاد کار خود ازہفتمین جست
کھلنا یعنی حاصل ہونا اپنے مطلب کا ساتوین سے ڈھونڈھا

بلے نبود درین رہ ناامیدی
سچ ہے اس راہ مین ناامیدی نہین ہوتی ہے

سیاہی را بود روزی سپیدی
سیاہی کو ایک دن سفیدی حاصل ہوتی ہے

زصد در گرامیدت بر نیاید
سو دروازون سے جو تیری امید بر نہ آوے

بنومیدی جگر خوردن نشاید
ناامیدی سے کلیجہ کھانا نہ چاہیے

دری دیگر بباید زد کہ ناگاہ
اور دوسرا دروازہ کھٹکانا چاہیے کہ اتفاقاً

ازان رہ سوی مقصود آوری راہ
اس سے طرف مقصد کے راہ لیجائے تو

در آوردن زلیخا یوسف را
لانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کو ساتوین گھر مین

بخانۂ ہفتم و مقصود خود از وخواستن
اور اپنے مقصد کی اُس سے خواہش کرنا

سخن پرداز این کاشانۂ راز
بات آراستہ کرنیوالا یعنی راوی اس بھید کے مکان کا

چنین بیرون دہد از پردہ آواز
اسطرح پردہ سے باہر دیتا ہو آواز یعنی بیان کرتا ہے

کہ چون نوبت بہفتم خانہ افتاد
کہ جب باری ساتوین گھر کی پڑی یعنی آئی

زلیخا را ز جان برخاست فریاد
زلیخا کی جان سے اُٹھی یعنی فریاد بلند ہوئی

کہ ای یوسف بچشم من قدم نہ
کہ اے یوسف میری آنکھ مین قدم رکھ

ز رحمت پا درین روشن حرم نہ
رحمت سے پاؤن اس روشن گھر مین رکھ

درآن خرم حرم کردش نشیمن
اس اچھے مکان مین کیا اُسنے گھر
حریمی یافت از اغیار خالی
ایک مکان پایا غیرون سے خالی
درش از آمد شد بیگانه بسته
دروازہ اُس کا غیر کے آنے سے بند کیا
درو جز عاشق و معشوق کس نه
اسمین سوا عاشق اور معشوق کے کوئی نہ تھا
رخ معشوق در پیرایهٔ ناز
منہ معشوق کا لباس ناز مین
هوس را عرصهٔ میدان فتاده
حرص کے میدان مین کشادگی پڑی
زلیخا دیده و دل مست جانان
زلیخا کی آنکھین اور دل مست معشوق کی
بشیرین نکته های دلپذیرش
میٹھی اور دلچسپ باتون سے اُسکو
ببالای سریر افگنده خود را
تخت پر اپنے ڈالکر یعنی بٹھاکر اُسکو
اگر خورشید روی من ببیند
اگر آفتاب سا منھ میرا دیکھ لے
عنا تا کی درین محنت پسندی
تکلیف کب تک اس رنج مین پسند کریگا تو
برینسان درد دل بسیار کردی
اسطرح درد دل بہت بیان کرتی تھی
ولی یوسف نظر بر خویش میداشت
لیکن یوسف نظر اپنے اوپر رکھتے تھے

بزنجیر زرش زد قفل آهن
اسکی سونے کی زنجیر مین قفل لوہے کا بند کیا
ز چشم حاسدان دورش حوالی
جلنے والون کی نظرون سے دور اُسکی چار دیواری
امید آشنایان را شکسته
امید آشناؤن کی توڑی ہوئی
گزند شحنه آسیب عسس نه
ڈر کوتوال کا نہ خوف کوتوال کا رہا
دل عاشق سرود شوق پرداز
دل عاشق کا راگ شوق کا گانے والا
طمع را آتش اندر جان فتاده
لالچ کی جان مین آگ لگی
نهاده دست خود در دست جانان
رکھے ہوے ہاتھ اپنا معشوق کے ہاتھ مین
خرامان برد تا پای سریرش
آہستہ آہستہ لیگئی تخت کے نیچے یعنی برابر تک اُسکو
بآب دیده گفت آن سروقد را
روکر کہا اس سروقد یعنی یوسف سے
چو ماه از خرمن من خوشه چیند
چاند کی طرح میرے کھلیان سے بالی چنے یعنی روشنی لے
گر چشم رحمت از رویم ببندی
کہ آنکھ رحمت کی میری طرف سے بند رکھتا ہے تو
بیوسف شوق دل اظهار کردی
یوسف سے شوق دل کا ظاہر کرتی
ز بیم فتنه سر در پیش میداشت
فساد کے خوف سے سر آگے یعنی جھکائے رکھتے تھے

بفرش خانہ سر افگندہ در پیش
گھر کے فرش پر سر جھکائے ہوئے آگے
ز دیبا و حریر افگندہ بستر
دیبا اور حریر سے بچھونے بچھے ہوئے
از ان صورت وان صرف نظر کرد
اُس تصویر سے فوراً نظر پھیر لی
اگر در را و گر دیوار را دید
اگر دروازے کو اور جو دیوار کو دیکھا
رخ خود در خدای آسمان کرد
منہ اپنا طرف خدای آسمان کے یعنی اوپر کو کیا
فزودش میل از ان سوی زلیخا
بڑھی خواہش یوسف کی اسکے زلیخا کی طرف
زلیخا زان نظر شد تازہ امید
زلیخا کی امید اُس نظر سے تازہ ہوئی
بآہ و نالہ و زاری در آمد
آہ اور نالہ اور رونے میں مصروف ہوئی
کہ ای خود کام من کام من روا کن
کہ اے خود مطلب میری مقصد کو جاری کر
منم تشنہ تو آب زندگانی
میں پیاسی ہوں اور تو آب حیات ہے
جدا ام از تو دور از گنج نایاب
تجھ سے ایسی دور ہوں میں از نایاب خزانے
ز داغت سالہا در تاب بودم
تیرے داغ سے برسوں جلتی رہی میں
مرا زین بیشتر در تاب مگذار
مجکو اس سے زیادہ مت جلاؤ

مصور دیدہ با او صورت خویش
تصویر کھینچی ہوئی دیکھی برابر اپنی تصویر کے
گرفتہ یکدگر را تنگ در بر
ایک دوسرے کو گود میں لپٹائے ہوئے
نظر گاہ خود از جای دگر کرد
اپنی نظر گاہ دوسری جگہ کو بنایا یعنی اور طرف دیکھنے لگا
بہم خفتہ دو گلرخسار را دید
آپس میں سوتے ہوئے دونوں گلرخساروں کو دیکھا
بسقف اندر تماشای ہمان کرد
چھت میں بھی وہی تماشا کیا یعنی دیکھا
نظر بکشاد بر روی زلیخا
آنکھ کھولی اوپر منہ زلیخا کے یعنی دیکھنے لگا
اگر تابد بروی آن تابندہ خورشید
کہ چمکنے لگا اسکے منہ پر وہ روشن آفتاب
ز چشم و دل بخونباری در آمد
آنکھ اور دل سے خون برسانے لگی
بوصل خویش دردم را دوا کن
اپنی ملاقات سے میرے درد کی دوا کر
منم کشتہ تو جان جاودانی
میں مردہ ہوں تو زندگی ہمیشہ کی ہے
کہ باشد کشتہ بیجان تشنہ بی آب
جیسے کوئی کشتہ بیجان پیاسا ہو بغیر پانی کے
ز شوقت بیخور و بیخواب بودم
تیرے شوق سے بھوکی اور بے سوئے رہی میں
چنینم بی خور و بی خواب مگذار
ایسا بے کھائے اور بے سوئے مجکو مت چھوڑ

بحق آن خدائے بر تو سوگند
ساتھ حق اُس خدا کے تجھ پر قسم ہے
کہ باشد بر خداوندان خداوند
جو ہووے یعنی ہے صاحبون کا صاحب

باین حسن جہانگیری کہ داوت
قسم اس حسن جہانگیری کی کہ دیا تجکو
باین خوبی کہ در عارض نہادت
قسم اس خوبی کی کہ تیرے چہرے مین رکھی

باین نوری کہ تابد از جبینت
قسم اس نور کی کہ چمکتا ہے تیری پیشانی سے
کہ دارد ماہ را سر بر زمینت
کہ جھکاتا ہے چاند سر تیری زمین پر

با بروئے کماندازی کہ داری
قسم اس تیرانداز ابرو کی کہ رکھتا ہے تو
بسرو خوب رفتاری کہ داری
قسم اُس اچھے چلنے والے قد کی کہ رکھتا ہے تو

بمحراب کمان ابروے تو
قسم محراب کمان ابرو تیری کی
بقلاب کمند گیسوی تو
قسم کنڈیا کمند زلف تیری کی

بجادو نرگس مردم فریبت
قسم تیری آنکھ مردم فریب کے جادو کی
بدیبا پوش سرو جامہ زیبت
قسم تیرے جامہ زیب دیبا پہننے والے قد کی

بآن معنیکہ می گوئی میانش
قسم اس بال کی جس کو کمر کہتا ہے تو
بآن سریکہ میخوانی دہانش
قسم اس نکتہ کی کہ کہتا ہے تو منھ اسکو

بمشکین نقطہ ات بر روی گلرنگ
قسم سیاہ نقطہ یعنی تل تیری کی پھول سے چہرے پر
بشیرین خندہ ات از غنچۂ تنگ
قسم میٹھی ہنسی تیری کی بندھی ہوئی کلی یعنی منھ سے

بآب دیدۂ من ز اشتیاقت
قسم میرے آنسوؤن کی تیرے اشتیاق مین
بآہ گرم من از سوز فراقت
قسم میری آہ گرم کی تیرے سوز جدائی سے

بعجز نانیکہ زیر کوہ ہجر از وے
قسم اس بدنصیبی کی کہ نیچے پہاڑ کے اس سے ہو رہی ہین
گرفتار ہزار اندوہم از وے
پھنسی ہوئی ہزار رنج مین اس سے ہون مین

باستیلائے عشقت بر وجودم
قسم تیرے غلبۂ عشق کی میری ذات پر
باستغنات از بود و نبودم
قسم بے پروائی تیری کی ہستی اور نیستی میری سے

کہ بر حال من بیدل بخشائے
کہ مجھ بیدل کے حال پر رحم کر
ز کار مشکلم این عقدہ بکشائے
میرے مشکل کام سے یہ گرہ کھول

بدل عمریست تا داغ تو دارم
ایک عمر گذری ہی جب سے تیرا داغ دل مین رکھتی ہون
ہوائے بوی از باغ تو دارم
امید ایک خوشبو کی تیرے باغ سے رکھتی ہون مین

زمانی مرہم داغ دلم شو
ایک زمانہ میرے داغ دل کا مرہم ہو جا
ز قحط ہجر تو بس ناتوانم
تیرے جدائی کی قحط یعنی خشکی سے نہایت عاجز ہو گئی ہوں
ز تو اے نخل تر خرما ز من شیر
تجھ سے اے چھوہارے کے درخت چھوہارا مجھ سے دودھ
مرا از شیر و خرما قوت جان دہ
میری جان کو دودھ اور چھوہارے سے غذا دے
جوابش داد یوسف کای پریزاد
جواب اسکو دیا یوسف نے کہ اے پریزاد
مگیر امروز بر من کار را تنگ
مت تنگ کر آج مجھکو اس کام پر
مکن تر ز آب عصیان دامنم را
گناہ کے پانی سے میرے دامن کو مت بھگو
بآن بیچون کہ چونہا صورت اوست
قسم اس بے مانند کی کہ جیسے صورت اسکی ہے
ز بحر جود او گردون حبابست
اسکے بخشش کے دریا کا بلبلہ آسمان ہے
بپاکانی کز ایشان زادہ ام من
قسم ان پاکوں کی کہ جن سے پیدا ہوا ہوں میں
از ایشانست روشن گوہر من
ان سے روشن میری ذات ہے
کہ گر امروز دست از من بداری
کہ اگر آج مجھ سے ہاتھ رکھے یعنی مجھکو معاف کرے تو
بزودی کامگاری بینی از من
جلد مجھ سے مقصد وری دیکھے تو

بوئے رونق باغ دلم شو
ایک خوشبو سے میرے باغ دل کی رونق ہو
بخش از خوان وصلت قوت جانم
اپنے خوان ملاقات سے میری جان کو غذا دے
مکن در خوان نہادن ہیچ تقصیر
خوان لگانے میں کچھ کوتاہی مت کر
ز جان دادن درین قحطم امان دہ
اس خشک سالی میں جان دینے سے مجھکو پناہ دے
کہ ناید با تو کس را از پری یاد
نہیں آتی ہے تیرے مقابلے میں کسیکو پری کی یاد
مزن بر شیشہ معصومیم سنگ
میری بے گناہی کے شیشہ پر پتھر مت مار
مسوز از آتش شہوت تنم را
خواہش کی آگ سے میرے بدن کو مت جلاؤ
برونہا چون درونہا صورت اوست
ظاہر مثل باطن کے ظہور اس کا ہے
ز برق نور او خورشید تابست
اسکے نور کی بجلی سے آفتاب کو روشنی ہے
بدین پاکیزگی افتادہ ام من
اس پاکی میں پڑا ہوا ہوں میں
وز ایشانست روشن اختر من
اور انھیں سے روشن میرا ستارہ ہے
مرا زین تنگنا بیرون گذاری
مجھکو اس تنگ گلی سے باہر گذر جانے دے تو
ہزاران حق گزاری بینی از من
ہزاروں حق گذاریاں دیکھے تو مجھ سے

زلعل جانفزایم کام یابے
میری جان بڑھانے والے ہونٹھ سے مقصد پاوے گی تو
بقد دلکشم آرام یابے
میرے دلکش قد سے آرام پاوے گی تو

مکن تعجیل در تحصیل مقصود
جلدی مت کر مقصد حاصل کرنے میں
بسا دیری کہ باشد خوشتر از زود
دیر بہت جلدی سے بہتر ہوتی ہے

گر افتد صید نیکو دیر در دام
جو دیر میں اچھا شکار جال میں پڑے
بہ است از زود تا نیکو سر انجام
بہتر ہے جلد سے جسکا انجام اچھا نہو

زلیخا گفت کز تشنہ مجو تاب
زلیخا نے کہا کہ پیاسے سے مت ڈھونڈھ صبر
کہ اندازد بفردا خوردن آب
کہ چھوڑ دے کل پر پانی پینے کو

ز شوقم جان رسیدہ بر لب امروز
شوق سے میری جان لب پر آج پہونچگئی ہے
نیارم صبر کردن تا شب امروز
نہیں صبر کرسکتی ہون دن مین آجکی رات تک

کی آن طاقت مرا آید پدیدار
کہان وہ طاقت مجکو پیدا ہو سکتی ہے
کہ تا وقتے دگر اندازم این کار
تاکہ دوسرے وقت پر اس کام کو چھوڑ دون

نمیدانم مانعت زین مصلحت چیست
نہیں جانتی ہون میں مجکو اس مصلحت سے کون مانع ہے
کہ نتوانی بمن یک لحظہ خوش زیست
کہ میرے ساتھ دم بھر خوشی سے نہیں بسر کرتا ہی تو

بگفتا مانعم زان دو چیز است
کہا اس نے مجکو منع کرنیوالی دو چیزین ہین
عتاب ایزد و قہر عزیز است
خفگی خدا کی اور غصہ عزیز کا ہے

عزیز این بچ نہادی چون بداند
عزیز سے بدذاتی جب جان لیگا
بمن صد محنت و خواری رساند
مجکو سو محنت اور خرابی یعنی ذلت پہونچاویگا

برہنہ کردہ تیغ آن سان کہ دانی
ننگی تلوار کرکے جیسا کہ جانتی ہے تو
کشد از من لباس زندگانی
کھینچے گا مجھ سے لباس زندگانی کا یعنی مار ڈالیگا

زہی خجلت کہ چون روز قیامت
کیا اچھی ہو شرمندگی کہ جب قیامت کے دن
کہ افتد بر زناکاران غرامت
کہ زنا کرنے والون پر شرمندگی پڑیگی

جزای آن جفاکیشان نویسند
بدلا ان بدکارون کا لکھینگے
مرا سر دفتر ایشان نویسند
مجکو انکا سردار لکھینگے

زلیخا گفت ز آن دشمن میندیش
زلیخا نے کہا اس دشمن یعنی عزیز سے مت فکر کر
کہ چون روز طرب بنشیندم پیش
کہ جب خوشی کے دن میرے آگے بیٹھے

تعجیل یعنی جلدی
عتاب یعنی خفگی

دہم جامی که با جانش ستیزد
ایسا ایک پیالہ اسکو دونگی کہ اسکی جان سو لڑے
ز ہستی تا قیامت برنخیزد
ہستی سے قیامت تک نہ اٹھے وہ

تو میگوئی خدای من رحیم است
تو کہتا ہے میرا خدا رحم والا ہے
ہمیشه بر گنہگاران کریم است
ہمیشہ گنہگاروں پر بخشش کرنیوالا ہے

مرا از گوہر و دُر صد خزینه
میرے پاس لعل اور موتی کے سو خزانے
درین خلوت سرا باشد دفینه
اس خلو تسرا مین دفن ہین

فدا سازم همه بهر گناہت
قربان یعنی خیرات کر دونگی سب واسطے تیرے گناہ کے
که تا باشد ز ایزد عذر خواہت
تا کہ خدا سے ہوں تیرے عذر خواہ یعنے معافی مانگنے والے

بگفت آن کس نیم کو قسط پسندم
کہا وہ شخص مین نہین ہون کہ مجھکو پسند پڑے
که آید بہر کسی دیگر گزندم
کہ دوسرے شخص پر آوے میری ایذا

خصوصا بر عزیزی کز عزیزی
خاصکر اس عزیز پر کہ محبت سے
ترا فرمود بہر من کنیزی
تجکو میرے واسطے لونڈی بننے کو کہا

خدای من که نتوان حق گزاریش
خدا میرا کہ نہین ممکن ہے اُسکی حق گزاری
برشوت کی شود آمرزگاریش
رشوت سے کب وہ ہو بخشش کرنیوالا

بجان دادن چو مزد از کس نگیرد
جان دینے مین جب کسی سے مزدوری نہین لیتا ہے
در آمرزش کجا رشوت پذیرد
بخشش مین کہان رشوت قبول کرے گا

زلیخا گفت کای شاہ جوان بخت
زلیخا نے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیب
که ہم تاجت میسر باد و ہم تخت
کہ تاج بھی تجکو میسر ہووے اور تخت بھی

دلم شد تیر محنت را نشانه
دل میرا تیرے رنج کے تیر کا نشانہ ہو گیا
ز بس کاری بہانه بر بہانه
بہت یعنی بار بار بہانے پر بہانے لاتا یعنی کرتا ہے تو

بہانه کجروی و حیله سازیست
بہانہ بد روشی اور مکاری ہے
بہانه بی طریق راستبازیست
بہانہ بے راہ یعنی خلاف سچائی کے ہے

معاذ الله که راه کج روم من
پناہ خدا کی کہ تیری ساتھ ٹیڑھی راہ چلوں نہین
ز تو این حیله دیگر نشنوم من
تجھسے یہ حیلہ دوبارہ نہ سنونگی یعنی نہ قبول کرونگی

عجب بی طاقتم آرام من ده
نہایت بیقرار ہون مین مجھکو آرام دے
اگر خواہی وگرنه کام من ده
اگر تو چاہتا ہو یا نہین چاہتا ہے مقصد میرا دے

بگفتن گفتن آمد روز من سر
کہتے ہی کہتے میں دن میرا آخر ہو گیا
زبان در بند دیگر زین خرافات
زبان کو بند کر دوسری بار ان بیہودہ باتوں سے
مرا در خشک نی آتش فتادست
میری خشک نرکل یعنی جان میں آگ لگی ہے
مرا این دود آتش کے کند سود
میری اس آگ کا دھواں کب فائدہ کرے
ازین آتش چو دودم ہست تابی
اس آگ سے مثل دھوئیں کے مجکو ایک گرمی ہے
زلیخا چون بپایان برد این راز
زلیخا جب انتہا کو لے گئی یہ بھید
زلیخا گفت کای عبری عبارت
زلیخا نے کہا کہ اے عبری جاننے والے
مزن بر روی کارم دست ردرا
مت مار میرے کام کے چہرہ پر ہاتھ انکار کا
بعشرت دست اندر گردن آویز
خوشی سے میرے گلے میں ہاتھ ڈال
نیاری دست اگر در گردن من
اگر تو میری گردن میں ہاتھ نہ ڈالے گا
کشم خنجر چو سوسن بر تن خویش
کھینچوں گی سوسن کی طرح اپنے بدن پر خنجر
نہم بر تن ز جان داغ جدائی
رکھوں گی میں بدن پر جان کی جدائی کا داغ
عزیزم پیش تو چون کشتہ یابد
جب عزیز تیرے آگے مجکو مرا ہوا پاوے گا

نگشت از تو مراد من میسر
تجھ سے میری مراد میسر نہ ہوئی
بجنب از جا کہ فی التاخیر آفات
اٹھ جلدی سے کہ دیر میں آفتیں ہیں یعنی دیر نہ کر
ترا با آتش من خوش فتادست
تجکو میری آگ سے خوشی بڑی یعنی ہوئی ہے
چو در چشمت نگردد آب زین دود
جب تیری آنکھ میں اس دھوئیں سے پانی نہیں نکلتا
بیا بر آتشم زن یکدم آبی
آ تو میری آگ پر چھڑک تھوڑا پانی دم بھر
تعلل کرد یوسف دیگر آغاز
بہانہ دوسرا یوسف نے شروع کیا
کہ بردی از سخن وقتم بغارت
غارت کیا تو نے باتوں میں میرا وقت
کہ خواہم کشتن از دست تو خود را
نہیں تو مار ڈالوں گی میں تیرے ہاتھ سے آپ کو
وگرنہ بر کشم از خنجر تیز
نہیں تو کاٹ ڈالوں گی میں اسکو تیز خنجر سے
شود خون منت حالی بگردن
ابھی میرا خون تیری گردن پر ہوگا
چو گل در خون کشم پیراہن خویش
پھول کی طرح خون میں رنگوں گی لباس اپنا
ز محنت گفتنت یابم رہائی
تیری بیکار دلیلوں سے نجات پاؤں گی میں
پی کشتن عنان سوی تو تابد
تیرے مار ڈالنے کے لیے متوجہ ہو گا

بعد مرنے کے نیچے پردۂ خاک کے
بپس از کشتن بزیر پردۂ خاک

یہ کہا اور بستر کے تلے سے خنجر کھینچا
بگفت این و کشید از زیر بستر

لیکن غم کی آگ بھری ہوئی گرمی سے
ولی از آتش غم پر تف و تاب

جب یوسف نے وہ حال دیکھا جگہ سے اٹھے
چو یوسف آن بدید از جای برجست

کہ اس غصہ سے صبر کر اے زلیخا
کزین تندی بیارام ای زلیخا

مجھ سے منہ مقصد کا دیکھے گی تو
زمن خواہی رخ مقصود دیدن

زلیخا دلستانی کی بلندی کی معشوق نے
زلیخا ماہ اوج دلستانی

گمان اسکو ہوا کہ میرا مقصد بر لائے گا
گمان زد شد کہ خواہد کام او داد

اپنے ہاتھ سے فوراً خنجر پھینکدیا
ز دست خود روانی خنجر انداخت

ہونٹھ اسکے میٹھے منہ سے میٹھے کر لیے
لب از نوشین دہانش پر شکر کرد

اسکی جیسے تیر کے آگے جان کو نشانہ بنایا
بپیش ناوکش جان را ہدف ساخت

لیکن نہ کھولی نشانہ پر یوسف نے چٹکی
ولی نگشاد یوسف بر ہدف شست

اسکا دل چاہتا تھا موتی کو چھیدنا الماس سے
دلش میخواست در سفتن بالماس

تجھ سے لے گی یہ جان حرص بھری
بتو پیوند و این جان ہوسناک

مانند پتی بید سبز کے بجلی سے خنجر
چو برگ بید سبز از برق خنجر

پیاسی حلق لیگئی وہ قطرہ پانی کا بینے خنجر
بحلق تشنہ بُرد آن قطرۂ آب

مثل سنہرے کنگن کے پکڑی اسکی کلائی
چو زرین یارہ بگرفتش ہمر دست

اور اس راہ سے قدم پھیر اے زلیخا
وزین رہ بازکش گام ای زلیخا

میری ملاقات سے مقصد دل کو پہونچے گی تو
ز وصل من بکام دل رسیدن

یوسف سے جو وہ مہربانی دیکھی
ز یوسف چون بدید آن مہربانی

اپنی ملاقات سے اسکو آرام دے گا
بوصل خویشتن آرام او داد

صلح کے ارادے پر اور بنیاد ڈالی
بقصد صلح طرح دیگر انداخت

پہونچے سے طوق اور ہاتھ سے کمربند اسکا بنایا
ز ساعد طوق و از ساقش کمر کرد

اس کے موتی کے شوق میں بدن کو سیپی بنایا
ز شوق گوہرش تن را صدف ساخت

واسطے موتی کے سیپی کی مہر توڑی
پی گوہر صدف را مہر بشکست

لیکن پاک دامنی اسکی کا لحاظ رکھتا تھا
ولی میداشت حکم عصمتش پاس

زلیخا در تقاضا گرم و یوسف

زلیخا تقاضا میں مستعد اور یوسف
نهادی بر ازار خویش دستی

اپنے ازار بند پر رکھے ہوئے ایک ہاتھ
فتادش چشم ناگه در میانه

اس درمیان میں ایک بارگی نگاہ اسکی پڑ گئی
سوالش کرد کان پرده پی چیست

سوال اسنے کیا کہ یہ پردہ کسواسطے ہے
بگفت آنکس که تا من زنده هستم

کہا وہ شخص جس کو میں جب تک کہ زندہ ہوں
بتی تن از زر و چشمش ز گوهر

ایک بت اسکا بدن سونے کا اور آنکھیں موتی کی
بهر ساعت فتاده پیش اویم

ہر گھڑی اسکے سامنے عاجز پڑی ہوتی ہوں میں
درون پرده کردم جایگاهش

اندر پردے کے اُس کے لیے بنائی میں نے جگہ
ز من آیین بی دینی نه بیند

مجھسے طریقہ بے دینی کا نہ دیکھے
چو یوسف این سخن بشنید زد بانگ

یوسف نے جو یہ بات سنی نعرہ مارا
ترا آید ز چشم مردگان شرم

تجکو مردوں کی آنکھ سے آتی ہے شرم
من از بینای دانا چون نترسم

میں دیکھنے والے دانا سے کیونکر نہ ڈروں میں
بگفت این در میان کار برخاست

یہ کہا اور کام کے درمیان سے اٹھے

همی انگیخت اسباب توقف

اٹھارہا تھا اسباب ٹھہرنے کا
یکی عقده گشادی و دو بستی

کہ ایک گرہ کھولتا اور دو بند لگاتا تھا
بزرکش پرده در کنج خانه

اور پر ایک زری کے پردے کے گھر کے گوشے میں
دران پرده نشسته پردگی کیست

اس پردے میں کون پردہ نشین بیٹھا ہوا ہے
برسم بندگانش می پرستم

بندوں کی طرح اسکی پرستش کرتی ہوں میں
درونش طبله پر مشک اذفر

اندر اسکے یعنی پیٹ میں خالص مشک بھرا ہوا
سر طاعت نهاده پیش اویم

سر بندگی کا اسکے آگے رکھے ہوئے ہوں میں
که تا بسوی من نگاهش

تاکہ طرف میری ہووے نگاہ اسکی
درین کارم که می بینی نه بیند

اس کام میں کہ جسکو دیکھتا ہے تو نہ دیکھے
کزین دینار نقدم نیست یکدانگ

کہ میرے نقد کے ایک دانگ برابر یہ دینا نہیں ہے
وزین نازندگان در خاطرم رم

اور ان جیالوں سے دل میں شرم
ز حی قیوم توانا چون نترسم

قائم رہنے والے طاقتور سے کیونکر نہ ڈروں میں
وزان خوش خوابگه بیدار برخاست

اور اس اچھی خوابگاہ سے جاگ کر اٹھے

الف کرد از دو شاخ لام الف دور
الف کو لام الف کی دونون شاخ سے الگ کر لیا

رہا ند از گاز سیمین شمع کافور
چھڑائی چاندی کی مقراض سے شمع کافوری

چو گشت اندر دویدن گام تیزش
جب دوڑنے مین اسکا قدم تیز ہوا

گشاد از ہر درے راہ گریزش
کھل گئی ہر ایک دروازے سے اسکو بھاگنے کی راہ

بہر در کامدی بے در گشائے
جس دروازے مین کہ آتا تھا بغیر کسی دروازہ کھولنے والے کے

پریدی قفل جائے پرہ جائے
اوڑ جاتا قفل کسی جگہہ اور پرچہ اسکی کسی جگہہ

اشارت کردنش گویا بانگشت
اشارہ کرنا اس کا گویا انگلی سے

کلیدی بود بہر فتح در مشت
ایک کنجی تھی واسطے دروازہ کھولنے کے مٹھی مین

زلیخا چون بدیدایں از عقب جست
زلیخا نے جو دیکھا پیچھے سے دوڑی

بوی در آخرین درگاہ پیوست
اس سے آخر کے دروازے یعنی ڈیوڑھی پہونچی

پی باز آمدن دامن کشیدش
واسطے پھر آنے کے دامن کھینچا اس کا

زسوے پشت پیراہن دریدش
پیچھے کی طرف سے کرتہ پھاڑا اس کا

برون رفت از کف آن غم رسیدہ
باہر گیا اسکے ہاتھ سے غم رسیدہ یعنی یوسف

بسان غنچہ پیراہن دریدہ
مثل کلی کے کرتہ پھٹا ہوا

زلیخا زان غرامت جامہ زد چاک
زلیخا نے اس شرمندگی سے کپڑے پھاڑ ڈالے

چو سایہ خویش را انداخت بر خاک
سایہ کی طرح اپنے تئین خاک یعنی زمین پر ڈال دیا

خروشی از دل ناشاد برداشت
ایک شور دل ناشاد سے اٹھایا

ز ناشادی خود فریاد برداشت
اپنے رنج سے فریاد کرنے لگی

کہ واویلا ز بے اقبالی بخت
کہ افسوس بے اقبال نصیبہ سے

کہ بے مہ از خانہ ام آن نازنین رخت
کہ میرے گھر سے وہ نازنین چلا گیا

دریغ آن صید کز دامم برون جست
افسوس کہ میرے جال سے وہ شکار باہر نکل گیا

دریغ آن شہد کز کامم برون رفت
افسوس کہ وہ شہد میرے حلق سے باہر نکل گیا

عزیمت کرد روزی عنکبوتے
ارادہ کیا ایک دن ایک مکڑی نے

کہ بہر خود کند تحصیل قوتے
کہ اپنے واسطے کچھ کھانا پیدا کرے

بجائی دید شہبازی نشستہ
ایک جگہہ ایک جرّہ باز کو بیٹھے دیکھا

ز قید دست شاہان باز رستہ
قید ہاتھ بادشاہون سے چھوٹا ہوا

بگرد او تنیدن کرد آغاز

گرد اسکے لپیٹنا یعنی جال لگانا شروع کیا

که چند و چه و بالش راز پرواز

کہ پر اور بازو اسکے اُڑنے سے باز رہے

زمانی کار در پیکار او کرد

ایک زمانہ یعنی دیر تک اس کام مین صرف کیا

لعاب خود همه در کار او کرد

تمام لعاب یعنی جالا اپنا اُس کام مین صرف کیا

چو آن شهباز کرد از وی کناره

جب اس شہباز نے اُس کنارہ کیا یعنی اوڑ گیا

نماندش غیر تار چند پاره

اس کے پاس سوا چند ٹوٹے تار کے کچھ نہ رہا

منم آن عنکبوت زار و رنجور

مین بھی وہی کمزور اور لاغر مکڑی ہون

فتاده از مراد خویشتن دور

اپنی مراد سے دور پڑی ہوئی

رگ جانم گسسته همچو تارش

میری جان کی رگ ٹوٹی ہے مثل اسکے تار کے

نگشته مرغ امیدی شکارش

امید کی کوئی چڑیا اسمین شکار نہوئی یعنی پھنسی

گسسته تارم از هر کار و باری

تار توڑے ہوے ہون مین ہر ایک کاروبار سے

بدستم نیست جز بگسسته تاری

میرے ہاتھ مین سوا ایک ٹوٹے ہوئے تار کے کچھ نہین رہا

دریافتن عزیز یوسف را بیرون آن خانه و افشای راز خود کردن زلیخا

پانا عزیز کا یوسف علیہ السلام کو اُس گھر کے باہر اور اپنے بھید کو زلیخا کا ظاہر کرنا

چنین زد خامه نقش این فسانه

ایسا قلم نے اس داستان کا نقش مارا یعنی لکھا

که چون یوسف برون آمد ز خانه

کہ جب یوسف گھر سے باہر نکل آیا

برون خانه پیش آمد عزیزش

گھر کے باہر عزیز مصر اُس کے سامنے آیا

گروهی از خواص خانه نیزش

ایک گروہ گھر کے خواصون سے بھی اُس کے ساتھ

چو در حالش عزیز آشفتگی دید

عزیز مصر نے جب یوسف کے حال مین پریشانی دیکھی

در آن آشفتگی حالش بپرسید

اس پریشانی مین اُسکا حال پوچھا

جوابش داد از حسن ادب باز

جواب اس کو یوسف نے خوب ادب سے دیدیا

تهی از تهمت افشای آن راز

خالی تہمت اس بھید کے ظاہر کرنے سے

عزیزش دست بگرفت از سر مهر
عزیز مصر نے محبت سے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا
درون پردهش بسوی آن پری چهر
گھر میں لیگیا اُسکو اس پریچہرہ یعنی زلیخا کی طرف

چو باہم دیدشان با خویشتن گفت
جب ایک ساتھ دیکھا انکو اپنے دل میں کہنے لگی
کہ یوسف با عزیز احوال من گفت
کہ یوسف نے عزیز سے میرا حال کہدیا

بحکم آن گمان آواز برداشت
بسبب اُس شبہہ کے چلا اُٹھی
نقاب از چهره آن راز برداشت
اُس بھید کے چہرہ سے پردہ اٹھایا یعنی ظاہر کیا

کہ ای میزان عدل آن را سزا چیست
کہ اے عدل کے ترازو اُس شخص کی سزا کیا ہے
کہ با اهلت نہ بر کیش وفا زیست
جسنے تیری بی بی سے طریق وفا پر زندگی کی

بکار خویش بے اندیشگی کرد
اپنے کام سے بیخوفی کی یعنی ذرا نہ خوف کیا
درین پرده خیانت پیشگی کرد
اس پردے میں چوری کا پیشہ کیا

عزیزش داد رخصت کای پریرو
عزیز مصر نے اسکو اجازت دی کہ اے خوبصورت
کہ کرد این کج نهادی راست برگو
کسنے یہ بدذاتی کی سچ سچ کہہ

بگفت این بندهٔ عبری کز آغاز
کہا اس عبرانی غلام نے کہ شروع سے
بفرزندی شد از لطفت سرافراز
تیری مہربانی سے فرزندی میں سرفراز ہوا

درین خلوت براحت خفته بودم
اس تنہائی کی جگہ آرام سے سو رہی تھی میں
درون از گرد محنت رفته بودم
دل رنج کی گرد سے صاف کیے ہوئے تھی میں

چو دزدان بر سرم یا النیم آمد
چوروں کی طرح میرے سرہانے آیا
بقصد خرمن نسرینم آمد
میرے نسرین کے کھلیان کے ارادے میں آیا

خیالش آنکہ من از بیخودی آگاه
خیال اسکا وہ کہ میں اس بات سے آگاہ نہ ہوں
بحجرم گلستانم آورد راه
خوشی سے میرے باغ میں راہ لاوے

باذن باغبان ناگشته محتاج
باغبان کی اجازت کا بھی محتاج نہ ہو کر
بر و سنبل بغارت گل بتاراج
سنبل کو اور پھول کو غارت کرے اور لوٹے

چو دست آورد پیش آن ناخردمند
جب ہاتھ آگے لایا وہ بے وقوف
کہ بگشاید ز گنج وصل من بند
کہ کھولے میرے وصل کے خزانے سے قفل

من از خواب گران بیدار گشتم
میں بڑی نیند سے جاگ پڑی میں
ز جام بیخودی هشیار گشتم
بیخودی کے پیالے سے ہوشیار ہوئی میں

یعنی بیجھ سود ہی تھی فوراً جاگ اٹھی اور نیند کی بیہوشی سے ہوش آگیا ۱۲

هراسان گشته از بیداری من
ڈر گیا ہے سبب میرے جاگ اٹھنے سے
رخ از شرمندگی سوی در آورد
منھ شرمندگی سے طرف دروازے کے لایا
شتابان از قفای او دویدم
جھپٹ کر اسکے پیچھے دوڑی میں
گرفتم دامنش را سخت و چالاک
پکڑ لیا میں نے اسکے دامن کو مضبوط اور جلد
گشاده چاک پیراهن رهائی
منھ کھول کر چاک کرتے
کنون آن به که همچون ناپسندان
اب وہ بہتر ہے کہ مثل تمھارے گنہگاروں کے
و یا خود بر تن و اندام پاکش
اور یا آپ اس کے پاک بدن پر
پسندی این همی رنج گران را
پسند کرے تو اسپر اس بھاری رنج کو
شگفته از وی چو بشنید این سخن را
خوش ہو گیا اس سے جب ان باتوں کو سنا
دلش گشت از طریق استقامت
دل اسکا پھرا اور راستی کے
بیوسف گفت چون گشتم گهر سنج
یوسف سے کہا کیوں سوتی تو رہے تھے میں نے
بفرزندی گزیدم بعد از آنت
پیدا ہونے کے تجھکو فرزندی میں لیا میں نے
زلیخا را هوادار تو کردم
زلیخا کو دوست تیرا بنایا میں نے

گریزان شد ز خدمتگاری من
بھاگ گیا میری خدمتگاری سے
بروی نیکبختی در برآورد
نیکبختی کے منھ پر دروازہ بند کیا
بدین نهاده پا دروی رسیدم
قریب اسی ہنر رکھے ہوے قدم پیچھے اسکے فوراً پہنچی میں
چو گل افتاده در پیراهنش چاک
پھول کی طرح چاک ہو گیا اسکے کرتے میں
کند قول مرا روشن بیانی
میرے قول کو صاف بیان کرتا ہے
کنی یک چند محبوسش بزندان
قید کرے تو اسکو چند روز قید خانے میں
نهی در وی شکنجه ساز و دردناکش
رکھے تو وہ درد کہ اسکو دردمند کرے
که گردد عبرتی مر دیگران را
جو عبرت ہو خاص دوسروں کے لیے
نه بر جا دید دیگر خویشتن را
قائم نہ دیکھا اپنے آپکو غصے سے بے اختیار ہو گیا
زبان را ساخت شمشیر ملامت
زبان کو بنایا تلوار ملامت کی
پی پیچ تو شد خالی دو صد گنج
تیرے سوال لینے میں دو سو خزانے خالی ہو گئے
ز حشمت ساختم عالی مکانت
حشمت سے بنایا میں نے برتر مکان تیرا
کنیزان را پرستار تو کردم
لونڈی غلاموں کو تیرا خدمتگار کیا میں نے

غلامان حلقه در گوش تو گشتند
غلام تیرے تابعدار ہوئے
صفاکیش و وفاکوش تو گشتند
صفا طریقہ اور وفا کرنیوالے تیرے ہوئے

بمالِ خویش دادم اختیارت
اپنے مال پر تجکو اختیار دیا میں نے
نکردم رنجه دل در هیچ کارت
نہ آزردہ کیا میں نے تیرا دل کسی کام میں

نه دستورِ خرد بود اینکه کردے
نہ طریقہ عقل کا تھا یہ جو کچھ کیا تو نے
عفاک الله چه بد بود آنچه کردے
بخشے تجکو خدا کیا برا ہوا یہ جو کچھ کیا تو نے

نمی شاید درین ویرانۂ آفات
نہیں لائق ہوا اس آفت بھرے ٹھکانے میں
جزا احسان اہلِ احسان را مکافات
سوا احسان کے احسان کرنے والے کو بدلا

تو احسان دیدی و کفران نمودی
تو نے احسان دیکھا اور ناشکری کی تو نے
بکافر نعمتی طغیان نمودے
نعمت کی ناشکری کا اور زیادتی کی ہے تو نے

ز کوی حق گزاری رخت بستے
حق ادا کرنے کی راہ سے اسباب باندھ چلا یعنی گذر گیا تو
نمک خوردی نمکدان را شکستے
نمک کھایا تو نے اور نمکدان توڑ ڈالا تو نے

چو یوسف از عزیز این تاب و تف دید
جب یوسف نے عزیز سے یہ غصہ اور ملامت دیکھی
چو موی از گرمی آتش بپیچید
بال کی طرح آگ کی گرمی سے بل کھایا

بدو گفت ای عزیز این فن آوری چند
اس سے کہا اے عزیز ایسی حکومت کب تک
گناهی نی بدین خواریم مپسند
کوئی گناہ میرا نہیں ہے اس ذلت مجھپر نہ پسند کر

زلیخا هر چه میگوید دروغ است
زلیخا جو کچھ کہتی ہے جھوٹھ ہے
دروغ او چراغِ بی فروغ است
جھوٹ اسکا بے روشنی کا چراغ ہے

زن از پهلوی چپ شد آفریده
عورت بائیں پہلو سے پیدا کی گئی
کس از چپ راستی هرگز ندیده
کسی نے بائیں سے کبھی راستی نہ دیکھی

بداند هر که بشناسد چپ و راست
جانتا ہے جو شخص کہ پہچانتا ہو بایاں اور داہنا
که از چپ راستی مشکل توان خواست
کہ اس سے راستی کا چاہنا مشکل ہے

مرا تا دیده دارد در پیم سر
مجکو جب سے دیکھا رکھتی ہے پیچھے میرے خیال
که گردد کام او از من میسر
کہ ہو مقصد اسکا مجھ سے حاصل

گهی از پس در آید گه به پیشم
کبھی پیچھے سے آتی ہے اور کبھی آگے میرے
بهر مکر و فسون خواند بخویشم
ہر مکر اور فریب سے بلاتی ہے اپنے پاس مجکو

ولی هرگز برو نگشاده ام چشم
اور لیکن کبھی اسپر آنکھ نہین کھولی ہی مین نے

بخوان وصل او ننهاده ام چشم
اسکے وصل کے خوان پر نظر نہین رکھی ہی مین نے

که باشم من که با خلق کریمت
کون ہون مین کہ باوجود تیرے کریمانہ خلق کے

نهم پای خیانت در حریمت
رکھون قدم چوری کا تیرے محل مین

بد آن بنده که چون مولا نه بیند
وہ غلام برا ہے کہ جب مالک کو نہ دیکھے

رود بر مسند مولی نشیند
جاوے اور مالک کی مسند پر بیٹھے

ز غربت داشتم بر سینه داغی
مسافری سے رکھتا تھا ایک داغ مین سینے پر

گرفته از همه کنج فراغی
اختیار کئے ہوے سب سے ایک گوشہ فراغت کا

زلیخا قاصدی سویم فرستاد
زلیخا نے ایک قاصد میرے پاس بھیجا

بروی هم صد در اندیشه بگشاد
میرے منھ پر صدہا خیالات کے دروازے کھولے

بافسونهای شیرین از رهم برد
میٹھے داستانون اور جادو سے مجکو راہ سے لیگئی

بهمراهی در آن خلوت گهم برد
مجکو ساتھ اپنے اس خلوت گاہ مین لیگئی

قضای حاجت خود خواست از من
جاری کرنا مقصد اپنے کا مجھ سے چاہا

سکون عافیت برخاست از من
قیام آرام کا اٹھا مجھ سے یعنی مین بیقرار ہوگیا

گریزان سر بسوی در دویدم
بھاگ کر سر کے بل دروازے کی طرف دوڑا مین

بصد درماندگی آنجا رسیدم
سو مشکل سے وہان پہونچا مین

گرفت آن یک قفای دامنم را
پکڑ لیا ایک نے پیچھے سے میرے دامن کو

درید از سوی پس پیراهنم را
پھاڑ ڈالا پیچھے کی طرف سے میرے کرتے کو

مرا با وی جز این کاری نبودست
مجکو اس سے سوا اس کام کے سروکار نہین ہوا ہی

برون زین کار بازاری نبودست
باہر یعنی سوا اس کام کے بازار سے کچھ نہین ہوا ہی

گرت نبود قبول این بیگناهی
اگر تجکو یہ بے جرمی قبول نہ ہووے

بکن بسم الله اینک هر چه خواهی
بسم اللہ جو کچھ چاہے تو ابھی کر ڈال

زلیخا چون شنید این ماجرا را
زلیخا نے جو اس ماجرے کو سنا

ببیباکی یاد کرد اول خدا را
بیباکی سے یاد کیا اول خدا کو

وزان پس خورد سوگندان دیگر
بعد اسکے اور قسمین کھائین

بفرق شاه مصر و تاج و افسر
قسم بادشاہ مصر کے سر اور تاج اور تخت کی

با قبال عزیز و عز و جاہش
قسم عزیز کے اقبال اور اسکی عزت اور مرتبے کی

کہ دولت ساخت از خاصان شاہش
کہ دولت نے اُسکو بادشاہ کے خاصون سے بنایا

بلی چون افتد اندر دعوی تنگ
سچ ہے جب پڑتی ہے کسی دعوے مین الجھن

گواہ بی گواہان چیست سوگند
گواہ بے گواہون کی کیا ہے قسم ہے

کند سوگند بسیار آشکاره
کرتا ہے بہت قسمین ظاہر

دروغ اندیشی سوگند خواره
جھوٹ خیال کرنیوالا قسمین کھانے والا

پس از سوگند آب دیدگان ریخت
بعد قسمون کے پانی آنکھون سے گرایا

کہ یوسف از نخست این فتنہ انگیخت
کہ یوسف نے پہلے سے یہ فساد اٹھایا

چراغ کذب را کافروزش از ان
چراغ جھوٹ کا کہ اُسکو روشن کرتی ہے عورت

بجز اشک دروغش نیست روغن
سوا جھوٹے آنسو کے اُسکا تیل نہین ہے

ازان روغن چراغش گر فروزد
اُس تیل سے اگر چراغ اُسکا روشن ہو جاتا ہے

بیک ساعت جہانی را بسوزد
دم بھر مین ایک جہان کو جلا دیتا ہے

عزیز آن گریہ و سوگند چون دید
عزیز مصر نے وہ رونا اور قسمین جو دیکھین

بساط راستی بینی در نوردید
بچھونا سچ دیکھنے کا لپیٹ ڈالا

بسرہنگی اشارت کرد تا زود
ایک سپاہی سے اشارہ کیا کہ جلد

زند بر جان یوسف زخمہ چون عود
مارے یوسف کی جان پر ٹکوا مثل عود کے

بزخم غم رگ جان را خراشد
غم کے زخم سے راگ جان کو خراش دے

ز لوح آیت راحت تراشد
تختی یعنی پیشانی اُسکی سے نشان راحت کے مٹا دے

بزندانش کند محبوس چندان
قیدخانے مین اُسکو قید کرے اتنے دن

کہ گردد آشکارا این سر نہان
کہ ظاہر ہو یہ پوشیدہ بھید

بزندان کشیدن یوسف را و گواہی دادن
زنجیرون مین جکڑنا یوسف علیہ السلام کو اور گواہی دینا

طفل شیرخوارہ بپاکی او و گذاشتن عزیز او را
ایک دودھ پیتے ہوے بچے کا انکی پاکدامنی پر اور چھوڑ دینا عزیز کا اُن کو

نام اس راز کا ... مین مطلب ... عزیز مصر نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ یوسف علیہ السلام کو مارے اور تکلیف دے ۱۲ یعنی اتنے دن یوسف کو قید خانے مین قید رکھے جب تک یہ بھید صاف صاف ظاہر ہو جاوے ۱۲

چو یوسف را گرفت آن مرد سرہنگ
جب یوسف کو پکڑ لیا اس مرد سپاہی نے
بہ تنگ آمد دل یوسف ازان درد
تنگ ہوا دل حضرت یوسف کا اس درد سے

بمحنت گاہ زندان کرد آہنگ
قیدخانے کی محنت گاہ کی طرف ارادہ کیا
نہان روی دعا بر آسمان کرد
پوشیدہ منہ دعا کا طرف آسمان کے کیا

اکہ ای دانای اسرار نہانی
کہ اے جاننے والے بھید پوشیدہ کے
ترا باشد مسلم راز دانی
تجکو درست ہے بھید جاننا

دروغ از راست پیش تست ممتاز
جھوٹ سچ سے تیرے آگے جدا ہے
کہ داند جز تو کردن کشف این راز
کون جانے تیرے سوا یہ بھید ظاہر کرنا

ز نور صدق چون دادی فروغم
سچائی کے نور سے جب دی تو نے روشنی مجھکو
منہ تہمت بگفتار دروغم
مت رکھ تہمت جھوٹ بات کی مجھپر

گواہی بگذران بر دعوی من
گواہی ادا کرا دے میرے دعوے پر
کہ ہست این صدق من پیش تو روشن
جب کہ ہے یہ سچائی میری آگے تیرے روشن

ز شست ہمت کشور کشایش
چھکی ہمت ملک کھولنے والی اوسکی سے
چو آمد بر ہدف تیر دعایش
جو آیا نشانے پر تیر دعا اسکی کا

دران مجمع زنی خویش زلیخا
اس مجمع میں سے ایک عورت رشتہ دار زلیخا کی
کہ بودی روز و شب پیش زلیخا
کہ رہتی تھی دن رات آگے زلیخا کے

سہ ماہہ کودکی بر دوش خود داشت
ایک تین مہینے کا لڑکا اپنے کاندھے پر رکھتی تھی
چو جان بگرفتہ در آغوش خود داشت
مثل جان کے اپنی گود میں لیے رکھتی تھی

چو سوسن بر زبان حرفی نراندہ
مانند سوسن کے زبان پر کوئی بات نہ لائے ہوئے
ز طومار بیان حرفی نخواندہ
یعنی طومار بیان سے کوئی حرف نہ پڑھے یعنی بول نہ سکتا تھا

فغان زد کای عزیز آہستہ تر باش
شور کیا لڑکے نے کہ اے عزیز آہستگی کر
ز تعجیل عقوبت پرحذر باش
جلدی عذاب سے پرہیز کر

سزاوار عقوبت نیست یوسف
لائق عذاب کے یوسف نہیں ہے
بہ لطف و مرحمت اولیست یوسف
لائق مہربانی اور رحم بہتر کے ہے یوسف

عزیز از گفتن کودک عجب ماند
عزیز لڑکے کے بول اٹھنے سے تعجب میں رہا
سخن با او بقانون ادب راند
بات اس نے طریق ادب سے چلائی

کہ ای ناشستہ لب از لاش شیر
کہ اے بنا منہ دھوئے ہوئے دودھ کی آلودگی سے
بگو روشن کہ این آتش کہ افروخت
صاف بتلاؤ کہ یہ آگ کس نے روشن کی
نگفتا من نیم نمام و غماز
کہا میں (رسوائی کرنیوالا) اور چغلخور نہیں ہوں
ز غمازیست مشک چین سیہ روی
چغلخوری سے مشک چین کا منہہ سیاہ ہے
ببین در تازہ گلہای بہاری
دیکھ بہار کے تازہ پھولوں کو
نیم غماز لیکن گر بدانی
میں چغلخور نہیں ہوں لیکن اگر تو جانتا ہے
برو در حال یوسف کن نظارہ
جا اور یوسف کے حال پہ نظر کر
گر از پیش ست در پیراہنش چاک
اگر آگے سے اس کا کرتہ پھٹا ہوا ہے
ندارد دعوی یوسف فروغی
دعوے یوسف کا کوئی فروغ نہیں رکھتا ہے
و راز پس چاک شد پیراہن او
اور اگر پیچھے سے پھٹ گیا ہو گی تو اُسکا
دروغست آنچہ میگوید زلیخا
جھوٹ ہے جو کچھ زلیخا کہتی ہے
عزیز از طفل چون گوش این سخن کرد
عزیز مصر نے لڑکے سے جو یہ بات سُنی
چو دید از پس دریدہ پیرہن را
جب پیچھے سے کرتہ پھٹا ہوا دیکھا

خدایت کرد تلقین حسن تقریر
خدا نے تعلیم کی تجھکو خوبی بیان کی
کز انم پردہ عز و شرف سوخت
جس سے میری بزرگی اور شرافت کا پردہ جلگیا
کہ گویم با کسے راز کسے باز
کہ کسی سے کسی کا بھید ظاہر کروں میں
کہ از صد پردہ بیرون مید ہد بوی
جو سو پردوں سے خوشبو باہر دیتی ہے
کہ خندان و خوشند از پردہ داری
کہ خوش اور شگفتہ ہیں پردہ داری کی وجہ سے
بگویم با تو این راز نہانی
تجکو بتلاتا ہوں میں یہ پوشیدہ بھید
کہ پیراہن چسانش گشتہ پارہ
کہ کرتا اُسکا کس طرح سے پھٹ گیا ہے
زلیخا را بود دامن ازان پاک
زلیخا کا دامن اس سے پاک ہو گا
ہمیگوید برای خود دروغی
کہتا ہے اپنے یعنی بریت کے لیے ایسا جھوٹ
بود پاک از خیانت دامن او
چوری سے پاک ہو دامن اُسکا یعنی یوسف کا
نہ راہ صدق می پوید زلیخا
راہ سچائی کی نہیں چلتی ہے زلیخا
روان تفتیش حال پیرہن کرد
فوراً دریافت کرتے کے حال کا کیا
ملامت کرد آن مکارہ زن را
ملامت کی اس مکار عورت یعنی زلیخا کو

که دانستم که این کید از تو بودست
کہ جانا میں نے کہ یہ مکر تجھ سے ہوا ہے
چہ کیدست اینکہ پیش آوردی آخر
کیا برا مکر ہے یہ کہ آخر کو آگے لائی تو
ز راهِ ننگ و نامِ خویش گشتی
اپنے نام اور شرم کی راہ سے پھری تو
پسندیدی بخود این ناپسندی
پسند کی تونے یہ برائی اپنے اوپر
ز کیدِ زن دلِ مردان دو نیمست
عورت کے مکر سے دل مردوں کا دو ٹکڑے ہے
عزیزان را کند کیدِ زنان خوار
عزیزوں کو عورتوں کا مکر ذلیل کر دیتا ہے
ز مکرِ زن کسی عاجز مبادا
عورت کے مکر سے کوئی شخص عاجز نہووے
برو زین پس باستغفار بنشین
جا اب اُسکے واسطے مغفرت چاہنے کے بیٹھ
ز گریہ گرم کن ہنگامۂ خویش
اپنے رونے کا بازار گرم کر
تو ای یوسف زبان زینکار در بند
تو اے یوسف زبان اُس کام سے بند کر
ہمین بس در سخن چالاکی تو
یہی بہت ہے تیری بیان کی چالاکی
قدم از راهِ غمازی بدر بہ
قدم چغلخوری کی راہ سے باہر بہتر
عزیز این گفت و بیرون شد ز خانہ
عزیز نے یہ کہا اور گھر سے باہر چلا گیا

بران آزاده این قید از تو بودست
اُس آزاد پر یہ قید تیرے سبب سے ہوئی ہے
چہ بد بود اینکہ با خود کردی آخر
کیا برا تھا یہ کہ ساتھ اپنے کیا تونے
طلبگارِ غلامِ خویش گشتی
خواہش کرنے والی اپنے غلام کی ہوئی تو
وزان پس جرمِ آن بروی فگندی
بعد اُسکے گناہ اُسپر ڈالا یعنی عائد کیا تونے
زنان را کیدہای بس عظیمست
عورتوں کے مکر بہت بڑے بڑے ہیں
بکیدِ زن بود دانا گرفتار
عورت کے مکر میں عقلمند بھی پھنس جاتا ہے
زنِ مکارہ خود ہرگز مبادا
عورت مکار ہرگز آپ مت ہو جیو
ز خجلت روی در دیوار بنشین
شرمندگی سے منہ طرف دیوار کے بیٹھ
بشو زین حرف تا خوش نامۂ خویش
دھو اُس برے حرف سے نامہ اعمال اپنا
بہر کس گفتن این راز مپسند
ہر شخص سے کہنا اس بھید کا مت پسند کر
کہ روشن گشت بر ما پاکی تو
کہ روشن ہوئی ہم پر پاکی تیری
کہ باشد پردہ پوشی از پردہ دری بہ
کہ ہوتا ہے پردہ چھپانے والا پھاڑنے والے سے بہتر
بخوشخوئی سمر شد در زمانہ
خوشخوئی سے زمانے میں مشہور ہو گیا

تحمل دلکش ست اما چندین
برداشت اچھی ہے لیکن نہ اسقدر
چو مرد از زن بخوشخوئی کشد بار
جو مرد عورت سی بسبب خوشخو ہونیکے برداشت کرتا ہی
مکن در کار زن چندان صبوری
عورت کے کام مین اسقدر صبر مت کر

نکوخوئی خوش است اما چندین
نیک عادت ہونا اچھا ہے لیکن نہ اسقدر
ز خوشخوئے ببدخوئے رسد کار
خوش اخلاقی سے بدخوئی پر ہو پہنچ جاتا ہے کام
کہ افتد رخنہ در سد غیوری
کہ خلل پڑے غیرت کی دیوار مین

زبان طعنہ کشادن زنان مصر
زبان طعنہ کی کھولنا مصر کی عورتون کا
بر زلیخا در بارہ عشق یوسف
زلیخا پر دربارہ عشق یوسف علیہ السلام کے

نسازد عشق را کنج سلامت
موافق نہین آتا ہے عشق کو گوشہ سلامتی کا
غم عشق از ملامت تازہ گردد
غم عشق کا ملامت سے تازہ ہوتا ہے
ملامت شحنہ بازار عشق است
ملامت عشق کے بازار کی کوتوال ہے
ملامت ہاے عشق از ہر کرانہ
ملامتین عشق کی ہر ایک کنارے سے
چو باشد مرکب رہرو گران خیز
جب ہووے گھوڑا راستہ چلنے والا سست
زلیخا را چو بشگفت این گل راز
زلیخا کے اس بھید کا پھول جو کھل گیا
زنان مصر ازان آگاہ گشتند
مصر کی عورتین اُس سے آگاہ ہوگئین

خوشا رسوائی کوی ملامت
اچھی ہے بدنامی ملامت کی گلی کی
وزین غوغا بلند آوازہ گردد
اور اس غوغے سے شہرہ بہت بلند ہوتا ہے
ملامت صیقل زنگار عشق است
ملامت صاف کرنیوالی عشق کے مورچہ کی ہے
بود کاہل تنان را تازیانہ
ہوتی ہین سست لوگون کے لیے کوڑا
شود زان تازیانہ سیر او تیز
ہوتی ہے اس کوڑے سے اُسکی چال تیز
جہانی شد بطعنش بلبل آوازہ
ایک جہان اُسکے طعنہ دینے مین بلبل کیطرح آوازہ بلند
ملامت را حوالت گاہ گشتند
ملامت کرنے کی جگہ یعنی ملامت کی گھر ہوئین

بهر نیک و بدش در پے فتادند
ہر نیک اور بد مین اُسکے پیچھے پڑ گئین
زبان سرزنش بروے گشادند
زبان ملامت کی اُس پر کھول لی

که فارغ شد ز هر ننگے و نامے
کہ بے پروا ہو گئی ہر ایک حیا اور شرم سے
دلش مفتون عبرانی غلامے
دل اُسکا مبتلا ایک عبرانی غلام کا یعنی عاشق

چنان در مغز جانش جا گرفت است
ایسا زلیخا کے مغز جان مین گھر کر گیا ہے
که دست از دین و دانش وا گرفت است
کہ ہاتھ دین اور دانائی سے دھو ڈالا ہے

عجب گمراهیے پیش آمد اورا
ایک عجیب گمراہی آگے آئی اُسکے
که رو بر بندهٔ خویش آمد اورا
کہ دل اپنے غلام پر آیا اُس کا

عجبتر کان غلام از وی نفور است
تعجب زیادہ یہ ہے کہ وہ غلام اُس سے نفرت کرتا ہے
ز همسازی و همرازیش دور است
اس کی ہمصحبتی اور موافقت سے دور ہے

نگاهے می کند با او نه گاهے
کبھی اُسپر وہ ایک نگاہ بھی نہین کرتا ہے
نه گامے می زند با او براهے
ایک قدم بھی اُسکے ساتھ راہ نہین چلتا ہے

بهر جا آن رود این ایستد باز
جہان وہ چلتی ہے یہ کھڑا ہو رہتا ہے
بهر جا ایستد رفتن کند ساز
جہان وہ کھڑی ہوتی ہے یہ چلنے لگتا ہے

بهر جا آن کشد برقع ز رخسار
جہان وہ برقع چہرے سے اُٹھاتی ہے
زند این از مژه بر دیده مسمار
لگاتا ہے یہ پلکون کی بال سے دیدہ پر کیلین یعنی نہین دیکھتا

ز هر غم کان بگرید این بخندد
جس غم سے کہ وہ روتی ہے یہ خوش ہوتا ہے
هر آن در کو گشاید این ببندد
جو دروازہ کہ وہ کھولتی ہے یہ بند کر دیتا ہے

همانا پیش چشم او نکو نیست
شاید اسکی نظر مین وہ اچھی نہین ہے
ازان رو خاطرش مایل او نیست
اُس سبب سے اُسکے دل کو اُسکی خواہش نہین

گر آن دلبر گهی با ما نشستے
اگر وہ معشوق کہین ہمارے پاس بیٹھ جاتا
ز ما دیگر کجا تنها نشستے
ہمارے سوا اور کسی جگہ اکیلا کب بیٹھتا

ره ناکامے ما کم گرفتے
راہ ہماری نامرادی کی کم اختیار کرتا
بما هم کام وا دے هم گرفتے
ہمکو مقصد دیتا اور ہم سے بھی لیتا

بمقبولی کسی را دسترس نیست
پسند ہونے مین کسی کو اختیار نہین ہے
قبول خاطر اندر دست کس نیست
دل کے پسند ہونا کسی کے اختیار مین نہین ہے

بسا زیبا رخ و نیکو شمائل
بہت خوبصورت اور نیک عادت ہین
بسا لیلی وشے شیرین کرشمہ
بہت لیلی کی صورت اور شیرین کرشمہ
زلیخا چون شنید این داستان را
زلیخا نے جو سُنا اس داستان کو
بفور آن فرمود جشنے ساز کردند
فوراً فرمایا یک جشن آراستہ کیا
چہ جشنے بزمگاہِ خسروانہ
کیا اچھا جشن مجلس شاہانہ
ز شربتہاے رنگا رنگ صافی
رنگ رنگ کے صاف شربتون سے
بلورین جامہا لبریز کردہ
بلور کے پیالے بھر کر
ز زرین خوان زمینش مطلع خور
سُنہرے خوانون سے زمین اسکی مطلع آفتاب کی
بطعم و بوی خوش زان کاسہ و خوان
کھانے اور خوشبو اس خوان اور برتنون سے
در واز خوردنیہا ہرچہ خواہی
ان مین کھانے کی چیزین ہر خواہش کے موافق
پے حلواش دادہ نیکوان دام
اُس کے حلوا کے لیے معشوقون نے قرض دی
ز پختہ تخت حلواہاے رنگین
رنگین حلوون کی گفتنیو ن سے
براے فرش در صحن وی افگند
واسطے فرش کے اُسکے صحن مین ڈالین

کہ سویش طبع مردم نیست مائل
کہ اُنکی طرف طبیعت آدمیون کی مائل نہین ہے
کہ ریزد خون دلہا چشمہ چشمہ
کہ گراتی ہین خون دل کے بے انتہا
فضیحت خواست آن نازشتان را
برا کہنا شروع کیا اُن جھوٹ بولنے الیون
زنان مصر را آواز کردند
مصر کی تمام عورتون کو بلایا
ہزارش ناز و نعمت در میانہ
اُسکے درمیان ہزارون ناز اور نعمت
چو نور از عکس ظلمتہا شگافی
مثل ایک عکس نور کے تاریکی کے شگاف سے
بماء الورد عطر آمیز کردہ
عرق گلاب سے خوشبودار کیئے ہوے
ز سیمین کاسہا برجے ز اختر
چاندی کے برتنون سے ایک برج ستارون سے بھرا ہوا
طعامش قوت جسم و قوت جان
کھانا اُسکا غذا جسم کی اور قوت جان کی
ز مرغ آوردہ حاضر تا بماہی
مرغ سے ماہی تک سب موجود تھین
ز لب شکر ز دندان مغز بادام
ہونٹھ سے شکر دانتون سے مغز بادام
بناے مصر حسنش بود شیرین
بنیاد مصر اسکے حسن کی شیرین تھی
ہزاران خشت زر بالودہ قند
ہزارون سونے کی اینٹین صاف کی ہوئی قند کی

دهان تنگان بلبهای شکر خا
معشوق شکر کھانے والے لبوں میں
چو گشته کام جو لوزینه زانها
لوزینه جب اُن سے مقصد ڈھونڈھنے والا
نه کرده هیچ نادر بین تصور
نه خیال کیا کسی نادر دیکھنے والے نے
ز تازه میوه های تر نایاب
تازه اور تر نایاب میووں سے
روان هر سو کنیزان و غلامان
روانه هر طرف لونڈی اور غلام
پریرویان مصری حلقه بستند
مصر کے معشوقوں نے حلقه باندھا
ز هر خوان انچه میبایست خوردند
هر خوان سے جو کچھ کہ چاہا کھایا
چو خوان بر داشتند از پیش آنان
جب خوان اُٹھایا اُن کے آگے سے
نهاد از طبع حیلت ساز پر فن
رکھا یا حیله ساز اور پر فن طبیعت سے
یکی کف کز لکی در کار خود تیز
ایک ہاتھ میں چھری اپنے کام یعنی کاٹنے میں تیز
ترنجی رنگ او صفرای فاقع
ایک ترنج رنگ اُسکا نہایت زرد
بایشان گفت پس ای نازنینان
انھوں سے کہا پس اے نازنینو
چرا دارید زینسان تلخ کامم
کیوں رکھتی ہو اس طرح ناخوش مجکو

نداده در دهان لوزینه را جا
نه دیے ہوے منھ میں لوزینه کو جگھہ
بجستش نام رفته بر زبانها
بھرتی میں نام گیا زبانوں پر
کز آب آمد برون زانسان سبد پر
کہ پانی سے باہر آیا اسطرح ٹوکرا بھرا ہوا
سبدها باغبان پرورده از آب
ٹوکرے باغبان نے پانی سے بھرے
بخدمت همچو طاوسان خرامان
خدمت کے لیے مثل طاوسوں کے ٹھلتے ہوے
بمسندهای زرین خوش نشستند
سنہری مسندوں پر خوش خوش بیٹھے
ز هر کار انچه می بایست کردند
ہر ایک کام سے جو کچھ کہ چاہا کیا
زلیخا شکر گویان مدح خوانان
زلیخا شکر کرتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی
ترنج و کزلکی بر دست هر زن
ایک ترنج اور ایک چھری ہر عورت کے ہاتھ پر
بدیگر کف ترنجی شادی انگیز
دوسرے ہاتھ میں ایک ترنج خوشی بڑھانیوالا
پی صفراییان درمان نافع
واسطے صفراویوں کے دوا نفع کرنے والی
ببزم نیکویی بالا نشینان
خوبصورتی کی مجلس میں بلند بیٹھنے والیو
بطعن عشق عبرانی غلامم
عبرانی غلام کے عشق کے طعنه سے مجکو

برستی زافت آن ناپسندان چھوٹا اُن برون کی آفت سے	ولی فارغ ز محنتہاے زندان لیکن بیخبر تھا قید خانے کی تکلیفون سے

آمادہ کردن زنان مصر زلیخا را بر

مستعد کرنا مصر کی عورتون کا زلیخا کو

فرستادن یوسف ع بزندان

بھیجنے پر یوسف کو قید خانے مین

چو از دستان آن بیہدہ دستان
جب اُن ہاتھ کٹے ہوؤن کے مکر سے

ہمہ از خود پرستی بت پرستان
سب خود پرستی سے بت پرستی کرنیوالی

دل یوسف نگشت از عصمت خویش
دل یوسف کا نہ پھرا اپنی پارسائی سے

بسی از بیشتر شد عصمتش بیش
زیادہ سے زیادہ بڑھی پارسائی اُن کی

ہمہ خفاش آن خورشید گشتند
سب چمگادڑ اُس آفتاب کی ہو گئین

ز نور قرب او نومید گشتند
اُسکی روشنی کی نزدیکی سے ناامید ہوئین

زلیخا را غبار انگیز کردند
زلیخا کے دل مین غبار پیدا کر دیا

بزندان کردن او تیز کردند
اُسکے قید کرینے پر زلیخا کو آمادہ کیا

بدو گفتند کاے مسکین و مظلوم
اُس سے کہا کہ اے غریب اور بیچاری

نبودہ مستحقے چو تو محروم
نہوا تجھ سا کوئی حقدار بے نصیب

چو یوسف گر چہ نبود حورزادی
مثل یوسف کے جب تک نہو گا کوئی حورزاد

نیابی ہرگز از وصلش مرادی
نہ پاوے گی تو ہرگز اُسکے وصل سے مراد

شدیم از پند گوئی سخت سستی
نصیحت کرنے سے بہت سستی کرنیوالی ہوئین ہم

زبان کردیم سوہان از درشتی
زبان سختی سے سوہن بنالی ہم نے

ولے سوہان نگیرد آہن او
لیکن یہ سوہن اوسکے لوہے مین نہین اثر کرتا ہے

نباشد غیر از سختی فن او
سختی کے سوا اوس سے فن نہ چلیگا

چو کورہ ساز زندان را برو گرم
قید خانے کو مثل بھٹی کے اُسپر گرم کر

بود زان کورہ گردد آہنش نرم
شاید اُس بھٹی سے لوہا اُسکا نرم ہوجائے

چو گردد نرم زآتش طبع پولاد
جب آگ سے نرم ہوتی ہے طبیعت فولاد کی

از و چیزی تواند ساخت استاد
اُس سے کوئی چیز بنا سکتا ہے کاریگر

ز گرمی نرم گر نتواند آتش کرد
گرمی سے اگر نرم نہ کر سکے اُسکو

چہ حاصل زانکہ کوبد آہن سرد
کیا فائدہ اُس سے کہ ٹھوکے ٹھنڈے لوہے کو

زلیخا را چو زان جادو زبانان
زلیخا کو جب اُن جادو زبان والیون سے

شد از زندان امید وصل جانان
ہوئی قیدخانے سے امید وصل معشوق کی

برای راحت خود رنج او خواست
واسطے اپنے آرام کے رنج اُسکا چاہا

دران ویران مقام گنج او خواست
اُس ویرانے مین مقام اُس خزانے کا چاہا

چو نبود عشق عاشق را کمالے
جب نہو عاشق کے عشق کو کوئی کمال

نہ بندد جز مراد خود خیالے
نہین باندھتا ہے سوا اپنی مراد کے اور خیال

طفیل خویش خواہد یار خود را
اپنے مطلب کے طفیل مین چاہتا ہے اپنے یار کو

بکام خویش سازد کار خود را
اپنے مقصد کے موافق کرتا ہے اپنے کام کو

ببوی یک گل از بستان معشوق
معشوق کے باغ سے ایک پھول کی امید مین

زند صد خار غم بر جان معشوق
چبھوتا ہے سو کانٹے غم کے معشوق کی جان پر

زلیخا با عزیز آمیخت یک شب
زلیخا ایک رات ملی عزیز سے

ز دل این غصہ بیرون ریخت یکشب
دل سے یہ رنج باہر کیا ایک رات

کہ گشتم زین پسر بدنام در مصر
کہ ہوئی مین اس لڑکے سے مصر مین بدنام

شدم رسوای خاص و عام در مصر
مصر کے خاص اور عام مین بدنام ہوگئی مین

درین قولند مرد و زن موافق
اس قول مین سب مرد اور عورت کا اتفاق ہے

کہ من بروی بجانم گشتہ عاشق
کہ مین اُس پر جان سے عاشق ہوئی ہون

درین ہامون شکار تیر او یم
اس جنگل مین اُسکے تیر کی شکار ہوئی مین

بخاک و خون طپان نخچیر او یم
خاک اور خون مین لوٹنے والا شکار اُسکی ہوئی ہون

بجانم تیر او چندان نشست است
میری جان پر اُسکا تیر ایسا بیٹھا ہے

کہ پیکان بر سر پیکان نشست است
جیسے کہ گانسی گانسی پر بیٹھتی ہے

سر یک موی ام از عشقش تہی نیست
میرا ایک سر بال کا اُسکے عشق سے خالی نہین ہے

بعشق او ز خویشم آگہی نیست
اُسکے عشق مین آپ سے مجکو خبر نہین ہے

بپا نعلین از لعل و گهر پر
پاؤن مین کھڑاؤن لعل اور موتی کی جڑی ہوئے
بر و بسته دوال از رشته در
پٹہ اُسپر لگا ہوا موتی کی لڑی سے

ردائی از قصب کرده حمائل
ایک چادر قصب کی گلے مین ڈالے ہوئے
بهر تارش گره صد جان و صد دل
جسکے ہر تار مین سو جان اور صدہا دل لپٹے ہوئے

بدستش داده زرین آفتابه
اسکے ہاتھ مین دیا سنہرا آفتابہ
کنیزی از پیش زرین عصابه
پیچھے اسکے ایک لونڈی سُنہرا سربند باندھی ہوئے

یکی طشتش بکف از نقره خام
خالص چاندی کا اُسکے ہاتھ مین ایک طشت
بسان سایه اورا گام بگام
سایہ کے مانند اُسکے قدم بقدم جاتی تھی

بدینسان هر که دیدش چابک و چست
اسطرح جسنے دیکھا اُسکو چست اور چالاک
نخست از جان شیرین دست خود شست
پہلے اپنی میٹھی جان سے ہاتھ دھویا

نیارم بیش ازین گفتن که چون بود
نہین کہہ سکتا ہون مین اس سے زیادہ کہ کیسا تھا
که از هر وصف کاندیشم برون بود
کہ جس وصف سے کہ خیال کرتا ہون مین زیادہ تھا

ز خلوتخانه آن گنج نهفته
خلوتخانے سے وہ پوشیدہ خزانہ یعنی یوسف
برون آمد چو گلزار شگفته
باہر آیا مثل شگفتہ باغ کے

زنان مصر کان گلزار دیدند
مصر کی عورتون نے کہ جب اُس باغ کو دیکھا
ز گلزارش گل دیدار چیدند
اُسکے باغ سے پھول دیدار کے چُنے

بیک دیدار کار از دستشان رفت
ایک دیدار مین کام اُنکے ہاتھ سے گیا
زمام اختیار از دستشان رفت
باگ اختیار کی اُنکے ہاتھ سے گئی

ز زیبا شکل او حیران بماندند
اُسکی خوبصورت شکل سے حیران رہ گئین
ز حیرت چون تن بیجان بماندند
حیرت سے مانند بدن بیجان کے رہ گئین

چو هر یک را در آن دیدار دیدن
جب ہر ایک کی اُس دیدار دیکھنے مین
تمنا شد ترنج خود بریدن
اپنے ترنج تراشنے کی آرزو ہوئی

ندانسته ترنج از دست خود باز
ترنج کو اپنے ہاتھ سے علیحدہ نہ جان کر
ز دست خود بریدن کرد آغاز
اپنے ہاتھ سے کاٹنا شروع کیا

یکی از تیغ انگشتان قلم کرد
ایک نے تلوار سے انگلیان کاٹ ڈالین
بدل حرف وفایش را رقم کرد
دل پر حرف اُسکی وفا کا لکھنا کیا

قلم دیدے کہ با تیغ ار ستیزد
قلم کو دیکھا تونے کہ جو تلوار سے لڑتا ہے
ز ہر بندش برون شنگرف ریزد
اُسکے ہر بند یعنی شگاف سے شنگرف ٹپکتا ہے

یکے پرساخت از کف صفحۂ سیم
ایک نے بھرا ہتھیلی کے صفحہ کو چاندی سے
کشیدش جدول سرخی چو تقویم
کھینچی اُسکی ایک سُرخ جدول مانند تقویم کے

بہر جدول دوان سیلی پر از خون
ہر ایک جدول پر ایک خون کا سیلاب بہتا ہوا
ز حد خود نہادہ پاے بیرون
اپنی حد سے قدم باہر نکالے ہوئے

چو دیدندش کہ جز والا گہر نیست
جب دیکھا اُسکو کہ سوا شریف ذات کے اور نہین ہے
برآمد بانگ زیشان کین بشر نیست
آواز نکلی انھون سے کہ یہ انسان نہین ہے

نہ چون آدم ز آب و گل سرشتہ ست
آدمی کی طرح یہ پانی اور مٹی سے نہین بنایا گیا ہی
ز بالا آمدہ قدسی فرشتہ ست
اوپر سے ایک پاک فرشتہ آگیا ہے

زلیخا گفت ہست این آن یگانہ
زلیخا نے کہا کہ یہ وہ یگانہ ہے
کز ویم سرزنشہا را نشانہ
جسکے سبب مین ملامت کی نشانہ ہون

ملامت کز شما بر جان من بود
جو ملامت تم لوگون سے میری جان پر تھی
ہمہ از عشق شان نازکبدن بود
سب اسی نازک بدن کے عشق سے تھی

ولی او سر بکارم در نیاورد
لیکن وہ میرے کام مین سر نہ لایا یعنی متوجہ نہوا
امید روزگارم بر نیاورد
میری بدقسمتی کی امید تو بر نہ لایا

مراد جان و تن من خواندم اورا
اپنے تن اور جان کی مراد اُسکو کہا مین نے
بوصل خویشتن من خواندم اورا
اپنے وصل کے لیئے مین نے بلایا اُسکو

اگر ننہد بکام من دگر پاے
اگر پھر میرے مطلب کے موافق قدم نہ رکھے گا
ازین پس گنج زندان باشدش جاے
بعد اسکے قیدخانے کا گوشہ اُسکی جگہ بناؤنگی مین

رسد کارش دران زندان بخواری
کام اُسکا اس قیدخانے مین ذلت پر پہونچیگا
گذارد عمر در محنت گذاری
گذران کریگا عمر محنت کرنے مین

ز زندان خوی سرکش نرم گردد
قیدخانے سے سرکش عادت نرم ہوجائے گی
دلش در نیک خوئی گرم گردد
دل اُسکا نیک خوئی مین مستعد ہوجائیگا

نگردد مرغ وحشی جز بدان رام
جنگلی چڑیا سوا اسکے قابو مین نہین ہوسکتی ہے
کہ گیرد در قفس یک چند آرام
جبتک کہ پنجرے مین چند روز بند نہ رہے

۱ قلم سے مراد یہان انگلیان ہین اور شنگرف سے خون ہے جو انگلیان کٹنے کے بعد جاری ہوا ۲ صفحۂ سیم سے مراد ہتھیلیون کے گورے پن سے ہے اور سرخی کی جدول سے مراد خون سے

زنانِ مصر چون رویش بدیدند
مصر کی عورتون نے جو اُس کا منھ دیکھا

گروہے زان زنان کف بریده
ایک گروہ اُن عورتون افسوس کی ہوئی سے

ز تیغ عشق یوسف جان نبردند
یوسف کے عشق کی تلوار سے جان نہ بچا سکا

گروہے از خرد بیگانہ گشتند
ایک گروہ یعنی بہت عقل سے جدا یعنی بیہوش ہو گئین

برہنہ پا و سر بیرون دویدند
ننگے پاؤن اور ننگے سر باہر دوڑ گئین

گروہے آمدند آخر بخود باز
ایک گروہ آپ مین یعنی ہوش مین پھر آ گئین

زلیخا وار مست از جام یوسف
زلیخا کے مانند مست پیالے سے یعنی شراب یوسف سے

جمال یوسف آمد خمی از مے
جمال یوسف کا ہو گیا شراب سے بھری ہوئی ایک خم

یکی را بہرہ مخموری و مستی
ایک کے حصّے مین مخموری اور مست ہونا

یکی را جان فشاندن بر جمالش
ایک کو جان قربان کرنا اسکے جمال پر

نباید جز بدان بے بہرہ بخشود
نچاہیے سوا اُس بد نصیب کے کسی کے بخشنا

بسا کفہا کہ از شوقش بریدند
اُسکے شوق سے بہت ہاتھ کاٹے

ز عقل و صبر و ہوش و دل رمیده
عقل اور صبر اور ہوش اور دل کھوئے ہوئے سے

از ان مجلس نرفتہ جان سپردند
اس مجلس سے نہ گئین کہ جان سونپی یعنی بیہوش ہو گئین

ز عشق آن پری دیوانہ گشتند
اُس پری کے عشق سے سودائی ہوئین

دگر روئے خردمندے ندیدند
پھر منھ عقلمندی کا نہ دیکھا

ولے با سوز و دردِ عشق دمساز
اور لیکن سوز اور درد عشق سے ہم صحبت

فتادہ مرغ دل در دام یوسف
پڑ گیا مرغ دل یوسف کی محبت کے جال مین

بقدر خود نصیب ہر کس از وے
اپنے حصّے کے موافق ہر شخص کو حصّہ اُس سے

یکی را رستن از پندار ہستی
ایک کو چھوٹنا یعنی آزادی گمان ہستی سے

یکی را لال ماندن در خیالش
ایک کو گونگا یعنی خاموش رہنا اُسکے خیال مین

کز ان می بہرہ اش بی بہرگی بود
جس کو اُس شراب کے حصّہ سے بے نصیبی تھی

معذور داشتن زنان مصر بعد از مشاہدہ جمال

معاف رکھنا مصر کی عورتون کا بعد دیکھنے جمال

یوسف زلیخا را

یوسف علیہ السلام سے زلیخا کو

چو کالا را بود جوینده بسیار

جس چیز کے بہت ڈھونڈھنے والے ہوتے ہیں

فزون گردد بر آن میل خریدار

زیادہ ہوتی ہے اسپر خواہش خریداروں کی

چو یک عاشق شود مفتون یارے

جب ایک عاشق کسی یار کا عاشق ہوتا ہے

بود بر عشق عاشق را قرارے

ہوتا ہے عشق پر عاشق کو ایک قرار

زند سر آتش سوزش در دل

بلند ہوتی ہے جلانیوالی آگ اسکے دل میں

چو بیند دیگرے را در مقابل

جب کسی دوسرے کو مقابلے میں دیکھتا ہے

چو شد حال یوسف گشتگان لال

جب احوال یوسف کے کشتوں یعنی چپ کیے ہوؤں کا

جمال یوسفی را شاهد حال

حضرت یوسف کے جمال کے حال کا گواہ

زلیخا را ازان سوزے جگر شد

اس سے زلیخا کے جگر میں ایک سوز پیدا ہوا

بیوسف میل جانش بیشتر شد

یوسف کے ساتھ اسکی جان کی خواہش زیادہ ہوئی

بپنہان گفت یوسف او بدیدند

اسنے چھپے کہا جب یوسف کو دیکھا

ز تیغ مهر او کفها بریدند

اسکی محبت کی تلوار سے ہاتھ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے

اگر در عشق او معذوریم هست

ہو گئے عشق میں معذور ہی ہے

پدید آمد از ملامت گو بہم دست

پیدا ہے ملامت کرنے سے ہاتھ رکھیو یعنی معاف کرو تم

چو یاران از در یاری در آیند

یار راہ سے یاری کی راہ سے آؤ

درین کارم مددگاری نمایند

اس کام میں میری مدد کرو

بچنگ محبت ساز کردند

محبت کی چنگ کو بجانا شروع کیا

نوائے معذرت آغاز کردند

راگ یعنی باتیں معذرت کی شروع کیں

کہ یوسف خسرو اقلیم جان است

کہ یوسف جان کی اقلیم کا بادشاہ ہے

دران اقلیم حکمش را روان است

اس ولایت میں اسکا حکم جاری ہے

بہر کارش کہ آہنگ باشد

اسکے کرنے کا جس کا ارادہ ہووے

کہ ندہد دل اگر خود سنگ باشد

کون دل نہ دے اگر پتھر کا ہووے

غمش گر مایهٔ رنجوری تست
غم اُسکا اگرچہ یوسف کی یعنی سبب تیری بیماری کا ہے
بزیر چرخ کس پیدا نگردد
نیچے آسمان کے وہ شخص پیدا نہ ہووے
شدی عاشق ملامت نیست بر تو
تو عاشق ہوئی ہے ملامت تجھپر نہیں ہے
فلک گرد جهان بسیار گردید
آسمان نے گرد جہان کے بہت گردش کی
دل سنگین بمهرت گرم بادش
دل سخت اُسکا تیری محبت میں گرم ہووے
وزان پس رو سوی یوسف نهادند
اور بعد اُسکے طرف یوسف کے متوجہ ہوئیں
بدو گفتند کای عمر گرامی
اُس سے کہا کہ اے تیری عمر بزرگ ہووے
درین بستان که گل با خار جفت ست
اس باغ یعنی دنیا میں کہ پھول کا کانٹوں سے جوڑا ہے
درین دریا که نه چرخش صدف هاست
اس دریا میں کہ نو آسمان اُسکی سیپیاں ہیں
مکن پایه بلندی مایه خویش
اپنے بلند مرتبے کو پونجی غرور کی مت کر
زلیخا خاک شد در راهت ای پاک
اے صاف شخص زلیخا تیری راہ میں خاک ہو گئی
چه کم گردد ز تو ای پاک دامن
اے پاکدامن تجھ سے کیا کم ہو جاوے
بدفع حاجتش حجت رها کن
اسکی حاجت روا نہ کرنے میں دلیل چھوڑ دے یعنی نہ کر

جمالش حجت معذوری تست
جمال اُسکا تیرے عذر کی دلیل ہے
که رویش بیند و شیدا نگردد
کہ مُنھ اُسکا دیکھے اور عاشق نہو جاوے
درین سودا غرامت نیست بر تو
اس سودا میں شرمندگی تجھپر نہیں ہے
بدین شایستگی معشوق کم دید
اس لائق معشوق کم دیکھا ہے
وزین نامهربانی شرم بادش
اور اس بےمروتی سے شرم ہو اُسکو
سخن را در نصیحت داد دادند
باتوں میں نصیحت کا حق ادا کیا
دریده پیرهن در نیکنامی
نیکنامی میں کرتہ چاک کرائے ہوئے
گلی بی خار چون تو کم شگفت ست
بغیر کانٹے کے کوئی پھول مثل تیرے کم کھلا ہے
بتو این چار گوهر را شرفها ست
تجھ سے ان چار موتی یعنی اربعہ عناصر کی بزرگیاں ہیں
فرود آ اندکی از پایهٔ خویش
اپنے مرتبے سے تھوڑا نیچے تر آ
بمسکین که گهی امن برین خاک
مسکین کو کبھی کبھی دامن پر اس خاک کو
اگر گه گه کشی بر خاک دامن
اگر تو کبھی کبھی خاک پر دامن طوالے تو
ز تو چون حاجتی خواهد روا کن
تجھ سے جو کوئی حاجت چاہتی ہے روا کر

[illegible]

به بیحاجت ترا گر حاجتی هست
بیغرض سے تیری اگر کوئی حاجت ہے
مکش از حاجت حاجتوران دست
مت کھینچ ضرورت والوں کی ضرورت سے ہاتھ

مکن چون داشت حق خدمت گوش
مت کرو جب حق تیری خدمت کا نگاہ رکھا
حقوق خدمت او را فراموش
اُس کی خدمت کے حق کی فراموشی

نیاز او نگر و ز حد مبر ناز
آرزو اُسکی دیکھ اور حد سے ناز مت کر
از آن میترسم ای سرو سرافراز
اُس سے ڈرتا ہے مجکو اے سرو سرافراز

که چون نبود ترا جز سرکشی کار
کہ جب نہو تیرا سوا سرکشی کے کام
نیارد سرکشی جز ناخوشی بار
نہ لاوے گی سرکشی سوا ناخوشی کے پھل

فرو شوید ز دل مهر جمالت
دھووے دل سے محبت تیرے جمال کی
کند دست جلالش پایمالت
کرے تجکو ہاتھ اُسکے جلال کا پامال

حذر کن زانکه چون مضطر شود دوست
پرہیز کر اُس سے کہ جو پریشان ہو جاوے دوست
بخواری دست را از سر کشد پوست
خواری سے دوست کے سر سے کھال کھینچے

چو از لب بگذرد سیل خطرمند
جب ہونٹھ سے گذر جاتا ہے خطرمند سیلاب
نهد مادر بزیر پای فرزند
ماں بچے کو پاؤں کے نیچے رکھ لیتی ہے

دهد هر لحظه تهدیدت بزندان
دیتی ہے ہر دم دھمکی تجکو قید خانے سے
که هست آرامگاه ناپسندان
جو گنہگاروں کے رہنے کی جگہ ہے

چو گور ظالمان تیره و تنگ
مثل ظالموں کی قبر کے تنگ اور تاریک
گریزان زندگان ازوی بفرسنگ
زندے اُس سے کوسوں بھاگنے والے

درو ضیق النفس هر زنده را
اُسمیں ہر ایک زندہ شخص کو ضیق النفس
نشیمن بهر مرگ ارزنده را
مکان ہر موت کے لائق شخص کا

درو نگشاده دست از صنع بنّاد
اُسمیں نہ کھلا معمار کی کاریگری کے ہاتھ سے
نه راه روزنش نی منفذ باد
نہ راہ روشندان کی اور نہ جھروکا ہوا کا

درش بسته بقفل ناامیدی
دروازہ اُسکا بند ناامیدی کے قفل سے
ندیده غرهٔ صبحش سفیدی
نہ دیکھی صبح کی سپیدی اسکی نے سپیدی

هوایش مایه بخش هر وبائی
ہوا اسکی پونجی دینے والی ہر ایک وبا کی
زمینش کشت زار هر بلائی
زمین اسکی کھیت ہر ایک بلا کا

سیاه و تنگ چون قاروره قیر
کالا اور تنگ مانند شیشه اور کلو بجی کے
متاع ساکنانش غل و زنجیر
اسباب اُسکے رہنے والون کا طوق اور زنجیر

همه بر سفرهٔ بی آب و نانی
سب دسترخوان بے پانی اور روٹی پر
نشسته لیک سیر از زندگانی
بیٹھے لیکن آسوده زندگی سے

موکل سخت روی چند دروی
نگہبان سخت عادت چند اُس مین
مجاور تلخ گوی چند دروی
تکیہ دار کڑوی باتین کرنیوالے کئی اسمین

ز ابرو چین پی آزار مردم
ابرو مین شکن واسطے ایذا دینے لوگونکے
ز هر چین صد گره در کار مردم
ہر شکن سے سو گرہین آدمیونکے کام مین

زده آتش بعالم خوی ایشان
لگائی آگ جہان مین اُن کی عادت نے
سیاه از دود آتش روی ایشان
آگ کے دھوئین سے سیاه زیاده منہ اُنکا

کجا شاید چنین محنت سرایی
کہان لائق ہے ایسے محنت سرا کو
که باشد جای چون تو دلربایی
کہ ہو جگہ تجھ ایسے دلربا کی

خدا را بر وجود خود ببخشای
خدا کے لیے اپنی ذات پر رحم کر
بروی او در مقصود بگشای
اُسکے منہ پر دروازه مقصد کا کھول

قلم سان سر بنه بر خط تسلیم
قلم کے مانند سر رکھ اُسکے خط تسلیم پر
بشوی از لوح خاطر نقطهٔ بیم
دھو دل کے تختے سے نقطہ خوف کا

وگر باشد ترا از وی ملالی
اور جو ہو تجکو اس سے ایک ملال
که چندانش نمی بینی جمالی
کہ اسقدر اسکی خوبصورتی نہین دیکھتا ہے تو

چو زو این شوی دمساز ما باش
جو اوس سے بیزار ہونا چاہے تو ہم صحبت ہم سے ہو
نهانی محرم و همراز ما باش
پوشیده واقفکار اور ہمراز ہمارا ہو

که ما هر یک بخوبی بی نظیریم
کہ ہم ہر ایک خوبی مین بے مثل ہین ہم
سپهر حسن را ماه منیریم
حسن کے آسمان کی روشن چاند ہین ہم

چو بگشاییم لبهای شکرخا
جو کھولین ہم اپنے لب میٹھی باتین کرنیوالے
ز خجلت لب فرو بندد زلیخا
شرمندگی سے لب بند کرے زلیخا

چنین شیرین و شکرخا که ماییم
ایسی شیرین اور شکر کھانیوالی ہین ہم
زلیخا را چه قدر آنجا که ماییم
زلیخا کا مرتبہ کیا اُس جگہ کہ ہین ہم

چو یوسف گوش کرد افسونگری شان
چو یوسف نے سُنی جادوگری اُن کی
گذشتن از رہِ دین وخرد نیز
گذرنا راہ دین اور عقل سے بھی
پریشان شد زگفت گوی ایشان
پریشان ہوا اُنکی گفتگو سے
بحق برداشت کف بہر مناجات
خدا کی طرف واسطے مناجات کے ہاتھ اُٹھایا
پناہِ پردہ عصمت نشینان
پناہ عصمت کے پردے مین بیٹھنے والون کے
چراغ خلوت ہر بے گزندے
چراغ تنہائی ہر بے ایذا یعنی آرام سے بیٹھنے والونکے
عجب درماندہ ام در کار اینان
عجب عاجز ہو گیا ہون مین ان کے کام مین
بہ از صد سال در زندان نشینم
سو برس اگر قید خانے مین بیٹھون مین بہتر ہے
بنامحرم نظر دل را کند کور
نامحرم کی نظر دل کو اندھا کر دیتی ہے
اگر تو مکر این مکارگان را
اگر تو ان مکارون کے مکر کو
کہ تنگ آمد از ایشان جاے بر من
جن سے یہ جگہ مجھپر تنگ آگئی
چو زندان خواست یوسف از خداوند
جو قیدخانہ مانگا یوسف نے خدا سے
اگر بودی ز فضلش عافیت خواہ
اگر اُسکے فضل سے آرام چاہتا

ف بازغ نے کہا خیال مین [illegible] عقد ہ [illegible] شان [illegible] یعنی [illegible] غزلت [illegible] ملا علی محمد جعفر علی صاحب قزلباش ۱۲ [illegible]

پئے کام زلیخا یاوری شان
زلیخا کے مطلب کے لیے مدد ان کی
نہ تنہا بہر او از بہر خود نیز
نہین صرف اُسکے لیے اپنے واسطے بھی
بگردانید رو از روے ایشان
منہ پھیرا اُنکی طرف سے
کہ ای حاجت وای اہل حاجات
کہ اے حاجتمندونکی حاجت برلانے والے
انیس خلوت غزلت گزینان
غمخوار تنہائی کے گوشہ بیٹھنے والون کے
حصار آفت ہر ناپسندے
قلعہ ہر آفت نہ پسند کرنے والے کے
مرا زندان بہ از دیدار اینان
قید بہتر ہے مجکو اُن کے دیدار سے
کہ یکدم طلعت اینان بہ بینم
اگر صورت انکی دم بھر نہ دیکھون
زند و انخانہ قرب افگند دور
ز دلی کے دو تنخانے یعنی تیری بارگاہ سے دور ہو جاتی ہے
زکوی عقل و دین آوارگان را
عقل اور دین کے کوچے سے آوارون کو
نگردانی ز من ای وای بر من
مجھ سے نہ پھیر دیگا تو اے خدا مجھ پر افسوس ہے
دعاے او بزندان ساختش بند
اُسکی دعا نے اُسکو قیدخانے مین قید کیا
سوی زندان قضا بنمودیش راہ
قیدخانے کی طرف قضا اُسکو نہ دکھلاتی راہ

افسونگری شان [illegible] افسونگری کی اور یا [illegible] پریشان [illegible] کسی صورت مین [illegible] عصمت [illegible] اور [illegible] یوسف [illegible] معلوم ہوتا ہے

اگر دیده ز روی چون نور دارید
اگر آنکھین اُس سے روشن رکھتی ہو تم
بدیدارش مرا معذور دارید
اُسکے دیکھنے سے مجھکو معاف رکھو تم

اجازت گر بود آرم برونش
اگر اجازت ہو مین اُسکو باہر بلوا لاؤن
بدین اندیشه گردم رهنمونش
میری اُس فکر کی رہنما ہو اُسکی

همه گفتند کز هر گفتگوئی
سب نے کہا کہ ہر ایک گفتگو سے
بجز او نیست ما را آرزوئی
اُسکے سوا ہماری کوئی آرزو نہین ہے

بفرما تا برون آید خرامان
فرماؤ تو باہر ٹہلتا چلا آوے
کشد بر فرق ما از ناز دامان
کھینچے ہمارے سر پر ناز سے دامن

که ما از جان و دل مشتاق اوئیم
کہ ہم دل و جان سے اُسکے مشتاق ہین
ز رخش نادیده از عشاق اوئیم
اُسکا منہ بے دیکھے اسکے عاشقون سے ہین ہم

ترنجی کز تو اکنون بر کف ماست
جو ترنج کہ تجھ سے اب ہے ہاتھون پر ہمارے ہے
پی صفرائیان داروی صفراست
صفرا والون کے لیے صفرا کی دوا ہے

بریدن بی رخش نیکو نیاید
تراشنا بے منہ اُسکے کے اچھا نہین معلوم ہوتا ہے
نمی برد کسی تا او نیاید
نہ کاٹیگا کوئی جب وہ نہ آوے گا

زلیخا دایه را سویش فرستاد
زلیخا نے دایہ کو طرف اُسکے یعنی یوسف کے بھیجا
که بگذر سوی ما ای سرو آزاد
کہ گذر کر ہماری طرف اے سرو آزاد

برون نه پا که در پای تو افتم
باہر رکھ قدم کہ تیرے پاؤن پڑون مین
به پیش قد رعنای تو افتم
آگے تیرے قد رعنا کے گر پڑون مین

بود غمخانهٔ دل تکیه گاهت
ہو غمخانہ دل کا تیری تکیہ گاہ
بیا تا دیده گردد فرش راهت
آ کہ دیدہ تیری راہ کا فرش بنے

بقول دایه یوسف برنیامد
یوسف دایہ کے کہنے سے باہر نہ آیا
چو گل ز افسون او خوش برنیامد
پھول کی طرح جادو اُسکے سے خوشی سے نہ نکلا

بپای خود زلیخا سوی او شد
اپنے پاؤن آپ زلیخا طرف اُسکے گئی
در آن کاشانه همزانوی او شد
اُس مکان مین اُسکے برابر جا کر بیٹھی

بزاری گفت کای نور دو دیده
رو رو کر کہا کہ اے دونون آنکھون کے نور
تمنای دل محنت رسیده
اے میرے غم رسیدہ دل کی آرزو

زخود کردی بہ بخت امیدوارم
آپ ہی پہلے امیدوار مجکو کیا تو نے
بتو میدی فتاد آخر قرارم
ناامیدی سے پڑا آخر قرار مجکو

شدم رسوا میان مردم از تو
تیرے سبب سے لوگون مین بدنام ہوئی مین
فتادم بر زبان مردم از تو
لوگون کی زبان پر پڑی مین تجھ سے یعنی میرا چرچا ہو گیا

گرفتم اینکه در چشم تو خوارم
یہ فرض کیا مین نے کہ تیری نظر مین ذلیل ہون مین
بنزدیک تو بس بے اعتبارم
تیرے نزدیک نہایت غیر معتبر ہون مین

مده از خواری و بے اعتباری
مت دے ذلت اور بے اعتباری
زخاتونان مصرم شرمساری
مصر کی عورتون سے مجکو شرمندگی

دل ریشم نمک خوار لب تست
میرا زخمی دل تیرے ہونٹھ کا نمک خوار ہے
نمک ریزی بران کار لب تست
اُسپر نمک چھڑکنا تیرے ہونٹھ کا کام ہے

مده رو در وفاداریم شک را
میری وفاداری مین شک کو دخل مت دے
نگہ میدار حق این نمک را
نگاہ رکھ اس نمک کے حق کو

شد از انفاس آن افسونگر گرم
پگھل گیا ہوا اون گرم باتون سے اس جادوگرنی کی
دل یوسف بہ بیرون آمدن نرم
دل یوسف کا باہر آنے پر نرم ہو گیا

پی تزئین او چون باد برخاست
واسطے آراستگی اُسکی کے مثل ہوا کے اُٹھی
چو سرو از حلۂ سبزش بیاراست
مثل سرو کے سبز لباس سے اُسکو آراستہ کیا

فرو آویخت گیسوے معنبر
نیچے لٹکا دین زلفین خوشبودار
بپیش حلہ اش چون عنبر تر
آگے لباس اُسکے کے مانند عنبر تر کے

تو پنداری کہ بود از مشک ماری
تو سمجھے کہ مشک کا ایک سانپ تھا
کشیدہ خویش را بر سبزہ زاری
لٹائے ہوے آپ کو ایک سبزہ زار پر

میانش را کہ با مو ہمسری کرد
اُسکی کمر کو کہ بالون سے برابری کی
ز زرین منطقہ زیور گری کرد
سُنہرے پٹکے سے آراستگی کی

ز چندان گوہر و لعل گران سنگ
اس قدر لعل اور موتی کے بوجھ سے
عجب دارم نیامد آن میان تنگ
تعجب کرتا ہون مین وہ کمر عاجز نہو ئی

بسر تاج مرصع از جواہر
سر پر جواہرات سے جڑاؤ تاج
ز ہر جوہر ہزارش لطف ظاہر
ہر قسم کے جواہرات سے اُسکے ہزارون لطف ظاہر

دران فکرم که دفع این گمان را — سوی زندان فرستم این جوان را

اس فکر میں ہوں میں کہ اس شک کے دور کرنیکو — طرف قید خانے کے بھیجتی ہوں میں اس جوان کو

بهر کوشش بعجز و نامرادی — بگردانم منادی در مهادی

ہر گلی میں اسکو عاجزی اور نامرادگی کے ساتھ — پھراؤں میں اسکو ڈھنڈھورے کے ساتھ تشہیر کرتی ہوئے

که این باشد سزای آن بد اندیش — که انبازی کند با خواجه خویش

کہ یہ ہو سزا اُس بد خواہ کی — کہ ہمسری کرے اپنے مالک کے ساتھ

نیندیشد ز قهر جان خراشش — نهد پای تمنا بر فراشش

نہیں اندیشہ کرتا ہے اسکے جان خراش غصے سے — رکھتا ہے پاؤں آرزو اُسکے فرش پر

چو مردم قهر من با او ببینند — ازان تا خوش گمان یکسو نشینند

جب لوگ غصہ میرا اُسکے ساتھ دیکھیں گے — اُس برے گمان سے کنارے بیٹھیں گے

عزیز اندیشهٔ او را پسندید — ز استصواب آن طبعش بخندید

عزیز مصر نے اُسکے خیال کو پسند کیا — اُسکے مشورہ کرنے سے طبیعت اُسکی خوش ہوئی

بگفتا من تفکر پیشه کردم — درین معنی بسی اندیشه کردم

کہا میں نے بہت فکر کیں — اس بات میں بہت غور کیا میں نے

نچیدم گوهری به زانکه سفتی — نیامد در دلم به زانکه گفتی

نہ چنا میں نے کوئی موتی جیسا کہ تونے پرویا — نہ آیا میرے دل میں بہتر اُس سے کہ تونے کہا

بدست تست اکنون اختیارش — ز راه خویشتن بنشان غبارش

تیرے ہاتھ میں اب ہے اختیار اُسکا — اپنی راہ سے بٹھلا دے غبار اُس کا

زلیخا از وی این رخصت چو بشنید — سوی یوسف عنان کینه بپیچید

زلیخا نے اُس سے جو یہ اجازت سُنی — باگ مکر کی طرف یوسف کے پھیری

که ای کام دل و مقصود جانم — بعالم جز تو مقصودی ندانم

کہ اے میرے دل اور جان کے مقصد — جہان میں سوا تیرے کوئی مقصد نہیں جانتی ہوں میں

عزیزم بر تو بالادست کردست — سرت را زیر حکمم پست کردست

عزیز نے مجکو تجھ پر صاحب اختیار کیا ہے — تیرا سر میرے حکم کے نیچے جھکا دیا ہے

اگر خواهم بزندان سازمت جای — وگر خواهم بگردون سایمت پای

اگر میں چاہوں قید خانے میں تیری جگہ بناؤں — اور اگر میں چاہوں آسمان پر تیرا پاؤں رکھ دوں

نہ سر سرکشی تا چند با من
اطاعت کر سرکشی کب تک میرے ساتھ
برآ خوش ناخوشی تا چند با من
آ اُو خوش یہ ناخوشی کب تک میرے ساتھ

قدم زن در مقام سازگاری
قدم رکھ مقام موافقت مین
مرا از غم رہان خود را ز خواری
مجکو غم سے چھوڑ آپ کو خواری سے

اگر کامم دہی کامت برآرم
جو مقصد میرا دے تو تیرا مقصد برلاؤن
باوج کبریا نامت برآرم
بزرگی کی بلندی پر تیرا نام پہونچاؤن مین

وگرنہ صد در محنت گشادست
اور نہین سو دروازے محنت کے کھلے ہوے ہین
پی زجر تو زندان ایستادست
تیری تنبیہ کے لیے قیدخانہ موجود ہے

بروئیم خرم و خندان نشینی
میرے سامنے خرم اور خوش بیٹھے تو
ازان بہتر کہ در زندان نشینی
اُس سے بہتر ہے کہ قیدخانے مین بیٹھے تو

زبان بکشاد یوسف در خطابش
زبان کھولی یوسف نے اُسکی گفتگو مین
بداد آنسان کہ میدانی جوابش
دیا جیسا کہ جانتا ہے تو جواب اُسکے یعنی انکار کیا

زلیخا از جواب او برآشفت
زلیخا اُسکے جواب سے خفا ہوئی
بسرہنگان بی فرہنگ خود گفت
اپنے بیعقل سپاہیون سے کہا

کہ زرین افسرش از سر فگندند
کہ سنہرا تاج اُسکے سر سے اُتار ڈالو
کہن پشمینہ اش در بر فگندند
پرانا کمل اُسکے بدن مین پہنا دو

ز آہن بند بر سیمش نہادند
لوہے کی بیڑی اُسکے ہاتھ مین ڈالو
بگردن طوق تسلیمش نہادند
گردن مین طوق تسلیم کا اُسکی ڈالو

بسان عیسیش بر خر نہادند
مثل عیسیٰ کے اُسکو گدھے پر سوار کرو
بہر کوئے ز مصر آن خر براندند
مصر کی ہر ایک گلی سے اُس گدھے کو پھراؤ

ق

منادی زن منادی برکشیدہ
ڈھنڈھورچی نے آواز لگائی
کہ ہر سرکش غلامے شوخ دیدہ
کہ جو کوئی سرکش غلام بیحیا

کہ گیرد شیوہ بیحرمتی پیش
کہ اختیار کریگا بیعزتی زیادہ
نہد پا در فراش خواجہ خویش
اپنے مالک کے بچھونے پر قدم رکھےگا

بود لائق کہ ہمچون ناپسندان
لائق ہے کہ مثل مجرمون کے
بدین خواری برندش سوی زندان
اسی ذلت سے اُسکو قیدخانے کی طرف لیجاوین

ولے خلقے زہر سو در تماشا
لیکن ہر طرف سے مخلوق دیکھ کر
کزین روے نکو بد کارے آید
کہ اس اچھے شخص سے بدکاری ہو
فرشتہ است این بصد پاکی سرشتہ
سو پاکی سے پیدا کیا ہوا فرشتہ ہے
نکورو می کشد از خوی بد پاے
نیک صورت بری عادت سے قدم کھینچتا ہی
کہ ہر کس در جہان نیکوست رویش
کہ جو شخص جسکی صورت جہان مین نیک ہے
بصورت ہر کہ زشت آمد سرشتش
غلا ہر مین جو شخص کہ بری پیدا ہوئی خلقت اسکی
چنان کز زشت نیکوئے نیاید
جیسے کہ بد سے نیکی نہین ہو سکتی ہے
بد بلیسان تا بزندانش سپردند
اسی طرح قیدخانہ تک اسکو لے گئے
چو آن دل زندہ در زندان درآمد
جب وہ زندہ دل قیدخانے مین آیا
دران محنت سرا افتادہ جوشے
اُس محنت سرا یعنی قیدخانے مین ایک جوش پڑا
شدند از مقدم آن شاہ خوبان
اُس معشوقون کے بادشاہ کی آمد سے ہوے
بپا شد بندشان قید ارادت
پاؤن کی بیڑی اُنکی ارادت کی قید ہوگئی
بشادی شد بدل اندوہ ایشان
خوشی سے اُن کا رنج بدل گیا

ہمی گفتند حاشا ثم حاشا
کہتی تھی کہ پناہ خدا کی پھر پناہ خدا کی
وزین دلدار دل آزارے آید
اور اُس دل رکھنے والے سے دل آزردگی ہو جائے
نیاید کار شیطان از فرشتہ
کام شیطان کا فرشتے سے نہین ہو سکتا ہے
چہ خوش گفت آن نکوروی نکورائے
کیا اچھا اُس نیک صورت اور نیک سیرت نے کہا
بسی بہتر ز روی اوست خویش
اُسکی صورت سے اُسکی عادت بہتر ہے
بدست از خوی زشتش روی زشتش
اُسکی بری عادت سے اُسکی صورت بُری ہے
ز نیکو نیز بد خوئے نیاید
نیک سے بھی بدخوئی نہین ہوتی
بعیاران زندانش سپردند
قیدخانے کے سپاہیون کے سپرد اُسکو کیا
بہ تن زندانیان را جان درآمد
قیدخانے والون کے بدن مین جان آگئی
برآمد ز ان گرفتاران خروشے
اُن قیدیون سے ایک شور نکلا
ہمہ زنجیریان زنجیر گوبان
تمام قیدیون کی زنجیرین کھٹکا نیوالے
بگردن غلشان طوق سعادت
اُنکی گردن مین طوق نیک بختی کے
کم از کاہی غم چون کوہ ایشان
ایک تنکے سے کم انکا غم کا پہاڑ ہو گیا

یعنی ... تماشا ... اور ... شیطان کی کام حضرت یوسف سے ... دل آزردگی ... یوسف علیہ السلام ...
شاہ خوبان حضرت یوسف علیہ السلام سے مراد ہے ۱۲
زنجیر گوبان کے معنی زنجیر بجانے والے ۱۲
غل بالضم کے معنی طوق ۱۲
خوشی سے قیدیون کا غم دل ہو گیا ... کا شکی کاہ سے ... ہو گیا ۱۲

بلے ہر جا رسد حور سرشتے
سچ ہے جس جگہ پہونچتا ہے کوئی حور خصلت
بہر جا یار گل رخسار گردد
جس جگہ کہ یار پھول سا چہرہ ہووے
چو در زندان گرفت از جنبش آرام
جب قید خانے مین چلنے سے آرام پکڑا
کزین پس محنتش مپسند بر دل
کہ اس سے زیادہ اسکے دل پر محنت نہ پسند کر
تن سیمینش از پشمین مفرسائے
گورا بدن اس کا کمل سے مت گھس
بشو از فرق او گرد نژندے
دھو اسکے سر سے گرد غمگینی کی
یکے خانہ برائے او جدا کن
ایک مکان اسکے لیے علیحدہ تجویز کر
معطر دار دیوار و درش را
خوشبودار رکھ دیوار اور دروازے اسکے کو
زمینش را ز سندس مفرش انداز
اسکی زمین پر دیباے سبز کا فرش بچھا
دران خانہ چو منزل ساخت یوسف
اس مکان مین جو یوسف نے قیام کیا
رخ آورد آنچنان کش بود عادت
متوجہ ہوا جیسی کہ عادت اسکی تھی
چو مردان در مقام صبر بنشست
مردون کی طرح مقام صبر مین بیٹھا
نیفتد در جہان کس را بلائے
نہ کسی پر جہان مین ایسی بلا پڑے

اگر دوزخ بود گردد بہشتے
اگر دوزخ ہو بہشت ہو جاوے
اگر گلخن بود گلزار گردد
اگر بھاڑ ہو باغ ہو جاوے
بزندان بان زلیخا داد پیغام
قید خانے کے داروغہ سے زلیخا نے پیغام کہلا بھیجا
زگردن غل ز پایش بند بگسل
گردن سے طوق اور اسکے پانوں سے بیڑی توڑ
بزرکش حلہ سروش بیارائے
سنہرے لباس سے اس کے قد کو سنوار
ز تاج خسروش دہ سربلندے
دبدبہ کے تاج سے اسکو سربلندی دے
جدا از دیگران آنجاش جا کن
وہان اورون سے الگ اسکے لیے جگہ کر
منور ساز طاق و منظرش را
روشن کر طاق اور جھروکے اسکے کو
ز استبرق بساط دلکش انداز
استبرق سے بہت عمدہ بچھونا بچھا
بساط بندگی انداخت یوسف
بچھونا بندگی کا بچھایا یوسف نے
دران منزل بمحراب عبادت
اس مکان مین بیچ محراب بندگی کے
بشکر آنکہ از کید زنان رست
اس شکر مین کہ عورتون کے مکر سے چھوٹا
کہ ناید زان بلا بوے عطائے
کہ نہ ہوا اس بلا سے امید بخشش کی

کند بوئے عطا دشوارش آسان	اسیرے کز بلا باشد ہراسان
امید بخشش کی اسکی مشکل آسان کردیتی ہے	جو قیدی کہ بلا سے ڈرتا ہے

پشیمانی زلیخا از فرستادن یوسف ؑ بزندان

پچھتانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے قید خانے مین بھیجنے سے

درین فیروزہ کاخ دیر بنیاد
اس سبز محل پرانے بنے ہوے یعنی دنیا مین
عجب غافل نہادست آدمی زاد
عجب غفلت پیدائش آدمی ہے

نباشد ذات او محنت شناسی
نہین ہوتا ہے طریقہ اسکا محنت پہچاننا
نداند طبع او جز ناسپاسی
نہین جانتی ہے طبیعت اسکی سوا ناشکری کے

بنعمت گرچہ عمرے بگذراند
نعمت مین اگرچہ ایک عمر گذران کرے
نداند قدر آن تا در نماند
نجانے مرتبہ اسکا جب تک کہ عاجز رہے

بسا عاشق کہ بر ہجران دلیرست
بہت عاشق کہ جدائی پر خوش ہین
بآن پندار کز معشوق سیرست
اس خیال مین کہ معشوق سے آسودہ ہین

فلک چون آتش ہجران فروزد
آسمان جب جدائی کی آگ روشن کرتا ہے
چو شمعش تن گدازد جان بسوزد
شمع کے مانند اسکا بدن پگھلتا ہے جان جلتی ہے

چو زندان بر گرفتاران زندان
جب زندان قید خانہ قیدیون قید خانہ پر
گلستان شد ازان گلبرگ خندان
باغ ہوا اس پھول سے شگفتہ

زلیخا کش ازان سرو یگانہ
زلیخا کہ اس کا اس سرو یگانہ سے
بہ از خرم گلستان بود خانہ
بہتر شگفتہ باغ سے تھا گھر

چو آن سرو از گلستانش بدر شد
جو وہ سرو اس کے باغ سے نکل گیا
گلستانش ز زندان تیرہ تر شد
باغ اسکا قیدخانے سے زیادہ تاریک معلوم ہوا

بتنگ آمد دران زندان دل او
تنگ آیا اس قیدخانے مین دل اسکا
یکی صد شد ز ہجران مشکل او
سو گنی ہو گئی جدائی سے مشکل اسکی

چہ مشکل زان بتر بہر عاشق زار
کیا مشکل اس سے بدتر عاشق زار کو
کہ بی دلدار بیند جای دلدار
کہ بے دلدار کے دیکھے جگہ معشوق کی

چه آسایش دران گلزار ماند
کیا آرام اُس باغ مین باقی رہے
کز و گل رخت بند و خار ماند
جس سے کہ پھول نکلجاے کانٹے رہ جاہین

سنان خار در گلزار بی گل
بھالے کانٹے کے باغ مین بغیر پھول کے
بود خاصه پی آزار بلبل
خاصکر بلبل کے ایذا دینے کو ہوتے ہین

چو خالی دید زان گل گلشن خویش
جب اُس پھول سے خالی دیکھا باغ اپنا
چو غنچه چاک زد پیراہن خویش
کلی کی طرح پھاڑ ڈالا کرتہ اپنا

زغم چون بر لب آمد جان غمناک
غم سے جو لب پر غمگین جان آگئی
چه باک از جیب خود عاشق کند چاک
کیا ڈر ہے عاشق اپنا گریبان پھاڑ ڈالے

دری بر سینه خود می کشاید
ایک دروازہ اپنے سینے پر کھولتی ہے
که غم بیرون رود شادی در آید
کہ غم باہر جاتا ہے خوشی اندر آتی ہے

بناخن ہمچو گل رخسار می کند
ناخن سے مثل پھول کے منھ نوچتی تھی
چو سنبل موی عنبر بار می کند
مثل سنبل کے زلف خوشبودار نوچتی تھی

چو بودش روی و موی زجان نشانی
جب اُسکے منھ اور بال جان سے ایک نشان تھے
ز ہجر یار خود می کند جانی
اپنے یار کی جدائی سے ایک جان کھودتی یعنی نکالتی تھی

ز دست دل بسینه سنگ میکوفت
دل کے ہاتھ سے سینے پر پتھر کوٹتی تھی
بقصد ہجر طبل جنگ میکوفت
جدائی کے ارادے سے نقارہ لڑائی کا کوٹتی تھی

اگرچه بود شاه خیل خوبی
اگرچہ تھی بادشاہ گروہ خوبی یعنی خوبصورتون کی
شکست آمد بر وزان طبل کوبی
شکست آئی اُس پر اُس نقارہ بجانے سے

بفرق سر ز پنجه خاک میریخت
سر پر پنجہ سے خاک اڑاتی تھی
سرشک از دیده نمناک میریخت
آنسو آنسو بھری ہوئی آنکھ سے گراتی تھی

زآب و خاک میکرد آنچنان گل
پانی اور مٹی سے اسطرح گارا بناتی یعنی کیچڑ تھی
که بند و رخنهای ہجر بر دل
کہ بند کرے دل پر دروازہ جدائی کا

ولی رخنه که ہجران در دل افگند
لیکن جو سوراخ کہ جدائی نے دل مین کر دیا
برین یکمشت گل مشکل شود بند
اس مٹھی بھر مٹی سے مشکل ہے بند ہوتا

بدندان لعل چون عناب می خست
دانتون سے لال سرخ رنگ کو کاٹتی تھی
بعقد در عقیق ناب می بست
موتیوں کی لڑی مین خالص عقیق پروتی تھی

مگر میخواست تا بنشاند آن خون
لیکن چاہتی تھی کہ وہ خون کو رو کے
زرخ گلگون خود میساخت نیلے
اپنے سرخ چہرے کو نیلا کرتی تھی
کہ سرخی در خور آمد خرمی را
کہ سرخی لائق ہوئی خوشی کو
ز دل خونین رقم بر رو همیزد
دل پرخون سے نشان چہرے پر کرتی تھی
کہ این کاریکہ من کردم کہ کردست
کہ یہ کام جو میں نے کیا کس نے کیا ہے
درین محنت سرا یک عشق پیشہ
اس محنت سرا یعنی دنیا میں کسی عاشق نے
بدست خویش چشم خویش کندم
اپنے ہاتھ اپنی آنکھ نکال لی میں نے
ز غم کوہی بہ پشت خویش بستم
غم کا ایک پہاڑ اپنی پیٹھ پر لادا میں نے
دلم خون شد چو چندین روزگاری
دل میرا خون ہوا جب اتنے دن
ز دستان فلک بخت من آشفت
آسمان کے مکر سے میری تقدیر بگڑ گئی
بجانم از دل آوارہ خویش
قریب جان کے یعنی عاجز ہونے میں اپنے پریشان دل سے
بدینسان نوحۂ جانسوز مے کرد
اسی طرح جان جلانیوالے نوحہ پڑھتی تھی
ز ہر چیزے کز و بوئی شنیدی
جو چیز کہ اس سے کوئی خوشبو سونگھتی
کہ از جوش دلش میریخت بیرون
کہ جوش دل اسکے سے گرتا تھا باہر
چو نیلوفر ز ضربتہاے سیلے
مثل کنول کے پھول کے گردنی کی چوٹوں سے
نشاید جز کبودی ماتمی را
نہ چاہیے ماتم کو سوا نیلے کے
بحسرت دست بر زانو همیزد
افسوس سے ہاتھ زانو پر دے مارتی تھی
چنین زہریکہ من خوردم کہ خوردست
ایسا زہر کہ میں نے کھایا کس نے کھایا ہے
نزد چون من بپای خویش تیشہ
نہ مارا مثل میرے بسولا اپنے پاؤں پر
ز کوری خویش را در چہ فگندم
اندھے پن سے آپکو کنوئیں میں ڈالا میں نے
بزیر کوہ پشت خود شکستم
پہاڑ کے نیچے اپنی پیٹھ توڑ ڈالی میں نے
کہ آوردم بکف زیبا نگاری
لائی میں ایک خوبصورت معشوق کو قبضے میں
ز دست خویش دادم آنش مفت
مفت اسکا دامن اپنے ہاتھ سے میں نے چھوڑ دیا
نمیدانم چہ سازم چارۂ خویش
نہیں جانتی ہوں کیا کروں میں اپنی تدبیر
شب اندوہ خود را روز مے کرد
اپنے غم کی رات کو دن کر دیتی تھی
بہ بوی او ز جان آہی کشیدی
اُسکی امید میں جان سے ایک آہ کھینچتی

گرفتی دمبدم پیراہن او
کبھی اُٹھا لیتی دم بدم پیرہن اُسکا
چو گل عطر دماغ خویش کردے
مثل پھول کے عطر اپنے دماغ کا کرتی
گہے رو بر گریبانش نہادے
کبھی منھ اُسکے گریبان پر رکھتی
کہ طوق حشمت آن گردنست این
کہ طوق حشمت اُس گردن کا یہ ہے
گہے در آستینش دست بردی
کبھی اُس کی آستین میں ہاتھ لے جاتی
نہادی ہر دو چشم خود بہ تعظیم
رکھتی دونوں آنکھیں اپنی واسطے تعظیم کے
گہی کردی بدیدہ دامنش جای
کبھی کرتی اُسکے دامن کی آنکھوں میں جگہ
نمودی نا امید از پای بوسے
کرتی ناامید قدم چومنے سے
چو دور از فرق دیدی افسرش را
جو سر سے دور دیکھتی اُس کے تاج کو
کہ این ہمسایۂ آن فرق بودست
کہ یہ پڑوسی اُس سر کا ہے
کمر را گر میانش یاد دادے
کمر کو کہ اُس کی کمر کی یاد دلاتا
بیاد آہوی صید افگن خویش
اپنے شکار کھیلنے والے کی یاد میں
چو زلفش حلقہ از ہم گشادے
جب سنہرے کپڑے اسکے اس سے کھولتی

کہ روزے سودہ بودی بر تن او
کہ کسی دن اُس کے بدن میں لگا تھا
بدان تسکین داغ خویش کردی
اُس سے تسکین اپنے داغ کی کرتی
بصد حسرت زبانش بوسہ دادے
سوافسوس سے اُس کے کنٹھے کو چومتی
چہ گفتم رشتۂ جان منست این
کیا کہا میں نے رشتہ میری جان کا ہے یہ
ز بخت آن دستبر خود شمردی
اپنے نصیب کے حاصل سے اُس کو سمجھتی
بیاد ساعدش کردی از سیم
اُس کی کلائی کی یاد میں چاندی سے بھرتی
کہ روزی سودہ بود پشت آن پای
کہ ایک دن منھ رکھا تھا اُسکے پاؤں کی پیٹھ پر
بہ دامن بوسی او چاپلوسے
خوشامد سے اُس کا دامن چومتی
فشاندی گرد لعل و گوہرش را
جھاڑتی اُس کے موتی اور لعل کی گرد
جہانی بر زمینش فرق سودست
ایک جہان نے اُس کی زمین پر سر گھسا ہے
چو دیدی بندگی را داد دادے
جو دیکھتی بندگی کی داد دیتی
کمندش ساختی در گردن خویش
اپنی گردن اُس کی کمند میں ڈالتی
بگریہ دیدۂ پر نم گشادے
رونے کے لیئے آنسو بھری ہوئی آنکھ کھولتی

بشستی دامن از اشک نیازش
دھوتی اپنے آنسوؤں سے دامن اسکا
ز اشک لعل خود بستی طرازش
سرخ آنسو اپنے سے باندھتی نقش اسپر

چو لعلینش بجائی جفت دیدی
جو اسکے کھڑاؤن کا کسی جگہ جوڑا دیکھتی
ازو بوسی بجانی مفت دیدی
اسمیں ایک بوسہ عوض ایک جان کے مفت دیکھتی

بدو جفتش شدن در دل گذشتی
ان دونوں سے اسکے دل میں خیال جفت ہونیکا گذرتا
ز بی جفتیش طاقت طاق گشتی
بے جوڑے ہونے سے اسکی طاقت گھٹتی جاتی

نهادی بند بر دل از دوالش
رکھتی دل پر بند اسکے تسمے سے
ز خون دیده دادی رنگ آلش
دیدے کے خون سے دیتی سرخ رنگ اسکو

بدینسان هر دمش از نو غمی بود
اسی طرح ہر لحظہ اسکو ایک نیا غم تھا
ز هر چیزی جدا ماتمی بود
جدا جدا ہر ایک چیز سے اسکو ایک ماتم تھا

چو قدر نعمت دیدار نشناخت
جب دیدار کی نعمت کا مرتبہ نہ پہچانا
بداغ دوری از دلدار بگداخت
معشوق کی دوری کے داغ سے پگھلنے لگی

پشیمان شد ولی سودی نبودش
پچتانے لگی لیکن کچھ فائدہ نہ تھا اسکو
بغیر از صبر بهبودی نبودش
سوا صبر کے کچھ بہتر نہ تھا اسکو

ولی صبر از چنان رو چون توان کرد
لیکن صبر ایسی صورت سے کیونکر ممکن ہے
کی از دل مهر او بیرون توان کرد
کب اسکی محبت دل سے باہر کرنا ممکن ہے

هلاک عاشق از جانان جدائیست
معشوق سے جدائی عاشق کے لیے موت ہے
بتخصیص آنکه بعد از آشنائیست
خاصکر وہ کہ بعد آشنائی کے ہے

چو افتد عقد صحبت در میانه
جب پڑ جائے گرہ صحبت کی درمیان میں
بود فرقت عذاب جاودانه
جدائی ہمیشہ کے لیے عذاب ہوتی ہے

وگر صحبت نبوده در میان نیست
اور جو نہ ہوا صحبت کا درمیان نہیں ہے
جدائی ناخوش است اما چنان نیست
جدائی بری ہے لیکن ایسی نہیں ہے

بتنگ آمد ز خود ترک خودی کرد
آپ سے تنگ آئی چھوڑنا خودی کا کیا
به نیکی چون نشد مشکل بدی کرد
نیکی سے جب نہوا کام خواہش بدی کی کی

سر خود بر در و دیوار می زد
سر اپنا دروازے اور دیوار پر مارتی تھی
بسینه خنجر خونخوار می زد
سینے پر خنجر خونخوار مارتی تھی

بہ بام قصر می شد پاسبان وار
کوٹھے کے اوپر منڈیرے پر جاتی تھی مثل چوکیدار کے

کز آنجا افگند خود را نگون سار
کہ وہاں سے وہ آپ کو اوندھا گرا دے

طناب از گیسوی شبرنگ می کرد
رسی زلف سیاہ رنگ سے بناتی تھی

بدان راہ نفس را تنگ می کرد
اُس سے سانس کی راہ بند کرتی یعنی گردن کستی تھی

خلاصی از جفای دہر می جست
مخلصی زمانے کے ظلم سے ڈھونڈھتی تھی

ز شربت دار جام زہر می جست
شربت سے آبدار زہر کا پیالہ ڈھونڈھتی تھی

ز ہر چیزی کہ کم یا بیش میخواست
جس چیز سے کہ کم یا زیادہ خواہش کرتی تھی

ہمہ اسباب مرگ خویش میخواست
سب اپنی موت کے سامان چاہتی تھی

ہمی بوسید دایہ دست و پایش
چومتی تھی دایہ ہاتھ اور پانوں اُس کے

ہمی گفت از صمیم دل دعایش
دیتی تھی سچے دل سے اُسکو دعا

کہ از جانان مرتب باد کامت
کہ معشوق سے آراستہ ہو مقصد تیرا

ز لعل او لبالب باد جامت
اُس کی شراب سے بھر جاوے پیالہ تیرا

رہائیت آنچنان باد از جدائی
رہائی ایسی تجکو جدائی سے ہو جیو

کہ ہرگز نایدت یاد از جدائی
کہ ہرگز تجکو جدائی سے یاد بھی نہ آوے

زمانی باخود آ این بیخودی چند
دم بھر کو ہوش میں آ یہ بیخودی کب تک

خردمندی گزین نابخردی چند
عقلمندی اختیار کر بے عقلی کب تک

دل ما را ز غم خون میکنی تو
میرا دل غم سے خون کر رہی ہے تو

کہ کرد است اینکہ اکنون میکنی تو
کس نے کیا ہے یہ کہ اب کر رہی ہے تو

ز من بشنو کہ ہستم پیر این کار
مجھ سے سن کہ میں ہوں واقف کار اس کام کی

شکیبائی بود تدبیر این کار
صبر ہوتا ہے تدبیر اس کام کی

ز بی صبری فتادی در تب و تاب
بے صبری سے پڑی تو بیقراری میں

برین آتش بریز از ابر صبر آب
اس آگ پر ڈال صبر کی بدلی سے پانی

چو گیرد صرصر محنت وزیدن
جب چلنے لگتی ہے آندھی غم کی

نباید ہمچو کاہ از جا پریدن
نہ چاہیے گھانس کی طرح جگہ سے اُڑنا

بہ آن باشد کہ در دامن کشی پای
بہتر وہ ہے کہ دامن میں پانوں سمیٹے تو

مثال کوہ باشی پای بر جای
پہاڑ کی طرح قائم رہے تو جگہ پر

صبوری مایۂ فیروزی آمد
صبر یعنی فتحمندی کی آیا
قوی تر پایۂ بہروزی آمد
زبر دست مرتبہ بہتری کا آیا

صبوری میوۂ امیدت آرد
صبر میوہ تیری امید کا برلا دے
صبوری دولت جاویدت آرد
صبر دولت ہمیشہ کی تجکو دے گا

بہ صبر اندر صدف باران شود دُر
صبر سے سیپی میں مینھ موتی ہو جاتا ہے
بہ صبر از لعل گوہر کان شود پُر
صبر سے لعل اور موتی کان میں پیدا ہوتے ہیں

بہ صبر از دانہ آید خوشہ بیرون
صبر سے دانہ بالی سے باہر آتا ہے
ز خوشہ رہروان را توشہ بیرون
بالی سے مسافروں کے لیے توشہ باہر لاتا ہے

بہ صبر اندر رحم یک قطرۂ آب
صبر سے ایک قطرہ پانی کا پیٹ میں
شود در نہ ماہ را ماہ جہانتاب
ہوتا ہے تو مہینے میں چاند جہان روشن کرنیوالا

زلیخا با دل و جان رمیدہ
زلیخا دل اور جان سے بھاگی ہوئی یعنی بیزار کو
شد از گفتار دایہ آرمیدہ
دایہ کی باتوں سے قرار آ گیا

گریبان را دریدہ تا بہ دامن
گریبان کو دامن تک چاک کر کے
کشید از صبر کوشے پا بہ دامن
کھینچا صبر کی کوشش کرنے سے پاؤں دامن میں

ولی صبر کیہ گیرد عاشق پیش
لیکن وہ صبر کہ عاشق اسکو اختیار کر لے
بقول ناصحان مصلحت کیش
بقول نیک نصیحت کرنیوالے لوگوں کے

چو گردد ناصح از گفتار خاموش
جب نصیحت کرنے والا بات کہنے سے چپ ہو جاتا ہے
کند آن حرف را عاشق فراموش
کرتا ہے اُس کی باتوں کو عاشق فراموش

بی طاقت شدن زلیخا در مفارقت یوسف و در شب ہمراہ دایۂ خود بزندان رفتن

کمزور ہو جانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اور رات کو دایہ کے ساتھ آپ قید خانے میں جانا

چو در زندان مغرب یوسف مہر
جب نجیم کے قید خانے میں یوسف آفتاب نے
نہان کرد از زلیخائے فلک چہر
پوشیدہ کیا رات سے اپنا چہرہ

زلیخای فلک را چہرہ شد گم
آسمان کی زلیخا کا چہرہ گم ہو گیا
شفق را شد ز اشک او جگر خون
شفق کا کلیجہ اسکے آنسو سے خون ہو گیا
زلیخا را غم یوسف چنان کرد
زلیخا کو یوسف کے غم نے ایسا کیا
بہ گریہ نالۂ جانسوز برداشت
رونے میں فریاد جان جلانیوالی اٹھائی
چو رو اندر شب آرد روز عاشق
جب منہ رات میں لاتا ہے دن عاشق کا
ز ہجران تیرہ باشد روزگارش
جدائی سے سیاہ ہوتا ہے زمانہ اسکا
ز غم روزش بود در رو سیاہی
غم سے اسکے دن کا ہوتا ہے منہ سیاہی میں
شب آبستن بود آن دم کہ آید
رات حاملہ ہوتی ہے اس وقت کہ آتی ہے
چو آرد از مشیمہ بچہ بیرون
جب لاتی ہے بچہ پیٹ سے باہر
از ان مادر کہ برخوردار باشد
اس ماں سے کون برخوردار ہووے
زلیخا را چو از بے صبری خویش
زلیخا کو جو اپنی بے صبری سے
ز دلبر دور و از دلدار مہجور
معشوق سے دور اور معشوق سے الگ جدا
چو شب روی جانان پرتو افگن
جو منہ معشوق کا روشنی ڈالنے والا ہووے

ز مہر یوسف آمد اشک انجم
یوسف کی محبت سے نکلا آنسو ستاروں کا
وزان شد دامن گردون جگر گون
اور اس سے دامن آسمان کا کلیجے کیطرح یعنی سرخ
کہ از اشک شفق گون خونفشان کرد
کہ آنسو سرخ رنگ سے خون رونیوالا کیا
جہان آہ و فغان روز برداشت
دن بھی نالہ اور آہ دن کا شروع کیا
بہ شب گردد فزونتر سوز عاشق
رات کو زیادہ بڑھتا ہے سوز عاشق کا
فزاید تیرگی شبہای تارش
بڑھتی ہے تاریکی اندھیری رات اسکی کی
شبش گردد سیاہی بر سیاہی
رات اسکی نہایت ہی سیاہ ہو جاتی ہے
برای عاشقان اندوہ زاید
عاشقوں کے واسطے رنج پیدا کرتی ہے
بجای شیر از دلہا کشد خون
بجائے دودھ کے دلوں سے خون ٹپکتا ہے
کز ینسان بچہ آن خونخوار باشد
جس کا بچہ اس طرح کا خونخوار ہووے
بدین خونخواری آمد شبی پیش
اس خونخواری سے ایک رات آئی آگے
شبش بی ماہ ماند و خانہ بی نور
رات کو اسکی اندھیری رہی اور گھر اندھیرا
ز صد مشعل نہ گردد خانہ روشن
گھر سو مشعلوں سے بھی اجالا نہ ہووے

ز بس اندوه دل چشمش نمی خفت
کثرت غم دل سے اسکی آنکھ نہین سوتی تھی
ز دیده خون دل میراند و میگفت
آنکھون سے خون دل کا بہاتی تھی اور کہتی تھی

ندانم حال یوسف چیست امشب
آجکی رات نہ معلوم یوسف کا حال کیا ہے
کفیل خدمت او کیست امشب
آجکی رات اسکی خدمت کا کون ذمہ دار ہوگا

که گسترده ته پا بسترش را
کسنے بچھایا ہو اس کے پا انداز کا فرش
که کرده راست بر بالین سرش را
کسنے سر اُس کا تکیہ پر سیدھا رکھدیا ہو

چراغ افروز بالینش که بودست
اُس کے سرھانے کسنے چراغ جلایا ہو
کف راحت به بالینش که سودست
ہاتھ راحت کا کسنے اُس کے سر پر پھیرا

که بگشوده کمر بند از میانش
کس نے کھولا کمر بند اس کی کمر سے
که بوده وقت خواب افسانه خوانش
کون اُس کے سوتے وقت قصہ کہتا ہو

هوای آن مقامش ساخت یا نی
ہوا وہان کی موافق ہوئی یا نہین اسکو
چو مرغان رام دامش ساخت یا نی
جانورون کی طرح تابعداری جال کی مُنے کی یا نہین

گل او همچنان بر آب خود هست
چہرہ اُسکا اُسی طرح اپنی رونق پر ہے
مسلسل سنبلش بر تاب خود هست
پیچیدہ بال اُس کے اپنی چمک پر ہین

نبرده آن هوا آب گلش را
ہوا وہان کی اُس کے چہرے کی آب لیگئی ہو
نپژولیده نکرده سنبلش را
اُلجھا نہ دیا ہو اُس کی زلف کو

دلش چون غنچه در تنگی فتاده
دل اسکا مثل کلی کے تنگی مین پڑا
و یا چون گل ز شادی لب گشاده
اور یا مانند پھول کے خوشی مین لب کھولا

همی گفت این چنین در هر لباسی
کہتی رہی ہر طرح یونہین تہر ایک پہر آنے مین
غم خود تا ز شب بگذشت پاسی
غم اپنا ایک پہر رات گئے تک

از آن پس طاقت و تابی نماندش
بعد اُسکے طاقت اور تاب نہ رہی اُس کو
بدل از جوی صبر آبی نماندش
اُسکے دل مین صبر کی نہر کا کچھ بھی پانی نہ رہا

ز شورش در دل افتاد آتش تیز
اُسکے دل مین شوق کی آگ زور سے لگی
بدایه دیده پر خون گفت برخیز
خون کے آنسو رو کر دایہ سے بولی کہ اُٹھ

که یکدم جانب زندان گرائیم
کہ دم بھر کو قیدخانے کی طرف چلین ہم
بر آن محنت سرا پنهان درآئیم
چھپ کر محنت سرا مین ہو آوین ہم

نہان در گوشۂ زندان نشینم
چھپکر قید خانے کے کسی کونے مین بیٹھون مین

مہ زندانی خود را ببینم
اپنے قید خانے والے چاند کو دیکھون مین

چو زندان جاے آنسان گلعذاریست
جو قید خانہ ایسے معشوق کی جگہ ہے

نہ زندان بلکہ خرم نوبہاریست
قید خانہ نہین ہے بلکہ ایک تازہ نوبہار ہے

دل ہر عاشق از بستان کشاید
ہر عاشق کا دل باغ سے شگفتہ ہوتا ہے

مرا این غنچہ در زندان کشاید
میری یہ کلی قید خانے مین کھلتی ہے

روان شد ہمچو سرو ناز دایہ
چلی مثل سرو ناز کے دایہ

فتان خیزان بدنبالش چو سایہ
گرتی پڑتی اُسکے پیچھے مانند سایے کے

بزندان چون رسید آن ماہ شبگرد
قید خانے مین جو پہونچا وہ چاند رات کا پھرنے والا یعنی زلیخا

نہانی میر زندان را طلب کرد
چھپا کر قید خانے کے داروغہ کو بلایا

اشارت کرد تا بکشاد در را
اشارہ کیا یعنی کہا جب کھول دیا دروازہ

نمود از دور آن تابندہ مہ را
دکھلایا دور سے اُس روشن چاند کو

بدیدش بر سر سجادہ از دور
دیکھا اُسکو مصلے پر بیٹھے ہوے دور سے

چو خورشید درخشان غرق در نور
مانند آفتاب روشن کے نور مین ڈوبا ہوا

گہی چون شمع برپا ایستادہ
کبھی مثل شمع کے کھڑے ہوکر

ز رخ زندانیان را نور دادہ
قیدیون کو اپنے چہرے سے نور دیتے ہوے

گہی خم کردہ قامت چون مہ نو
کبھی جھک کر مثل دوج کے چاند کے

فگندہ بر بساط از چہرہ پرتو
جانماز پر عکس چہرے کا ڈالکر

گہی سر بر زمین از عذر تقصیر
کبھی زمین پر سر معافی تقصیر سے

چو شاخ تازہ گل از باد شبگیر
مثل پھول کی نئی شاخ کے رات کی ہوا سے

گہی سر در تواضع درفگندہ
کبھی بنیاد عاجزی کی ڈال کر

نشستہ چون بنفشہ سر فگندہ
بیٹھ کر مثل بنفشہ کے سر جھکا کر

ز خود دور و بآن نزدیک بنشست
آپ سے دور اور اُس سے نزدیک بیٹھی

ولے در گوشۂ تاریک بنشست
لیکن ایک تاریک گوشے مین بیٹھی

ز جان زاری و از دل نالہ می کرد
جان سے آہ اور دل سے فریاد کرتی تھی

ز نرگس یاسمین را لالہ می کرد
آنکھون سے چنبیلی کو لالہ بناتی تھی

بہ لولو لعل لب ساہی خراشید
موتی یعنی دانتون سے ہونٹھون کو چباتی تھی
ز نخل تر رطب را مے خراشید
درخت سے تازہ چھوہارے کو چھیلتی تھی

بچشم خونفشان و زاشک گلگون
خون برسانیوالی آنکھ اور سرخ آنسوؤن سے
ہمیداد از درون این راز بیرون
دل کا یہ بھید ظاہر کر رہی تھی

کہ ای چشم و چراغ نازنینان
کہ اے چشم و چراغ نازنینون کے
مراد خاطر اندوہ گینان
غمگینون کے دل کی مراد

بجانم آتشی افروخت عشقت
میری جان میں تیری محبت نے ایک آگ لگادی
سراپائے وجودم سوخت عشقت
تمام جسم میرا تیری محبت نے جلایا!

نزد بر آتشم وصل تو آبے
میری آگ پر تیرے وصل نے ذرا پانی نہ ڈالا
بآبے از دلم ننشاند تابے
اُس پانی سے میرے دل کی آگ نہ بجھائی

بہ تیغ ظلم کردی سینہ ام چاک
ظلم کی تلوار سے میرا سینہ چاک کردیا تو نے
ہمی بینم ترا زین ظلم بیباک
تجھکو اس ظلم سے نہایت نڈر پاتی ہون مین

نداری رحم بر مظلومے من
میری بیچارگی پر ذرا بھی رحم نہین کرتا ہے تو
زہی رحم تو و محرومے من
کیا اچھا ہے تیرا رحم اور بدنصیبی میری

ز تو ہر لحظہ ام از تو غمے زاد
تجھسے ہر دم میرے لیے ایک نیا غم پیدا ہوا
مرا ای کاشکے مادر نمے زاد
مجھکو اگر کاشکے ماں پیدا نہ کرتی

وگر میزاد مادر کاشکی دایہ
اور اگر پیدا کیا تھا ان نے کاشکی دایہ ہی
بہ فرق من نمے افگند سایہ
میرے سر پر سایہ نہ ڈالتی

ز شیر ناب کم میداد بہرم
دودھ خالص سے کم دیتی مجکو عصبیہ یعنی کم پلاتی
بشیر از قہرمے آمیخت زہرم
غصے سے زہر میرے لیے دودھ مین ملاتی

زلیخا خود بدینسان در سخن بود
زلیخا خود بخود یہ باتین کر رہی تھی
ولے یوسف بحال خویشتن بود
لیکن یوسف اپنے حال مین تھا

سر موئے بآن حاضر نمے شد
بال برابر یعنی مطلق اسطرف متوجہ ہوتا تھا
وگر میشد اثر ظاہر نمے شد
اور اگر ہوتا نشان نہ معلوم ہوتا تھا

چو شب بگذشت ہمچون صبح خیزان
جب رات گذر گئی مانند صبح جاگنے والون کے
زلیخا ہی بفلک شد اشک ریزان
زلیخا آسمان کی یعنی رات سے تیجہ پھوٹی گئی

غریو کوس سلطانی برآمد — مؤذن در سحر خوانی برآمد

نقارہ بادشاہی کا شور بلند ہوا یعنی نوبت بجنے لگی — اذان دینے والے نے اذان کہنا شروع کی

دم سگ حلقہ بر حلقوم او بست — دمش را از فغان شب فرو بست

کتے کی دم نے حلقہ اسکے حلقوم پر باندھا یعنی کس دیا — اسکی آواز کو رات کے بھونکنے سے بند کر دیا

خروس از خواب شب شد گردن افراز — زنای ساز کردہ تیز آواز

مرغ رات کی نیند سے گردن بلند کر کے نعرہ والا ہوا — گلے کے ساز سے تیز آواز شروع کی

زلیخا دامن اندر چید و برگشت — بخدمت آستان بوسید و برگشت

زلیخا نے دامن سمیٹا اور پھر چلی — واسطے خدمت کے چوکھٹ چومی اور پھری

بزندان تا مہش خلوت نشین بود — شد آمد سوی زندانش چنین بود

قید خانے میں جبتک اسکا چاند خلوت نشین رہا — آمد و رفت اسکی طرف قیدخانے کے اسی طرح رہی

غذای جان وشد آن تگ و پوی — نبودش جز دران آمد شدن روی

غذا اسکی جان کی وہ دوڑ دھوپ ہوئی — نہ تھا اسکو سوا اس دوڑ دھوپ کے کچھ حاصل

نکردی کس بہ بستان میل چندان — کہ بود آن خستہ دل را میل زندان

نہ کرتا کوئی طرف باغ کے اسقدر خواہش — جیسی کہ تھی اس دلخستہ یعنی زلیخا کو چاہ قیدخانے کی

بلے آنرا کہ زندانی ست یارش — بجز زندان کجا باشد قرارش

سچ ہے جس شخص کا یار قیدخانے میں ہے — سوا قیدخانے اسکو کہاں قرار آوے

رفتن زلیخا بہ بام و نظارۂ زندان و گریستن بر مفارقت یوسف

جانا زلیخا کا کوٹھے پر اور دیکھنا قید خانے کا اور رونا یوسف علیہ السلام کی جدائی پر

شب آمد عاشقانرا پردہ راز — شب آمد بیدلانرا غصہ پرداز

عاشقوں کے بھید کا پردہ رات آگئی — عاشقوں کا غصہ نکالنے والی رات آگئی

توان بس کار در شبگیر کردن — کہ بروزش کم توان تدبیر کردن

بہت کام رات کے وقت کرنا ممکن ہیں — بلکہ دن میں اسکی تدبیر کم ہوسکتی ہے

زلیخا چون غم شب بگذرانید
زلیخا نے جب غم رات کا گذار لیا
نہ غم بل ماتم شب بگذرانید
غم نہیں بلکہ ماتم رات کا کر لیا

بلا و محنت روز آمدش پیش
دن کی بلا اور محنت اُسکے سامنے آ گئی
صد اندوہ جگر سوز آمدش پیش
سو کلیجہ جلانے والے رنج اسکے آگے آئے

نہ رای آنکہ در زندان کند رو
نہ مصلحت وہی کہ قید خانے مین جاے
نہ صبری آنکہ بی زندان کند خو
نہ وہ صبر کہ قید خانے سے دلکو روکے

ز نعمتہاے خوش ہر لحظہ چیزی
طرح طرح عمدہ عمدہ چیزون سے ہر دم کچھ نہ کچھ
نہادے بر کف محرم کنیزی
ایک واقفکار لونڈی کے ہاتھ پر رکھتی

فرستادی بزندان سوی یوسف
بھیجتی قید خانے مین پاس یوسف کے
کہ تا دیدی بجای روی یوسف
تا کہ دیکھے بجاے چہرے یوسف کے اسکو

چو آن محرم ز زندان آمدی باز
جب وہ رازدار واقفکار قید خانے سے واپس آتی
بر او صد عشقبازی کردی آغاز
اُسپر سو سو طرح کا عشق شروع کرتی

گہی رو بر کف پایش نہادے
کبھی سر اسکے پاؤن پر رکھ دیتی
گہی صد بوسہ اش بر چشم دادے
کبھی سو سو مرتبہ اس کی آنکھ چومتی

کہ این چشمیست کان رخسار دیدست
کہ یہی وہ آنکھ ہے جسنے اُسکا چہرہ دیکھا ہے
کہ این پائیست کانجا ہا رسیدست
کہ یہ وہ پاؤن ہین جو وہان پہونچے ہین

اگر چشمش نیارم بوسہ دادن
اگر مین اُس کی آنکھ کو بوسہ نہین دے سکتی ہون
و یا رو بر کف پایش نہادن
اور یا اُسکے تلوے پر منھ نہین رکھ سکتی ہون

ببوسم بارے آن چشمی کہ گاہے
چومون گی مین بارے وہ آنکھ جو کبھی
کند در روی زیبایش نگاہے
اُس خوبصورت چہرے کو دیکھ لے

نہم رو بر کف آن پای بارے
رکھون گی مین بارے منھ اُس تلوے پر
کہ وقتی میکند سویش گذاری
جس کا کسی وقت اُسطرف گذر ہو جاے

بپرسیدی از آن پس حال او را
پوچھتی بعد اُس کے اُس کا حال
جمال روے فرخ فال او را
خوبصورتی صورت مبارک اُسکی سے

کہ رویش را نفرسودہ گزندے
کہ اُسکی صورت کسی تکلیف سے خراب تو نہین ہے
بکار او نیفتادہ است بندے
اُس کے لیے کسی کام کی قید تو نہین ہے

گلشن را ازان هوا پژمردگی نیست
اُسکے چہرے کو اُس ہوا سے پژمردگی تو نہیں ہے
ز نعمتها که بردی خوردیانی
نعمتوں سے جو تو لے گئی کھائیں یا نہیں
پس از پرسش نمودنهای بسیار
بہت باتوں کے پوچھنے کے بعد
ببام کاخ در یک غرفه بودش
اُسکے کوٹھے کے دو منزلے میں ایک حجرہ کا تھا
دران غرفه شدی تنها نشستی
اُس حجرہ کے میں جاتی اکیلی بیٹھتی
چو دیده در رخ گلگون لعل سفتی
آنکھوں سے موتی اور گلگون چہرے سے لعل پروتی تھی
نه چشمم تا روی گلگونش ببینم
میں آنکھ تو نہیں رکھتی کہ اُسکا سرخ چہرہ دیکھوں
نه چشمم شایستهٔ دیدار دیدن
میں اُس لائق دیدار دیکھنے کے نہیں ہوں
[illegible] نشستن ست
[illegible] بیٹھا ہوا ہے
[illegible] سایه دارد
دولت [illegible] ہو گئی ہے
مرا [illegible] پشت اشکست
[illegible] سے ٹوٹ گئی
[illegible] فرا آید اثنان [illegible]
[illegible]
[illegible] آستانی
[illegible] وہ جو کھٹ

تنش را زان زمین آزردگی نیست
اُسکے جسم کو اُس زمین سے کوئی تکلیف تو نہیں ہے
ازین دلداده یاد آوردیانی
اس عاشق نے یعنی میری کچھ یاد کی یا نہیں
زجا برخاستی با چشم خونبار
جگہ سے اُٹھتی خون برسانیوالی آنکھوں سے
کز آنجا بام زندان مینمودش
کہ اس جگہ سے کوٹھا قید خانے کا دکھائی دیتا تھا
در غرفه بروی خلق بستی
دروازہ کھڑکی کا لوگوں کی طرف سے بند کر لیتی
سوی زندان نظر کردی و گفتی
قید خانے کی طرف دیکھتی اور کہتی تھی
بس این کز بام خود بامش ببینم
یہی کافی ہے کہ اپنے کوٹھے سے اُسکا کوٹھا دیکھوں
خوشم با آن در و دیوار دیدن
بہتر مجھکو وہ در اور دیوار دیکھنا بہتر ہے
نه زندان روضهٔ خلد برین ست
قید خانہ نہیں باغ بہشت برتر کا ہے
که خورشید جهان در سایه دارد
بلکہ آفتاب جہان کو سایہ میں رکھتی ہے
که پشت آن مه برو بنهاد و بنشست
کہ پیٹھ اُس چاند نے اُسپر رکھی اور بیٹھا
که سرو من فرود آرد ازان سر
کہ میرا سرو اُس سے سر باہر نکالتا ہے
که بوسد پای آن شاه دلستانی
جو چومے پاؤں ایسے معشوق کا

خوش آن کز تیغ مهرش آشکاره
وہ بہتر ہے کہ اُسکی محبت کی تلوار سے بے تکلف
در افتم سرنگون از روزن او
گر پڑوں نامین سر کے بل اُسکے جھروکے کے
هزاران رشک دارم بر زمینے
ہزاروں رشک رکھتی ہوں میں اُس زمین پر
شود از گرد دامانش معطر
ہوتی ہے گرد دامن اُسکے سے خوشبودار
سخن کوتاه تا شب کارش این بود
قصہ مختصر رات ہونے تک کام اُسکا یہی رہتا
درین گفتار جانش بر لب آمد
انھیں باتوں میں جان اُسکی لب پر آتی
چو آمد شب دگر شد حیله اندیش
جب رات آئی اور حیلہ ڈھونڈھنی لگی
شبش این بود روز آن بدان روز
راتیں اسکی یوں رہیں اور دن اُسکے اُسی طرح ویسے ہی
بشب زندان شدن را چاره کردی
رات کو قید خانے جانے کی تدبیر کرتی
بنودی هیچگه خالی ازین کار
ان کاموں سے کسی وقت خالی نہ ہوتی تھی
چنان یوسف بجا خاطر خانه کردش
ایسا یوسف نے اُسکے دل میں گھر کر لیا
ز بس در یاد او گم کرد خود را
از بسکہ اُس کی یاد میں آپ کو بھول گئی
کنیزان گرچه میدادندش آواز
لونڈیاں اگر کبھی اُس کو آواز دیتیں

تنم چون ذره گردد پاره پاره
بدن میرا مثل ذرے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے
به پیش آفتاب روشن او
آگے آفتاب روشن اُس کے کے
که بخرامد بدان شان نازنینے
جس پر چلتا ہے اُس یعنی یوسف ایسا نازنین
ز موی عنبر افشانش معنبر
بال عنبر گرانیوالے اُسکے سے خوشبودار
گرفتاریش آن گفتارش این بود
ان باتوں میں وہ گرفتار رہتی تھی
درین اندوه روزش تا شب آمد
اسی غم میں دن اُسکا رات تک پہونچا
که گیرد پیش آئین شب پیش
کہ اختیار کرے طریقہ اگلی یعنی گذری ہوئی رات کا
که زندان بود جای آن دل افروز
جبتک جگہ اُس دل افروز یعنی یوسف کی قید خانہ رہی
بروز از غرفه اش نظاره کردی
دن بھر جھروکے سے اُسکو دیکھا کرتی
گهی دیوار دیدی گاه دیدار
کبھی دیوار دیکھتی اور کبھی دیدار
که از جان و جهان بیگانه کردش
کہ جان اور جہان سے بے پروا کر دیا اُسکو
بشست از لوح خاطر نیک و بد را
دھو ڈالا لوح دل سے نیک اور بد کو
نمی آمد بحال خویشتن باز
نہ آتی تھی اپنے ہوش میں اصلا

بہ گفتی با کنیزان گاہ بیگاہ
کہتی کبھی کبھی یہ لونڈیوں سے

بگفتا از من آگاہ مجوئید
اور یہ کہا کہ مجھ سے خبرداری مت ڈھونڈھو

ز جنبانیدن اول باخود آیم
ہلنے سے پہلے ہوش میں آجاؤں گی میں

دل من ہست با زندانی من
دل میرا میرے قیدی کے پاس ہے

بخاطر ہر کرا آن ماہ گردد
جس شخص کے دل میں وہ چاند پھر جاوے

بگشت[1] از حال خود روزی مزاجش
بگڑ گیا اپنی حالت سے ایک دن مزاج اسکا

ز خونش بر زمین در دیدہ کس
خون کے قطروں اسکے سے کسی کی نظر میں

بکلک نشتر استاد سبکدست
نشتر کے قلم سے استاد ہلکے ہاتھ یعنی جراح نے

چنان از دوست پیوستش رگ و پوست
ایسا دوست سے اسکا رگ و پوست بھر گیا تھا

خوش آنکس کو رہائی یابد از خویش
اچھا وہ شخص ہے کہ رہائی پاوے آپ سے

کند در دل چنان جا دلبری را
ایسی اپنے دل میں دلبر کو جگہ دے

در آید ہمچو جانش در رگ و پے
در آوے مثل جان کے اسکے رگ اور پٹھے میں

نہ بوئی باشدش از خود نہ رنگے
نہ کوئی بو رہے اسکو آپ سے نہ کوئی رنگ

کہ من ہرگز نباشم از خود آگاہ
کہ میں ہرگز اپنے ہوش میں نہیں بیخبر ہوں

بجنبانیدم اول پس بگوئید
پہلے مجکو ہلا لیا کرو پھر کچھ کہا کرو تم

وز آن پس گوش بشنیدن کشایم
بعد اسکے کان سننے کے لیے کھولوں گی میں

ازانست این ہمہ حیرانی من
اس سبب سے ہے یہ حیرانی مجکو ہے

کجا از دیگرے آگاہ گردد
کب کسی دوسرے سے واقف ہو سکے

بزخم نشتر افتادش احتیاجش
نشتر کے زخم یعنی فصد کی ضرورت پڑی اسکو

نبامد غیر یوسف و بس
اور کچھ نہ آیا سوا یوسف یوسف کے اور بس

بلوح خاک نقش آنحرف بربست
خاک کی تختی پر اس حرف کا نقش باندھا

کہ بیرون نامدش از پوست جز دوست
کہ باہر نہ نکلا اسکے پوست سے اور کچھ سوا دوست کے

نسیم آشنائی یابد از خویش
آشنائی کی ہوا پاوے آپ سے

کہ گنجائش نماند دیگرے را
کہ کسی دوسرے کی گنجائش باقی نہ رہے

نہ بیند یک سر مو خالی از وے
ایک سر بال کو اس سے خالی نہ دیکھے

نہ صلحی باشدش باکس نہ جنگے
نہ کوئی صلح ہو اسکو کسی سے نہ کسی سے لڑائی

ف ۱ گشت از حال خود الخ یعنی ایک روز زلیخا کی طبیعت کسی ایسی بیماری میں علیل ہو گئی تھی کہ فصد کھلوانے کی اسکو ضرورت پڑی اور فصد سے جو خون کے قطرے نکلے تھے ان سے یوسف علیہ السلام کا نقش ...

نہ دل در تاج دنی در تخت بندد
نہ دل اگر تاج مین اور نہ تخت مین باندھتا یعنی لگاتا ہے
نیارد خویشتن را در شمارے
آپ کو کسی شمار مین نہین لاتا ہے
اگر گوید سخن با یار گوید
اگر بات کرتا ہے یار سے کرتا ہے
رخ اندر پختگی آرد نہ خامی
سنجیدہ عقلمندی مین لاتا ہے نہ بے عقلی مین
تو ہم جامی ز خود بیرون آئی
اے جامی تم بھی خودی سے باہر نکلو
چو دانی راہ درویشانہ دانے
جب ہمیشہ کے راہ درویشانہ کی جانتا ہے تو
ازین جائے گرانجانان قدم نہ
اس جان سے آزردہ لوگون کی جگہ سے قدم اٹھا کر
نبودی تو زیانی زان نبودت
نہ تھا تو اور کوئی نقصان اس سے نہوا تیرا
مجو اندر خودی بہبود خود را
خودی مین اپنی بہتری مت ڈھونڈھ

ز کوی او ہوسہا رخت بندد
اسکے کوچے سے خواہشین بھاگ جاتی ہین
نگیرد پیش غیر از عشق کارے
سوائے عشق کے اور کام اختیار نہین کرتا ہے
وگر جوید مراد از یار جوید
اور جو مراد چاہتا ہے یار کی جستجو کرتا ہے
ز بود خود برون آید تمامی
اپنی ہستی سے بالکل باہر نکل جاتا ہے
بدولت خانۂ سرمد درون آئی
ہمیشہ کے دولتخانے یعنی عالم جاودانی کو جاؤ
نہ از دولت بود چندان گرانے
دولت سے اسقدر نا خوشی نہین ہوتی ہے
قدم در دولت آباد عدم نہ
نیستی کے شہر مین قدم رکھ
مباش امروز ہم کالست سودت
مت رہ آج بھی کہ اسی مین تیرا فائدہ ہے
کزین سودا نیابی سود خود را
کہ اس سودے سے اپنا فائدہ تو پاویگا

در شرح احسان ہائے یوسف بر اہل زندان و
بیان احسانون حضرت یوسف علیہ السلام کے جو قیدیون پر کئے اور
تعبیر کردن وی خواب مقربان بادشاہ مصر را
تعبیر کرنا ان کا خواب نزدیکون بادشاہ مصر کی
و وصیت کردن ایشان را کہ وے را
اور وصیت کرنا ان لوگون کا کہ اس یعنی یوسف علیہ السلام کو

پیش شاه مصر یاد کنند

آگے پادشاہ مصر کے یاد کریں

زما در هر که دولتمند زاید
ان سے جو شخص صاحب دولت پیدا ہوتا ہے

فروغ دولتش ظلمت زداید
روشنی دولت اسکی کی تاریکی کو مٹا دیتی ہے

بخارستان رود گلزار گردد
وہ کانٹوں کی جگہ جاتا ہے باغ ہو جاتا ہے

گل از وی نافه تاتار گردد
گل اس سے نافہ تاتار یعنی نہایت خوشبو دار ہوتا ہے

چو ابر از بگذرد بر تشنه کشتی
مثل بدلی کے اگر کسی پیاسے یعنی خشک کھیت پر گذرتا ہے

شود از مقدمش خرم بهشتی
اسکے قدم سے وہ ایک سبز اور تازہ بہشت ہوتا ہے

چو باد از در رود در تازه باغی
مثل ہوا کے اگر کسی تازہ باغ میں جاتا ہے

فروزد از رخ هر گل چراغی
روشن کرتا ہے اپنے چہرے سے ہر پھول کا چراغ

بزندان گر در آید خرم و شاد
قید خانے میں اگر وہ خوش و خرم جاتا ہے

کند زندانیان را از غم آزاد
تمام قیدیوں کو غم سے آزاد کر دیتا ہے

چو زندان بر گرفتاران زندان
جب قید خانہ قید خانے کے گرفتاروں پر

شد از دیدار یوسف باغ خندان
حضرت یوسف کے دیدار سے تازہ باغ ہو گیا

همه از مقدمش شاد گشتند
سب اس کے آنے سے خوش ہو گئے

ز بند درد و غم آزاد گشتند
رنج اور درد کے قید سے چھوٹ گئے

به گردن غل شان شد طوق اقبال
انکی گردن کا طوق اقبال کا طوق ہو گیا

به پا زنجیرشان فرخنده خلخال
ان کے پاؤں کی زنجیر خوبصورت پازیب ہو گئی

اگر زندانیی بیمار گشتی
اگر کوئی قیدی بیمار ہوتا

اسیر محنت و تیمار گشتی
قید رنج اور غمخواری کا ہوتا

کمر بستی پی بیمارداریش
کمر باندھتا اس کی بیمار داری کے لیے

خلاصی دادی از تیمار خوارش
خلاصی دیتا اس کو غمخواری کرنے سے

وگر جا بر گرفتاری شدی تنگ
اور اگر کسی قیدی پر جگہ تنگ ہوتی یعنی تکلیف ہوتی

سوی تدبیر کارش کردی آهنگ
اسکے کام کی درستی کی طرف ارادہ کرتا

کشادہ روشدی اوراز رضا جوئی
خوشی سے اسکی خوشنودی مین متوجہ ہوتا
وگر بر مفلسی عشرت شدی تلخ
اور جو کسی مفلس پر خوشی کڑوی ہو جاتی
ز زرداران کلید زر گرفتی
خزانچیون سے کنجی خزانے کی لیتا
وگر خوابی بدیدی نیک بختی
اور اگر کوئی خواب کوئی نیک بخت دیکھتا
شنیدی از لبش تعبیر آن خواب
سنتا اس خواب کی تعبیر یوسف کے منھ سے
دو کس از محرمان شاہ آن بوم
دو شخص واقف کار زن اس ملک مین یعنی بادشاہ مصر سے
بزندان ہمدمش بودند وہمراز
قید خانے مین یوسف کے ہم اور ہمراز تھے
بیک شب ہریکی دیدند خوابی
ایک رات کو دونون نے ایک ایک خواب دیکھا
یکی را مژدہ دہ خواب از نجاتش
ایک کا خواب اسکی نجات کی خبر دینے والا
ولی تعبیر آن زیشان نہان بود
لیکن تعبیر اس کی ان سے پوشیدہ تھی
بیوسف خوابہائے خود بگفتند
یوسف سے خواب اپنے بیان کیے
یکی را گوشمال از دار دادند
ایک کو گوشمالی سولی سے دی
جوانمردی کہ سوی شاہ میرفت
جو جوانمرد کہ طرف بادشاہ کے جاتا تھا

ز تنگی در کشاد آوردیش روئی
تنگی سے اس کو فراخی کی طرف لاتا
ق زنا داری بنودی غرہ اش سلخ
مفلسی سے اسکا غرہ سلخ معلوم ہوتا یعنی شروع سے تکلیف ہوتی
زعیش قفل تنگی بر گرفتی
عیش سے اسکی تنگی کا قفل کھول دیتا
ق بگرداب خیال افتادہ رختی
خیال کی بھنور مین اسباب گرے ہوے
بخشکی آمدی رخش ز گرداب
بھنور سے خشکی مین اسکا اسباب آجاتا
ق زخلوت گاہ قربش گشتہ محروم
خلوتگاہ نزدیکی بادشاہ سے بدنصیب ہوکر
وران ماتم کدہ با او ہم آواز
اس غمخانہ یعنی قیدخانے مین یوسف کے ہم آواز تھے
وزان در جان شان افتاد تابی
اور اس سے انکی جان مین ایک بیقراری پڑ گئی
یکی را مخبر از قطع حیاتش
ایک کا خواب اسکے مرجانے کی خبر دینے والا
ازان بر جان شان بار گران بود
اس سے انکی جان پر بڑا بوجھ تھا
جواب خوابہای خود شنفتند
جواب اپنے اپنے خواب کے سنے
یکی را بر در شہ بار دادند
ایک کو بادشاہ کے دربار مین اجازت دی
مسندگاہ عزو جاہ میرفت
طرف مسندگاہ عزت اور مرتبے کے جاتا تھا

چو رو سوی شه مسند نشین کرد — **باو یوسف اشارت اینچنین کرد**

جب مُنھ طرف بادشاہ مصر کے کیا یعنی چلنے لگا — یوسف نے اُس سے ایسا اشارہ کیا یعنی یہ کہا

ق

که چون در صحبت شه باریابی — **به پیشش فرصت گفتار یابی**

کہ جب تو بادشاہ کی صحبت مین باریاب ہوتا — اور اُسکے آگے بات کرنے کا موقع پاتا

مرا در مجلسش یاد آوری زود — **کزان یاد آوری وافر بری سود**

فوراً اُس کی مجلس مین میری یاد کرنا — کہ اُس یاد کرنے سے بہت فائدہ اُٹھائیگا تو

بگوئی هست در زندان غریبی — **ز عدل شاه دوران بی نصیبی**

کہنا تو کہ قید خانے مین ایک بیچارہ ہے — بادشاہ زمانہ کے انصاف سے بے نصیب

چنینش بیگنه مپسند رنجور — **که هست این از طریق معدلت دور**

اس طرح اُسکو بیگناہ رنجیدہ مت پسند کر — کہ یہ بات راہ انصاف سے دور ہے

چو خورد آن بهره مند از دولت جاه — **می از قرابهٔ قرب شهنشاه**

جب پی اُس دولت اور مرتبے سے نصیبور نے — بادشاہ مصر کی قربت کے قرابے سے شراب

چنان رفت آن وصیت از خیالش — **که بر خاطر نیامد چند سالش**

اُسکے خیال سے وہ وصیت ایسی جاتی رہی — کہ کئی برس اُسکے دل پر نہ گذری

نهال وعدہ اش نایوسی آورد — **بزندان بلا محبوس آورد**

اُس کے وعدے کا درخت نا اُمیدی لایا — بلا کے قید خانے مین قید ہونا لایا

بلی آنرا که ایزد برگزیند — **بصدر عز معشوقی نشیند**

سچ ہے جس شخص کو خدا پسند کرتا ہے — بزرگی معشوقی کی مسند پر بیٹھتا ہے

رہ اسباب بر رویش ببندد — **ز من این واثقش کم پسندد**

راہ وسیلون کی اُسکے مُنھ پر بند کر دیتا ہے — اس سے اور اُسکے عاشق گروہ کو اُسکے لیے کم پسند کرتا ہے

نتابد جز بسوی خود روی اورا — **ز هر کس بگسلاند خوی اورا**

اپنی طرف کے سوا اُسکا منھ کسی طرف نہین پھیرتا ہے — ہر شخص سے اُس کی طبیعت کو توڑتا ہے

بدست غیر تاراجش نخواهد — **بغیر خویش محتاجش نخواهد**

اُسکو غیر کے ہاتھ سے لٹ جانا نہین چاہتا ہے — سوا اپنے غیر کا محتاج ہونا اُسکے لیے نہین چاہتا ہے

نخواهد دست او در دامن کس — **اسیر دام خویشش خواهد و بس**

نہین چاہتا ہے اُسکا ہاتھ کسی کے دامن مین — قید اپنے جال کا اُسکو چاہتا ہے اور بس

طلب کردن پادشاہِ مصر حضرت یوسف ؑ را برای تعبیرِ خوابِ خود

بلانا · بادشاہ · مصر کا · حضرت

یوسف علیہ السلام کو ۲ اپنے خواب کی تعبیر پوچھنے کے لیے

بسا قفلی کہ ناپیدا کلید است — **بر او راہِ گشایش ناپدیدست**

بہت قفل جن کی کنجی پوشیدہ ہے — اُن کے کھلنے کی تدبیر ظاہر نہیں ہے

بود چون کار دانا پیچ در پیچ — **بہ پیشش کوشش فکر و نظر ہیچ**

ہوتا ہے جب کام عقلمند کا پیچیدہ گی مین — اُس کے آگے کوشش فکر اور نظر کی ہیچ معلوم ہوتی ہے

ز ناگہ دستِ صنعی در میان نے — **گشایش ہیچ صانع را گمان نے**

ایکبارگی بغیر کسی کاریگری کے درمیان مین ہاتھ لگائے — اُسکے کھلجانے کا کسی کاریگر کو بغیر گمان ہے

پدید آید ز غیب آنرا کشادے — **ودیعت در گشادش ہر مرادے**

ظاہر ہوتی ہے غیب سے اُس کے لیے ایک کنجی — وابستہ اُس کے کھلنے مین مراد ہر ایک کی

چو یوسف دل ز حیلتہای خود کند — **برید از رشتۂ تدبیر پیوند**

جب یوسف نے دل اپنا تدبیرون سے زخمی کیا — رشتہ تدبیر سے تعلق قطع کیا یعنی تدبیر کرنا چھوڑ دیا

بجز ایزد نماند آنرا پناہے — **کہ باشد در نوائب تکیہ گاہے**

سوا خدا کے اُس کو کوئی پناہ نہ رہی — جو مصیبت مین ایک تکیہ گاہ ہووے

ز پندار خودی و بخردی رست — **گرفتش فیض فضلِ ایزدی دست**

خیال خودی اور عقلمندی سے چھوٹا — فیض فضل خدا نے اُسکی دستگیری کی

شبی سلطان مصر آن شاہِ بیدار — **بخوابش ہفت گاو آمد پدیدار**

ایک رات کو بادشاہ مصر یعنی اُس بادشاہ بیداربخت کو — خواب مین اُسکو سات بیل ظاہر یعنی نظر آئے

ہمہ بسیار خوب و سخت فربہ — **بخوبی و خوشی از یکدگر بہ**

سب بہت اچھے اور مضبوط اور موٹے — خوبی اور خوبصورتی مین ایک ایک سے بہتر

وز آن پس ہفت دیگر در برابر — **پدید آمد اسر خشک و لاغر**

اور بعد اُسکے سات بیل اور سامنے — دکھائی دیے بالکل دُبلے اور کمزور

دران ہفت نخستین روی کردند
طرف اُن پہلے والے ساتون کے متوجہ ہوے

بدنیسان سبز و خرم ہفت خوشہ
اسی طرح سبز اور تازہ سات بالیان

برآمد از عقب ہفت دگر خشک
بعد اُس کے نکلین سات اور سوکھی ہوئین

چو سلطان بامداد از خواب برخاست
صبح کو جب بادشاہ خواب سے جاگا

ہمہ گفتند کاین خواب محالست
سب نے کہا کہ یہ مشکل خواب ہے

بحکم عقل تعبیرے ندارد
عقل کی رو سے کوئی تعبیر نہین رکھتا ہے

جوانمردی کہ از یوسف خبر داشت
اُس جوانمرد نے کہ یوسف سے واقف تھا

کہ در زندان ہمایون فرجوانیست
کہ قید خانے مین ایک مبارک دبدبہ جوان ہے

بود بیدار در تعبیر ہر خواب
ہر خواب کی تعبیر مین ہوشیار ہووے

اگر گوئے برو بکشایم این راز
اگر اجازت ہو اُسپر اس بھید کو ظاہر کرون مین

بگفتا اذن خواہی چیست از من
کہا مجھ سے اجازت چاہنے کی کیا ضرورت ہو

مرا چشم خرد زان لحظہ کور است
میری عقل کی آنکھ اُس وقت سے اندھی ہے

روان شد جانب زندان جوانمرد
روانہ ہوا طرف قید خانے کے جوانمرد

بسان سبزہ آنرا پاک خوردند
مثل گھاس کے اُن کو بالکل کھا گئے

کہ دل زان قوت دی دیدہ توشہ
کہ دل کو جن سے غذا ملتی آنکھوں کو غذا

بر آن پیچید و گردش سر بسر خشک
اُنپر لپٹین اور اُنکو بالکل خشک کر دیا

ز ہر بیدار دل تعبیر آن خواست
ہر عقلمند سے اُسکی تعبیر چاہی یعنی پوچھی

فراہم کردہ وہم و خیالست
جمع کیا ہوا وہم اور خیال کا ہے

بجز اعراض تدبیرے ندارد
سوا چشم پوشی کے کوئی تدبیر نہین رکھتا ہے

ز روی کار یوسف پردہ برداشت
یوسف کے کام کے منھ سے پردہ اُٹھایا

کہ در حل دقائق خردہ دانیست
کہ باریکیون کے حل کرنے مین نہایت باریک جاننے والا ہے

دلش غواص این بحر گہر یاب
دل اُسکا غوطہ خور اس دریا سے موتی پانے والا

وز و تعبیر خوابت آورم باز
اور اُس سے تعبیر آپ کے خواب کی پوچھ لاؤن مین

چہ بہتر کور را از چشم روشن
اندھے کو آنکھ روشن ہوجانے سے کیا بہتر ہو

کہ از دانستن این راز دور است
جبسے اس بھید کے جاننے سے دور ہے

بیوسف حال خواب شہ بیان کرد
یوسف سے حال بادشاہ کے خواب کا بیان کیا

بگفتا گاؤ و خوشہ ہر دو سال اند
کہا بیل اور بالیان دونون سال ہین
چو باشد خوشہ سبز و گاو فربہ
جب ہووے بالی سبز اور بیل موٹے
چو باشد خوشہ خشک و گاو لاغر
جب بالیان سوکھی ہون اور بیل دُبلے
نخستین سالہاے ہفتگانہ
پہلے سات برس
ہمہ عالم ز نعمتہا برآید
تمام جہان نعمتوں سے بھر جاویگا
کہ نعمتہاے پیشین خوردہ گردد
کہ اگلی نعمتیں کھائی جاینگی یعنی صرف ہوجاوینگی
نبارد ز آسمان ابر عطائی
نہ برسے گی بدلی بخشش کی آسمان سے
ز عشرت مالداران دست دارند
خوشی سے مالدار لوگ ہاتھ روک لین
چنان نان گم شود بر خوان دوران
ایسی گم ہو روٹی زمانہ کے دسترخوان سے
جوانمرد این سخن بشنید و برگشت
جوانمرد نے یہ بات سنی اور پھر گیا
حدیث یوسف و تعبیر او گفت
ذکر یوسف کا اور تعبیر اوسکی بیان کی
بگفتا خیز و یوسف را بیاور
کہا اٹھ اور یوسف کو لے آ
چو از دلبر سخن شاید شنیدن
جب معشوق سے بات سننا ممکن ہے

بہ اوصاف خودش وصاف حال اند
اپنی تعریف سے وہ تعریف کرنیوالے حال کے ہین
بود از خوبی سالت خبردہ
ہو سال کے اچھے ہونے سے تجکو خبر دینے والے
بود از سال تنگت قصہ آور
ہون تیرے سال کی برائی کا بیان کرنیوالے
بود باران و آب و کشت و دانہ
ہوگی بارش اور پانی اور کھیت اور دانہ
وزان پس ہفت سال دیگر آید
بعد اون کے سات برس اور آوینگے
ز تنگی جان خلق آزردہ گردد
تنگی سے لوگون کی جان آزردہ ہوجاویگی
نروید بر زمین شاخ گیاہی
نہ اُگیگی زمین پر گھاس کی کوئی شاخ
بہ تنگی تنگدستان جان سپارند
تنگی سے مفلس جان سونپین یعنی مرجاوین گے
کہ گوید آدمی نان و دہد جان
کہ کہے آدمی روٹی اور جان دے
حریف بزم شاہ دادگر گشت
مقابل محفل بادشاہ عادل کا ہوا
دل شاہ از دمش چون غنچہ بشگفت
دل بادشاہ کا مثل کلی کے اسکی بات سے کھل گیا
کزو بہ گردوم این نکتہ باور
کہ اس سے زیادہ مجکو یہ بھید یقین ہوجاویگا
چرا از ہر دہن باید شنیدن
ہر ایک کے منہ سے کیون چاہیے سننا

سخن از دوست آری شکرست آن
بات دوست سے اگرچہ وہ بھی شکر ہے
دگر بارہ بزندان شد روانہ
دوسری مرتبہ طرف قیدخانے کے روانہ ہوا
کہ ای سرو ریاض قدس بخرام
کہ اے سرو باغ پاکیزگی کے چل
خرامان شو بدین روی دلارا
اس دل آراستہ کرنیوالے چہرے سے
بگفتا من چہ آیم سوی شاہی
کہا مین کیا آؤن یعنی چلون طرف اُس بادشاہ کے
کہ زندان سالہا محبوس کردست
برسون سے قیدخانے مین قید کیا ہے
اگر خواہد کہ من بیرون نہم پای
اگرچہ چاہتا ہے کہ مین قدم باہر رکھون
بگو تا نیکہ چون سویم بدیدند
کہ وہ لوگ جنھون نے منھ میرا دیکھا
ہمہ چون ثریا باہم آیند
مثل ثریا کے سب ایک جگہ اکٹھا ہون
کہ جرم من چہ بود از من چہ دیدند
کہ میرا کیا گناہ تھا مجھ سے کیا دیکھا
بود کین سر شود بر شاہ روشن
شاید کہ یہ بھید بادشاہ پر ظاہر ہووے
مرا پیشہ گناہ اندیشگی نیست
میرا پیشہ گناہ اندیشہ کرنے کا نہین ہے
در آن خانہ خیانت نامد از من
اُس مکان مین چوری نہ آئی یعنی ہوئی مجھ سے

ولے گر خود بگوید خوشترست آن
لیکن اگر آپ کہے زیادہ اچھی ہے وہ
ببرد این مژدہ سوی آن یگانہ
لے گیا یہ خوشخبری طرف اُس یگانہ یعنی یوسف کے
سوی بستان سرای شاہ نہ گام
طرف باغ بادشاہ کے قدم رکھ
بیارا زین گل آن بستان سرا را
آراستہ کر اِس پھول سے اُس باغ کو
کہ چون من بیکسی را بیگناہی
جنہنے مجھ ایسے بیکس اور بیگناہ کو
ز آثار کرم مایوس کردست
بخشش کی نشانی سے ناامید کیا ہے
ازین غمخانہ گو اول بفرمای
اِس غمخانے سے کہہ پہلے حکم دے
ز حیرت در رخم کفہا بریدند
میرے سامنے حیرت سے ہاتھ کاٹے
نقاب از کار ما روشن کشایند
پردہ میرے کام سے صاف اٹھادین یعنی بتادین
چرا از تہمتم سوی زندان کشیدند
کیون میرا اسباب تہمت قیدخانے کے کھینچا
کہ پاکست از خیانت دامن من
کہ چوری سے میرا دامن پاک ہے
در اندیشہ خیانت پیشگی نیست
میرے خیال مین بھی چوری کرنیکا پیشہ نہین ہے
بجز صدق و امانت نامد از من
سوا سچائی اور امانت کے نہ آیا کچھ مجھ سے

مرا بہ گر زنم نقب خزائن
مجکو بہتر جو کہ روں یعنی لگاؤں میں سیند خزانے میں
جوانمرد این سخن چون گفت باشاہ
جوانمرد نے یہ بات جو بیان کی بادشاہ سے
کہ پیش شاہ یکسر جمع گشتند
کہ آگے بادشاہ کے سب جمع ہوئیں
چو رو کردند در پیش شہ آن جمع
جب منہ کیا آگے بادشاہ کے تمام گروہ نے
کز آن شمع حریم جان چہ دیدند
کہ اُس شمع محل جان یعنی یوسف سے کیا دیکھا
ز رویش در بہار و باغ بودید
اُسکے منہ سے بہار اور باغ میں رہتیں تم
نبی گلزار باشد بر تنش گل
ایسا معشوق کہ ایذا ہوا اسکے بدن پر پھول
گلی کش نیست تاب باد شبگیر
جو پھول کہ اسکو نہیں ہے طاقت رات کی ہوا کی
زنان گفتند کای شاہ جوان بخت
عورتوں نے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیبہ
ز یوسف ما بجز پاکی ندیدیم
یوسف سے ہمنے سوا پاکی کے کچھ نہ دیکھا
نباشد در صدف گوہر چنان پاک
نہ ہو گا سیپی میں موتی ایسا پاک
زلیخا بود نیز آنجا نشستہ
زلیخا بھی وہاں بیٹھی ہوئی تھی
ز دستانہاے پنہان زیر پردہ
پوشیدہ در پردہ کروں سے

کہ باشم در فراش خانہ خائن
جب تجن میں اُسکے گھر کی بی بی کی چوری کرنیوالا
زنان مصر را کردند آگاہ
مصر کی عورتوں کو آگاہ کیا بادشاہ نے
ہمہ پروانہ آن شمع گشتند
سب شخص اس شمع کی پروانہ ہوئیں
زبان آتشین بکشاد چون شمع
زبان آگ کی سی مثل شمع کے کھولی
کہ بر روے تیغ بدنامی کشیدند
کہ اُس پر تلوار بدنامی کی کھینچی
چرا رو سوے زندانش نمودید
کیوں منہ طرف قیدخانے کے اُسکا کیا تمنے
کے از دانا رسد بر گردنش غل
کب عقلمند سے پہونچے اُس کی گردن میں طوق
بپایش چون نہد جز آب زنجیر
اُسکے پاؤن پر کون رکھے سوا پانی کے زنجیر
بتو فرخندہ تر ہم تاج و ہم تخت
تجکو تاج اور تخت اور زیادہ مبارک ہووے
بجز عز و شرف پاکے ندیدیم
سوا بزرگی اور شرافت کے کچھ نہ دیکھا ہمنے
کہ بود از تہمت آن جان جہان پاک
جیسا کہ تہمت سے وہ جانجہان یعنی یوسف پاک تھا
زبان از کذب و جان از کید رستہ
زبان جھوٹ سے اور جان مکر سے چھوٹی ہوئی
رہا جتہای عشقش پاک کردہ
عشق کی بختوں نے اُسکو پاک کیا یعنی جھوٹا کر چھوڑ دیا

فروغ راستی از جان علم زد
سچائی کی روشنی نے جان سے علم مارا یعنی ظاہر ہوئی
چو صبح راستی از صدق دم زد
مثل صبح سچائی کے سچائی سے دم مارا

بجرم خویش کرد اقرار مطلق
اپنے گناہ پر بخوبی اقرار کیا
بر آمد ز صداے حصحص الحق
نکلی اُس سے آواز کہ حق ظاہر ہے

بگفتا نیست یوسف را گناہے
کہا نہیں ہے یوسف کا کچھ گناہ
منم در عشق او گم کردہ راہے
مین اُسکے عشق مین راہ بھولی ہوئی ہون مین

نخست او را بوصل خویش خواندم
پہلے اپنے وصل کے لیے اُسکو بلایا مین نے
چو کام من نداد از پیش راندم
جب مراد میری نہ دی آگے سے ہنکایا مین نے

بزندان از ستمہاے من افتاد
قید خانے مین میرے ظلمین سے پڑا
دران غمہا ز غمہاے من افتاد
اُن غمون مین میرے غمون سے پڑا

غم من چون گذشت از حد غایت
غم میرا جب گذرا حد انتہا سے
بحالش کرد حال من سرایت
اُس کے حال مین میرے حال نے اثر کیا

جفاے کز رسید او را ز جاے
جو ظلم کہ اُس کو پہونچا ظالم سے
کنون واجب بود آنرا تلافے
اب واجب ہے اُسکا نیک بدلا

ہر احسان کاید از شاہ نکو کار
جو احسان ہو سکے بادشاہ نیک کام سے
بصد خندان بود یوسف سزاوار
اُسکے سو گنے کے لائق حضرت یوسف ہین

چو شاہ این نکتہ سنجیدہ بشنید
جب بادشاہ نے یہ بھید تلا ہوا یعنی صاف سنا
گل نشگفتہ چون غنچہ بخندید
مثل پھول کے کھلا مثل کلی کے مسکرایا

اشارت کرد کز زندانش آرند
اشارہ کیا کہ اُس کو قید خانے سے لادین
بدان خرم سرابستانش آرند
اُس تازہ باغ مین اُس کو لادین

ز باغ لطف گلبرگیست خندان
باغ پاکیزگی سے ایک شگفتہ پھول ہے
گل خرم بہ بستان بہ کہ زندان
پھول کھلا ہوا باغ مین بہتر ہے نہ قید خانے مین

بملک جان بود شاہ نکو بخت
ملک جان مین رہے بادشاہ خوش نصیب
مقام شاہ نبود جز سر تخت
مقام بادشاہ کا نہو سوا بلندی تخت کے

برون آمدن یوسفؑ از زندان و احترام

نکلنا حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانے سے اور حرمت دینا

پادشاہ مر اورا و وفات عزیز

بادشاہ کا یوسف علیہ السلام کو اور مرجانا عزیز مصر کا

دریں دیر کہن رسمیست دیرین
اس دنیا میں ہے ایک پرانی رسم ہے
خورد نُہ ماہ طفلی در رحم خون
کھاتا ہے نو مہینے ماں کے پیٹ میں ایک لڑکا خون
بسا سختی کہ بیند لعل در سنگ
بہت سختیاں کہ دیکھتا ہے لعل پتھر میں
شب یوسفؑ چو بگذشت از درازی
یوسف کی رات سے درازی جو گذری
چو شد کوہ گران بر جانش اندوہ
جب غم اسکی جان پر غم کا بھاری پہاڑ ہو گیا
پئے تعظیم و اکرام وے از شاہ
واسطے تعظیم اور تکریم اسکی کے بادشاہ سے
کز ایوان شہ خورشید اورنگ
کہ محل بادشاہ آفتاب تخت سے
دو رویہ تا بزندان ایستادند
دو طرفہ قید خانے تک کھڑے ہوئے
چہ از زرین کمر سرکش غلامان
کیا سنہرے پٹکے باندھے خوبصورت غلاموں سے
چہ از خورشید پیکر خوش نوایان
کیا آفتاب شکل خوش آوازوں سے

کہ بی تلخی نباشد عیش شیرین
کہ بے رنج کے عیش شیرین نہیں ہوتا ہے
کہ آید با رخ چون ماہ بیرون
جب نکلتا ہے چاند سی صورت سی باہر آتا یعنی پیدا ہوتا ہے
کہ خورشید درخشانش دہد رنگ
جب آفتاب روشن اسکو رنگ دیتا ہے
طلوع صبح کردش چارہ سازی
صبح کے طلوع ہونے نے اسکی تدبیر کی
برآمد آفتابش از پس کوہ
نکلا آفتاب اسکا پہاڑ کے پیچھے سے
خطاب آمد ز شہ بر نیکان درگاہ
حکم ہوا طرف مصاحبوں درگاہ کے
بمیدانی ز ہر جانب دو فرسنگ
ایک میدان میں ہر طرف سے دو فرسنگ تک
تجملہای خود را عرضہ دادند
اپنی شان و شوکت کو دکھلایا
ہمہ در خلعت زرکش خرامان
سب سنہرے کپڑے پہنے ٹہل رہے تھے
بعبرانی و سریانی سرایان
عبرانی اور سریانی زبان میں گانیوالے

چه از چابک سواران سپاہے
کیا چابک سوارون سپاہ سے

سران مصر بیرون از شمارہ
سردار مصر کے گنتی سے باہر

تہیدستان بامید نثارے
محتاج نثار لینے کی اُمید مین

چو یوسف شد سوے خسرو روانہ
جب یوسف طرف بادشاہ کے روانہ ہوے

فراز مرکبش از پاے تا فرق
اوپر گھوڑے اُسکے کے سر سے پاؤن تک

بہر جا طبلہ ہاے مشک و عنبر
ہر جگہ تھیلیان مشک اور عنبر کی

براہ مرکب او مے فشاندند
اُس کی سواری کے راستہ مین لٹاتے تھے

چو آمد بارگاہ شہ پدیدار
جب ظاہر ہوئی یعنی دکھائی دی بارگاہ بادشاہ کی

خز و اطلس بپا انداختندش
خز اور اطلس اُسکے پاؤن کے نیچے بچھائی

ببالاے خز و اکسون ہمے رفت
اوپر خز اور اکسون کے چلتا تھا

ز قرب مقدمش چون شہ خبر یافت
نزدیک آنے اُسکے سے جو بادشاہ نے خبر پائی

کشیدش در کنار خویشتن تنگ
دبا لیا اُسکو اپنی گود مین زور سے

بپہلوے خودش بر تخت بنشاند
تخت پر اپنے پہلو مین اُسکو بٹھایا

تتارے مرکبان باہم مباہے
عربی گھوڑون پر آپس مین فخر کرتے ہوے

نثار افشان شدند از ہر کنارہ
نثار قربان کرنے لگے ہر طرف سے

کشادہ ہر طرف جیب و کنارے
دامن اور گود ہر طرف پھیلائے ہوئے

بہ خلعتہاے خاص خسروانہ
خاص بادشاہانہ خلعتون سے

تو گوئے گشتہ در زر و گہر غرق
تو کہے سونے اور موتی مین ڈوبا ہوا ہے

ز ہر سو بدرہاے دُر و گوہر
ہر طرف سے تھیلیان موتی اور لعل کی

گدا را از گدائے مے رہاندند
فقیر کو فقیری سے چھڑاتے تھے

فرود آمد ز رخش تیز رفتار
اوترآیا تیز چلنے والے گھوڑے سے

بپا انداز فرق افراختندش
پا انداز سے سر بلند کیا اُسکو

بر اطلس چون مہ گردون ہمے رفت
اطلس پر مثل چاند آسمان کے جاتا تھا

باستقبال او چون بخت بشتافت
واسطے اُسکی پیشوائی کے مثل نصیبہ کے دوڑا

چو سرو گلرخ و شمشاد گلرنگ
مثل سرو گلرخ اور شمشاد گلرنگ کے

بپرسشہاے خوش باوی سخن راند
اچھی طرح پوچھنے مین اُس سے بات کرنے لگا

نخست از خواب خود پرسید تعبیر
پہلے اپنے خواب سے تعبیر پوچھی
وز آن پس کرد از ہر جا سوالی
اور اُس کے بعد ہر ایک جگہ سے ایک سوال
جوابی دلکش و مطبوع گفتش
جواب پسندیدہ اور دلکش بیان اُس نے
در آخر گفت این خوابیکه دیدم
آخر میں کہا یہ خواب کہ دیکھا میں نے
چسان تدبیر آن کردن توانم
میں اس کی تدبیر کیا کر سکتا ہوں
بگفتا باید ایام فراخی
کہا چاہیے اچھی فصل یعنی ارزانی میں
منادی کردن اندر ہر دیارے
ڈھنڈورا پٹوانا چاہیے ہر ایک شہر میں
بناخن سنگ خارا را خراشند
ناخن سے سنگ خارا کو چھیلیں یعنی خوب مشقت کریں
چو از دانه شود آگنده خوشه
جب بالیان دانے سے بھر جاویں
سنانها خوشه را زان رسته از بن
گونسیاں بالیوں کے زمین اُس سے اور کہیں
چو گیرد خوشه در خانه ور سے
جو بہت تک بالیاں گھر میں رہیں گی
برد ہر کس برای عیش بہره
لیجائے ہر شخص واسطے عیش تا زیست یعنی کھانے کے
ولے ہر کار را باید کفیلے
لیکن ہر کام کے لیے ایک ذمہ دار چاہیے

در آمد لعل نوشینش بتقریر
آئے اُس کے میٹھے لب بات کرنے میں
بپرسیدش ز ہر کارے و حالی
پوچھا اُس نے ہر کام اور ہر ایک حال سے
چنان کامد از آن گفتن شگفتش
ایسا کہ یوسف کے بتانے سے بادشاہ کو تعجب ہوا
ز تو تعبیر آن روشن شنیدم
تجھ سے تعبیر اُس کی صاف سُنی میں نے
غم خلق و جہان خوردن توانم
غم خلق اور جہان کے کھانیکا کیونکر کر سکتا ہوں
که ابر و یم نیفتد در تراخی
جب بدلی اور دریا دیرے باقی برسنے میں پڑ جاتے ہیں
که بشود خلق را جز کشت کارے
کہ لوگوں کو سوا کھیتی کے کچھ کام نہ ہووے
ز بہره خود ی [illegible] ان وانه باشند
باہر سے سینا ٹیکاتے ہوئے بیج بود میں
[illegible] انبار از بہر توشه
رکھ چھوڑیں [illegible] طرح اُنکو کھا لے
که باشد بر سر خصمان سنان زن
کہ دشمنوں کے منہ کو جو جیسے [illegible]
نیاید روز کار قحط و تنگی
زمانہ تنگی اور قحط کا نہ پاوے گا
بقدر حاجت خود زان ذخیره
اپنی ضرورت کے سوا [illegible] ذخیرہ
که از دانش بود با وی دلیلے
جس کے ساتھ عقل کا ایک رہنما ہو

بدانش غایت این کار داند
نہایت عقل سے اس کام کو جانے
چو داند کار را کردن تواند
جب جانے گا اس کام کو کر سکے گا

ز ہر چیزیکہ در عالم توان یافت
ہر چیز کا جہان میں پانا ممکن ہے
چو من دانا کفیلے کم توان یافت
مجھ سا ذمہ دار اور دانا کم مل سکے گا

بمن تفویض کن تدبیر این کار
میرے سپرد تدبیر اس کام کی کر
کہ ناید دیگرے چون من بدیدار
کہ دوسرا مجھ سا نظر نہ آوے گا

چو شاہ ازوی بدید این کارسازی
جب بادشاہ نے اسکی یہ کارکردگی دیکھی
بملک مصر دادش سرفرازی
مصر کے ملک میں اسکو سرفرازی دی

سپہ را بندۂ فرمان او کرد
سپاہ کو اسکے حکم کا تابعدار بنایا
زمین عرصۂ میدان او کرد
زمین کے میدان کو اسکا میدان بنا دیا

بجاے خود بہ تخت زر نشاندش
اپنی جگہ سونے کے تخت پر اسکو بٹھلایا
بصد عزت عزیز مصر خواندش
سیکڑوں عزتوں سے اسکو عزیز مصر کہا

چو پا بالاے تخت زر نہادے
جب قدم سونے کے تخت پر رکھتا
جہانی زیر تختش سر نہادے
ایک جہان اسکے تخت کے نیچے سر رکھ دیتا

چو رفتے بر سر میدان ز ایوان
جب جاتا میدان کو محل سے
رسیدی بانگ چاوشان بکیوان
پہنچتی آواز نقیبوں کی زحل تک

بہر جانب کہ طوف اندیش بودی
جس طرف سیر کو سوچنے والا ہوتا
جنیبت کش ہزاران پیش بودی
کوتل لیجانے والے ہزاروں آگے چلتے

بہر کشور کہ بہر گشتے سوارہ
جس ملک میں گشت کو سوار ہو کر گذرتا
برون بودی سپاہش از شمارہ
سپاہ اسکی گنتی سے باہر ہوتی تھی

چو یوسف را خدا داد این بلندی
جب یوسف کو خدا نے یہ عروج دیا
بقدر این بلندی ارجمندی
اسی عروج کے موافق بزرگی دی

عزیز مصر را دولت زبون گشت
عزیز مصر کا اقبال پست ہو گیا
لواے حشمت او سرنگون گشت
علم اسکے دبدبے کا اوندھا ہو گیا

دلش طاقت نیاورد این خلل را
دل اسکا اس خلل کی طاقت نہ لایا
خود وی شد ہدف تیر اجل را
خود موت کے تیر کا نشانہ ہوا یعنی مرگیا

کفیل کے معنے ضامن ذمہ دار اور پہنچانے اور بچانے والا
تفویض کے معنے سپرد کرنا حوالہ کرنا
چاوشان جمع چاوش کی معنی نقیب جو بادشاہوں اور وزیروں کے آگے آواز دیتے ہیں
جنیبت کش کے معنی کوتل لیجانے والے

زلیخا روی در دیوار غم کرد
زلیخا نے منھ طرف دیوار غم کے کیا
نه از جاه عزیزش خانه آباد
نہ عزیز کے مرتبے سے گھر اسکا آباد
فلک کو دیر مهر و زود کین است
آسمان جو کہ دیر محبت کرنیوالا اور جلد دشمنی کرنیوالا ہے
یکی را بر کشد چون خور بر افلاک
ایک کو آسمان پر مثل آفتاب کے کھینچتا ہے
خوش آن دانا بهر کاری و باری
اچھا ہے وہ عقلمند ہر ایک کاروبار میں
نه از اقبال او گردن فرازد
نہ اسکے اقبال سے گردن بلند یعنی غرور کرے

ز بار هجر یوسف پشت خم کرد
بوجھ جدائی یوسف سے پیٹھ جھکائی
نه از اندوه یوسف خاطر آزاد
نہ یوسف کے رنج سے دل آزاد
درین حرمانسرا کار وی اینست
اس بدنصیبی کے گھر یعنی دنیا میں اسکا کام یہی ہے
یکی را افگند چون سایه بر خاک
ایک کو مثل سایے کے خاک پر گراتا ہے
که از کارش نگیرد اعتباری
کہ اسکے کام پر نہ لے یعنی نہ کرے کوئی بھروسہ
نه از ادبار او جانش گدازد
نہ اسکے ادبار سے اپنی جان کو گھلاوے

در شرح حال زلیخا از وفات عزیز مصر و استیلای محبت یوسف برو

بیان حال زلیخا میں مرجانے عزیز مصر سے اور غلبہ محبت یوسف علیہ السلام کا اس پر

ولی کز دلبری ناشاد باشد
جو دل کہ معشوق سے ناخوش ہووے
غم دیگر نگیرد دامن او
غم کہ دوسرے کا اسکا دامن نہیں پکڑتا ہے
اگر گردد جهان دریای اندوه
اگر جہان غم کا دریا ہوجاے
ازان نم دامن او تر نگردد
اس تری سے دامن اسکا نہ بھیگے

ز هر شادی و غم آزاد باشد
ہر رنج اور خوشی سے بے پروا ہوتا ہے
نگردد شادی پیرامن او
نہیں پھرتی ہے کوئی خوشی گرد اسکے
برآرد موجهای غصه چون کوه
نکالے لہریں غم کی مثل پہاڑ کے
ز اندوهی که دارد بر نگردد
جس رنج ہے کہ رکھتا ہے نہ پھرے

وگر جشن و طرب سازد زمانہ
اور جو جشن اور خوشی کرے زمانہ
فرو پیچد ازان جشن و طرب روے
پھیر لے اس جشن اور خوشی سے منھ
زلیخا بود مرغ محنت آہنگے
زلیخا تھی ایک چڑیا محنت آواز کرنیوالی
دران روزیکہ دولت یار بودش
جن دنوں میں کہ اقبال اسکا مددگار تھا
عزیزش بود بر سر سایہ گستر
عزیز اسکے سر پر سایہ بچھانیوالا یعنی زندہ تھا
ہمہ اسباب عشرت جمع میداشت
تمام سامان عیش کے موجود رکھتی تھی
غم یوسف زجان او نمیرفت
غم یوسف کا اسکی جان سے نہ جاتا تھا
دران وقتیکہ رفت از سر عزیزش
جب کہ گیا عزیز اسکے سر سے یعنی مرگیا
خیال روی یوسف یار او بود
یوسف کے چہرے کا خیال اسکا مددگار رہا
بیادش روے در ویرانہ کرد
اس کی یاد میں منھ طرف ایک جنگل کے کیا
نمی خورد از فراق او نمی خفت
نہ کھاتی تھی اسکی جدائی سے نہ سوتی تھی
خوشا کز بخت برخوردار بودم
اچھے تھے وہ دن کہ نصیبہ سے برخوردار تھی میں
ولے بے یاد از حرمان دیدار
لیکن بیخبر دیدار کی بدنصیبی سے

دہد رو عیشہاے جاودانہ
ظاہر ہوں عیش ہمیشہ کے
نخواہد کم غم خود یکسر موے
نچاہے کمی اپنے غم کی ایک بال برابر
جہان چون خانہ مرغان برو تنگ
جہان مثل پنجرے کے اس پر تنگ تھا
حریم خانہ چون گلزار بودش
محل اندر کا اس کا مثل باغ کے تھا
نہالے بود رعنا سایہ پرور
ایک پودا خوبصورت سائے میں پالا ہوا درخت تھی
رخ افروختہ چون شمع میداشت
چہرہ مثل شمع کے روشن رکھتی تھی
حدیثش از زبان او نمیرفت
ذکر یوسف کا زبان سے اسکی نہ جاتا تھا
نماند اسباب دولت ہیچ چیزش
اسباب دولت کا کچھ اسکے پاس نہ رہا
انیس خاطر افگار او بود
غمخوار اور انیس اسکے زخمی دل کا رہا
وطن در کنج محنت خانہ کرد
قیام ایک ویرانے کے گوشے میں کیا
ز دیدہ خون ہمی بارید و میگفت
آنکھوں سے خون برساتی تھی اور کہتی تھی
درون یک سرا با یار بودم
اندر ایک گھر کے پاس یار کے تھی میں
جمالش دیدمی ہر روز صد بار
جمال اسکا دن بھر میں سو مرتبہ دیکھتی تھی میں

ازان دولت چو بختم ساخت محروم
اُس دولت سے جب نصیبے نے مجکو بے نصیب کردیا
بزندان گردش محروم و مظلوم
قید خانے مین اُسکو گیا مین نے بے نصیب و مظلوم

بشب پنہان بزندان بُردمی راہ
رات کو چھپا کر قید خانے مین جاتی تھی مین
تماشا کردمے آن روی چون ماہ
وہ چاند سا منھ دیکھا کرتی تھی مین

بروزم زنگ غم از دل زدودے
میرے دل سے غم کا زنگ چھیلتے یعنی دور کردیتے تھے
در و دیوار آن منزل کہ بودے
اُس مکان یعنی قید خانے مین جو دیوار اور دروازے کہ تھے

منم امروز از انہا دور ماندہ
آج کے دن مین ان سب سے دور یعنی جدا ہون مین
بدل رنجیدہ بہ تن مہجور ماندہ
دل سے رنجیدہ اور بدن سے جدا پڑی ہوئی

ندارم زو بجز در دل خیالے
نہین رکھتی ہون سوا اُسکے خیال کے کچھ دل مین
وزو خالے نیم در ہیچ حالے
اور اس سے کسی حال مین خالی نہین ہون

خیالش گر نبودے چون زندہ ماندم
اگر اُسکا خیال جاتا، ہے کیونکر زندہ رہون مین
کہ در قالب خیال اوست باہم
جب خیال اُسکا قالب کے ساتھ ساتھ ہے

ہمیگفت این حدیث و آہ میزد
یہ کہتی تھی اور دھاڑین مارتی تھی
ز آہ آتش بہ مہر و ماہ میزد
آہ سے آفتاب اور ماہتاب مین آگ لگاتی تھی

ز تف آہ دائم دود آہش
گرمی آہ سے ہمیشہ دھوان اُسکی آہ کا
بہ فرق سر شدے چتر سیاہش
سر پر مثل چھتری سیاہ کے رہتا تھا

ز خورشید حوادث بُد پناہے
حادثون کی دھوپ سے کسی وقت
نبودی غیر آن چترش پناہے
سوا اُس چھتری کے کوئی پناہ نہ تھی

نبود آن چترش بالا سر بود
اُسکی چھتری نہ تھی جو اُسکے سر پر تھی
فلک را از خدنگ او سپر بود
اُسکے تیر آہ سے آسمان کے لیے ڈھال تھی

خدنگش را اگر آن مانع نہ گشتے
اُسکے تیر کو اگر وہ نہ روکتا
ز صندوق فلک بیرون گذشتے
آسمان کے صندوق سے باہر نکل جاتا

ز مژگان دمبدم خوناب میریخت
پلکون سے ہر وقت خون کا پانی گراتی تھی
مگر خوناب خون ناب میریخت
خون کا پانی نہ کہ خالص خون گراتی تھی

چو بود از تاب دل سوزان تب او
دل سوزان سے جو اُسکو حرارت تھی
مژہ می ریخت آبی بر لب او
پلکین اُسکے لب پر پانی گراتی تھین یعنی روتی تھی

نمی شست از رخ آن خونابه گوئے
خالص خون سے وہ منھ نہیں دھوتی تھی کیے تو
از آن خونابه بودش سرخروئے
اُس خون کے پانی سے اُسکو سرخروئی تھی

چو زان خونابه رخ را غازه کردی
جو اُس خالص خون سے روغن لگاتی وہ
بدل عقد محبت تازه کردی
دل مین گرہ محبت کی نئی لگاتی تھی

بروے کار نا پرور دے دم نقد
نہ لاتی کام کے منھ پر فی الفور
بجز خون جگر کابین آن عقد
سوا خون جگر کے اُس عقد کا مہر

گہے کندی بناخن روی گلگون
کبھی ناخن سے پھول سے رخسارے کو نوچتی
چو چشم خود گشادی چشمهٔ خون
اپنی آنکھ کی طرح جاری کر دیتی چشمہ خون کا

ز سرخی ہر رگے بودہ دوائے
ہر ایک سرخی رگ کی ایک دوات تھی
نوشتے از غمش خط نجاتے
لکھتی تھی اُسکے غم سے نجات کا ایک خط

گہے سینہ گہے دل می خراشید
کبھی سینہ اور کبھی دل چھیلتی تھی
ز جان جز نقش جانان می تراشید
جان سے سوا نقش معشوق کا اور سب چھیلتی یعنی صاف کرتی تھی

ہمیزد بر سر زانو کف دست
زانو پر اپنے ہاتھ دے دے مارتی تھی
سمن را رنگ نیلوفر ہمی بست
چنبیلی یعنی گورے زانو کو نیلوفری یعنی نیلا کرتی تھی

بمہر دوست یعنی درخورم من
دوست کی محبت مین یعنی لائق ہے مجھکو
گر او خورشید شد نیلوفرم من
اگر وہ آفتاب ہوا نیلوفر ہو جاؤن مین

چو باشد آفتاب خاوری یار
جب پورب کا آفتاب میرا یار ہووے
مرا نبود بجز نیلوفرے کار
مجکو سوا اُسکے نیلوفر بننے کے کچھ کام نہ ہووے

بدل ہمچون صنوبر کوفتی مشت
دل پر صنوبر کی طرح گھونسے مارتی تھی
نشان نیشکر خائیدی انگشت
گنے کی طرح انگلیاں منھ سے کاٹتی تھی

کفش کز ہر نگاری داشتے عار
ہتھیلی اُسکی کہ ہر ایک نقش سے شرم رکھتی تھی
نگارین گشتے از انگشت افگار
منقش ہو جاتی انگلیون کے زخم سے

ز انگشتان خونین خامہ کردے
سرخ یعنی خون بھری انگلیون کا قلم بناتی
ز کافوری کف خود نامہ کردے
گوری ہتھیلی اپنی سے خط یعنی کاغذ بناتی

درون نامہ حرف غم نوشتے
خط کے اندر غم کے احوال لکھتی
بیرون زین حرف چیزے کم نوشتے
ان باتون سے زیادہ اور کچھ کم لکھتی

ولی زان نامه هرگز داستانش
لیکن اُس خط سے کبھی اُسکی داستان
فراوان سالها کار وی این بود
بہت برس کام اُسکا یہی رہا
جوانی تیره گشت از چرخ پیریش
جوانی برباد ہوئی آسمان بڑھے سے اُسکی
برآمد صبح وشب هنگامه بر چید
نکلی صبح اور رات نے ہنگامہ چنا
گریزان گشت زاغ از تیر تقدیر
بھاگ گیا کوا تقدیر کے تیر سے یعنی بال سپید ہوے
نباشد یاد پیری را درین باغ
نہووے یاد کسی بڑھے کو اس باغ مین
سیاهی را سرشک از نرگسش شست
سیاہی یعنی بینائی کو آنسو نے اُسکی آنکھ سے دھو یا
بشادی زیر این طاق کج آئین
خوشی سے نیچے اس ٹیڑھے محل یعنی آسمان کے
چو ماتم دار گشت از ناامیدی
جب ماتم دار ہوئی ناامیدی سے
ز هندستان مگر بودش نمونه
ہندوستان سے شاید وہ نمونا تھا
بروی تازه چون گل چینش افتاد
اُسکے تازہ پھول یعنی رخسارے پر جھریان پڑھی
زناز آن چین که افکندی در ابرو
جو شکن کہ ناز سے بھون پر ڈالتی تھی
ندارد کس درین دیر کهن یاد
نہیں رکھتا ہے کوئی اُس دنیا مین یاد

نخواندی دلبر نوشته خوانش
نہ پڑھتا تھا معشوق بے لکھا پڑھنے والا اُسکا
ز هجران رنج وتیمار وی این بود
جدائی سے رنج اور غمخواری اُسکی یہی تھی
برنگ شیر شد موی چو قیرش
مانند دودھ کے ہوگئے بال کلونجی کے سے اُسکے
ز مشکستان او کافور بارید
مشک کی جگہ اُسکی مین سے کافور برسایا
بجای زاغ شد بوم آشیان گیر
کوے کی جگہ ہوا اُلو مکان پکڑنے والا
کز ینسان بوم گیرد خانهٔ زاغ
کہ اسطرح کا کوے کا گھر لیوے
ز نرگس زار چشمش یاسمین رست
باغ نرگس آنکھ اُسکے مین چنبیلی پیدا ہوئی
سپید پوشید چشم جهان بین
سپید پوش ہوئی اُسکی جہان دیکھنے والی آنکھ
چرا رفت از سیاهی در سپیدی
کیون گئی سیاہی سے سپیدی مین
که باشد کار هندو بازگونه
کہ ہوتا ہے کام ہندو کا اُلٹا
شکن در صفحهٔ نسرینش افتاد
جھریان ضعیفی سے اُسکے بدن مین پڑین
فتاد از علت پیریش بر رو
پڑی بڑھاپے کے سبب سے اُسکے چہرے پر
گره بر آب چین بی جنبش باد
گرہ پانی کی شکن پڑتا ہے بغیر ہلانے ہوا کے

ولے گر یا فتی بودی ورنہ بودے
لیکن اگر ہوا ہوتی پاتا ہوتی

سہی سروش ز بار عشق خم شد
سیدھا قد اُسکا عشق کے بوجھ سے جھک گیا

ز سر تا پائے بود از بخت وارون
سر سے پانوں تک یعنی بالکل الٹے نصیبے سے

درین غمدیدہ خاک از خون مردم
اس بھیگی مٹی یعنی دنیا مین آدمی کے خون سے

بہ پشت خم ازان بودی سر سپش
بڑھاپے مین اس سبب سے اُسکا سر جھکا رہتا تھا

بسر بردے دران ویران مہ و سال
بسر کرتی تھی اُس ویرانے مین مہینے اور برس

تہے از حلہای اطلس و دوش
اطلس کے کپڑون سے اُسکا بدن خالی تھا

معطل گردن از طوق مرصع
بیکار یعنی خالی گردن اُسکی جڑاؤ طوق سے

بزیر پہلو از خاکش نہالین
اُسکے پہلو کے نیچے خاک سے بچھونا تھا

ہمہ یوسفش از خاک بستر
اُسکا خاک کا بچھونا حضرت یوسف کی محبت مین

بیاد او بزیر روے خشتش
اُسکی یاد مین اُسکے رخسارے کے نیچے کی اینٹ

درین محنت کزان یکشمہ گفتم
اس تکلیف مین جس سے کچھ تھوڑا بیان کیا مین نے

نرفتے غیر یوسف بر زبانش
سوا یوسف کے اور ذکر اُسکی زبان پر نہ جاتا

رخ چون آب او پر چین نمودے
منہ اُسکا مثل پانی کے جھریان پڑا ہوا معلوم ہوتا

سرش چون حلقہ ہم از قدم شد
سر اُسکا مثل حلقہ برابر قدم کے ہو گیا یعنی جھک گیا

ز بزم وصل ہمچون حلقہ بیرون
ملاقات کی مجلس سے مانند حلقہ کے باہر

چو شد سرمایہ بینایش گم
جو اُسکی بینائی کی پونجی کھو گئی یعنی حضرت یوسف سے دوری ہوگئی

کہ جستی گمشدہ سرمایہ خویش
کہ ڈھونڈھتی اپنی کھوئی پونجی

سرش ز افسر تہی پایش ز خلخال
سر اُسکا تاج سے خالی اور پانوں اُسکا پازیب سے

سبک از دانہای گوہرش گوش
ہلکا یعنی خالی موتی کے دانون سے کان اُسکا

معرا عارض از زربفت مقنع
ننگا چہرہ اُسکا زربفت کی اوڑھنی سے

غدار نازکش را خشت بالین
اُسکے نازک رخسارے کا تکیہ اینٹ تھی

بہ از مہد حریر حور رستہ
بستر حریر کے بچھونے حور کے بچھانے کے لائق سے

مربع بالشے بود از بہشتش
ایک چوکور تکیہ بہشت کا اُسکے لیے تھی

تنش رخش گوہر صد نکتہ سفتم
اُسکے بیان مین ہوتی سو باریکی کے پردے مین نے

نبودے غیر او آرام جانش
سوا اُسکے آرام نہ اسکی جان کو نہ تھا

دران وقتیکه گنج سیم و زر داشت
جس وقت مین که خزانه چاندی اور سونیکا رکھتی تھی

زهر کس قصهٔ یوسف شنیدی
جس شخص سے حال یوسف کا سنتی

دهانش را چو دُرجی از گهر چید
اُسکے منھ کے ڈبے کو جو موتیون کا بھرا تھا

بدین بخشش که بودی کار پیوست
اس بخشش سے کہ ہمیشہ کام رہتا تھا

به پشمین جامه مسکین گشت خرسند
غریب زلیخا اونی کپڑون یعنی کمل سے خوش ہو گئی

خبر گویان ز یوسف لب ببستند
یوسف کے حالات سنانے والے چپ ہو گئے

گذشت آن کز لب صاحب نیوش
وہ حال گذر گیا کہ ہر صاحب عقل کے ہونٹھ سے

بر آن شد تا زبی قوتی رهد باز
اُسپر مستعد ہوئی کہ نہ کھانا ملنے سے چھوٹے

که افتد چون گذرگاهی بر آهش
کہ جب کبھی اُس راہ مین اتفاقیہ اُسکا گذر ہو

زهی بیچاره آن از پا فتاده
کیا خوب وہ بیچارہ پاؤن سے گر پڑا ہوا

ز خوان وصل جانان باز مانده
خوان ملاقات معشوق سے دور رہا ہوا

بنا شد قوتی از بوی یارش
نہوگی قوت خوشبو یار سے

گهی با باد از وی راز گوید
کبھی ہوا سے اُسکا بھید بیان کرے

هزاران حقّه پر دُرّ گهر داشت
ہزارون موتی بھرے ہوئے ڈبے رکھتی تھی

بپایش گنج سیم و زر کشیدی
اُسکے پاؤن پر خزانہ چاندی اور سونیکا ڈالدیتی

لبالب ساختی از گوهر و دُر
بھر دیتی لعل اور موتی سے

شد از سیم و زر و گوهر تهیدست
چاندی اور سونے اور موتیون سے خالی ہو گئی

بران از لیف خرما شد کمربند
اُسپر کھجور کے درخت کی چھال کا کمربند باندھا

پس زانوی خاموشی نشستند
خاموشی کے زانو کے پیچھے بیٹھے یعنی کچھ نہ ملنے کی حال چھوڑ دیا

ز یوسف یافتی قوت از ره گوش
ذکر یوسف کی پاتی غذا کان کی راہ سے یعنی سنتی

کند بر راه یوسف خانه ساز
کرے حضرت یوسف کی راہ ایک مکان تعمیر

پذیرد قوت ز آواز سپاهش
قبول کرے غذا اُسکی سپاہ کی آواز سے

زمام اختیار از دست داده
باگ اختیار کی ہاتھ سے دیے ہوئے

نوای عیش او ناساز مانده
سامان عیش کا اُسکے موافق نہ رہا ہوا

نیابد قوت از پیک دیارش
نہ پاوے غذا اوسکے ملک کے قاصد سے

گه از مرغی نشانش باز جوید
کبھی کسی چڑیا سے اُس کا پتہ پوچھے

چو بیند رہروے بر رہگذارے
جب دیکھے کسی مسافر کو راستے پر

بر رویش از رہ غربت غبارے
اوسکے منھ پر مسافرت کی راہ سے ایک غبار

ببوسد پاے اوکز شہر یار یست
چومتی ہے پانٔون اوسکا کہ اوس یار کے شہر سے

شوید گرد او کوزان دیار یست
دھوتی ہے گرد اسکی کہ وہ اوس ملک سے ہے

دگر سلطانش از راہی سوارہ
اور جو کوئی بادشاہ اوس راہ سے سوار

بر آید نبودش تاب نظارہ
نکلے نہو اوسکو طاقت دیکھنے کی

شود خرم بخاک گرد راہش
خوش ہو خاک گرد راہ اوس کی سے

نشیند خوش بآواز سپاہش
بیٹھے خوش سپاہ کی آواز پر

آمدن زلیخا براہ یوسف و از نی خانہ ساختن کہ تا از آواز گذشتن او و سپاہ او خرسندے یابد

آنا زلیخا کا حضرت یوسف کی راہ مین اور نرکل کا گھر بنانا کہ آواز گذرنے حضرت یوسف اور ان کی سپاہ سے خوش ہووے

زلیخا را ز تنہائی چو جان کاست
زلیخا جب تنہائی مین جانسے تنگ ہوئی

براہ یوسف از نی خانہ ساخت
یوسف کی راہ مین اوسنے ایک نرکل کا گھر بنایا

بدو کردند نے بستے حوالہ
اوسکے حوالے ایک نرکل کا مکان کیا

چو موسیقار پر فریاد و نالہ
مثل موسیقار کے فریاد اور نالے سے بھرا ہوا

چو کردی از جدائی نالہ آغاز
جب جدائی سے نالہ شروع کرتی

جدا بر خاستی در ہر نی آواز
ہر نے سے علیحدہ ایک آواز نکلتی

چو از ہجر آتش اندر وی گرفتے
جب جدائی سے اوس مین آگ لگتی

ز آتش شعلہ در ہر نے گرفتے
آگ سے شعلہ ہر نے مین پیدا ہوتا

دران نی بست بود افتادہ خستہ
اوس نرکل کے مکان مین زخمی پڑی تھی

چو صیدی تیرہا گردش نشستہ
مثل ایک شکار کے گرد اوسکے تیر چبھے ہوے

ولی از ذوق عشقش چون اثر بود
لیکن عشق کے مزے سے جو اوسمین اثر تھا

بر و ہر تیر گوئی نیشکر بود
ہر تیر اوسپر گویا نیشکر تھا

در آخور داشت یوسف دیو زادی

چراگاہ مین یوسف ایک دیوزاد یعنی گھوڑا رکھتا تھا

نگاورا بلقی چون چرخ فیروز

ایک گھوڑا ابلق مانند آسمان فیروزہ رنگ کے

ز نور و ظلمت اندر روی نشانه

سیاہی اور سفیدی سے اُسمین ایک نشان

گره بر خوشهٔ چرخ از دم او

گرہ آسمانکی بال یعنی برج سنبلہ مین اُسکی دم سے

بهر سمش هلالی بسته از زر

اُسکے ہر سُم مین ایک چاند یعنی سونے کی نعل بندھی

بزخم سم چو سنگ خاره خسته

سُم کے زخم سے جو سخت پتھر کو زخمی کرتا

اگر نعلش پریدی در تگ و دو

اگر نعل اُسکی دوڑنے مین اوکھڑ جاتی وہ بھی

گذشتی در شکار از سنان نخچیر

گذرتا تھا شکار کرنے کی جگہہ مین

گرش میدان شدی از غرب تا شرق

جو اُسکا میدان ہوتا پچھم سے پورب تک

اگر گردش نه بازویش کشیدی

اگر گرد اُسکے بازو پر نہ لگتی

براه ار چه شدی پر قطره از خوی

راہ مین ہر چند پسینے کے قطرون سے بھر جاتا

بجوش رفتن و ران خوی بوش مثل سیل

اُسکے پسینے کی خواہش جو اچھا چلنے کی ہوتی

چو گنجی بود از گوهر روانه

مثل ایک خزانے کے موتیون سے جاری

سپهر اندازهٔ دگر دون نهادی

آسمان جسم اور ایک آسمان ذات

ز شب بسته هزاران وصله بر روز

رات سے ہزارون پیوندون مین لگائے

برابر چون شب و روز زمانه

برابر مانند رات اور دن زمانے کے

شکن در کاسهٔ بدر از سم او

شکن چاند کے پیالے مین اُسکے سُم کے سے

بر سم اختر رخشان مسمّر

مانند روشن ستارہ کے کیلین جڑی ہوئین

ز هر ماه نوش سیاره جسته

ہر نئے چاند اُسکے سے ستارے یعنی چنگاریان نکلتین

بچرخ اندر رستی چون مه نو

آسمان پر یعنی مثل بننے چاند کے

بر ان از پهلو نخچیر چون تیر

اوڑتا ہوا شکار کے پہلو سے مثل تیر کے

بیک جستن پریدی گرم چون برق

ایک جست مین اوڑتا تیز مثل بجلی کے

بگردش باد صرصر کی رسیدی

اُسکے گرد تیز ہوا کب پہونچ سکتی

ندیدی هیچکس یک قطره از وی

نہ دیکھتا کوئی شخص ایک بوند اُس سے

چو آن گرد آمده از قطره ها سیل

مثل سیلاب کے وہ قطرے جمع ہو جاتے

برے ز اسپ مار تازیانه

بے پروا اپنا گھوڑے کے سائے سے

برآخور گر شدی رام و فروتن
چراگاہ پر جب مطیع اور عاجز ہو جاتا چارہ لانے سوچتا
بدادیش ار در آوردی بآن سر
دیتا اسکو اگر اُس کی طرف توجہ کرتا
مہیا ساختے در ہر شبانگاہ
موجود کرتا ہر رات کے وقت
ز شعر خشمہ دار شب مہ و سال
کپڑے ریشمی سوار خدا رات مہینا و برس سے
ز سدرہ سبحہ خوان مرغان گزیدی
سدرہ سے تسبیح خوان چڑیون کو چنتا
دو پیکر بود از زینش مثالے
دو پیکر تھا اس کے زین سے ایک مثال
چو یوسف در رکابش پای کردی
جب یوسف اسکی رکاب مین پانون ڈالتا
کشیدی زیر ران آن صہیلے
کھینچتا یعنی بلند کرتا تھا آواز یعنی وہ گھوڑا ران کے نیچے
بہر جا ہر کہ بشنیدے صہیلش
جس جگہ جو شخص کہ سنتا تھا آواز اس کی
شتابان سوی آن شاہ آمدندے
دوڑتے طرف بادشاہ کے وہ آتے
زلیخا نیز چون آنرا شنیدے
زلیخا بھی جب اُس کو سنتی
بحسرت بر سر راہش نشستے
افسوس سے اُس سرراہ مین بیٹھتی
چو بی یوسف رسیدی خیلے از راہ
جب بغیر یوسف کے کوئی گروہ راہ مین پہونچتا

گرفتے خدمتش گردون بگردن
لیتا اسکی خدمت آسمان گردن پر
فسطل ماہ آب از چشمہ خور
چاند کے تاس مین چشمہ آفتاب سے پانی
جوش از سنبلہ وز کہکشان کاہ
دانہ اُسکے لیے سنبلہ سے اور گھاس کہکشان سے
پے جو کردنش آمادہ غربال
دانے نکلنے دانہ چالنے اُسکے تیار چھلنی
کہ تا سنگ از جوش چون دانہ چیدی
تا کہ کنکر اسکے دانے سے دانہ کی طرح چنتا
رکاب از ہر طرف تابان ہلالے
رکاب ہر طرف سے ایک روشن چاند
چو ماہ اندر دو پیکر جای کردی
مانند چاند کے دو پیکر مین جگہ کرتا
کہ رفتے ہر طرف ضعاف میلے
کہ جاتی تھی ہر طرف دو دو میل
نبودی حاجت از کوس رحیلش
نہ ہوتی اسکو ضرورت کوچ کے نقارے کی
چو سیارہ پے ماہ آمدندے
مانند ستارون کے گرد چاند کے آتے
از آن بی نسبت خود سر دویدے
وہ اپنے مکان سے یا سر دوڑ کے سیتی آجاتی
خروشان بر گذرگاہش نشستے
شور کرتی اُس کے راستے مین بیٹھتی
بہ طرزش کودکان کردندی آگاہ
ٹھینے سے لڑکے زلیخا کو خبردار کردیتے

که انیک در رسید از راه یوسف
کہ ابھی پہونچے راہ سے یعنی آگئے یوسف
زلیخا گفتے از یوسف درانیان
زلیخا کہتی یوسف سے ان میں
بدل زین طرز پسندید داغم
اس طعنے سے میرے دل پیر داغ مت پسند کرو تم
بهر منزل که آن دلدار گردد
جس مقام پر کہ اس معشوق کا گذر ہوجاے
بهر محفل که آن جانان نشیند
جس محفل میں کہ وہ معشوق بیٹھے
چو یوسف در رسیدے با گروہے
جب یوسف پہونچتے ایسے گروہ کے ساتھ
بگفتندی که از یوسف خبر نیست
کہدیتے کہ یوسف سے ہم کو خبر نہیں ہے
بگفتے در فریب من بکوشید
کہتی کہ میرے فریب دینے کی کوشش نہ کرو تم
نہ کش شاہ ملک جان توان داشت
وہ معشوق کہ اسکو ملک جان کا بادشاہ رکھنا چاہیے
نسیمش باغ جان را تازہ سازد
اسکی ٹھنڈی ہوا جان کے باغ کو تازہ کرتی ہے
چو جان را تازگے ہمراہ گردد
جب جان کو تازگی کی ہمراہی ہووے
چو کردی گوش آن حیران مہجور
جب سنتی وہ حیران اور مجبور یعنی زلیخا
زدی افغان که من عمریست دورم
چلاتی کہ میں ایک عمر ہوگئی ہے کہ دور ہوں

بروی رشک مہر و ماہ یوسف
منھ رشک دینے والے سورج اور چاند سے یوسف
نمی یابم نشان اے نازنینان
ای نازنینوں میں کوئی نشان نہیں باقی ہوں میں
که نایدبوے یوسف در دماغم
کہ نہیں آتی ہے یوسف کی بو میرے دماغ میں
زمین پر نافہ تاتار گردد
زمین بھری ہوئی نافہ تاتار کی ہو
نسیمش در مشام جان نشیند
ہوا اچھی اسکے دماغ جان میں بیٹھے
کز ایشان در دل افتادی شکوہے
کہ ان سے دل میں پڑتا ایک دبدبہ
درین قوم از قدوم او اثر نیست
اس گروہ میں ان کے آنے سے نشان نہیں ہے
قدوم دوست را از من مپوشید
دوست کے آنے کو مجھ سے مت چھپاؤ تم
قدومش را کجا پنہان توان داشت
اسکی آمد کو پوشیدہ رکھنا کہاں ممکن ہو
نہ تنہا جان جہان را تازہ سازد
نہیں فقط جان کو جہان کو تازہ کرتی رہے
از ان جان تازہ کن آگاہ گردد
اس جان کے تازہ کرنیوالے سے خبردار ہووے
ز جاؤ شان صدا ے دور شو دور
نقیبوں سے آواز دور ہو دور ہو کی
بصد محنت درین دورے صبورم
صد رنج میں اس دوری سے صابر ہوں میں

نباشد بلبش از نیم تاب دوری
زیادہ اس سے مجکو طاقت دوری کی نہیں ہے

بخویم دوری الا از ضروری
دوری نہیں ڈھونڈھتی ہوں لیکن ضرورت سے

زجانان تا بکی مهجور باشم
معشوق سے کب تک دور رہوں میں

همان بهتر که از خود دور باشم
وہی بہتر کہ آپ سے دور رہوں یعنی مرجاؤں میں

بگفتے این وبیهوش اوفتادی
یہ کہتی اور بیہوش ہو کر گر پڑتی

زخود گرده فراموش اوفتادی
آپ کو بھول کر یعنی بیہوش ہو کر گر پڑتی

زجام بیخودی از دست رفتی
بیہوشی کے پیالے سے ہاتھ سے نکل جاتی تھی

چنان بیخود بان نی لبست رفتی
ایسی بیہوش اس نرکل کے مکان میں جاتی تھی

دران نیها چو دم از جان ناشاد
ان نرکلوں میں جو دم ناشاد جان سے

دمیدی خاستی افغان و فریاد
پھونکتی اٹھتی تھی فریاد اور شور کی آواز

بدین دستور بودی روزگاری
اسی طرح ایک زمانہ یعنی بہت دن گذرے

نبودے غیر ازینش کار وباری
نہ تھا سوائے اسکے اور کوئی کاروبار

گرفتن زلیخا یوسف را والتفات
پکڑنا زلیخا کا حضرت یوسف کو اور مہربانی

یافتن آن وایمان آوردن زلیخا
پانا اسکی اور ایمان لانا زلیخا کا

ندارد عاشق بیدل قناعت
قناعت یعنی صبر نہیں رکھتا ہے عاشق بیدل

فزاید حرص وی ساعت بساعت
بڑھتی ہے اسکی حرص گھڑی گھڑی یعنی ہردم

دو دم نبود بیک مطلوبش آرام
دو لحظہ ایک مطلب پر اسکو قرار نہیں ہوتا ہے

بهر دم در طلب برتر نهد گام
ہر دم طلب میں آگے قدم بڑھاتا ہے

چو یابد بوی گل خواهد که بیند
جب پاتا ہے پھول کی بو چاہتا ہو کہ دیکھے

چو بیند روی گل خواهد که چیند
جب دیکھتا ہے منہ پھول کا چاہتا ہے کہ توڑے

زلیخا کرد بعد از ره نشستن
زلیخا نے کی بعد راہ میں بیٹھنے کے

هوای دولت دیدار دیدن
خواہش دولت دیدار کے دیکھنے کی

نذر ایک حصہ
طاقت اور توانائی
کہتے ہیں ۱۲ منتخب
از خود دور شدن
مراد ہی سے
مرجانا ہے ۱۲
... کے معنی دریائی
... سرکنڈا
پھونکنا مطلب ...
اسکی ... یعنی زلیخا
سے ہاں ... غلغلہ

... التفات ...
... ایمان لانا ...
[illegible]
قناعت
[illegible]
دیدن
[illegible]

شبی سر پیش آن بت بر زمین سود
ایک رات سر آگے اُس بت کے زمین پر رکھا
که عمری در پرستش کارش این بود
ایک عمر جسکی عبادت مین اسکا یہی کام رہا

بگفت ای قبلهٔ جانم جمالت
کہا اے قبلہ جان میری کا جمال تیرا
سر من در عبادت پایمالت
سر میرا تیری عبادت مین پامال

ترا عمریست کز جان می پرستم
تجکو پوجتے ہوئے ایک عمر مجکو گزر گئی
برون شد گوهر بینش ز دستم
نکلگیا بینائی کا موتی میرے ہاتھ سے یعنی ضعف البصر ہوگیا

بچشم خود ببین رسوائیم را
اپنی آنکھ سے میری بدنامی کو دیکھ
بچشم باز ده بینائیم را
میری آنکھون مین پھیر بینائی دے

ز یوسف چند باشم مانده مهجور
یوسف سے کب تک جدا پڑی رہون مین
بده چشمی که رویش بینم از دور
وہ آنکھ دے کہ منھ اسکا دور سے دیکھ لون مین

مرا در هیچ وقتی و مقامی
میرا کسی وقت اور کسی مقام مین
بجز دیدار یوسف نیست کامی
سوا خواہش دیدار یوسف کچھ کوئی مقصد نہین ہر

بده کام مرا چون می توانی
میرے مقصد کو دے اگر سکتا ہے تو
چو دادی کام من دیگر تو دانی
جب دیا مقصد میرا تونے اور تو جانتا ہر تو

بدین جان سختیم مپسند چندین
اسقدر سختی میری جان پر مت پسند کر
بدین بدبختیم مپسند چندین
اسقدر بدنصیبی مین مجکو مت پسند کر

چه عمرست این که نابودن ازین به
کیا زندگی ہے کہ جس سے مرجانا بہتر
ره نابود بنمودن ازین به
راہ نیستی کی نا بنا اس سے بہتر

همی گفت این و بر سر خاک می کرد
یہ کہتی تھی اور سر پر خاک ڈالتی تھی
ز گریه خاک را نمناک می کرد
زمین کو اپنے رونے سے تر کرتی تھی

چو شاه خور بتخت خاور آمد
جب بادشاہ آفتاب کا تخت پورب پر بیٹھا
صهیل ابلق یوسف بر آمد
آواز گھوڑے یوسف کی نکلی

برون آمد زلیخا چون گدائی
باہر نکلی زلیخا مثل ایک فقیر کے
گذشت از راه یوسف تنگنائی
لی یوسف کے رستے سے ایک پتلی گلی

برسم دادخواهان داد برداشت
بطور فریادیون کے فریاد اٹھائی
ز دل ناله ز جان فریاد برداشت
دل سے نالہ جان سے فریاد اٹھائی

زبس بر آسمان میشد زہر سوے
ازبسکہ آسمان پر جاتی تھی ہر طرف سے
زبس بر آسمان میشد زہر سوے
ازبسکہ کانون مین ہر طرف سے پڑتی تھی
کس از غوغا بحال او نیفتاد
کوئی غل سے اسکے حال پر متوجہ نہ ہوا
ز نومیدی دلش صد پارہ گشتہ
دل اسکا ناامیدی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
ز درد دل فغان میکرد و میرفت
دل کے درد سے فریاد کرتی تھی اور جاتی تھی
بحجنت خانۂ خود چون پے آورد
اپنے محنت خانے مین جب قدم رکھا
بہ پیش آورد آن سنگین صنم را
آگے رکھا اُس پتھر کے بت کو
کہ ای سنگ سبوی عز و جاہم
کہ اے پتھر صراحی عزت اور مرتبہ میرے کے
شد از تو راہ بختم تنگ بر دل
تیرے سبب سے میرے نصیبے کے دل کی راہ تنگ
بہ پیش روی تو چون سجدہ بردم
تیرے چہرے کے آگے جو سجدہ کیا مین نے
بگریہ ہر کہ از کامی تو جستم
روکے تجھ سے مین جو مقصد کہ تجھسے طلب کیا مین نے
تو سنگے خواہم از ننگ تو رستن
تو پتھر ہے چاہتی ہون مین تیری شرم سے چھوٹنا
بگفت این پس زخم سنگ خارہ
یہ کہا پھر سنگ خارا کی چوٹ سے

نفیر چاوشان طرقوا گوے
فریاد نقیبون دورباش کہنے والے کی
صہیل مرکبان بادپیماے
آواز گھوڑون تیز سر چلنے والے کی
بحالے شد کہ از اکس ببیناد
اُس حال مین ہوئی کہ اسکو کوئی نہ دیکھے
ز کوے خرمی آوارہ گشتہ
خوشی کی گلی سے پریشان ہوگیا
ز آہ آتش فشان میکرد و میرفت
آہ سے آگ جھاڑتی تھی اور جاتی تھی
دو صد شعلہ بیک مشت نی آورد
دو سو شعلے ایک مٹھی نرکل مین لائی
زبان بکشاد تسکین الم را
زبان کھولی رنج کی تسکین کے لیے
بہر راہے کہ باشد سنگ راہم
جس راہ مین کہ چلتی ہون تو پتھر راہ کا ہو یعنی روکتا ہے
سز دگر از تو کوبم سنگ بر دل
روا ہے جو تیرے سبب سے دل پر پتھر دے ماروں مین
بسر راہ وبال خود سپردم
سر کے بھل اپنے وبال کی راہ چلی مین
ز کام ہر دو عالم دست شستم
دونون جہان کے مقصد سے ہاتھ دھوئے مین نے
بسنگے گوہر قدرت شکستن
ایک پتھر سے موتی تیرے مرتبے کا توڑنا
خلیل آسا شکستہ پارہ پارہ
مانند ابراہیم کے ٹکڑے ٹکڑے توڑ ڈالا

چو بشکست بتش بچالاکی و چستی
جب توڑا اُسکو چالاکی اور جلدی سے
بکارش زان شکست آمد درستی
اُسکے کام مین اُس شکست سے درستی آئی

ز شغل بت شکستن چون بپرداخت
بت توڑنے کے شغل سے جب فارغ ہوئی
بآب چشم و خون دل وضو ساخت
آنکھ کے پانی اور دل کے خون سے وضو کیا

تضرع کرد و رو بر خاک مالید
روئی اور چہرہ زمین پر گھسا
بدرگاه خدای پاک نالید
خدای پاک کی درگاہ مین روئی

که ای عشق ترا از زیر دستان
کہ اے خدا تیرے عشق کے زیردست
بتان و بتگران و بت پرستان
بت اور اُنکے بنانیوالے اور اُنکے پوجنے والے

اگر نه عکس تو بر بت فتادے
اگر بت پر تیرا عکس نہ پڑ جاتا
به پیش بت کسی کی سر نهادے
آگے بت کے کوئی کب سر رکھتا

دل بت گر به مهر خود خراشی
دل بت بنانیوالے کا اپنی محبت مین زخمی کرتا ہو تو
وز آنش افگنی در بت تراشی
اُس سے اُسکو بت بنانے مین مشغول کرتا ہے تو

کسی در پیش بت افتاده پست ست
وہ شخص آگے بت کے پست پڑا ہے
که گوید بت پرست ایزد پرست ست
کہ کہتا ہے بت پرست خدا پرست ہے

اگر تو در بت آوردم خدایا
جو تو جب بت مین لائی مین اے خدا
بآن بر خود جفا کردم خدایا
اُس سبب سے اپنے اوپر ظلم کیا مین نے اے خدا

به لطف خود جفای من بیامرز
اپنی مہربانی سے ظلم میرا بخش
خطا کردم خطای کن بیامرز
خطا کی مین نے گناہ میرے بخش

ز بس راه خطا پیمای از من
زیادہ میرے گناہ کی راہ چلنے سے
ستاندی گوهر بینای از من
لے لیا تو نے موتی بینائی کا مجھ سے

چو آن گرد خطا از من فشاندی
جب وہ گرد خطا کی مجھ سے پاک کی تو نے
بمن ده باز آنچه از من ستاندی
مجکو پھیر دے جو کچھ مجھ سے لے لیا تو نے

بود دل فارغ از داغ تاسف
دل بیفکر ہووے افسوس کے داغ سے
بچینم لاله از باغ یوسف
توڑون مین لالہ یوسف کے باغ سے

چو برگشت از ره آن مصریان شاه
جب پھرے اُس راہ سے مصر والوں کے بادشاہ یعنی یوسف
گرفت افغان کنان بازش سر راه
پکڑ لیا اُسنے روتے اور چلاتے ہوئے بیچ راہ مین

که پاکست آنکه شه را ساخت بنده

کہ پاک ہی وہ جس نے بادشاہ کو بندہ بنایا

بذل عجز کردش سر فگنده

عاجزی کی خواری سے اسکا سر جھکایا

بفرق بندهٔ مسکین و محتاج

غریب اور محتاج بندے کے سر پر

نهاد از عز و جاه خسروی تاج

رکھا بادشاہی کی عزت اور مرتبے سے تاج

چو جا کرد این سخن در گوش یوسف

جب جڑ پکڑی یہ بات یوسف کے کان مین

برفت از هیبت آن هوش یوسف

اسکے خوف سے جاتے رہے ہوش یوسف کے

بحاجب گفت این تسبیح خوان را

دربان سے کہا اس فقیر کو

که برد از جان من تاب و توان را

جو لیگئی مجھ سے جان اور قرار اور طاقت

بخلوت خانهٔ خاص من آور

میرے خلوتخانہ خاص مین لے آ

بجولانگاه اخلاص من آور

میری محبت کی خالص جگہ مین لے آ

که تا یک شمه از حالش بپرسم

کہ تھوڑا حال اسکا پوچھون مین

درین ادبار اقبالش بپرسم

اس ادبار مین اسکے اقبال کو دریافت کرون مین

کز ان تسبیح چون شور و شغب کرد

جنے اس تسبیح سے کیسا شور اور فریاد کی

عجب ماندم که تاثیری عجب کرد

متعجب ہوا مین کہ ایک عجیب تاثیر کی

گرش دردی نه دامنگیر باشد

اگر اسکو کوئی درد دامنگیر نہ ہوتا

کلامش را کی این تاثیر باشد

اس کے کلام مین کب یہ تاثیر ہوتی

دو صد جان خاک درگاه شاهی

دو سو جانین قربان اس بادشاہ جاننے والے پر

که دریابد بآهی یا نگاهی

کہ دریافت کرلے ایک آہ یا ایک نگاہ سے

فروغ صبح صادق دادخواهان

روشنی زیادیون کے صبح صادق کا

مزور قصر گم کرده راهان

مکاری اٹھائے ہوئے گمراہون کا

شود هر صبح صادق را تباشیر

ہوتا ہے ہر صبح صادق کا سپیدہ

مزور را شود پاداش تزویر

مکار کے لیے ہوتا ہے بدلا مکر

نه چون شاهان دور این زمانه

نہین مثل اس زمانے کے بادشاہون کے

که می جویند بهر زر بهانه

کہ ڈھونڈھتے ہین روپیہ کے لیے بہانہ

ز هر ظالم که یک دینار رنگ ست

جس ظالم کے کہ ایک دینار رنگ ہے

وگر زد دوست صد کس زیر سنگ ست

اور جو مارا تھا اسنے سو شخص پتھر کے نیچے ہین

زد نیارہ و زرش صد سر خرد نیست — تظلم کردن از وی ہرزہ گو نیست
دنیا اور روپیے سے اسکو سرخروئی ہے — فریاد کرنا اُس سے بیہودگی ہے

آمدن زلیخا بخانۂ یوسف و بدعاے او
آنا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے گھر مین اور اُن کی دعا سے

بینائی و جمال و جوانی یافتن
بینائی اور خوبصورتی اور جوانی کا پا جانا

از آن خوشتر چہ باشد پیش عاشق — کہ گردد یار نیک اندیش عاشق
اُس سے زیادہ کیا اچھا ہو آگے عاشق کے — کہ ہووے یار نیک اندیشہ کرنیوالا عاشق کا

بخلوتگاہ رازش بار یابد — ز بار سینہ کی آزار یابد
اُسکے بھید کی خلوت گاہ مین دخل پاوے — اُسکے بوجھ سے سینہ کب ایذا پاوے

بہ پیش او نشیند راز گوید — حکایتہاے دیرین باز گوید
آگے اُس کے بیٹھے بھید بیان کرے — پُرانی کہانیان پھر کہے

ز غوغای سپہ چون رست یوسف — بخلوتگاہ خود بنشست یوسف
فوج کے غل سے جو چھوٹا یوسف — اپنی خلوتگاہ مین بیٹھا یوسف

در آمد حاجب از درگاہ یگانہ — بخوے نیک در عالم فسانہ
آیا دربان دروازے سے کہ اے یگانہ — نیک عادت سے جہان مین مشہور

ستادہ بر در اینک آن زن پیر — کہ در رہ مرکبت را شد عنان گیر
کھڑی ہوئی دروازے پر ابھی وہ بڑھیا — جو راہ مین تیرے گھوڑے کی باگ پکڑنیوالی ہوئی

مرا گفتی کہ بادی باش ہمراہ — بہمراہی رسانش تا بدرگاہ
مجھ سے آپ نے کہا کہ اُس کے ساتھ رہ — ساتھ ساتھ اُسکو درگاہ تک پہونچا

بگفتا حاجتش او را روا کن — اگر دل ریش ہست او را دوا کن
جواب دیا اُسکی حاجت کو جاری کر — اگر دل زخمی ہے اُس کی دوا کر

بگفت و نیست زینسان کوتہ اندیش — کہ با من باز گوید حاجت خویش
کہا وہ ایسی کوتہ اندیش نہین ہے — کہ مجھ سے بیان کرے حاجت اپنی

بگفتا رخصتش ده تا در آید
کہا اسکو اجازت دے تو اندر آوے
چو رخصت یافت همچون زهره رقاص
اجازت جو پائی مثل زہرہ کے ناچتی ہوئی
چو گل خندان شد و چون غنچه بشکفت
پھول کی طرح کھلی اور کلی کیطرح چٹکی
ز بس خندیدنش یوسف عجب کرد
اسکے بہت ہنسنے سے یوسف نے تعجب کیا
بگفت آنم که چون روی تو دیدم
کہا میں وہ ہوں جبسے تیری صورت دیکھی میں نے
نثاندم گنج و گوهر در بهایت
خرچ کیے میں نے تیری قیمت میں خزانے اور موتی
جوانی در غمت برباد دادم
جوانی تیرے غم میں برباد کر دی میں نے
گرفتی شاهد دولت در آغوش
لیا تو نے دولت کے معشوق کو گود میں
چو یوسف این سخن دانست کو کیست
جب یوسف نے ان باتوں سے جانا کہ وہ کون ہے
بگفتا ای زلیخا اینچه حال ست
پوچھا اے زلیخا یہ کیا حال ہے
برفت از لذت آوازش از هوش
بیہوش ہو گئی اسکی آواز کے مزے سے
چو باز از بیخودی آمد بخود باز
جب پھر بیخودی سے ہوش میں آئی
بگفتا کو جوانی و جمالت
پوچھا کہاں ہے وہ جوانی اور جمال تیرا

حجاب از حال خود هم خود گشاید
پردہ اپنے حال سے آپ ہی کھولے
در آمد شادمان در خلوت خاص
اندر آئی خوش خلوت خاص میں
دهان پر خنده بر یوسف دعا گفت
ہنستے ہوئے منہ سے یوسف کو دعا دی
از و نام و نشان وی طلب کرد
اس سے اسکا نام اور نشان پوچھا
ترا از جمله عالم برگزیدم
تجکو تمام جہان سے پسند کیا میں نے
دل و جان وقف کردم در هوایت
دل اور جان وقف کیا میں نے تیری آرزو میں
بدین پیری که می بینی فتادم
اس بڑھاپے میں جو دیکھتا ہے تو آ پڑی میں
مرا یکبارگی کردی فراموش
مجکو ایکبارگی بھول گئے تم
ترحم کرد و بر وی زار بگریست
رحم کیا اور اس پر بہت روئے
چرا حالت بدینسان در وبال ست
کیوں حال تیرا ایسا خراب ہے
شراب بیخودی زد از دلش جوش
بیخودی کی شراب نے اسکے دل میں جوش مارا
حکایت کرد با وی یوسف آغاز
باتیں یوسف نے اس سے شروع کیں
بگفت از دست شد دور از وصالت
کہا ہاتھ سے گیا تیرے وصال کی دوری سے

بگفتا خم چرا شد سرو نازت
کہا کیون جھک گیا نازک سرو یعنی قد تیرا
بگفت از بار هجر جانگدازت
کہا تیری جان گھلا دینے والی جدائی کے بوجھ سے

بگفتا چشم تو بی نور چون ست
پوچھا آنکھین تیری اندھی کیون ہین
بگفت از بسکہ بی تو غرق خون ست
کہا کثرت سے بغیر تیرے خون مین ڈوبی مین

بگفتا آن زر و سیمی کہ بودت
پوچھا وہ چاندی اور سونا کہ تیرے پاس تھا
بفرق آن تاج و دیہیمیکہ بودت
تیرے سر پر وہ تاج اور وہ تخت کہ تھا

ق

بگفت از حسن تو هر کس سخن راند
کہا جس شخص نے تیرے حسن کی تعریف کی
ز وصفت بر سر من گوهر افشاند
تیری تعریف سے میرے سر پر موتی جھاڑے

سر و زر و در نثار پاش کردم
سر اور سونا اور موتی قربان کیا مین نے
بگوهر پاشیش پاداش کردم
موتی جھاڑنے یعنی دینے سر کا سخن تعریف کا بدلا کیا مین نے

نهادم تاج حشمت بر سر او
تاج دبدبے کا اسکے سر پر رکھ دیا مین نے
گرفتم افسر از خاک در او
بنایا مین نے اسکے در دروازے کی خاک سے تاج

نماند از سیم و زر چیزی بدستم
نہ رہا کچھ چاندی اور سونے سے میرے ہاتھ مین یعنی پاس
کنون دل گنج عشق آنم کہ هستم
اب بیدل خزانہ اسکے عشق کا ہو جسکی ہون مین

بگفتا حاجت تو چیست امروز
پوچھا آج کے دن تیری کیا خواہش ہے
ضمان حاجت تو کیست امروز
ضامن تیری خواہش کا کون ہے آج

بگفت از حاجتم آزرده جانی
کہا میری خواہش سے ملول ہوتا ہے تو
نخواهم جز تو حاجت را ضمانی
تجھ سے سوا کوئی حاجت کا ضامن نہین چاہتی ہون مین

اگر ضامن شوی آنرا بسوگند
اگر قسم سے اسکا ضامن ہووے تو
بشرح او گشایم از زبان بند
اسکے بیان مین بند زبان کو کھولون مین

وگرنه لب ز شرح او ببندم
اور اگر نہین اسکے بیان سے زبان بند رکھون مین
غم و دردی دگر بر خود پسندم
اپنے پر غم اور درد دوسرا کیون پسند کرون مین

قسم گفتا بآن کان فتوت
قسم کھائی اُس جوانمردی کی کان یعنی یوسف نے
بآن معمار ارکان نبوت
اُس پیغمبری کے ستون تیار کرنیوالے یعنی ابراہیم کی

کز آتش لاله و ریحان دمیدش
کہ جسکی آگ سے لالہ و ریحان پیدا ہوے
لباس خلعت از یزدان رسیدش
لباس مجز تکلف درگاہ خدا سے اسکے لیے پہونچا

که هر حاجت که امروز از تو خواهم
کہ جو حاجت کہ تجھ سے آج چاہوں مین
بگفت اول جمال است و جوانی
کہا پہلے جمال ہے اور جوانی ہے
دگر چشمے که دیدار تو بینم
دوسرے وہ آنکھ کہ تیرا دیدار دیکھوں مین
بجنبانید لب یوسف دعا را
ہلائے لب یوسف نے دعا کیواسطے
جمال مرده اش را زندگی داد
اُس کے مردہ جمال کو زندگی دی
بجوے رفته باز آورد آبش
اُسکے نہر کے گئے ہوئے پانی کو پھیر لایا
ز کافورش بر آمد مشک تا تار
اُسکے کافور سے نکلا مشک تاتار کا یعنی سفید بال سیاہ ہو گئے
سفیدی شد ز مشکین طره اش دور
سفیدی اُسکے سیاہ بالون سے دور ہو گئی
خم از سرو گل اندامش برون رفت
کوبڑا اُسکے سرو گل اندام یعنی قدم سے جاتا رہا
جوانی پیریش را گشت حاله
جوانی نے اُس کے بڑھاپے کو گھیر لیا
جمالش را سر و کار دگر شد
اُس کے جمال کو دوبارہ سر و کار ہوا
دگر ره یوسفش گفت ای نکو خوے
دوسری مرتبہ یوسف نے پوچھا کہ اے نیک عادت
مرادے نیست گفتا غیر از انیم
ہو گی سوا اسکے اور کوئی مراد میری نہین ہے

روا سازم بزودی گر توانم
روا کرون مین جلد اگر کر سکون مین
بآن گونه که تو دیدی و دانی
ویسا کہ دیکھا تھا تو نے اور جانتا ہے تو
گلے از باغ رخسار تو چینم
ایک پھول تیرے رخسار کے باغ سے چنون مین
روان کرد از دو لب آب بقا را
جاری کیا دونون لب سے آب حیات
رخش را خلعت فرخندگی داد
اُسکے چہرے کو خلعت خوشی کا دیا
وزان شد تازه گلزار شبابش
اور اُس سے اُسکے شباب کا باغ تازہ ہو گیا
ز صبحش آشکارا شد شب تار
صبح اُسکی سے ظاہر ہو گئی اندھیاری رات
در آمد در سواد نرگس نور
آ گیا اُس کی آنکھون کی سیاہی مین نور
شکنج از نقره خامش برون رفت
جھری اُسکی خالص چاندی یعنی گورے چہرے سے جاتی رہی
پس از چل سالگی شد هژده ساله
بعد چالیس برس کے اٹھارہ برس کی ہو گئی
ز عهد پیشتر هم بیشتر شد
اگلے زمانے سے بھی بہت زیادہ ہو گیا
مراد دیگرت گو هست برگوے
مراد کوئی دوسری تیری جو ہے بیان کر
که در خلوت گه وصلت نشینم
کہ تیرے وصل کی خلوتگاہ مین بیٹھون مین

بروز اندر تماشائے تو باشم
دن میں تیرے دیکھنے میں مصروف رہوں میں
بشب رو بر کف پائے تو باشم
رات کو تیرے تلووں سے لگائے رہوں میں

فتم در سایۂ سرو بلندت
تیرے سرو بلند کے سایہ میں پڑی رہوں میں
شکر چینم ز لعل نوشخندت
شکر تیرے لب شیرین سے چکھوں میں

نہم مرہم دل افگار خود را
مرہم اپنے زخمی دل پر رکھوں میں
بکام خویش بینم کار خود را
اپنے مقصد پر اپنے کام کو دیکھوں میں

بکشت خود کہ پژمردست و درہم
اپنے کھیت میں کہ ویران اور مرجھایا ہوا پڑا ہے
دہم از چشمہ سار صحبت نم
سینچوں میں تیری صحبت کے سرچشمے سے

چو یوسف این تمنا کرد در گوش
حضرت یوسف نے غیب پہ آمدہ گوش
زمانی سر بجیب افگند خاموش
تھوڑی دیر چپ سر آگے ڈالا گریبان میں جھکایا

نظر بر غیب بودش انتظارے
نظر اسکی منتظر ندائے غیب کی ہوئی
جواب او نہ نی گفت و نہ آرے
جواب میں اُسنے نہ انکار کیا اور نہ اقرار

میان خواست حیران بود و ناخواست
خواست اور ناخواستہ خدا میں حیران ہوا
کہ آواز پر جبریل برخاست
کہ آواز پر جبریل کی اُٹھی یعنی آئی

پیامم آورد کای شاہ شرفناک
پیام لایا کہ اے بادشاہ بزرگ
سلامت میرساند ایزد پاک
سلام تجھکو پہونچاتا ہے خدائے پاک

کہ ما عجز زلیخا را کہ دیدیم
کہ ہمنے جو زلیخا کی عاجزی کو دیکھا
بتو عرض نیازش را شنیدیم
تجھ سے اُسکی عرض اور عاجزی کو سنا ہمنے

ز موج انگیزی آن عجز و کوشش
لہر اُٹھنے یعنی زیادتی کوشش اور عاجزی اُسکی سے
درآمد بحر بخشایش بجوشش
دریا بخشش کا جوش میں آیا

دلش از تیغ نومیدی بخستیم
دل اُسکا نا امیدی کی تلوار سے زخمی کیا ہمنے
بتو بالای عرشش عقد بستیم
عرش پر تجھ سے اُسکا عقد باندھا ہم نے

تو ہم عقدش بکن جاوید پیوند
تو بھی اُسکے عقد کو ہمیشہ کے لیے مضبوط باندھ
کہ بکشاید بآن از کار او بند
کہ اُس سے اُسکے مقصد سے گرہ کھل جاوے

زعین عاطفت یابی نظرہا
عین مہربانی سے ہماری نظریں پاوے گا۔ تو
شود زاینده زان عقدت گہرہا
پیدا ہوں اُس عقد سے تیرے موتی یعنی اولاد

نکاح بستن یوسف با زلیخا بہ فرمان خدا تعالی جل شانہ و زفاف کردن باو

نکاح ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے بحکم خدا کے برتر بزرگ ہے شان اُس کی اور صحبت ہونا اُس سے

چو فرمان یافت یوسف از خداوند
جب خدا سے حکم پایا حضرت یوسف نے
کہ بندد با زلیخا عقد پیوند
کہ باندھے زلیخا سے عقد نکاح کا

اساس انداخت جشن خسروانہ
جشن بادشاہانہ کی بنیاد ڈالی
نہاد اسباب جشن اندر میانہ
رکھا اسباب جشن کا درمیان مین

شہ مصر و سران ملک را خواند
بادشاہ مصر اور ملک کے سرداروں کو بلایا
بتخت عز و صدر جاہ بنشاند
عزت اور مرتبے کی مسند پر بٹھلایا

بقانون خلیل و دین یعقوب
حضرت ابراہیم کے قانون اور دین یعقوب کے
بر آئین جمیل و صورت خوب
نیک طریقے اور اچھے طرز سے

زلیخا را بعقد خود در آورد
زلیخا کو اپنے عقد مین لائے
بعقد خویش یکتا گوہر آورد
اپنے عقد مین گوہر یکتا کو لائے

نثار افشان برو مہ تا بماہی
قربان ہونیوالے اُسپر آسمان سے زمین تک
مبارکبادگو شاہ و سپاہی
مبارکباد کہنے والے بادشاہ اور سپاہی

برسم معذرت یوسف بپا خاست
بطور عذر کے حضرت یوسف نے اُٹھکر تعظیم دی
بمجلس حاضران را عذرہا خواست
حاضرین مجلس سے عذر خواہی کی

زلیخا را بپرسش ساخت دلشاد
زلیخا کو مزاج پرسی سے خوش کیا
بخلوت خانۂ خاصش فرستاد
اپنے خاص خلوتخانہ مین اُس کو بھیجا

پرستاران ہمہ پیشش دویدند
سب لونڈیان اس کے آگے دوڑ گئین
سر و افسر ہمہ پیشش کشیدند
سر اور تاج سب نے اُس کے آگے کھینچا

خروشان از جمال دلفریبش
شور کرتے ہوئے غلام کے جمال دلفریب سے
ز نرگس جا بجا دادند زیبش
سر نرگس کے گرد ان سے انکو آراستگی دی

چو پاسے رفت ہوے مردم یافت آرام

جب آدمیون کے شور و غل نے آرام پایا یعنی سناٹا ہوا

عروس مہ نقاب عنبرین بست

چاند کی عروس نے پردہ سیاہ باندھا

بفیروزی درین فیروزہ طارم

فتحمندی سے اس نیلے محل یعنی آسمان مین

فلک عقد ثریا در بر آویخت

آسمان نے لڑی ثریا کی گلے مین لٹکائی

جہانرا گشت شب شد پردہ راز

کپڑا رات کا جہان والون کے بھید کا پردہ ہوا

بخلوت محرمان باہم نشستند

تنہائی مین واقفکار بھید کے باہم بیٹھے

زلیخا منتظر در پردہ خاص

زلیخا منتظر یوسف کی پردہ خاص مین

کہ این تشنہ کہ بر لب دیدہ ابست

کہ اس پیاسے نے کہ ہونٹھ پر پانی دیکھا ہے

شود زین تشنگی سیراب یا نے

ہو گی اس پیاس سے آسودہ یا نہین

گہی پر آب چشمش ز اشک شادے

کبھی اسکی آنکھ تر خوشی کے آنسو سے

گہے گفتی کہ من باور ندارم

کبھی کہتی کہ مین یقین نہین رکھتی ہون

گہی گفتی کہ لطف دوست عامست

کبھی کہتی کہ مہربانی دوست کی عام ہے

درین اندیشہ خاطر در کشاکش

اسی خیال مین دل اسکا تردد مین

بمنزل گاہ خود زد ہر کسے گام

اپنے اپنے مقام پر ہر شخص چلا گیا

زر افشان پردہ بر روی زمین بست

سنہرا پردہ زمین کے چہرے پر ڈالا

چراغ افروز شد گیتی ز انجم

چراغ روشن کرنیوالا جہان کا ستارون سے ہوا

شفق یاقوت تر با گوہر آویخت

شفق نے یاقوت تر موتی مین لٹکائے

دران پردہ جہانی راز پرواز

اس پردے مین ایک جہان بھید کا مشغول ہونیوالا

بروے غیر مشکین پردہ بستند

غیر کے منہ پر پردہ سیاہ باندھا

دل او از طپش در پردہ رقاص

دل اسکا بیقراری سے پردے مین تڑپنے والا

بہ بیداریست یا رب یا بخوابست

اے خدا بیداری مین ہے یا خواب مین آخر

نشیند از دلش این تاب یا نے

بجھے گی یہ آگ دل میں اسکے سے یا نہین

گہی پر خون ز بیم نامرادے

کبھی خون آلودہ نامرادی کے خوف سے

کہ گردد خوش بدینسان روزگارم

کہ خوش ہوگا مجھ سے زمانہ اس طرح

ز لطف دوست نومیدی حرامست

دوست یعنی خدا کی مہربانی سے ناامید ہونا حرام ہے

گہی خوشحال بود و گاہ ناخوش

کبھی خوش ہو جاتی تھی اور کبھی ناخوش

که ناگه دید کز در پرده برخاست
کہ یکبارگی دیکھا کہ پردہ دروازے سے اٹھا
زلیخا را نظر چون بروی افتاد
زلیخا کی نظر جب اسپر پڑی
برون برد از خودش اشراق آن نور
آپ سے باہر گیا یعنی بیہوش کر دیا اُس نور کی چمک نے
چو یوسف آن محبت کیش بیخود دید
یوسف نے جب اسکا وہ محبت میں بیخود ہونا دیکھا
ز رحمت جای بر تخت زرش کرد
رحم سے اسکو سنہرے تخت پر جگہ دی یعنی لٹا دیا
ببوی خود بهوش آورد بازش
اپنی خوشبو سے پھر اسکو ہوش میں لا کے
بآن روی کز وی بست دیده
اُس منھ پر کہ اُس سے آنکھ بند کر لیتا تھا
چو چشم انداخت روئی دید زیبا
نظر جو ڈالی ایک خوبصورت چہرہ دیکھا
چو روی حور عین مطبوع و مقبول
مثل چہرے حوران بہشت کے خوب و اور پسندیدہ
نظر چون یافت بر دیدن ازو تمکین
نظر نے جب پایا دیکھنے پر اوسکے قرار
بلب بوسید شیرین شکرش را
لب سے چوما اسکے شیریں ہونٹھوں کو
چو بود از بهر آن فرخنده مهمان
جو تھے اُس مبارک مہمان کے واسطے
از آن رو کرد اول بوسه را ساز
اُس سبب سے پہلے کیا سامان بوسہ کا

مه بی پرده منزل را بیاراست
بے پردہ چاند یعنی یوسف نے گھر کو آراستہ کیا
تماشای رخش پی در پی افتاد
سو اثر اسکے چہرے کے دیکھنے میں متوجہ ہوئی
ز نور خور ظلام سایه شد دور
آفتاب کے نور سے تاریکی سایہ کی جاتی رہی
ز دیدار خودش بیخویش دید
اپنے دیدار سے اسکا بیہوش ہونا دیکھا
کنار خویش بالین سرش کرد
اپنی گود کو اُس کیا کے سر کا تکیہ بنایا
به بیداری کشید از خواب نازش
جگایا خواب ناز سے اسکو یعنی زلیخا کو
وز آن مه بود عمری دل رسیده
اور اُس ماہ سے ایک عمر دل برداشتہ کیے رہا
بسان نقش چین بر روی دیبا
مثل نقش چین کے دیبا کے اوپر
رخش از آرایش مشاطه معزول
منھ اُسکا مشاطہ کی آرایش سے بے پروا
عنان کش شد سوی لبش و کنارش
باگ پھیرنے والے ہوئے طرف اسکے لبوں اور کنار کے
بدندان کند عناب ترش را
دانتوں نے کاٹا اسکے تازہ عناب یعنی ہونٹھ کو
دو لب خوان وصال و نمکدان
دونوں لب خوان ملاقات اسکی پر نمکدان
که بر خوان از نمک به باشد آغاز
کہ خوان پر نمک سے بہتر ہوتا ہے شروع کرنا

تمک ۱۲ چون شور شوقش بیشتر کرد
نمک نے جو شور اُسکے شوق کا زیادہ کیا
بزیر آن کمر نا بردہ رنجے
نیچے اس کمر کے بے رنج اوٹھائے ہوئے
میان بستہ طلب را چابک و چست
کمر باندھ کر خواہش مین چالاک اور جلد
نہادش پیش آن سرو گل اندام
رکھا اوسنے آگے اُس سرو پھول سے بدن کے
نہ خازن ۱۲ بردہ سوی حقہ دستی
نہ خزانچی لے گیا طرف ڈبہ کے ہاتھ
کلید حقہ از یاقوت تر ساخت
کنجی ڈبہ کی یاقوت سے بنائی
کمیتش گام زد در عرصۂ تنگ
اُسکے گھوڑے نے قدم رکھا تنگ میدان مین
چو نفس سرکش اول توسنے کرد
مثل نفس سرکش کے پہلے تیزی کی
دو برگ ۱۲ گل جدا از یکدگر شد
دو پھول کی پتیان آپس سے علحدہ ہو گئین
شبانگہ تشنہ لب خاست از خواب
رات کے وقت پیاسا سوتے سے اوٹھا
شد اول غرق آخر با خوشی جفت
پہلے غرق ہوکر آخر کو خوشی سے جفت ہوا
دو غنچہ از دو گلبن بر دمیدہ
دیکھو کلیان دو درختون سے نکلین
یکے نشگفتہ و دیگر شگفتہ
ایک بغیر کھلی اور دوسری کھلی ہوئی

دو ساعد در میان آن کمر کرد
دونون پہونچے اُسکی کمر مین کمربند سے کیے
نشانی یافت از نایاب گنجے
ایک نشان نایاب خزانے کا پایا
ازان گنج گہر درج گہر جست
اُس موتی کے خزانے سے ڈبہ موتی کا ڈھونڈھا
مقفل حقۂ از نقرۂ خام
قفل دیا ہوا ایک ڈبہ خالص چاندی سے
نہ خاین داد قفلش را شکستی
نہ چور نے اُسکے قفل کو شکست دی یعنے توڑا
کشادہ قفل و در وی گوہر انداخت
قفل کھول کر اُس مین موتی ڈالے
ز بس آمد شدن شد عاقبت لنگ
بہت آمد و رفت سے آخر کو لنگڑا ہو گیا
در آخر ترک مائی و منی کرد
آخر مین چھوڑنا ما اور منی کا کیا
دو شاخ ارغوانی تازہ تر شد
دو سرخ شاخین زیادہ تازہ ہو گئین
بسیمین حوضے کہ سر زد در پی آب
روپہلے حوض مین پانی کے لیے سر جھکایا
برون آمد بجای خویشتن خفت
باہر نکلا اپنی جگہ پر سو رہا
ز باد صبحدم باہم رسیدہ
صبح کی ہوا سے آپس مین ملی ہو گئین
نہفتہ ناشگفتہ در شگفتہ
چھپ گئی بغیر کھلی کھلی ہوئی مین

چو یوسف گوہر ناسفتہ را دید
جب یوسف نے بے چھوے ہوے موتی کو دیکھا
بگفت این در ناسفتہ چون ماند
اس سے پوچھا یہ موتی بغیر سوراخ ہوئے کیونکر رہا
بگفتا جز عزیزم کس ندیدست
کہا سوا عزیز کے مجھکو کسی نے نہیں دیکھا ہے
براہ جاہ گرچہ تیز تگ بود
مرتبے کی راہ یعنی تن و توش میں اگرچہ تیز دوڑنیوالا تھا
بطفلے در بخواب دیدہ بودم
لڑکپن میں تجھکو خواب میں دیکھا تھا میں نے
بساط مرحمت گسترده بودے
مہربانی کی بساط بچھائی تھی تو نے
زہر کس من نہفتم این نقد را پاس
ہر شخص سے اس نقد کو محفوظ رکھا میں نے
بحمد اللہ کہ این نقد امانت
شکر خدا کا کہ یہ نقد امانت کا
دو صد بار ارچہ تیغ بیم خوردم
دو سو مرتبہ اگرچہ تلوار دہشت کی کھائی میں نے
چو یوسف این سخن را زان پریچہر
جب یوسف نے اس بات کو اس پریچہرہ سے
بدو گفت ای بحسن از حور عین بیش
اس سے کہا کہ اے حسن میں حور بہشتی سے زیادہ
بگفت آری ولی معذور میدار
جواب دیا ہاں لیکن مجھکو معاف رکھ
بدل شوقیکہ پایانے نبودش
دل میں جو شوق تھا اسکی کوئی انتہا نہ تھی

ق

ز باغش غنچہ ناشگفتہ را چید
اسکے باغ سے بغیر کھلی ہوئی کلی کو چنا یعنی توڑا
گل از باد سحر ناشگفتہ چون ماند
صبح کی ہوا سے پھول بغیر کھلے کیونکر رہا
ولی او غنچہ باغم نچیدست
لیکن اسنے میرے باغ کی کلی کو نہیں توڑا ہے
بوقت کامرانی سست رگ بود
صحبت کے وقت نہایت سست تھا
ز تو نام و نشان پرسیدہ بودم
تجھ سے نام اور پتہ پوچھا تھا میں نے
بمن این نقد را بسپردہ بودے
مجھے اس نقد کو سونپ دیا تھا تو نے
نزد بر گوہرم کس نوک الماس
نہ ماری کسی نے نوک الماس میرے موتی پر
کہ کوتہ ماند ز ان دست خیانت
جس سے چوری کا ہاتھ کوتاہ رہا
بتو بے آفتے تسلیم کردم
تجھکو بغیر کسی صدمہ کے سپرد کیا میں نے
شنید افروز آتش مہر بر مہر
سنا بڑھی آگ محبت پر محبت
نہ این بہ زانچہ می جستی از این پیش
یہ بہتر کیا نہیں اس سے کہ جو چاہتی تھی تو اس سے پہلے
کہ من بودم ز درد عاشقی زار
کہ میں عاشقی کے درد سے نہایت حزین تھی
بجان دردیکہ درمانی نبودش
جان میں جو درد تھا اسکی دوا نہ تھی

گوہر ناسفتہ یعنی بغیر ... زلیخا نے حضرت یوسف نے پوچھا ... زلیخا نے کہا کہ عزیز ... اگرچہ ... لیکن ...

ترا شکلے بدین خوبی که هستے
تیری یہ صورت جس صورت میں کہ ہے تو

کزو هر دم فزاید شور و مستے
کہ اس سے ہر لحظہ بڑھتی ہے مستی اور شور

شکیبائے بود از تو حد من
صبر تجھ سے نہ تھا حد میری

بکش دامان عفوی بر بد من
کھینچ دامن صاف کرنے کا میری برائی پر

زجرمی کز کمال عشق خیزد
جو گناہ کہ انتہائے عشق سے ہو جاتا ہے

کجا معشوق با عاشق ستیزد
کہاں معشوق عاشق سے لڑتا ہے

در بیان سرایت عشق زلیخا در یوسف و
بیان تاثیر عشق زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام میں اور

دویدنش در پی او و دریدن پیراهنش
دوڑنا اسکا اسکے پیچھے اور پھاڑنا اسکے کرتے کو

و او بنا کردن عبادت خانه
اور بنانا عبادت خانے کا

بصدق آنکس که زد در عاشقی گام
سچائی سے جس شخص نے کہ عاشقی میں قدم مارا

بمعشوقی بر آید آخرش نام
معشوقی میں نکلتا ہے آخر کو اسکا نام

که آمد در طریق عشق صادق
کون آیا عشق کی راہ میں سچا

که تا حد بر سرش معشوق عاشق
کہ غالب نہ آیا معشوق پر وہ عاشق

زلیخا را چو صدقے بود در عشق
زلیخا کو جو ایک سچائی تھی عشق میں

که یکسر عمر خود فرسود در عشق
جو تمام عمر اپنی گنوائی عشق میں

بطفلی در که لعبت باز بودے
لڑکپن میں جب کہ کھلونا کھیلتی تھی

بعشق لعبتان دمساز بودے
گڑیوں کے عشق میں موافق یعنی معروف تھی

پی بازی چو کردی چاره سازی
واسطے کھیلنے کے خوب تدبیر کرتی

نبودی بازیش جز عشقبازی
کھیل اسکا سوا عشق بازی کے نہ ہوتا

دو لعبت را کہ پیش ہم نشاندے
دو گڑیون کو جب برابر سامنے بٹھاتی

چو دستِ چپ ز دستِ راست دانست
جب بائین ہاتھ کو داہنے ہاتھ سمجھا یعنی تمیز آ گئی

دران خوابی کہ دید از بخت بیدار
اُس خواب مین کہ جاگتے ہوئے نصیبہ سے دیکھا

ہوای ملک خود از دل بدر کرد
ہوا ہوس اپنی ملک کی دل سے نکالی

ز شہر خود بہ شہر یوسف آمد
اپنے شہر سے حضرت یوسف کے شہر مین آئی

جوانی در خیال او بسر برد
جوانی اُسکے خیال مین بسر لے گئی

بہ پیری در تمنای وی افتاد
بڑھاپے مین اُسی کی آرزو مین پڑی رہی

پس از پیری کہ بینا و جوان شد
بعد بڑھاپے کے دیکھنے والی اور جوان ہوئی

وزان پس در ہوایش زیست تا زیست
اور اُسکے بعد اُسکے شوق مین زندگی کی جبتک زندہ رہی

چو صدقش بود بیرون از نہایت
چونکہ سچائی اُس کی انتہا سے زیادہ تھی

دل یوسف بمہرش شد چنان گرم
دل یوسف کا ایسا اُسکی محبت مین گرم ہوا

چنان زد راہ دل آن دلفریبش
ایسی رہزنی دل اُسکے کی اُس دلفریب نے کی

بکرد خاطرش گشتی رضا جوے
اُسکے دل کی رضا جوئی مین مصروف رہتا

یکی عاشق یکی معشوق خواندے
ایک کو عاشق اور ایک کو معشوق کہتی

رہ و رسم نشست و خاست دانست
نشست اور برخاست کے طریقے جاننے لگی

بدام عشق یوسف شد گرفتار
حضرت یوسف کے عشق کے جال مین گرفتار ہوئی

بہ ملک مصر آہنگ سفر کرد
مصر کے ملک مین ارادہ سفر کا کیا

نہ بہر خود کہ بہر یوسف آمد
نہین اپنے واسطے بلکہ یوسف کے واسطے آئی

بامید وصال او بسر برد
اُس کی ملاقات کی اُمید مین بسر کی

بکوری بی تماشای وی افتاد
اندھے پن مین اُس کے بغیر دیکھے پڑ رہی

بمہر روے آن جان جہان شد
اُس جان جہان کے منھ کی محبت مین ہوئی

بدل قید وفایش زیست تا زیست
دلمین اُسکی وفا کے قید مین زندگی کی جبتک زندہ رہی

باخر کرد در یوسف سرایت
آخر مین حضرت یوسف مین تاثیر کی

کہ می آمد از ان دل گرمیش شرم
کہ آتی تھی اُس محبت سے اُسکو شرم

کہ یکساعت نماند از وی شکیبش
کہ ایک لحظہ اُس سے اُس کو صبر نہ رہا

لبش بر لب نہادی روی بر روے
لب اُسکے لبون پر اور منھ اُسکے منھ پر رکھے رہتا

زبس کشت طرب آب دادی
از بسکہ عیش کے کھیت کو سینچتا تھا
ولی زو بر زلیخا پردہ بشگافت
لیکن اُس سبب سے زلیخا پر پردہ کھل گیا
چنان خورشید بروی غم اقتلم کرد
ایسا آفتاب نے اُسپر ہجوم کیا
بلی در بوتہ عشق مجازے
سچ ہے عشق ظاہری کی گھریا مین
چو خورشید حقیقت گشت طالع
جب آفتاب حقیقت کا چمکنے والا ہوا
گشتہای حقیقت روی و بخت
کشتیں حقیقت کی اُس مین لنگین
شبی از چنگ یوسف شد گریزان
ایک رات یوسف کے چنگل سے بھاگ گئی
چو زو دست از قفا در دامن او
یار اُس جو ہاتھ پیچھے سے اُسکے دامن مین
زلیخا گفت اگر من بر تن تو
زلیخا نے کہا اگر مین نے تیرے بدن پر
تو ہم پیراہنم اکنون دریدے
اب تو نے بھی میرا کرتا پھاڑ ڈالا تو نے
درین کار از تفاوت نی ہراسم
اِس کام مین فرق سے بیخوف ہو گئی مین
چو یوسف روی او در بندگی دید
جب یوسف ع نے اُسکا منھ بندگی مین دیکھا
بنام او ز زر کاشانہ ساخت
اُسکے نام پر ایک مکان سونے کا بنایا

بآبش دمبدم حاجت فتادی
پانی کی اُسکو ہردم ضرورت پڑتی تھی
ز خورشید حقیقت پرتوی تافت
حقیقت کے آفتاب سے ایک روشنی چمکی
کہ یوسف را درو چون ذرہ گم کرد
کہ یوسف کو اُسمین مثل ذرے کے گم کردیا
گذشتش عمر در محنت گدازے
گذری عمر اُسکی محنت گدازی مین
نبودش پیش دیدہ ہیچ مانع
نہ رہا اُسکی آنکھ کے سامنے کوئی منع کرنیوالا
ز ہر چہ ناگزیرش بود بگریخت
جس چیز کی ضرورت اُسکو تھی بھاگ گئی یعنی جاتی رہی
خلاصی جست ازو افتان و خیزان
خلاصی چاہی اُس سے گرتے پڑتے
ز دستش چاک شد پیراہن او
یوسف کے ہاتھ سے پھٹ گیا کرتا اُس کا
دریدم پیش ازین پیراہن تو
پھاڑا تھا اُس سے پیشتر کرتا تیرا
بپاداش گناہ من رسیدی
میرے گناہ کے بدلے پہونچا تو
بپیراہن درے را سا برابرانم
کرتا پھاڑنے مین برابر برابر ہیں ہم
وزان نیت دلش را زندگی دید
اور اُس نیت سے اُسکے دل کی خوشی دیکھی
نہ کاشانہ عبادتخانہ ساخت
مکان سنہلین ایک عبادت گاہ بنائی

چو کاخ آسمان فیروزه خشتے
مثل محل آسمان فیروزہ اینٹ کے
زمین از لطف صنع او بہشتے
زمین اُسکی کاریگری کی صفائی سے ایک بہشت

پُر از نقش و نگار از فرش تا سقف
بھر النقش و نگار سے زمین سے چھت تک
مهندس را بر او فکر نظر وقف
ہندسہ دان کو اُسپر فکر نظر کی وقف

زرو زنهاش نور بخت تابان
اسکے روشندانوں سے روشنی نصیبہ کی روشن
ز در ہا قاصد دولت شتابان
دروازوں سے قاصد دولت کے دوڑنیوالے

ز عالی غرفهاش چشم بد دور
بلند جھروکوں اُسکے سے نظر بد دور ہو جیو
مقوس طاقها چون ابروی حور
ٹیڑھے طاق اُسکے مثل حوروں کے ابرو کے

ز عکس شمسه اش خور برده مایه
اُسکی کلسی کے عکس سے آفتاب بڑھ گیا
محال از وے درون خانه سایه
مشکل اُس سے اندر گھر کے سایہ

دمیده ز آب کلک نیکبختان
اور اُگے نیکبختوں کے قلم کے پانی سے
ز نخلستان دیوارش درختان
اُس کی دیوار کے باغ سے درخت

بهر شاخے از آن مرغی نشسته
اُسکی ہر شاخ پر ایک چڑیا بیٹھی ہوئی
و لیکن از نوا منقار بسته
لیکن بولنے سے چونچ بند کیے ہوئے یعنی چپ

میان خانه زد فرخنده تختے
اندر گھر کے لگایا ایک مبارک تخت
ز زر سختے ز لعل ناب سختے
تھوڑا سونے سے تھوڑا خالص لعل سے

دو صد نقش بدیع انگیخت در وی
دو سو نادر نقش بنائے اُس میں
هزار آویزه دُر آویخت در وی
ہزار آویزے موتیوں کے لٹکائے اسمیں

زلیخا را گرفت از مهر دل دست
زلیخا کا ہاتھ یوسف علیہ نے محبت دل سے پکڑا
نشاندش بر فراز تخت و بنشست
اُسے تخت پر بٹھلایا اور آپ بیٹھا

بدو گفت ای بانواع کرامت
یوسف نے کہا اے زلیخا طرح طرح کی مہربانیوں سے
مرا شرمنده کردی تا قیامت
مجکو شرمندہ کیا تو نے قیامت تک

در آن وقتیکه میخواندے غلامم
اسوقت کہ کہتی تھی تو غلام مجھ کو
کرامت خانه کردی بنامم
ایک عمدہ گھر میرے نام سے بنایا تو نے

ز لعل و زر و ز سرخی و ز زردی
لعل اور سونے اور سُرخی اور زردی سے
هزاران زینت که امکان داشت کردی
جو زینت کہ امکان میں رکھتی تھی کی تو نے

کنون من هم پی شکر عطایت
اب میں بھی واسطے شکر تیری بخشش کے
عبادتخانهٔ کردم برایت
ایک عبادتخانہ تیرے واسطے بنایا میں نے

دران بنشین پے شکر خدائے
اُس میں بیٹھ واسطے خدا کے شکر کرنے کے
کز و داری بهر موئی عطائے
کہ اُس سے ہر ایک بال میں ایک بخشش رکھتی ہے تو

توانگر ساختت بعد از فقیرے
امیر کیا تجھ کو اُس نے بعد فقیری کے
جوانی داد بعد از ضعف پیرے
جوانی دی بعد کمزوری اور بڑھاپے کے

چشمم نور رفته نور دادت
تیری اندھی آنکھ میں نور دیا اُس نے
وزان پس رو در رحمت کشادت
اور اُس سے تیرے منھ پر دروازہ رحم کا کھولا

پس از عمری که زهر غم چشاندت
بعد ایک عمر کے کہ زہر غم کا چکھایا تجھ کو
بتریاک وصال من رساندت
میری ملاقات کے زہر مہرہ کو پہونچایا تجھکو

زلیخا هم بتوفیق الٰهی
زلیخا بھی خدا کے توفیق دینے سے
نشسته بر سریر پادشاهی
بیٹھی تخت بادشاہی پر

دران خلوتسرا مے بود خرسند
اُسی تنہائی کے مکان میں خوش رہتی تھی
بوصل یوسف و فضل خداوند
وصل یوسف اور خدا کی مہربانی سے

در خواب دیدن یوسف مادر و پدر خود را و
خواب میں دیکھنا یوسف علیہ السلام کا اپنے ماں باپ کو

از خدائے تعالے مرگ خود خواستن
اور خدا سے تعالے سے اپنی موت کی خواہش کرنا

زهے حسرت که ناگه نیک بختے
کیا خوب افسوس کہ ایکبارگی ایک نیکبخت
کشد تا پیشگاه وصل رختے
کھینچے درگاہ ملاقات تک اسباب

کشیده شاهد دولت در آغوش
دولت کے معشوق کو گود میں لے کر
کند اندوهٔ هجران فراموش
جدائی کے رنج کو بھول جاوے

ندیده خاطرش از غم غبارے
دل اُسکا بغیر کسی غم کے غبار دیکھے ہوئے
بشادی بگذراند روزگارے
عیش میں گزارے ایک زمانہ

ز ناگہ باد ادبارے درآید
ایکبارگی ایک ہوا ادباری کی چلے
سموم ہجر را کارے برآید
جدائی کی لون یعنی گرم ہوا کا کام دے

درآید در ریاض وصل گستاخ
آوے باغ وصل مین بیباکانہ
درخت آرزو را بشکند شاخ
آرزو کے درخت کی شاخ کو توڑ ڈالے

زلیخا چون ز یوسف کام دل یافت
زلیخا نے جب یوسف سے مقصود دلی پایا
بوصل دایمش آرام دل یافت
اُسکے وصل سے ہمیشہ کے لیے آرام دل کا پایا

بدل خرم بخاطر شادمی زیست
خوشدلی اور شگفتہ خاطری سے جیتی تھی
ز غمہای جہان آزادمی زیست
جہان کے غمون سے بے فکر جیتی تھی

تمادی یافت ایام وصالش
گذرا زمانہ اُسکی ملاقات کا
دران دولت ز چل بگذشت سالش
اس دولت مین اسکے چالیس برس گذرے

پیاپی داد آن نخل برومند
متواتر دیے اُس پھل مند درخت نے
بر فرزند بل فرزند فرزند
پھل اولاد کے بلکہ لڑکون کے لڑکے

مرادے از جہان در دل نبودش
کوئی مراد جہان سے اُسکے دل مین نہ رہی
کہ بر خوان امل حاصل نبودش
کہ اُس کے خوان امید پر موجود نہ تھی

شبے بنہاد یوسف سر بمحراب
ایک رات یوسف نے سر محراب مین رکھا
رہ بیدارش زد رہزن خواب
نیند کے رہزن نے اُسکے جاگنے کی رہزنی کی

پدر را دید با مادر نشستہ
باپ کو دیکھا ماں کے پاس بیٹھے ہوئے
برخ چون خور نقاب نور بستہ
منہ پر مثل آفتاب کے نقاب نورانی ڈالے ہوے

ندا کردند کای فرزند دریاب
آواز دی کہ اے لڑکے معلوم کر
کشید ایام دوری زود بشتاب
کھنچ گیا دوری کا زمانہ جلد دوڑ

مرا خواہی برآب و گل قدم نہ
مجھکو چاہتا ہے تو دنیا پر لات مار
بمنزل گاہ جان و دل قدم نہ
جان اور دل کے مقام پر قدم رکھ

چو یوسف یافت بیداری ازان خواب
جو حضرت یوسف اُس نیند سے جاگے
بہ پہلوی زلیخا شد ز محراب
زلیخا کے پہلو مین گئے محراب سے

حدیث خواب را با او بیان کرد
باتین خواب کی اُس سے بیان کین
وزان مقصود خود با وی عیان کرد
اور اُس خواب سے مقصد اپنا اُس سے ظاہر کیا

زخوابش باخیال دوری افگند
خواب سے اسکو دوری کے خیال مین ڈالا

دل یوسف زطور خود برون شد
دل یوسف کا اپنے طریقے سے بدل گیا

قدم زین تنگنای آز برداشت
قدم اس حرص کی تنگ گلی یعنی دنیا سے اٹھایا

متاع انس ازین دیر فنا برد
اسباب محبت کا اس فنا کے تبخانے یعنی دنیا سے اٹھا لیا

کہ ای حاجت روای مستمندان
کہ اے حاجتمندون کی حاجت روا کرنیوالے

بفرقم تاج اقبالی نہادی
میرے سر پر تاج ایسا اقبال کا رکھا تو نے

دلم زین کشور فانی گرفت ست
دل میرا اس ملک فنا ہونیوالے یعنے دنیا سے تنگ ہے

مرا فارغ زمن راہی بخود دہ
فراغت سے مجکو ایک راہ اپنی طرف دے

نکوکاران کہ راہ دین گرفتند
جن نیکون نے کہ راہ دین کی پکڑی

برون آر از شمار این و آنم
باہر لا اس اور اسکے حساب سے مجکو

زلیخا چون شنید این رازداری
زلیخا نے جو یہ رازداری سنی

یقین دانست کز وی این دعا را
یقین جانا اسنے کہ اسکی اس دعا کا

نیامد از کمان او خدنگی
نہ نکلا کمان اس کی سے کوئی تیر

بجانش آتش مہجوری افگند
اس کی جان مین آگ جدائی کی ڈالی

باقلیم بقا شوقش فزون شد
ملک بقا کی طرف شوق اسکو زیادہ ہوا

رہ فسحت سرای راز برداشت
راہ کشادہ مکان بھید کی اٹھائی یعنی لی

بمحراب بقا دست دعا برد
بقا کی محراب کی طرف دعا کا ہاتھ لے گیا

بسر افسر نہ تارک بلندان
سر بلندون کے سر پر تاج رکھنے والے

کہ ہرگز ہیچ مقبل را ندادی
جو کبھی کسی مقبول بارگاہ کو نہ دیا تو نے

ز تدبیر جہانبانی گرفت ست
بادشاہی کے انتظام سے تنگ ہے

مثال شاہی ملک ابد دہ
فرمان ملک بادشاہی ہمیشگی کا دے

بقربت منزل پیشین گرفتند
بسبب نزدیکی کے مقام اگلون کا لیا

بعز قربت ایشان رسانم
برابر عزت نزدیکی ان لوگون کے پہونچا مجھے

بدل زخمی رسیدش سخت کاری
دل مین اس کے زخم سخت لگا

اثر گردد بزودی آشکارا
اثر جلد ظاہر ہو جاوے گا

کہ در تاثیر آن گردد درنگی
کہ اس کی تاثیر مین کچھ دیر ہو جاوے

قدم در کلبۂ زد تیرہ و تنگ
قدم ایک تنگ اور تاریک کوٹھری مین رکھا
ہمیشہ گرد از غم دوری بسر خاک
کرتی تھی غم دوری سے سر پہ خاک
ز شادی ہا طاق و با اندوہ شد جفت
خوشی سے علیحدہ اور رنج سے مصاحب ہو گئی
کہ ای درمان درد دردمندان
کہ اے دردمندون کے درد کی دوا
مراد خاطر ہر نامرادے
مراد دل ہر ایک نامراد کے
مفاتیح آور درہای بستہ
کنجی پیدا کرنے والے بند دروازون کے
خلاصی بخش مہجوران ز اندوہ
نجات دینے والے ہجر والون کو غم سے
گرفتار دل افگار خویشم
گرفتار اپنے دل زخمی کی ہون مین
ندارم طاقت ہجران یوسف
یوسف کی جدائی کی طاقت نہین رکھتی ہون مین
نخواہم بے جمالش زندگی را
مین بے اسکے جمال کے جینا نہین چاہتی ہون
نہال عمر بے برگست بے او
درخت عمر کا بے پھل پتے کے ہے بغیر اُس کے
بقانون وفا نیکو نباشد
قانون مین محبت کے اچھا نہو گا
اگر با من نسازد ہمرہ او را
اگر مجھ کو ہمراہ نہین کرتا ہے تو

کشاد از یکدگر گیسوی شبرنگ
کھولے یعنی بکھرائے آپس سے سیاہ بال
ہمی مالید پر خون چہرہ بر خاک
ملتی تھی خون بھرا چہرہ خاک پر
ز دیدہ اشک میبارید و میگفت
آنکھون سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی
بمرہم خرقہ دوز سینہ چاکان
مرہم سے زخم سینے والے سینہ چاکون کے
کشادہ دست ششدر رہر بکشادے
کھولنے والے ہر بند کے ششدر کے
جبائر بند دلہای شکستہ
تختیان باندھنے والے ٹوٹے ہوے دلون کے
سبک سازندہ غمہای چون کوہ
ہلکا کرنے والے پہاڑ ایسے غمون کے
عجب حیران شدہ در کار خویشم
اپنے کام مین حیران ہو گئی ہون مین
ز تن کش جان من یا جان یوسف دہ
بدن سے نکال جان میری یا عوض جان یوسف کے
بملک زندگی پایندگی را
زندگی کے ملک مین ٹھہرنا نہین چاہتی ہون
حیات جاودان ہر گست بی او
زندگی ہمیشہ کی موت ہے بغیر اُس کے
کہ من باشم بگیتی او نباشد
کہ مین رہون جہان مین اور وہ نہ رہے
مرا بیرون بر اول آنگہ او را
مجکو باہر لیجا یعنی نکال ڈال پہلے پھر اسکو

نے خواہم کنز ویک سو نشینم
نہیں چاہتی ہوں میں کہ اس سے ایک طرف بیٹھوں میں
جہان را بی جمال او بہ بینم
جہان کو بے جمال اسکے کے دیکھوں میں

بسر برد این چنین در گریہ و سوز
آخر لے گئی اسی طرح روتے اور سوز میں
نہ شب را گفت شب نی روز را روز
نہ رات کو رات کہا یعنی سمجھی نہ دن کو دن

بلی ہر کس ز غم دارد دل تنگ
سچ ہے جو شخص غم سے دل داس رکھتا ہے
شب و روزش نماید ہر دو یکرنگ
رات اور دن اسکو دونوں یکسان معلوم ہوتا ہے

وفات یافتن حضرت یوسف و ہلاک شدن
مر جانا حضرت یوسف علیہ السلام کا اور ہلاک ہونا

زلیخا از الم مفارقت آن حضرت
زلیخا کا رنج جدائی یوسف علیہ السلام سے

بدیگر روز یوسف بامدادان
دوسرے دن حضرت یوسف صبح کو
کہ شد دلہا ز فیض صبح خندان
کہ دل صبح کے فیض سے ہنسنے والے یعنی خوش ہوئے

ببر کردہ لباس شہریاری
لباس بادشاہی بدن میں پہن کر
برون رفتہ بآہنگ سواری
باہر گئے سواری کے ارادہ ہوئے میں

چو پا در یک رکاب آورد جبریل
جب پاؤں ایک رکاب میں لائے جبریل
بدو گفتا مکن زین بیش تعجیل
اس سے کہا اس سے زیادہ جلدی مت کر

امان نبود ز چرخ عمر فرسای
پناہ نہ ہوگی آسمان عمر گھٹانے والے سے
کہ ساید در رکاب دیگرت پای
کہ گھسے تیری رکاب میں دوسرا شخص پاؤں

عنان بگسل ز آمال و امانی
باگ توڑا امیدوں اور آرزوؤں سے
بکش پا از رکاب زندگانی
پاؤں کھینچ رکاب زندگانی سے

چو یوسف این بشارت کرد در گوش
حضرت یوسف نے جو یہ خوشخبری کان سنی
ز شادی شد بر و ہستی فراموش
خوشی سے اسپر ہستی فراموش ہو گئی

ز شادی دامن ہمت بیفشاند
خوشی سے دامن ہمت کا جھاڑا
یکے از وارثان ملک را خواند
ایک کو ملک کے وارثوں سے بلایا

بجائے خود شہ آن مرز کردش
اپنی جگہ پر اسکو اُس زمین کا بادشاہ کیا
بخصلتہای نیک اندرز کردش
نیک خصلتون کی نصیحت کی اُس کو

دگر گفتا زلیخا را بخوانید
پھر کہا زلیخا کو بلاؤ
بہ میعاد وداع من رسانید
میرے رخصت کے وعدہ پر پہونچاؤ

بگفتند او بدست غم زبون ست
کہا وہ غم کے ہاتھ سے عاجز ہے
فتادہ درمیان خاک و خون ست
درمیان خاک اور خون کے پڑی ہوئی ہے

ندارد طاقت این بار جانش
طاقت اس بوجھ کی اسکی جان نہین رکھتی ہے
بکار خویش بگذارید آنچنانش
اسکو اسی طرح اپنے کام مین مشغول رہنے دو

بگفتا ترسم این داغ غرامت
جواب دیا ڈرتا ہون مین کہ یہ داغ شرمندگی کا
بماند بر دل او تا قیامت
رہے گا اس کے دل پر قیامت تک

بگفتند ایزدش خرسند دارد
کہا خدا اُس کو خوش رکھے
بخرسندی قوی پیوند دارد
اُس کو خوشی سے ملا ہوا رکھے

بکف جبریل حاضر داشت سیبے
جبرئیل کے ہاتھ مین ایک سیب موجود تھا
کہ باغ خلد از وے داشت زیبے
کہ باغ بہشت کا اُس سے ایک زیبائش رکھتا تھا

چو یوسف را بدست آن سیب بنہاد
جب یوسف کے ہاتھ مین وہ سیب رکھا
روان آن سیب را بوئید و جان داد
فوراً اُس سیب کو سونگھا اور جان دی

دلش زان نکہت باغ بقا یافت
دل اسکے نے اس سے خوشبو باغ بقا کی پائی
ازان نکہت بسوی باغ بشتافت
اُس خوشبو سے طرف باغ کے دوڑا

چو یوسف را ازان بو جان برآمد
جب یوسف کی جان اُس خوشبو سے نکلی
ز جان حاضران افغان برآمد
حاضرون کی جان سے شور نکلا

ز بس بالا گرفت آواز فریاد
ازبسکہ بلندی قبول کی آواز نے
صدا بر گنبد فیروزہ افتاد
گنبد سبز رنگ مین آواز پڑی

زلیخا گفت کین شور و فغان چیست
زلیخا نے کہا کہ یہ شور اور فریاد کیون ہے
پر از غوغا زمین و آسمان چیست
بھرا ہوا زمین اور آسمان شور سے کیون ہے

بدو گفتند کان شاہ جوان بخت
اُس سے کہا لوگون نے کہ اس بادشاہ جوان نصیبہ نے
بسوی تختہ رو کرد از سر تخت
طرف تختہ تابوت کے رخ کیا تخت کے اوپر سے

اندرز ۔ بمعنی نصیحت ۱۲
میعاد وعدہ کرنا اور وعدہ کرنے کی جگہ اور وداع کے معنی رخصت
زبون کے معنی گرفتار ۱۲

وداع کلبۂ تنگِ جہان کرد
رخصت مکان تنگ جہان کی کی
وطن بر اوج کاخ لامکان کرد
وطن محل لامکان کی بلندی پر کیا

چو بشنید این سخن از خویشتن رفت
جب سنی یہ بات آپ سے گئی
فروغ نیر ہوش از بدن رفت
روشنی آفتاب ہوش کی بدن سے گئی

ز ہول این حدیث آن سروِ چالاک
اس بات کے خوف سے وہ سرو چالاک یعنی زلیخا
سہ روز افتادہ ہمچون سایہ بر خاک
تین دن مثل سایہ کے خاک پر پڑی رہی

چو چارم روز شد زان خواب بیدار
جب چوتھا دن ہوا اس خواب سے بیدار ہوئی
سماع آن ز خود بُردش دگر بار
سننا اس خبر کا آپ سے لے گیا اسکو دوسری مرتبہ

سہ بار اینسان سہ روز از خود ہمی رفت
تیسری بار اسی طرح آپ سے جاتی یعنی بیہوش رہی
بداغ سینہ سوز از خود ہمی رفت
سینے جلانیوالے داغ میں آپ سے جاتی یعنی بیہوش رہی

چہارم روز چون آمد بخود باز
چوتھے دن جب پھر ہوش میں آئی
ز یوسف کرد اول پرسش آغاز
حضرت یوسف سے پہلے پوچھنا شروع کیا

نہ از وی بر سر بستر نشان یافت
نہ اس سے بچھونے پر نشان پایا
نہ تابوتش دران عالم روان یافت
نہ تابوت اسکا اس وقت میں جاتے پایا

جز این از وی خبر بازش ندادند
سوا اسکے اس سے پھر اسکو خبر نہ دی
کہ ہمچون گنج در خاکش نہادند
کہ خزانے کی طرح اسکو خاک میں رکھا

نخست از جورِ چرخ ناموافق
پہلے ظلم آسمان ناموافق سے
گریبان چاک زد چون صبح صادق
گریبان کو چاک کر ڈالا مثل صبح صادق کے

بدان آتش کہ در دل داشت پنہان
اس آگ سے کہ دل میں پوشیدہ رکھتی تھی
رہی بکشاد از چاک گریبان
ایک راہ کھولی چاک گریبان سے

ولی زان راہ در جانش بہر دم
لیکن اسکی جان میں اس راہ سے ہر دم
فزون گشت آتش سوزندہ نی کم
زیادہ ہوتی تھی آگ جلانے والی نہ کم

بناخن رخنہ ہا در روی میکند
ناخن سے چھید منہ پر کھودتی یعنی کرتی تھی
برای چشمہ خون جوی میکند
خون کے چشمے کے لیے نہر کھودتی تھی

بہر جوئے کز ان چشمہ روان کرد
ہر نہر سے کہ اس چشمے سے جاری کی
سمن را جلوہ گاہ ارغوان کرد
چنبیلی کو جلوہ گاہ سرخی کا بنایا

شد از ناخن برخ گلگون خط افگن
منہ پر ناخن سے ہوئی سرخ خط ڈالنے والی
چو عرق ناخنه در چشم روشن
مثل رگ ناخونہ کے روشن آنکھوں مین

بسینه از لطمها بی سنگ میزد
سینے پر افسوس سے پتھر دے مارتی تھی
طپانچه بر رخ گلرنگ میزد
طمانچہ سرخ منھ پر مارتی تھی

ز سیم آنجا عقیق تر همی رست
چاندی سے عقیق تر اُگتے تھے
وز آن بر لاله نیلوفر همی رست
اور اُس سے لالے پر نیلوفر اُگتا تھا

بسوی فرق نازک برد پنجه
طرف نازک سر کے لے گئی پنجہ
ز زور پنجه آنرا ساخت رنجه
پنجے کے زور سے اُسکو رنجیدہ کیا

ز ریحان سر دستان را سبک کرد
ریحان سے سر دباغ کو ہلکا کیا یعنی بالون نوچے
بچیدن سنبلستان را تنک کرد
چننے سے سنبلستان یعنی سر کو ہلکا کر دیا

ز دل نوحه ز جان فریاد بر داشت
دل سے نوحہ اور جان سے فریاد اٹھائی
فغان از سینهٔ ناشاد بر داشت
شور غم بھرے ہوے سینے سے اُٹھایا

که یوسف کو و تخت آرائی او
کہ یوسف کہاں اور کہاں ہے سلطنت اُسکی
به محتاجان کرم فرمائی او
محتاجون پہ بخشش اُسکی

چو عزمش کرد زین بر بارگی تنگ
جب اُسکے ارادے نے زین کسا گھوڑے پر
بملک جاودانی داشت آهنگ
ہمیشگی کے ملک کا کیا ارادہ

ز بس بود اندرین رفتن شتابش
از بسکہ تھی اس جانے مین جلدی اسکو
نکردم پای بوسی از رکابش
نہ کی مین نے پابوسی اُس کی رکاب کی

ازین کاخ غم افزا چون برون رفت
اس غم بڑھانے والے محل یعنی دنیا سے جو باہر گیا
نبودم در حضور او که چون رفت
نہ تھی مین روبرو اسکے کہ کیونکر گئے

سرش ننهاده بر بالین ندیدم
سر اسکا تکیہ پر رکھا نہ دیکھا مین نے
خویش از صفحهٔ نسرین نچیدم
پسینہ اسکے صفحہ نسرین سے نہ چنا یعنی نہ پونچھا مین نے

چو آمد بر تن آن زخم درشتش
جب اُسکے بدن پر وہ زخم سخت آیا
نکردم سینه پشتیبان پشتش
نہ کیا مین نے سینہ اُسکی پیٹھ کا پشتیبان

چو سوی تخته برد از تختگه رخت
جب طرف تختہ کے تختگاہ سے اسباب لے گیا
همایون بخت شد آن تخته چون تخت
مبارک نصیبہ ہوا وہ تختہ مثل تخت کے

گلاب از چشم خون افشان بجستم
گلاب خون گرانیوالی آنکھ سے نہ ڈھونڈھا میرے
بآن روشن گلاب او نشستم
اسکو روشن گلاب میرے سے نہ دھویا

کفن چون بر تنش اوراست کردند
کفن جو اس کے بدن پر پہنایا
بہ تحقیقش نشست و خاست کردند
واسطے کفن پہناتے کے اسکو بٹھایا اور اٹھایا

نکردم رشتہ اندوزی فن خویش
نہ کیا مین نے کپڑے سینے کا اپنا پیشہ
کہ تا دوزم بر دلاغر تن خویش
کہ سی دیتی مین اوسپر اپنے دبلے بدن کو

چو از غم خارہا در دل شکستند
جب غم سے کانٹے دلمین ٹوٹے یعنی چبھوئے
و زین سر منزلش محمل ببستند
اور اس سر منزل سے اسکا کجاوہ باندھا

دہان پر از نوای بینوائی
منھ بھرا جون کی آواز سے بھرا ہوا
نکردم محمل او را درای
نہ کیا مین نے اسکے کجاوہ کا گھنٹہ بجانا

چو جای خواب در خاکش گشادند
جو جگہ سونے کی اسکے لیے زمین مین کھولی
چو در پاک در خاکش نہادند
مثل پاک موتی کے اسکو خاک مین رکھا

زمین زیر بر و دوشش نرفتم
زمین اسکی بغل اور کندھے کے نیچے کی نہ جھاڑی مین نے
بکام دل در آغوشش نخفتم
دل کے مقصد سے اسکی گود مین نہ سوئی مین

دریغا زین زیانکاری دریغا
افسوس اس نقصان کے کام سے افسوس
دریغا زین جگر خواری دریغا
افسوس اس کلیجا کھانے سے افسوس

بیا اے کام جان محرومیم بین
آ اے مقصد جان کے میری بدنصیبی دیکھ
ز ظلم آسمان مظلومیم بین
آسمان کے ظلم سے میری فریاد کرنا دیکھ

بریدی از من و یادم نکردی
قطع کی تو نے مجھ سے محبت اور میری یاد نہ کی تو نے
بدیداری ز خود شادم نکردی
اپنے ایک دیدار سے مجھکو خوش نہ کیا تو نے

وفادارا وفاداری نہ این بود
اے وفادار یہ وفاداری نہ تھی
بیاران شیوۂ یاری نہ این بود
یاروں سے یہ یاری کا طریقہ نہ تھا

مرا از دل برون افگندہ رفتی
مجھکو دل سے باہر نکال کر چلا گیا تو
میان خاک و خون افگندہ رفتی
خاک اور خون مین ڈال کر چلا گیا تو

عجب خاری شکستی در دل من
ایک عجیب کانٹا میرے دلمین چبھو دیا تو نے
کہ بیرون ناید الا از گل من
کہ باہر نہ نکلے گا لیکن میری قبر سے

بجائے راہ رفتن کردہ ساز
اُس جگہ کی راہ چلنے کا تونے سامان کیا ہے
ہمان بہتر کز ینجا پر کشایم
بہتر وہی ہے کہ مین بھی یہان سے پر کھولون
بگفت این و عماریدار را خواست
یہ کہا اور عماری دار کو بلوایا
بیک جنبش ازان اندوہ خانہ
ایک حرکت مین اُس رنج کے گھر سے
ندید آنجا نشان از گوہر پاک
وہان اُس پاک موتی یعنی یوسف سے کوئی نشان نہ دیکھا
بر آن خرپشتہ آن خورشید پایہ
اُس ٹیلے پر اُس آفتاب مرتبہ یعنی زلیخا نے
برخسار چو زر در زر گرفتش
سونے کے ایسے منہ سے سونے مین لپیٹا اُس کو
گہے فرقش ہمے بوسید و گہ پاے
کبھی اُسکا سر چومتی تھی اور کبھی پانون
فرو رفتہ تو ہمچون آب در خاک
تو مثل پانی کے خاک مین مل گیا
تو زیر گل چو بیخ گل نہفتہ
تو مٹی کے نیچے مثل پھول کی جڑ کے چھپ گیا
تو زیر خاک منزل کردہ چون گنج
تونے زمین کے نیچے خزانے کی طرح مقام کیا
خیالت موج خون بر خاک من زد
تیرے خیال نے لہر خون کی میری خاک پر ماری
زدی آتش بخاشاک وجودم
لگائی تونے آگ میرے بدن کے کوڑے مین

کز آنجا ہیچگہ ناید کسے باز
جس جگہ سے کوئی کبھی نہین پھر آتا ہے
بیک پرواز گردن سویت آیم
ایک اوڑان مین تیری طرف آجاؤن مین
برائے خود عماری را بیاراست
اپنے لیے عماری سجوائی
برحلت گاہ یوسف شد روانہ
یوسف کے مرنے کی جگہ پر روانہ ہوئی
بجز خرپشتۂ از خاک نمناک
سوائے ایک خاک کے بھیگے ہوئے ٹیلے کے
بخاک انداخت خود را ہمچو سایہ
خاک پر آپ کو مثل سایے کے ڈال دیا
ز لعل اشک در گوہر گرفتش
سرخ آنسوؤن سے موتیون مین کیا اُسکو
فغان میزد ز دل گاہی ای من اے
فریاد کرتی تھی دل سے کہ اے افسوس مجھپر افسوس
برون ماندہ من چون خار و خاشاک
باہر رہی مین مثل کانٹے اور تنکے کے
ببالا من چو شاخ گل شگفتہ
مین اوپر مثل کھلے ہوئے پھول کی شاخ کے یعنی زندہ
بروے خاک من ابر گہر سنج
مین خاک کے منہ یعنی زمین پر بدلی موتی تولنے والی
فراقت شعلہ در خاشاک من زد
تیری جدائی نے شعلہ میرے گھاس پھوس مین لگایا
ازان آتش بپیچان رود برچرخ دودم
اُس سبب سے گھومتا جاتا ہے آسمان پر دھوان میرا

بدو دشمن کسے نکشاد دیده
بیرے دھوئین پر کسی نے نہ کھولی آنکھ

که از نے از دیدگان آبش چکیده
بلکہ دیکھنے والون کی آنکھ سے پانی نہ ٹپکا

ہمے نالید و ہر دم سینہ چاک
روتی تھی اور ہردم سینہ چاک کر

بصد حسرت ہمی مالید بر خاک
سیکڑون افسوس سے خاک پر ملتی تھی

چو درد حسرتش از حد برون شد
جب درد اُسکے افسوس کا حد سے زیادہ ہوا

برسم خاک بوسی سرنگون شد
بطور خاک چومنے کے سر اُلٹا کر لیا

بچشمان خود انگشتان در آورد
اپنی انگلیاں آنکھوں میں ڈالیں

دو نرگس را ز نرگسدان برآورد
دونون آنکھیں چشمخانے سے نکال لیں

بخاک وے فگند از کاسۂ سر
اُس خاک پر ڈالیں کاسہ سر سے

کہ نرگس کاشتن در خاک خوشتر
کہ نرگس کا خاک مین بونا بہتر تھا

چو باشد از گل رویت جدا چشم
جب تیرے رخسارے کے پھول سے آنکھ جدا ہو

چہ کار آید درین بستان سرا چشم
اس باغ یعنی دنیا مین کس کام آوین آنکھین

بود رسم مصیبت بین و مبہوت
ہوتی ہے رسم مصیبت دیکھنے والون اور حیران کی

سیہ بادام افشاندن بتابوت
سیہ بادام ڈالنا تابوت پر

چو آن مسکین ز تابوتش جدا ماند
جب وہ غریب اُس تابوت سے جدا رہی

دو بادام سیہ بر خاکش افشاند
دو بادام سیاہ اُس کی خاک پر ڈالے

بخاکش روے خون آلودہ بنہاد
اُس کی خاک پر خون بھرا منھ رکھ دیا

بمسکینے زمین بوسید و جان داد
بیچارگی سے زمین چومی اور جان دیدی

خوش آن عاشق کہ چون جانش برآید
وہ عاشق اچھا ہے کہ جب جان اُسکی نکلے

ببوے وصل جانانش برآید
اُمید ملاقات معشوق مین جان اُسکی نکلے

حریفان حال او را چون بدیدند
حریفون نے جب اُسکے حال کو دیکھا

فغان و نالہ از دل بر کشیدند
نالہ اور فریاد دل سے کھینچا

سر آن نوحہ کہ بہر یوسف او کرد
جو نوحہ کہ واسطے یوسف کے اُسنے کیا

ہمین کردند بر وی با دو صد درد
یہی کرتی تھی اُسپر یہ دوسو درد سے

ہمے کردند نوحہ نوحہ گر را
کرتی تھیں نوحہ نوحہ کرنیوالی یعنی زلیخا کے لیے

بسان نوحہ گر آن سیمبر را
مانند رونے والون کے اُس سیمبر یعنی زلیخا کو

چو ساز نوحه را آهنگ شد پست — بر آوردند بهر شستنش دست

جو ساز نوحه کی آواز پست ہوئی یعنی زلیخا مر گئی — باہر نکالا اُسکے دھلانے کے لیے اُسکا ہاتھ

بشستندش ز دیده اشکباران — چو برگ گل ز باران بهاران

نہلایا اُسکو دیدے سے آنسو گرانے یعنی روتے ہوئے — پھول کی پتی کی طرح بدلی بہار سے

بسان غنچه کز شاخ سمن رست — بر و کردند زنگاری کفن چست

مانند کلی کے کہ چنبیلی کی شاخ سے پیدا ہوئی — اُسپر کیا یعنی پہنایا زنگاری کفن ٹھیک

ز گرد فرقتش رخ پاک کردند — بجنب یوسفش در خاک کردند

جدائی کی گرد سے منھ صاف کیا — حضرت یوسف کے پہلو میں اُسکو دفن کیا

ندیده هرگز این دولت کس از مرگ — که یابد صحبت جانان پس از مرگ

نہ دیکھی کبھی کسی نے یہ دولت موت سے — کہ پاوے صحبت معشوق کی بعد مرنے کے

حکایت

کہانی

ولی دانای این شیرین حکایت — که دارد از کهن پیران روایت

لیکن جاننے والا اس شیرین کہانی کا — کہ پرانے بڈھوں سے روایت رکھتا ہے

چنین گوید که با هر جانب از نیل — که جسم پاک یوسف یافت تحویل

ایسا کہتا ہے کہ جس طرف دریا کے — کہ یوسف کے جسم پاک کو سونپا

بدیگر جانبش قحط و وبا خاست — بجای نعمت انواع بلا خاست

اُسکے دوسری طرف قحط اور وبا اُٹھی — بجائے نعمت کے طرح طرح کی بلائیں پیدا ہوئیں

برین آخر قرار کار دادند — که در تابوتی از سنگش نهادند

آخر اس کار قرار دیا — کہ ایک پتھر کے تابوت میں اُسکو رکھا

شگاف سنگ را قیر اندای کردند — میان قعر نیلش جای کردند

درز میں پتھر کی سیاہ روغن سے لیس دیں — درمیان گہرائی اُسکی کے اچھی جگہہ کی

ببین حیله که چرخ بی وفا کرد — که بعد از مرگش از یوسف جدا کرد

دیکھو حیلہ کہ آسمان بے وفا نے کیا — کہ بعد مرنے کے اُسکو یوسف سے جدا کر دیا

نمیدانم که با ایشان چه کین داشت

نہیں جانتا ہوں میں کہ ان سے کیا دشمنی رکھتا تھا

که زیر خاک شان آسوده نگذاشت

کہ نیچے خاک کے ان کو آرام سے نہ چھوڑا

یکے شد غرق بحر آشنائے

ایک دریائے آشنائی میں غرق ہوگیا

یکے لب تشنه در بر جدائے

ایک پیاسا جدائی کی خشکی میں

چه خوش گفت آن قدم فرسوده عشق

کیا اچھا کہا اس نے جو عشق میں قدم گھسے ہوئے تھے

ز هر سود و زیان آسوده عشق

عشق کے ہر فائدہ اور نقصان سے آسودہ ہے

که عشق آنجا که باشد گرم بازار

کہ جس جگہ عشق کا بازار گرم ہوتا ہے

ندارد هیچ با آسودگی کار

نہیں رکھتا ہے کچھ آسودگی سے مطلب

کفن بر عاشق از وی چاک باشد

کفن عاشق پر اس سے چاک ہوتا ہے

اگر خود خفته زیر خاک باشد

اگر آپ نیچے خاک کے سوتا ہووے

خوش آن عاشق که در هجران چنین مرد

اچھا وہ عاشق کہ جدائی میں اس طرح مر گیا

بخلوتگاه جانان جان چنین کرد

معشوق کی خلوتگاہ میں اس طرح جان دی

نگوید کس که مردی در کفن رفت

نہیں کہتا ہے کوئی شخص کہ کوئی مرد کفن میں گیا یعنی مرا

بدین مردانگی کان شیر زن رفت

اس مردانگی سے کہ وہ بہادر عورت گئی یعنی مری

نخست از غیر جانان دیده بر کند

پہلے سوائے معشوق کے آنکھیں نکال ڈالیں

وزان پس نقد جان بر خاک افگند

بعد اس کے نقد جان کا اس کی خاک پر ڈال دیا

هزاران فیض بر جان و تنش باد

ہزاروں فیض اس کی جان اور بدن پر ہوں

بجانان دیده جان روشنش باد

اس کی جان کی آنکھ معشوق سے روشن رہے

در شکایت فلک که اژدهاوار گرد عالم حلقه کرده همه را در بر گرفته

آسمان کی شکایت میں کہ مثل بڑے سانپ کے گرد جہان کے کنڈلی مار کر بیٹھا اور سب کو گھیرے ہے

تصرف خود در آورده یکی زخم زند و بر دیگری هم سر افگند

اختیار اپنے میں لایا ایک شخص کو زخمی کرتا ہے اور دوسرے پر اس کا زہر ڈالتا ہے

فلک بر خویشتن پیچان اژدهائیست

آسمان اپنے پر ایک لہراتا ہوا اژدہا ہے

پے آزار ما زود آزمائیست

ہمارے ستانے کے لیے ایک زود آزما اژدہا ہے

گرفتاریم در پیچ و خمش او
ہم گرفتار ہین اُسکے خم اور پیچ مین
نہ بینی کس کزو زخمی نخوردہ
نہ دیکھیگا تو کسیکو جس نے اُس سے ایک زخم نہ کھایا
ز ظلمش ہیچکس سالم نجست ست
اُسکے ظلم سے کوئی سلامت بچا نہین ہے
بہر اختر کزو روشن چراغیست
ہر ستارہ کہ اُس سے ایک روشن چراغ ہے
ہزارش داغ ہست و مرہمی نہ
ہزار داغ اُسکے پاس ہین اور مرہم کوئی نہین
بود پیدا درین شبہای دیجور
ہوتے ہین ظاہر ان اندھیری راتون مین
چہ حاصل زان چو نوری در نیفتد
کیا فائدہ اس سے جو ایک نور نہ پڑے
چو شیران روز دورست از دورنگی
مانند شیرون کے دن دور ہے دورنگی سے
بجز آزار ما از وی چہ رنگ ست
سوا ہماری ایذا کے اُس سے کیا فائدہ ہے
سزد کز عیش تنگ خود بنالم
لائق ہو جو اپنے عیش تنگ سے نالہ کرون مین
ترا با ہر کہ رو در آشنائیست
ترا ساتھ جس شخص کے خیال آشنائی کا ہے
بسی گردش نمود آن سبز طارم
بہت گردش کی اُس سبز چھت یعنی آسمان نے
کہ تا با ہم طبایع رام گشتند
جب آپس مین طبیعتین موافق ہوئین

رمیدن چون توانم از دم او
کیونکر بھاگ سکتے ہین ہم اُسکی پھنکار سے
ز صد کس بر یکی رحمی نکردہ
سو شخصون سے ایک شخص پر ذرا رحم نہ کیا
کدامین سینہ کان ظالم نخست ست
کون سینہ کہ اُسکو ظالم نے زخمی نہین کیا ہے
نہادہ بر دل وی تازہ داغیست
رکھے ہوئے اُسکے دل پر ایک تازہ داغ ہے
وزین بی مرہمی ہیچش غمی نہ
اور اس بے مرہمی سے اُسکو کچھ غم نہین ہے
ہزاران روزن اندر عالم نور
ہزارون جھروکے عالم نور مین
بخاطرہا سروری در نیفتد
دلون مین کوئی سرور نہ پیدا ہوئے
ولی شبہا کند با ما پلنگی
لیکن راتین کرتی ہین ہم سے کام چیتے کا
کہ با ما روز شیر و شب پلنگ ست
کہ ہمارے ساتھ دن کو شیر اور رات کو چیتا ہے
کہ با شیر و پلنگ اندر جوالم
کہ ساتھ شیر اور چیتے کے ایک تھیلے مین ہو نہین
قرار کارت آخر بر جدائیست
قرار تیرے کام کا آخر جدائی پر ہے
بسی تابش مہ و خورشید و انجم
بہت چمک دکھلائی چاند اور سورج اور ستارون نے
شکار مرغ جان را دام گشتند
جان کی چڑیا کے شکار کے لیے جال ہوئین

هنوز این مرغ نافرخ سرانجام
ابتک اس بد انجام چڑیا نے
طبایع بگسلند از یکدگر بند
طبیعتین توڑتی ہین ایک دوسرے سے بند
بماند مرغ دور از آشیانه
رہتی ہے چڑیا دور گھونسلے سے
ببین دور سپهر و مهر گرمش
دیکھ گردش آسمان کی اور اسکی گرم محبت
بمهرش دل کسی چون صبح کم بست
اسکی محبت مین جسنے دل مثل صبح کے تھوڑا باندھا
ز سورش کس دمی بی غم نیفتاد
اسکی خوشی سے کوئی شخص دم بھر بے غم نہ ہوا
به بستان پای نه فصل بهاران
باغ مین قدم رکھ فصل بہار مین
چرا اگر دست غنچه پیرهن چاک
کیون کلی نے کرتہ چاک کیا ہے
چرا در باغ گل پاره پارست
کیون لباس پھول کا ٹکڑے ٹکڑے ہے
که افگنده ز پا سرو روان را
کسنے گرا دیا ہے سرو رواں کو
چرا سنبل پریشانست و درهم
کیون سنبل پریشان اور درہم ہے
بنفشه در کبودی سوگوارست
بنفشہ نیلے پن مین غمگین ہے
صنوبر با دل گشته بصد شاخ
صنوبر ساتھ دل سو ٹکڑے ہوے کے

نچیده دانه کامی ازین دام
نہ چُنا کوئی دانہ مقصد کا اس جال سے
کند هر یک باصل خویش پیوند
ملاتا ہے ہر ایک کو اپنی اصل سے
دل پر خون ز فقد آب و دانه
دل خون بھرا ہوا دانہ پانی کے نہ ہونے سے
که هیچ از کین گذاری نیست شرمش
کہ کسی سے دشمنی کی اسکو شرم نہین ہے
که در خون چون شفق هر شام بنشست
نہین مثل شفق کے خون مین ہر شام کو بیٹھا
کز آن در عمرها ماتم نیفتاد
کہ اس سے عمر کی عمر ماتم مین نہ پڑا
تماشا کن بگرد جویباران
دیکھو لب نہر گرد نہرون کے
بخواری سبزه چون افتاد بر خاک
خواری سے سبزہ کیون پڑا ہے خاک پر
دهان پر شعله و دل پر شرارست
منھ شعلہ بھرا ہوا اور دل شرارہ بھرا ہوا ہے
که کرده غرق در خون ارغوان را
کس نے ڈبو دیا خون مین لالے کو
چرا پر چشم نرگس ز اشک شبنم
کیون نرگس کی آنکھ آنسو سے بھری ہے
بخون آغشته لاله داغدارست
خون مین آلودہ لالہ داغدار ہے
تنی از تیغ خور سوراخ سوراخ
بدن شعاع آفتاب سے چھلنی

زگل پر داغ گشته روی گلبن
پھول پر داغ سے منھ اور مینٹھ پھول کی شاخ کے بھرا ہوا
درختان از صبا در رقص اندوه
درخت ہوا سے رنج کے ناچ میں
بود کوکو زنان قمری ز ہر سو
اور قمری کوکو کرتی ہوئی ہر طرف سے
ہزاران با ہزاران نغمہ درد
بلبلیں ہزاروں درد بھری ہوئی آواز سے رکھتیں
مطوق فاختہ گردن بہ چنبر
ڈالے ہوئے طوق فاختہ گردن کے حلقہ میں
جہان را دیدی و فصل بہارش
جہان اور اسکی فصل بہار کو دیکھا تو نے
ببین دم سردی باد خزان را
دیکھ بیداروں کی بہت ٹھنڈی ہوا کی
دم آن سرد از درد فراقست
ٹھنڈی سانس اسکی جدائی کے درد سے ہے
رخ آن زرد از اندوه دوریست
منہ اسکا زرد دوری کے غم سے ہے
برفته آب و رنگ از شاہد باغ
باغ کے معشوق سے رنگ اور رونق جاتی رہی
نموده عور ہر شاخے بباغے
ننگا ہر ایک شاخ کو ہر باغ میں کیا
ز سر چادر فتاده نسترن را
نسترن کے سر سے چادر اور گئی
اناران تاج تارک ناربن را
نار تاج سر ناروں کے

سمن در کندن رخ تیز ناخن
چنبیلی کے منھ نوچنے میں ناخن تیز
غم جانکاه مرغان کوه در کوه
غم جان گھٹانے والا چڑیوں کو سب بہت
کہ یعنی در جہان آسودگی کو
کہ یعنی جہان میں آرام کہاں ہے
کہ خوش آن کو غم این باغ کم خورد
کہ اچھا ہو وہ شخص جسنے غم اس باغ کا کم کھایا
کزین چنبر کسی نارد برون سر
کہ اس حلقے سے کوئی سر باہر نہ لاوے
بیا و از خزان گیر اعتبارش
آؤ اور خزان سے لے عبرت اس سے
ببین رخ زردی برگ رزان را
دیکھو زردی منھ انگور کی پتیوں کی
کہ یار از یار و جفت از جفت طاقست
کہ یار یار سے اور جوڑا جوڑے سے جدا ہے
کہ دوری بعد نزدیکی ضروریست
کہ دوری بعد نزدیکی کے ضروری ہے
سیه پوش آمده در ماتمش زاغ
سیاہ پوش ہوا اس کے ماتم میں کوا
دم طاوس را پایہ کلاغے
مور کی دم پر پاؤں ایک کوے کا
زخیمه رفت پوشش ناروان را
خیمے سے گیا لباس ناروں کا
کہ می بخشد نوی باغ کہن را
کہ بخشتا ہے تازگی پرانے باغ کو

درونش را چو وقت خنده بینی
اس کے دل کو جب ہنسی کے وقت دیکھیے تو
بصد پرکالہ خون آگندہ بینی
سو ٹکڑے خون کے بھرے دیکھیے تو

بہ آن خوبان بستان را شمامہ
یعنی کے اس باغ کے معشوقوں کی خوشبو نے
ز رعنائی معصفر کردہ جامہ
رعنائی سے سرخ رنگے کپڑے

نشستہ بر رخ زردش غبار است
بیٹھا اس کے زرد چہرے پر غبار ہے
ہمانا ماندہ دور از روی یار است
تحقیق کہ یار اس سے دور رہا ہے

ز روی سختی تیغ در آب منہل
منھ کی سختی سے برف پانی کے چشمے مین
شدہ باد از زرہ سازی معطل
ہوئی ہوا زرہ بنانے سے بیکار

چنار از دست بر دد یدے
چنار اگر چالاکی جارکے سے تی دیکھا
بباغ آوازہ سرما شنیدے
باغ مین آوازہ سردی کا سنتا

نکردی دست خود را تا بہ اکنون
نہ کرتا اپنے ہاتھ کو اب تک
ز بیم از آستین شاخ بیرون
خوف سے آستین کی شاخ سے باہر

بہار انت عالم را خزان این
بہار دہ ہے جہان کی اور خزاں یہ ہے
از نیست آن غم افزا تر از این
اس سے وہ غم بڑھانیوالی زیادہ اور اس سے یہ

درین غمخانہ بیغم چون زید کس
اس غمخانے یعنی دنیا مین کیونکر جیے کوئی
زگریہ دیدہ بے نم چون زید کس
رونے سے بغیر آنکھ کو تر کیے کیونکر جیے کوئی

بگیتی در نشان خرمی نیست
جہان مین نشان خوشی کا نہین ہے
وگر باشد نصیب آدمی نیست
اور جو ہووے آدمی کو نصیب نہین ہر

نباشد سر بر آ از جیبے
نہووے سر ابھرا ہوا از جیب سے
نصیب آدمی جز بی نصیبے
آدمی کی نصیب سوا بدنصیبی کے

دل از اندیشہ شادی تہی کن
دل کو خوشی کی فکر سے خالی کر
دماغ از فکر آزادی تہی کن
دماغ کو آزادی کی فکر سے خالی کر

بداغ نامرادی شاد میباش
نامرادی کے داغ سے خوش رہ
بغل بندگی آزادہ میباش
طوق بندگی سے آزاد رہ

ز ہر چیزے کہ افتد دلپسندت
جس چیز سے کہ تیرے دل کو پسند پڑے
کند خاطر بمہر خویش بندت
کرے تیرے دل کو اپنی محبت مین قید

بصد حسرت بریدن خواهی آخر
سو افسوس سے آخر کو توڑ دے گا تو
غم هجرش کشیدن خواهی آخر
غم اسکی جدائی کا آخر کو کھینچے گا تو

گشادستی واز پابند بگسل
کھول ایک ہاتھ اور پاؤں سے بیڑی توڑ
وزین بیجا صلان پیوند بگسل
اور ان بیکار چیزوں سے تعلق توڑ

وگر تو نگسلی آنکس که بستست
اور اگر تو نہ توڑے گا جس نے کہ باندھا ہے
پی بشکستنش بگشاده دستست
واسطے توڑنے کے اسکے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں

تو غافل خفته و او ایستاده
تو غافل سو رہا ہے اور وہ کھڑا ہوا
یکایک می‌ستاند آنچه داده
ایک ایک لیتا ہے جو کچھ دیا ہے

درآورد از درستی پا بسنگت
لایا جوانی سے پاؤں تیرا پتھر میں یعنی بھاری
به میدان روائی ساخت لنگت
حاجت روائی کے میدان میں عاجز کیا تجکو

عصا گیری بکف گاه روائی
لاٹھی پکڑتا ہے تو وقت چلنے کے
که لنگی را بهموارے نمائی
کہ لنگڑا پن راہ چلنے میں دکھلاوے تو

چو صر تازه شاخی را زبن کند
جب آندھی نے کسی تازہ یعنی ہری ڈالی کو اکھیڑا
بچوب خشک نتوان کرد پیوند
سو سوکھی لکڑی سے نہیں ممکن ہے جوڑنا

بزور دست پنجه طاقت زبون کرد
زور نے تیرے پنجہ طاقت کو عاجز کیا
ز دستت نقد گیرائی برون کرد
تیرے ہاتھ سے نقد پکڑ لینے کا باہر کر دیا

بری دستی سوے هر کار پیوست
ہر ایک کام کی طرف ہمیشہ ایک ہاتھ لیجاتا ہے تو
ولی کاری بر نمی‌آید از دست
لیکن تیرے ہاتھ سے کوئی کام بر نہیں آتا ہے

چو رفت از دست بیرون زور پنجه
جب گیا ہاتھ سے باہر زور پنجہ کا
مکن خود را بزور پنجه رنجه
مت کر آپ کو پنجے کے زور سے رنجیدہ

ز چشمت برد نقد روشنائی
تیری آنکھ سے نقد روشنی کا لے گیا
تو از بی بینش سرمه چه سائی
تو اندھے پن سے آنکھ پر سرمہ کیا لگاتا ہے تو

چو در بینش ترا نیست بصیرت
جب بینائی میں نہیں تیرا یہ ہے طریقہ
مکش سرمه بچشم بصیرت
مت لگا تو سرمہ سوا آنکھ بینا کے

پی چشمانت در کوری و تنگی
اپنی آنکھوں کے لیے تنگی اور اوندھے پن میں
چه سازی چاره از چشم فرنگی
کیا کرتا ہے تو تدبیر عینک کی

ز سیمین سین که سمیت را اجلی بود
چاندی کے دانتوں سے کہ تیرے منھ کے زیور تھے
در آن عقدت چنان کسری فتاده
اس لڑی میں ایک ایسی شکست پڑی
ز نادانی که نطق و خموشی
نادانی سے وقت بات کرنے اور چپ رہنے کے
بدین آئین ز بس سختی و سستی
اسی طریقے سے نہایت سختی اور سستی سے
تو میبینی به هر شکستی را ز جانی
تو دیکھے جس شکست کو کسی جگہ سے
به هر چه از تن شود کم یا ز جانت
جو کچھ بدن یا جان تیری کے کم ہو جاتا ہے
ز طبعت هرگز آن معنی نزادست
تیری طبیعت سے کبھی یہ بات پیدا نہیں ہوتی ہے
جهان را کرده بر خویشتن تنگ
جہان کو اپنے اوپر تنگ کیا ہے تو نے
نه واقف که دیگر عالمی هست
تو واقف نہیں ہے کہ ایک اور عالم بھی ہے
از آن ترسم که چون مرگ آیدت پیش
اس سے ڈرتا ہوں میں کہ جب موت تیرے آگے آوے
دل و جان پر از صد گونه وسواس
دل اور جان سو طرح کے خوف سے بھری ہوئی
شود چرخت ز جام مرگ ساقی
ہو آسمان تیری موت کے پیالے کا ساقی
شنیدستم که جالینوس کز دل
سنا ہے میں نے کہ جالینوس نے کہ دل سے

چو لب عقد شمارش را ام و سبب بود
مانند لڑی ہونٹھ کے شمار اسکا یقین تھا
که کس را نیست زان کسری زیاده
کہ کسی کو اس سے زیادہ شکست نہیں ہے
کنی آنرا ز لبها پرده پوشی
لبوں سے ہمیشگی پردہ پوشی کرتا ہے تو
فتاده صد شکستت در درستی
پڑی ہے سو شکست تیری درستی میں
به هر جا بیش گیری نا چراست
ہر جگہ سمجھے تو ایک نابرابری گذرا ہوا سالی
باسباب جهان افتد کماست
جہان کے اسباب بہم کا تا ہے گمان جگہ
که آنرا هی بره انس که شد از دست
کہ اسکو لیتا ہے وہ جو میں ہے دیا ہے
نداری در جهان دیگر هیچ شک
نہیں رکھتا تو دوسرے جہان میں شک کا
که را انجا خاست نیش و کمی
کہ اسی جگہ سے پیدا ہوا جو کچھ کم ہے
نیاری کندن از نا اهل دل خویش
نہ کھود سکے یعنی اٹھا سکے تو جہان سے دل اپنا
روی بیرون ز عالم ناکس الراس
باہر جائیگا تو جہان اوندھے سے
هنوز نشمیل این ویرانه باقی
ابھی تجکو اسی ویرانے کی خواہش باقی ہے
نزد نو بر نیش سر در عالم گل
نہ ظاہر ہوا اس کو کوئی بھید جہان میں

چنین گفتست چون جانش رسیده
ایسا کہا ہے جب جان اُسکی پہونچی
بلب گاہی کاشکے پیش دو دیدہ
لب تک بلکہ ای کاشکے آگے دو نرگس آنکھون کے

ز فرج استرم یک فرجه بودے
فرج خچر سے میرے ایک سوراخ تھا
که عالم زان پس از مرگم نمودے
کہ جہان بعد مرجانے کے اس میں سے مجکو دکھلائی دیتا

گشاد دل نبودش چون میسر
کشادگی دل کی جو اُس کو میسر نہ تھی
فرج را فرجه جست از فرج استر
کشادگی کے لیے سوراخ ڈھونڈھا فرج خچر سے

زہی بگشادہ زین کاخ دل افروز
اے کہ کھولا اس دل روشن کرنیوالے محل مین
که نزهتگاه فردا بینی امروز
کہ تازگی کی جگہ کل کی دیکھے تو آج کے دن

نیاید در دلت هرگز که گاہے
نہین آتا اور کبھی تیرے دل مین کہ کسی وقت
کنی در حال این عالم نگاہے
کرے تو اس جہان کے حال پر ایک نگاہ

ادیم خاک کفش پا فشارست
چمڑا زمین کا جوتے کی جھاڑی ہوئی خاک ہے
درو صد گونه سختی رنگ دارست
اُسمین سو طرح کی سختیان رنگ کے مانند ہین

به آن کین کفش را از پا فشانی
بہتر ہے کہ اس جوتے کو پاؤن سے اتارے تو
وگرنه خسته پا در ره بمانی
اور جو نہین تنگ پاؤن راہ مین رہجائیگا تو

بر افکن پرده افلاک از پیش
ڈال پردہ آسمانون کا آگے سے
مباش از پردگی محروم ازین بیش
مت ہو پردہ والے سے بے نصیب اس سے زیادہ

برون از پرده نامحدود نوریست
باہر پردے کے ایک بے انتہا نور ہے
کزان هر لمعه خورشید سروریست
کہ اُسکی ہر روشنی ایک خوشی کا آفتاب ہے

دران لمعه ز هر امید گم شو
اُسکی ہر روشنی مین ہر امید سے گم ہو جا
بسان ذره در خورشید گم شو
مثل ذرے کے آفتاب مین گم ہو جا

چو گم گشتی ز دریابی رہائے
جو گم ہووے تو اسمین پاوے تو خلاصی
نه درد فرقت و داغ جدائے
درد جدائی اور داغ جدائی سے

پند دادن و بند نهادن مهر زند ارجمند را در کسب کمالات مستعد باشد

نصیحت کرنا اور قید کرنا خاص بزرگ لڑکے کو کہ کمالات کے حاصل کرنے مین مستعد رہے

تو لاکت اللہ اے فرزانہ فرزند
دوست رکھے خدا تجکو اے عقلمند لڑکے
زہر پندت دہاد آن بہرہ مندے
ہر نصیحت سے تجکو وہ نصیبہ وری دے
مرا ہفتاد شد سال و ترا ہفت
مجکو ستر برس گذرے اور تجکو سات
پریشانم ز عمر رفتہ خویش
پریشان ہون مین اپنی گذری ہوئی عمر سے
ز من کشتی کہ کارے آید نیاید
مجھ سے وہ کھیتی کہ کام آوے نہین ہوتی ہے
چہ سود اکنون کہ کار از دست رفتست
اب کیا فائدہ کہ کام ہاتھ سے نکل گیا ہے
تو جہدی کن کہ در کف مایہ داری
تو کچھ کوشش کر کہ پونجی ہاتھ مین رکھتا ہے تو
بکن کاری کہ سودے دارد آخر
وہ کام کر جو فائدہ آخر کار دے
نخست از کسب دانش بہرہ ور شو
پہلے عقل کے حاصل کرنے سے نصیبہ ور ہو
بود معلوم ہر آزاد و بندہ
ہر ایک آزاد اور پابند کو معلوم ہے
کسے کو دعوی فرزانگی کرد
جو شخص کہ اس نے دعوے عقلمندی کا کیا
ولیکن پا بدانش نہ درین راہ
لیکن دانائی سے قدم اس راہ مین رکھ
چو کسب علم کردی در عمل کوش
جب علم حاصل کیا تو اُسنے عمل کرنے مین کوشش کر

نگہدار تو باد از بد خداوند
نگہبان تیرا بدی سے رہے خدا
کہ وقت حاجت آنرا کار بندے
کہ ضرورت کے وقت اُسپر عمل کرے تو
ترا اقبال مے آید مرا رفت
تیرا اقبال آتا ہے اور میرا چلا گیا
ملول از سال و ماہ و ہفتہ خویش
رنجیدہ برس اور مہینون اور ہفتون اپنے سے
گلے کا فزون ز خار آید نیاید
جو پھول کہ زیادہ کانٹے سے پیدا ہوتا ہو نہین ہوتا ہے
زمام اختیار از دست رفتست
باگ اختیار کی ہاتھ سے نکل گئی ہے
بفرق از چتر دولت سایہ داری
سر پر دولت کے چتر کا سایہ رکھتا ہے تو
بسر باران جودے بارد آخر
سر پر مینھ ایک بخشش کا برسایگا آخر کو
ز جہل آباد نادانی بدر شو
نادانی کے شہر سے باہر نکل
کہ نادان مردہ و داناست زندہ
کہ نادان مردہ ہے اور دانا زندہ ہے
کجا با مردگان ہمخانگی کرد
کہان مُردون کے ساتھ رہا
کہ علم آمد فراوان عمر کوتاہ
کہ علم بہت آیا یعنی ہے اور عمر کم پیدا ہوئی
کہ علم بے عمل زہریست بی نوشدارو
کہ علم بے عمل ایک زہر بغیر نوشدارو یعنی لا علاج ہے

چه حاصل زانکه دانی کیمیا را — مس خود را نکردی زر سارا

کیا فائدہ اُس سے کہ تو کیمیا جانتا ہے — اپنے تانبے کو خالص سونا نہ بنایا تو نے

ز توفیق عمل چون خلعت خاص — رسد آنرا معطر کن باخلاص

عمل کی مدد سے جب خلعت خاص — پہونچے اُس کو اخلاص کے عطر سے بسا

عمل کز معنی اخلاص عاریست — بنزد پختہ کاران خام کاریست

جو عمل کہ اخلاص کے معنی سے خالی ہے — عقلمندون کے نزدیک نادانی ہے

ز کاری خام کس سودی ندارد — چو حلوا خام باشد علت آرد

کسی کا ناقص کام کچھ فائدہ نہین رکھتا ہے — جو حلوا کچا ہوتا ہے بیماری لاتا ہے

چو اخلاص آوری میباش آگاه — که باشد صد خطر ز اخلاص در راه

جب اخلاص لاوے تو خبردار رہ — کہ ہوتے ہین سو خوف اخلاص کی راہ مین

بخوش پوشی و خوشخواری مکن خوی — بتاب از راحت پشت و شکم روی

اچھے کھانے اور اچھے پہننے کی عادت مت کر — پیٹھ اور پیٹ کے آرام سے منھ پھیر

غرض از جامہ دفع حر و برد است — ندارد میل زینت هر که مرد است

غرض کپڑے سے دور کرنا گرمی اور سردی کا ہے — زینت کی خواہش نہین رکھتا ہے جو شخص مرد ہے

چو افتد بر خشن پوشی قرارت — بود ز آفات چون قنفذ حصارت

جب تیری عادت موٹا کپڑا پہننے کی ہوجاوے — ساہی کی طرح تجھکو آفتون سے قلعہ ہوجاوے

چو روبہ گر شوی از نرم شادان — کشندت پوست از سر سگ نہادان

لومڑی کی طرح اگر تو نرم پوشاک سے خوش ہوگا تو — تیری کھال سر سے کھینچ لینگے کتے کے خصلت والے

بشیرینی مکن همچون مگس جهد — که آخر بند بر پایت نهد شهد

مٹھائی کی طرف مکھی کی طرح کوشش مت کر — کہ آخر کو بیڑی رکھیگا شہد تیرے پانون پر

بتلخی شاد زی زین بحر خونخوار — که تا گنج گهر گردی صدف وار

کڑوی چیز سے خوش رہ اس خونخوار دریا مین — تا کہ خزانہ موتی کا ہوجاوے تو مثل سیپی کے

ز خوان هر کسی کالائی انگشت — بآزار وی انگشتان مکن مشت

جسکے خوان پر تو انگلیان ڈبو دے یعنی کھاوے تو — اُسکے ایذا دینے مین انگلیونکو گھونسا مت بنا

نمک را چون کنی در خورد خود صرف — نمکدان را منه انگشت بر حرف

جسکا نمک اپنے کھانے مین صرف کرتا ہے تو — نمکدان کے لیے عیب کی انگلی مت اٹھا یعنی اسکو برا مت کہہ

باحسان بر احبا دست بگشای
دوستون پر نیکی کرنے کا ہاتھ کھول

مده شان قرض و مستان نیم حبه
نہ اُن کو قرض دے اور نہ اُنسے نصف حبہ لے

بخشش باش از ایشان باربردار
بخشش مین اُنکی برداشت کرنے والا رہ

چنان نہ لیک در بخشش گری کام
لیکن بخشش مین ایسی طرح قدم رکھ

برای دوستان جان را فدا کن
دوستون کے لیے جان کو قربان کر

که باشد دوست آن یار خدای
کہ ہو وہ دوست مرد خدا یعنی خدا ترس

کشد بار تو چون باشی گرانبار
اُٹھاویگا بوجھ تیرا جب تو بوجھل ہوجاویگا

بنا خوش کارها گیرد ترا دست
بُرے کامون سے اچھی طرح تیرا ہاتھ پکڑ لیگا

ز آلایش چو گردد دستگیرت
آلودگی سے جب تیرا مددگار ہووے

بکار نیک گردد یاور تو
نیک کامون مین تیرا مددگار ہووے

چنین یار که یابی خاک او شو
جس ایسے یار کو پاوے تو اُس کی خاک ہوجا

وگرنه روی در دیوار خود باش
اور جو نہیں اپنا مُنھ دیوار مین کیے رہ

ز غمهای زمانه شاد بنشین
زمانے کے غمون سے خوش بیٹھ

منه در تنگنای مدخلی پای
کنجوسی کے کوچے مین قدم مت رکھ

فان القرض مقراض المحبة
پس تحقیق کہ قرض مقراض محبت کی ہو

مسازند از وام واری شان گرانبار
قرض دینے سے اُنکو بوجھل مت کر

که بر گردن نیاید بارت از وام
کہ تیری گردن پر قرض کا بوجھ نہ پڑے

ولیکن دوست از دشمن جدا کن
لیکن دوست کو دشمن سے علیحدہ کر یعنی پہچان

دلش روشن ز نور آشنائی
دل اُسکا آشنائی کے نور سے روشن ہو

کند کار تو چون گردی زیانکار
کریگا کام تیرا جب تو خراب حال ہوجائے گا

کند ز آب نصیحت آتشت پست
نصیحت کے پانی سے تیری آگ بجھا دیگا

بر آرد پاک چون موی از خمیرت
صاف نکال لے تجکو بال کی طرح خمیر سے

به کوی نیکنامی رهبر تو
نیکنامی کی گلی مین تیرا رہنما ہووے

اسیر حلقهٔ فتراک او شو
گرفتار اُس کے شکار بند کے حلقے کا ہو

ببر ز اغیار و یار غار خود باش
قطع کر غیرون سے اور یار اپنے یار کا رہ

ز اندوه جهان آزاد بنشین
جہان کے رنج سے بے فکر بیٹھ

فراوان شغلها را اندکی کن
بہت شغلوں میں کمی کر
زعالم روی شغل اندر یکی کن
جہان کے کاموں سے منھ ایک طرف کر

اگر باشد شب تاریک وگر روز
اگر اندھیری رات ہو اور یا دن
بهر وقتیکه باشد دل درو دوز
جس وقت ہو دل اُسمین لگاؤ

وگر ناید ترا این دولت از دست
اور جو تیرے ہاتھ سے یہ دولت نہ پیدا ہو سکے
نشاید عار بیکاری بخود بست
شرم بیکاری کی اپنے اوپر باندھنا بھی گوارا کرنا نہ چاہیے

بکنج زین کارخانه در کتب رو
اس کارخانے سے کتابوں میں متوجہ ہو
خیال خویش را ده با کتب خو
اپنے خیال کو کتابوں کی طرف توجہ دے

ز دانایان بود این نکته مشهور
عقلمندوں سے یہ نکتہ مشہور ہے
که دانش در کتب دانا ست در گور
ز دانائی کتاب میں ہے اور عقلمند قبر میں

انیس کنج تنهائی کتاب است
غمخوار گوشہ تنہائی کی کتاب ہے
فروغ صبح دانائی کتاب است
روشنی صبح دانائی کی کتاب ہے

بود بی مزد و منت اوستادی
ہو گی بے مزدوری اور احسان کی ایک اُستاد
ز شاگردی [illegible] هر دم گشادی
[illegible] سے ہر دم کھولو اسکا لبیش سمجھنے گی

ندیمی مغز داری پوست پوشی
ایک مصاحب مغز رکھنے والا پوست پہننے والا
بسر کار دانائی خموشی
کام جاننے کے بھید میں ایک چپ بیٹھنے والی

درونش همچو غنچه از ورق پر
دل اسکا کلی کی طرح ورق خون سے بھرا ہوا
بقیمت هر ورق زان یک طبق در
قیمت میں ہر ورق اسکا ایک طباق موتی کا

عماری کرده از رنگین ادیمت
عماری بنی یعنی جلوہ جائی رنگین چمڑے سے
دو صد گل پیرهن در وی مقیمت
دو سو پھول سے لباس یعنی معشوق اُسمین مقیم

همه مشکین عذاران توی بر توی
سب سیاہ رخسارے تہ بتہ یعنی مسلسل
ز لب رقت نهاده روی بر روی
رونے کی زیادتی سے منھ پر منھ رکھے ہوئے

ز [illegible] همچو هم روی [illegible] پشت
[illegible]
[illegible] انگشت
[illegible] کوئی لب پر انگلی

بتقریر لطائف [illegible]
لطیفوں کے [illegible]
[illegible] معنی نما [illegible]
[illegible]

گهی اسرار قرآن باز گویند
کبھی بھید قرآن کا ظاہر کرتے ہیں
گه از قول پیمبر راز گویند
کبھی قول پیغمبر یعنی حدیث کے رموز سمجھاتی ہیں

گهی باشند چون صافی وردنان
کبھی مثل صاف دل لوگوں کے ہوتے ہیں
بانوار حقایق رهنمونان
حقیقت کے نور کی راہ بتلانے والی

گهی آرند در طی عبارات
کبھی عبارت کی پیچیدگی میں لاتے ہیں
بحکمتهای یونانی اشارات
یونانی حکمتوں سے اشارے

گهی از رفتگان تاریخ خوانند
کبھی گذرے ہوئے حالات بتاتی ہیں
که از آینده اخبارت رسانند
کبھی آنے والی باتوں سے تجکو خبر دیتی ہیں

گهی ریزند از دریای اشعار
کبھی [illegible] اپنا اشعار کے دریا سے
بجیب عقل گوهرهای اسرار
عقل کی جیب میں موتی بھید کے

بهر جای این مقاصد چون نهی گوش
انکے ہر جا یہ مقصد کو جو سنا تو نے
مکن از مقصد اصلی فراموش
مقصد اصلی سے فراموشی مت کر

گرت نبود بکلی سوی او روی
اگر تیری توجہ اس طرف پوری نہ ہو
مکن باری از و خالی تگ و پوی
مت کر اس سے خالی کسی وقت دوڑ دھوپ

براز دل چو بگشائی لب خویش
دل کے بھید میں جب اپنا لب کھولے تو
نخست از خیر و شر آن بندیش
پہلے اسکی برائی اور بھلائی میں فکر کر

چو آید از قفس مرغی به پرواز
جب کوئی چڑیا پنجرے سے اوڑ جاتی ہے
دگر مشکل بود آوردنش باز
پھر اسکا لانا مشکل ہو جاتا ہے

درونت تیره از سیل زخارف
دل تیرا تاریک مال کی خواہش سے
زبان مگشای در شرح معارف
زبان مت کھول معرفت کے بیان میں

معارف گرچه مو باریک باشد
معرفتیں اگرچہ بال کے برابر باریک ہوں
چه حاصل زان چو دل تاریک باشد
کیا فائدہ اس سے جب دل تاریک ہووے

مکن با صوفیان خام یاری
کچے صوفیوں سے یاری مت کر
که باشد کار خامان خامکاری
کہ ہوتا ہے کام احمقوں کا احمقی

حریفان پخته قدر راز دانند
عقلمند اشارہ [illegible] کو نہیں جانتے ہیں
بخامی میوه از باغت فشانند
کچے پن سے میوہ تیرے باغ کا توڑتے ہیں

ز اصل خویش آن میوه بریده
اپنی جڑ سے وہ میوہ ٹوٹا ہوا
منه دستت تهی از سیم و از زر
ہاتھ کوئی چاندی اور سونے سے خالی مت رکھ
چو در دستش نهی دست ارادت
جب اُسکے ہاتھ میں ہاتھ اعتقاد کا رکھے تو
چو عیسی گر توانی جفت بی جفت
مثل عیسی کے اگر سکے تو بغیر بی بی کے سونا
ز دیده خواب راحت دور کردن
آنکھوں سے نیند راحت کی دور کرنا
بگلخن پشت بر خاکستر گرم
بھاڑ کی گرم راکھ پر پیٹھ
اگر ترسی که ناگه نفس خودکام
اگر ڈرتا ہے کہ ایکبارگی نفس خود مطلب
ز زن کردن نه بندیش بر پای
شادی کرنے سے اُسکے پانوں میں بیڑی رکھ
بدین نیت در هر زن که کوبی
اس ارادے میں جس ہر عورت کا دروازہ ٹھونکے تو
زنی کش سرخروئی از عفاف است
جو عورت کہ اُسکی سرخروئی پاکدامنی سے ہو
در آن حله جمال حور دارد
اس لباس میں حسن حور کا رکھتی ہو
بود قرب سلاطین آتش تیز
نزدیکی بادشاہوں کی ہوتی ہے تیز آگ
چو آتش بر فروزد مشعل نور
جب آگ روشن کرے مشعل نور کے

بماند تا قیامت نارسیده
قیامت تک رہے گا کچا
بجز در دست پیری مهر پرور
سوا ہاتھ ایک مرشد محبت کرنے والے کے
بدست آید ترا گنج سعادت
تیرے ہاتھ میں خزانہ
مده نقد تجرد از کف مفت
مجرد ہونے کی پونجی ہاتھ سے مفت مت کھو
به از همخوابگی با حور کردن
بہتر حوروں کے ہم بستری کرنے سے
به از پهلوی زن بر بستر نرم
بہتر عورت کے پہلو سے نرم بچھونے پر
بمیدان خطاکاری نهد گام
گناہگاری کے میدان میں قدم رکھے گا
که نتواند دگر جنبیدن از جای
کہ پھر جگہ سے ہل نہ سکے
صلاح نفس جو اول نه خوبی
اسکے نفس کی صلاح ڈھونڈھ نہیں خوبصورتی
همین گلگونه رویش کفاف است
یہی اُسکے منہ کے لیے روغن کافی ہے
که از نامحرمان مستور دارد
جو نامحرموں سے پوشیدہ رہتی ہو
از آن آتش بسان دود بگریز
اُس آگ سے دھوئیں کی طرح بھاگ
از آن میگیر بهره لیک از دور
اُس سے مقصد حاصل کر لیکن دور سے

ازان ترسم که چون نزدیک رانی
ز نور زندگی تاریک مانی

اُس سے ڈرتا ہون کہ جب نزدیک جائیگا تو
زندگی کے نور سے اندھارا رہیگا تو

منه پا منصبے را در میانه
که هم عزل و نصب اگردی نشانه

مت قدم رکھ ایسے منصب کے درمیان
کہ معزولی اور بحالی کا نشانہ بنجائیگا تو

ز آسودن بر آن مسند بپرهیز
که گیرد دیگرے دستت که برخیز

اُس مسند پر آرام کرنے سے پرہیز کر
کہ دوسرا تیرے ہاتھ پکڑکر اٹھا دے

ز منصب روی در بے منصبی نه
که از هر منصبے بے منصبی به

منصب سے بے منصبی مین متوجہ ہو
بلکہ ہر ایک ایسے منصب سے بے منصبی یعنی بیکاری بہتر ہے

ز نخوت پاک کن اندیشه خویش
تواضع کن بهر کس پیشه خویش

غرور سے اپنا خیال صاف کر
ہر شخص سے عاجزی اپنا پیشہ کر

چو خوشه خویش را از سرکشی پاس
ندارد سر شود از ضربت داس

بالی جو آپ کو سر اٹھانے سے محفوظ
نہ رکھے سر جھکا دے ہنسنے کی چوٹ سے

چو خود را دانه بر خاک افگند خوار
ز خاکش مرغ بر دارد به منقار

دانہ جسطرح کہ خاک پر ذلیل ڈالدیتا ہے
خاک سے اسکو اٹھاتی ہر چڑیا چونچ مین

طلب مسکین که صدر ارجمندے
ز تعظیم فرودان سربلندے

طلب کرتا رہ بزرگی کی مسند پر
نیچے بیٹھنے والون کی تعظیم سے سربلندی

عدو را بین که چون از بخت فیروز
شد از تقدیم صفر افزونی اندوز

دشمن کو دیکھ کہ جو نصیبے کی فتحمندی سے
ہوا پہلے خالی رہتے سے زیادتی حاصل کرنیوالا

مکن وعده اگر کردے وفا کن
طریق بیوفائی را رها کن

وعدہ مت کر اگر تو نے کیا ہے پورا کر
بے وفائی کے طریقے کو چھوڑ

از آنحضرت که فیاض وجود ست
خطاب جمله اوفوا بالعقود ست

اُس درگاہ سے کہ فیض پہونچانیوالی آدمیونکی ہر
سبہر سے خطاب اُسکا وعدہ پورا کرنیکا ہے

چو نادانان نه بند پدر باش
پدر بگذار و فرزند هنر باش

نادانون کی طرح باپ کی قید مین مت رہ
باپ کی راہ چھوڑ ہنر کی فکر مین رہ

چو دود از روشنی بیرون نشانمند
چه حاصل زانکه آتش هست فرزند

جو دھوان روشنی سے نشان بتانے والا ہو
کیا فائدہ اُس سے اگر وہ آگ کا لڑکا ہے

مکن یادش مگر در خلوت خاص | که سازی شادش از تکبیر و اخلاص
یاد اسکی مت کر لیکن خلوت خاص مین | که اسکو خوش کرے تو تکبیر اور اخلاص سے

چو پندی بشنوی از پند فرمای | چو دانا بایدش در جان کنی جای
جب سنے نصیحت کسی نصیحت کرنیوالے سے | مثل دانا کے چاہیے اسکو جان مین جگہ دے تو

نه چون نادان ز یک گوشش در آری | ز دیگر گوش بیرونش گذاری
نہین مثل نادان کے ہر ایک کان سے اسکو سنے تو | دوسرے کان سے اسکو باہر چھوڑے تو

نروید بی درنگی دانه از خاک | نیابد قطره قدر گوهر پاک
نہین اگتا ہے بے تامل کے دانہ خاک سے | نہین پاتا ہے قطرہ مرتبہ پاک موتی کا

نباشد این مثل پوشیده بر کس | که گر در خانه کس حرفی بود بس
یہ مثل کسی پر پوشیدہ نہین ہے | کہ اگر گھر مین کوئی شخص ہو ایک حرف کافی ہے

چو دریای قدم جنبش نماید | ز بانگ غوک بی سامان چه آید
جب دریا قدامت کا جنبش کرتا ہے | بے سامان مینڈھک کی آواز سے کیا پیدا ہوا

همان به کاندرین دیر مجازی | کند فضل خدایت چاره سازی
وہی بہتر کہ اس ظاہری سرانے مین | کرے مہربانی خدا کی تیری مدد

در مخاطبت نفس و ترقی دادن وی از حضیض
نفس سے خطاب کرنے اور ترقی دینے مین اس کو پستی

خویشتن داری بذروۀ بلند همتی
خود پسندی سے بلند ہمتی کی بلندی مین

بکار پختگان رو آر جامی | مکن زین بیشتر در کار خامی
عقلمندون کے کام مین متوجہ ہوجائے | اس سے زیادہ کام مین نقصان مت کر

چه باشد پختگی آزاده بودن | بخاک نیستی افتاده بودن
کیا عقلمندی ہے آزاد رہنا | نیستی کی خاک پر پڑا رہنا

نه بینی زیر این زنگار گون کاخ | که از خامیست میوه بر سر شاخ
نہ دیکھے گا تو نیچے اس سبز محل کے | کہ کچے پن سے میوہ شاخ مین لگا ہے

بیفتد چون کند در پختگی رو
گر جاتی ہے جب پکنے پر آجاتی ہے
نخورده سنگ طفلان جفا جو
بغیر شوخ لڑکوں کے ڈھیلے کھائے ہوئے

ز خوان پخته کاران توشه گیر
پختہ لوگوں کے خوان سے کچھ توشہ لے
ز سنگ اندازی خامان گوشه گیر
بیوقوفوں کے پتھر مارنے سے کنارہ لے

طمع را از قناعت بیخ بر کن
قناعت سے لالچ کی جڑ اکھاڑ
طلب را از توکل شاخ بشکن
توکل سے خواہش کی شاخ کو توڑ

بشهرستان همت ساز خانه
ہمت کے شہر میں مکان بنا
بعزلت گاه عنقا آشیانه
عنقا کے گوشہ میں جھونجھ بنا

زبان بگشای در مدح زبونان
زبان کھول بیچاروں کی تعریف میں
قلم کش از مدیح ننگ دونان
ایک طرف کر لے کمینوں کی تعریف سے قلم

سران را مال از پشت پائی
سرداروں کو ٹھوکر مار
قوی دستان کمی را اتفاقی
جہان کے زور آوروں کو ٹھوکر دے

بتاثیر در فصول چارگانه
زمانہ کے چار دن فصلوں میں
که می گردد بران دور زمانه
کہ گردش کرتا ہے زمانہ کا دور

چو بستان بهار پار و امسال
جیسے بہار پر بہار گذشتہ اور حال کی
خزان هر دو را بنگر بیک حال
دونوں کی خزان کو ایک حال میں دیکھ

میان هر دو بستان دو تغییر
درمیان ان دونوں کے بڑی اور جاڑا بھی
بدین منوال ممکن نیست تغییر
اس طور پر ممکن نہیں ہے فرق کرنا

نمی دانم درین شکل مدور
نہیں جانتا ہوں اس گھومے ہوئے شکل یعنی تو آسمان میں
چرا شادست بی عیش و جمع کمر
اس دہر کی وضع سے کیونکر خوش ہے تو

مکرر گرچه سحرآمیز باشد
دوبارہ اگرچہ جادو بھری ہوئی ہو سخن
طبیعت را ملال انگیز باشد
طبیعت کو ملال دینے والی ہوتی ہے

زیان بگذار و فکر سود خود کن
نقصان کو چھوڑ اور اپنے فائدے کی فکر کر
ز هستی رو بدریای وجود کن
ہستی سے منہ موڑ اپنی ہستی میں کر

درون از شغل مشغولان بپرداز
دل کو شغل کام کرنیوالوں سے آراستہ کر
دل از مشغولی غولان بپرداز
دل کو غولوں یعنی دنیا والوں کی مشغولی سے خالی کر

فسونِ عشق بر دوران میاموز
عشق کے جادو خدا سے دوروں کو نہ بتلاؤ

چراغ از بہر شب کوران میفروز
اندھون کے لیے چراغ مت جلاؤ

ہمیدار از گزاف انفاس پاس
ڈینگ سے نفس کو نگاہ رکھو

کہ شرط رہرو آمد پاس انفاس
کہ شرط سالک کی آئی روکنا نفس کا

نفس کز روی آگاہی نیاید
جو دم کہ راہ خبرداری سے نہ آوے

مزید عمر آگاہان نشاید
زیادتی عمر کی خبرداروں کا نہ چاہیے

چراغ زندگانی را بود تف
چراغ زندگی کے لیے ہوتی ہے سانس

دماغ عقل را دودِ تاسف
دماغ عقل کے لیے دھوان افسوس کا

جوانی تیرگی برد از دیارت
جوانی سیاہی لے گئی تیرے ملک سے

منور شد ز پیری روزگارت
روشن ہوا بڑھاپے سے زمانہ تیرا

سر آمد ظلمت کوری و دوری
آخر ہوئی تاریکی اندھے پن اور دوری کی

بر آمد نیر الشیب نوری
نکلا ستارہ بڑھاپا نور بیرے کا

از ان ظلمت ندیدی ہیچ کامے
اس تاریکی یعنی جوانی سے نہ دیکھا تو نے کوئی مقصد

بزن در پرتو این نور گامے
اس روشنی کے نور میں رکھو ایک قدم

بود زین گام رہ آری بجاے
شاید اس قدم سے راہ کسی جگہ لیجاوے تو

کز انجا بشنوی بوئے وفاے
کہ وہاں سے سونگھے تو ایک بو وفا کی

چہ رنگ آخر ترا از موسفیدے
کیا فائدہ آخر کو تیرے بال سفید ہونے سے

چو ندہد موسفیدے رو سفیدے
جب بالون کا سفید ہونا منہ اجیالا نہیں دے

بدل گر نیستت زان رنگ حجابی
اس رنگ سے اگر تیرے دل میں کوئی شرم نہیں ہے

مکن ہمچون سیہ کاران خضابی
گنہگاروں کی طرح مت لگا تو کوئی خضاب

ز پیری بر سرت برف نگرفت
بڑھاپے سے تیرے سر پر برف نادر ہے

وزان غم گریہ تو آب برفست
اور اس غم کے رونا تیرا برف کا پانی ہے

وزان گریہ براہ عذر خواہے
اس رونے میں عذر خواہی کی راہ سے

بآب برف شو از دل سیاہے
برف کے پانی یعنی آنسو سے دھو دل کی سیاہی

سیاہی گر ندانی شستن از دل
دل سے اگر سیاہی دھونا نہیں جانتا ہے تو

ندانم زین سیہ کاری چہ حاصل
نہیں جانتا ہوں میں اس گنہگاری سے کیا فائدہ

قلم افگن کہ دستت رعشہ دار است
قلم پھینک کہ تیرا ہاتھ رعشہ دار یعنی کانپ رہا ہے
چراغ فکر را تابی نماندست
چراغ فکر میں کوئی روشنی نہیں رہی ہے
نہ بینم از چنان فرخندہ باغے
نہیں دیکھتا ہون مین ایسی ایک مبارک باغ سے
بدین پا راہ طاؤسان چہ پوئے
اس پانون سے چال مورون کی کیا چلتا ہے تو
خلاصی جستن است از وہم و پندار
نجات پانا اُس سے وہم اور گمان ہے
نظامے کو و نظم دلکشایش
کہان نظامی اور اسکی دلکش نظم
درون پردہ اکنون جاے کردہ
اب وہ پردے مین بیٹھ رہا یعنی مرگیا
نیابد بہرہ تا در پردہ باشد
نہین حصہ پاتا ہے جبتک پردے مین رہتا ہے
نباشد آن سر الامن الی اللہ
نہووے وہ بھید لیکن خدا کی طرف سے
ولی کردہ از ین پیغولہ تنگ
لیکن کیا اس گوشہ تنگ یعنی دنیا سے
ازین دام گرفتاران رمیدہ
اس جال کے گرفتارون یعنی دنیا دارون سے بھاگ کر
درون از نقش کثرت پاک شستہ
دل کو نقش کثرت سے صاف دھویا
بہ پہلوے خود این دل را نیابے
اسنے پہلو مین اس دل کو نپاوے تو

ورق بر در کہ فکرت نارسا ست
کاغذ پھاڑ کہ فکر تیری بیکار ہے
ریاض شعر را آبی نماندست
شاعری کے باغین کوئی تازگی نہین رہی ہے
ترا در دست جز پائی کلاغے
تیرے ہاتھ میں سوا ایک کوے کے پانون کے
خلاصی از حبس محبوسان چہ جوئے
خلاصی دنیا دارون کی قید سے کیا ڈھونڈھتا ہے تو
ز تحریر سطور و نظم اشعار
لکھنے سطرون نثر اور شعر نظم کرنے سے
تکلفہاے طبع نکتہ زایش
اسکی باریکی پیدا کرنے والی طبیعت کے تکلف
وز و ماندہ ہمہ بیرون بردہ
اور اس سے سب یعنی شاعری اسکی باقی رہ گئی
جز آن سری کہ با خود بردہ باشد
سوا اُس بھید کے کہ اپنے ساتھ لے گیا ہو
بہ قلب سالم نماسوے اللہ
سالم یعنی درست دل مین کوئی چیز سوا خدا کے
سوے فسحت سراے قدس آہنگ
طرف کشادہ گھر پاک کے ارادہ
بزیر دامن عرش آرمیدہ
نیچے دامن عرش کے آرام کیا
ز کثرت سر وحدت بار جستہ
کثرت یعنی دنیا سے بھید وحدت کا ڈھونڈھا
چہ باشد گر ز خود پہلو تہا بے
کیا خوب ہو جو آپ سے پہلو نہ پھیرے تو

سہی پہلو مرد کاردانے
دیکھے تو تنہا و طرف ایک دانا واقفکار مرد کے

میان کاروانان پہلوانے
واقفکارون مین ایک پہلوان

چہ خوش گفت آن دل پر گنج عرفان
کیا اچھا کہا اس معرفت کے خزانہ بھرے دل نے

کہ باشد روزہ داری صرفۂ نان
کہ ہوتی ہے روزہ داری خرچ کرنا روٹی کا

ہمے آید نماز از ہر زن پیر
ہو سکتی ہے نماز ہر بوڑھیا عورت سے

کہ باشد شیوۂ او عجز و تقصیر
کہ ہے طریقہ اس کا عاجزی اور کمی

ولی گر مردی آن راہی بدست آر
لیکن تو جو مرد ہے وہ راہ ہاتھ مین لا یعنی چل

کہ پیش کاردانان این بود کار
کہ آگے واقفکارون کے یہ کام ہے

چنان دل را کہ شرحش با تو گفتم
ایسے دل کو جسکا بیان تجھسے کیا مین نے

بوصفش گوہر اسرار سفتم
اسکی تعریف مین موتی بھید کے پروئے مین نے

بجو از پہلوی پیر مکمل
ڈھونڈ ہڑھ پیر کامل یعنی مرشد کے پہلو سے

کہ این باشد بدست آوردن دل
کہ یہی ہے حاصل کرنا دل کا

خاتمہ در شکر اتمام و تاریخ اختتام

خاتمہ بیچ شکر تمام ہونے اور تاریخ ختم ہونے

و دعای بقای کرام ابقاہم اللہ تعالے

اور دعاے جس بزرگون کے زندگی دے اونکو خدا بہ تحقیق

بحمد اللہ کہ بر رغم زمانہ
شکر ہے خدا کا کہ برخلاف زمانے کے

بپایان آمد این دلکش فسانہ
انتہا کو پہونچا یہ دلچسپ قصہ

دلم کز نظم سجع در عنا بود
دل میرا کہ شعر کہنے سے رنجیدہ تھا

ز فکر قافیہ در تنگنا بود
قافیے کی فکر سے نہایت تنگی مین تھا

بیفگند از کف فکرت ترازو
ڈالدی فکر کے ہاتھ سے ترازو

نشست از نظم سجع سست بازو
بیٹھا شعر گوئی سے سست بازو ہوکر

ز دیوار فراغت یافت پشتی
فراغت کی دیوار سے پائی مدد

براہ نرمی افتاد از درشتی
نرمی کی راہ مین آپڑا سختی سے

سرش برداشت از زانو گرانی
تیرے سر نے زانو سے اٹھایا بوجھ

قلم آن فارس مرکب انامل
قلم وہ سوار تھا انگلیوں کے گھوڑے کا

بود از مقدمش ماندی ازہا
وہ بھی ہاتھ بڑھنے کے آگے زبان یعنی حرف نبے رہتے

سیہ رو تاخت ز مرکب شد پیادہ
اور منہ کالا کر گھوڑے سے پیدل ہوا یعنی ہاتھ سے رکھا

قد از دست قلمزن نازکش پست
قد لکھنے کے ہاتھ سے سر نازک پست یعنی جھکا

دوات آن طبلۂ مشک خطائی
دوات وہ پٹاری مشک خطا کی

دہان طبلہ را زد مہری از موم
پٹاری کے منھ کو بند کر دیا موم سے

ورقہا از پریشانی رہیدند
ورق پریشانی یعنی بکھرنے سے بچے

بسان گل دو صد برگ یک پوست
پھول کی طرح دو سو پتیاں ہیں اور ایک چھلکا

چو گل ہر دم رواج تازہ شان باد
پھول کی طرح ہر دم ان کو تازگی ہو جیو

کتابی بین بکلک صدق مرقوم
ایک کتاب ہے سچے لکھنے والے قلم سے لکھی ہوئی

زنامش طوطی آسا یو شکر خا
اسکے نام طوطی کے مانند ہوئیں میٹھی باتیں کرنیوالا

بنام ایزد چہ خرم نوبہاریست
سبحان اللہ کیا تازہ اور سبز بہار ہے

سبک شد خاطر از بار نہانی
ہلکا ہوا دل پوشیدہ بوجھ سے

کہ گردی از حبش در روم منزل
کہ کرتا تھا حبش سے روم میں مقام

بحاضر دادی از غائب خبرہا
حاضر میں دیتا تھا غائب کی خبریں

در افتاد بے مہد و سادہ
لیٹا رہا بغیر گہوارے اور مسند کے

نہ گزلک را بود سر زنش دست
نہ چھری کو اسپر تراشنے کی ضرورت

بامداد قلم در مشک سائی
قلم کی مدد سے مشک گھسنے یعنی لکھنے میں

کہ جا بستہ دہان طبلہ مختوم
کہ بہتر ہے پٹاری کے منھ پر مہر لگا دینا

جو باحسن بہاے جمعیت کشیدند
جو پریشان تھے انہوں نے جمعیت کا کھینچا یعنی سمیٹ رکھے

کہ تا کی پر کشد زایشان فلک دست
کہ کب تک کھینچے گا آسمان ان کی کھال

بہ پیوند بقا شیرازہ شان باد
باقی رہنے کے پیوند سے انکا شیرازہ ہو جیو

بنام عاشق و معشوق موسوم
عاشق اور معشوق کے نام سے ہے

چو بر جو ہم نام یوسف با زلیخا
جو لیجا و جو بنہ حضرت یوسف کا ساتھ زلیخا کے

گرو در باغ ارم را خار خاریست
کہ ارم میں باغ جنت کو ایک رشک و حسرت ہے

[illegible]

بود ہر داستان زو بوستانے
ہر داستان اُسکی ہووے ایک باغ
ہزاران تازہ گل در وی شگفتہ
ہزاروں تازہ پھول اُس مین کھلے ہوئے
چمنہائے معانی شاخ در شاخ
چمن معانی کے بہت طرح کے
خط مشکین اور انوح کافور
خط سیاہ اُس کا اور پیشانی اُجلی
ہزاران حرف کہ دروی چشمہ دار است
جو حرف کہ اسمین چشمہ دار ہین مثل صاد اور طا کے
بہر سو جدول از ہر چشمہ سارے
ہر طرف جدول یعنی نالی ہر ایک چشمہ سار مین
خوش آن رہرو کہ بخت سازگار یش
اچھا وہ راہ چلنے والا کہ موافق نصیبہ اُسکا
نظر در آبش از دل غم بشوید
نظر اُسکے پانی مین غم دل سے دھوتی ہے
زجانش سر زند ہر وفائے
اُسکے دل سے باہر نکلتا ہے ایک بھید وفا کا
ز موج بحر الطاف الٰہے
لہر دریائے مہربانیوں خدا سے
چو آرد تازہ گلہا را در آغوش
جو تازہ پھولوں کو گود مین لاوے
قلم نساجی این جنس فاخر
قلم لکھنے والا اس قیمتی چیز یعنی اس کتاب کی تصنیف کو
کہ باشد بعد ازان سال مجدد
کہ ہوتا ہے بعد اُسکے سال نیا شروع

بہر بستان ز گلروئے نشانے
ہر باغ مین ایک معشوق کا نشان
دو صد نرگس بخواب ناز خفتہ
دو سو نرگس نازگی نیند مین سوگئی ہوئین
عبارا تش نوا سنجان گستاخ
آواز کرنیوالے یعنی جانوروں بولیان تیز
چو دریائے درختان سایہ و نور
جیسے درختوں کے نیچے دھوپ اور چھانون
ز معنی موجزن یک چشمہ سارست
معنی سے جوش مارنیوالا ایک چشمے کے مانند ہے
پر از آب لطافت جویبارے
بھری ہوئی لطافت کے پانی سے ایک نہر
نشاند بر لب آن جویبارش
بٹھلا دے اُس نہر کے کنارے اُس کو
غبار از خاطر درہم بشوید
غبار دل پریشان سے دھوتی ہے
ز جیب آرد برون دست دعائی
جیب سے باہر نکلتا ہے ایک ہاتھ دعا کے لیے
کند این تشنہ لب را قطرہ خواہی
کرے یہ پیاسا لب بر پانی مانگتا
نگر دو باغبانش بروی فراموش
باغبان اُسپر یعنی اُس کو بھول نجاویگا
رسانید آخر سالے بآخر
آخر کو پہنچایا ایکسال کے ختم ہونے یعنی [illegible]
نہم سال از نہم عشر از نہم صد
نوسو اُٹھانوے ہجری سے تو سو ننانوے ہجری تک

تازہ گل مضمون تازہ اور معانی رنگین ہیں کتاب کے مراد ہیں ۱۲ خط مشکین مراد خط سیاہ [illegible] کافور [illegible] ۱۲ [illegible]

گرفتم بیت بیتش را شماره
لی مین نے بیتین اُسکی شمار مین یعنی شمار کین مین نے
هزار آمد و لیکن چار باره
ہزار آئین لیکن چار بار یعنی چار ہزار شعر ہوئے

خداوندا بمردان رهِ عشق
اے خدا طفیل مردون راہِ عشق کے
نهاده بار در منزل گهِ عشق
دخل رکھے ہوئے مقام عشق مین

که با این نوعروس حجلهٔ غیب
کہ ہو یہ نئی دُلھن پردۂ غیب سے
تهی دامان و جیب از وصلهٔ عیب
خالی دامن اور جیب آمیزش عیب سے

مبارک بر شه و ارکان دولت
مبارک ہو یہ بادشاہ اور ارکان دولت
غضنفر هیبتان و شیر صولت
شیر کے دبدبے اور شیر کے ہیبت والون کے

بتخصیص آن جوانمردی کش از دیر
خاصکر اُس جوانمرد کو کہ اُسکا دنیا سے
نسب چون نام باشد شیر بر شیر
سفر جو نام رکھتا ہے شیر اور پر شیر کے یعنی شیر علی

ز بس در بیشهٔ مردی دلیر است
از بس کہ بہادر ہے جنگل مین بہادر سے
ز مردان جهان نامش دو شیر است
جہان کے مردون نے نام اُسکا دو شیر یعنی شیر علی ہے

یکی در ازدر بدوران کشنده
ایک دروازہ زمانہ کے دروازے سے اُکھاڑ نیوالا یعنی علی در خیبر کھینچن
یکی سرپنجه با گوران زننده
ایک سرپنجہ گورون کے لڑانیوالا یعنی جنگلی شیر

بسیم تعمیه زان بردمش نام
تعمیہ کی طرح پر اسکا نام لیگیا یعنی بیان کیا مین نے
که ماند دور از اندیشهٔ عام
کہ دور رہے اُس سے عام لوگون کا اندیشہ

دگر نه کی توان از فهم و ادراک
اور جو نہین کب ممکن تھا عقل اور دانائی سے
بصد حقه نهفت آن گوهر پاک
سو ڈبہ مین اُس پاک موتی کو چھپانا

کند در شعر طبعش موشکافی
کرتی ہے اُس کی طبیعت شعر مین باریک بینی
وزان مو نوک کلکش شعر بافی
اور اُس بال سے نوک اُس کے قلم کی شعر بنانا

نهد زین شعر مشکین دام دلها
رکھے ان خوشبودار بالون یعنی اشعار سے جال دلون کا
دهد از شعر شیرین کام دلها
میٹھے شعر سے دلونکا مقصد دے یعنی شیرین کرے

دل عشاق از آن یک ماند در بند
دل عاشقونکا اس ایک یعنی زلف سے ہے قید مین
لب خوبان ازین یک در شکرخند
ہونٹھ معشوقونکا اس ایک یعنی کلام سے میٹھی باتین کرنیوالا

بذکرش ختم شد این روشن انفاس
اُسکے ذکر مین ختم ہوگئین یہ روشن انفاس یعنی یہ زمانہ
لسان نور منزل ختم بر ناس
شل نور کے منزل آخری اور بر ناس کے

بلے در بارگاہ آدمیت

سچ ہے بارگاہ آدمیت میں

ہمیشہ تا عطائے دو عالم

ہمیشہ جبتک بخشش گردش جہان کی

چنان دل باخدائی عالمش باد

ایسا دل اسکا طرف خدائے جہان کے متوجہ ہو

سخن را از دعا دادی تمامے

کلام کو دعا سے دی تو نے تمامی یعنی تمام کیا

سیہ کاری مکن چون خامہ خویش

سیاہ کاری یعنی گناہگاری مثل اپنے قلم کے

ازان صحرا جواد خامہ پی کن

اس جنگل سے گھوڑا قلم کا ...

جز او کم یافت راہ محرمیت

سوا اس کے کم پائی کسی نے راہ واقفکاری کی

کند طبع لیئمان شاد و خرم

طبیعت کنجوسوں کی کرے خوش اور خرم

کہ ناید از عطائے عالمش یاد

کہ جہان بھر کی بخشش سے اسکو یاد نہ آوے

بآمرزش زبان بکشای جامی

واسطے بخشایش کے اے جامی زبان کھول

بشو از چشم پر خون نامۂ خویش

خون آلودہ آنکھ سے اپنا نامۂ اعمال دھو

وزین سو داسواد نامہ طی کن

اور اس سودے سے سیاہی نامۂ اعمال کی طے کر

زبان را گوشمال خامشی دہ

زبان کو خاموشی یعنی چپ رہنے کی گوشمالی دے

کہ ہست از ہر چہ گوئی خامشی بہ

کیونکہ جو کچھ کہتا ہے تو اس سے خاموشی بہتر ہے

ذکر خیر نام نامی مولانا عبد الرحمن

بیان نام مشہور جناب مولانا محمد عبد الرحمن مخلص

جامی قدس سرہ السامی

جامی کا پاک ہووے بھید اس بزرگ کا

اصل وے از اصفہان و مولدش بلدہ جام چنانکہ خود فرمودہ

اصل اسکی اصفہان سے اور پیدایش اسکی قصبہ جام کی جیسا کہ خود فرمایا آخر

مولدم جام و رشحۂ قلمم

جائے پیدائش میری قصبہ جام کی اور ریزش قلم میرے کا

جرعۂ جام شیخ الاسلامیست

گھونٹ پیالہ شیخ الاسلام کا ہے یعنی مرید شیخ الاسلام کا ہوں

زان سبب در جریدۂ اشعار

اس سبب سے شاعری کے دفتر میں

بدو معنی تخلصم جامیست

جامی میرا تخلص دو معنی ہے

در عہد خویش مرجع خاص و عام بود و پادشاہ سلطان حسین در خدمت
اپنے زمانے میں جگہ رجوع ہونے خاص و عام کا تھا پادشاہ سلطان حسین خدمت میں
مولوی کمال عقیدت داشت و نظام الدین میر علی شیر کہ مطاع پادشاہ
مولوی کی کمال عقیدہ رکھتا تھا اور نظام الدین میر علی شیر کہ اطاعت کیا گیا پادشاہ
بود مطیع او و از معتقدان اوست و در مثنویات خویش ستایش بسیار
کا تھا فرمان بردار اس کا اور اس کے مریدوں سے ہے اور اپنی مثنویوں میں بہت تعریف
فرمودہ تصانیف عالیہ او در اکثر علوم بر صفحۂ روزگار یادگار است کہ
کی اس کی بزرگ تصنیفیں اکثر علوم میں زمانے کے صفحے پر یادگار ہیں کہ
عدد وش پنجاہ و چہار است موافق عدد اسم وی خلاصہ کہ جناب
جن کی گنتی چون رسالے ہیں موافق اس کے نام کے عدد کے خلاصہ یہ کہ جناب
مولانا را در فن سخنوری قدری بود کہ بتقریر نگنجد منظومات بسیار دارد و را
مولانا ممدوح کو شاعری کے فن میں ایسا مرتبہ تھا کہ بیان میں نہیں سماتا ہے بہت نظم رکھتے ہیں سوائے
دیوان و مثنویات سبعہ
دیوان اور سات مثنویوں کے

تاریخ وفاتش از میر علی شیر
تاریخ اس کے مرنے کی میر علی شیر سے

کاشف سر الٰہی بود بیشک زان سبب ظاہر کرنیوالا خدا کے بھید کا تھا بیشک اس سبب سے	گفت تاریخ وفاتش کاشف سر الٰہ کہی تاریخ اسکے مرنے کی ظاہر کرنیوالا بھید خدا کا

منہ
اسی سے

یا من بدا جمالک فی کل ما بدا اے ذات کہ ظاہر ہوا جمال تیرا ہر مخلوق میں مینالم از جدائی تو دمبدم چو نی روتا ہوں میں تیری جدائی میں ہر دم مثل بانسری کے	بادا ہزار جان مقدس ترا فدا ہزار پاک جانیں تجھپر قربان ہو جیو وین طرفہ ترکہ از تو نیم یک نفس جدا اور یہ تعجب زیادہ کہ تجھ سے میں ایکدم جدا نہیں ہوں

ولہ
اور اوسی سے

اَحِنُّ شَوْقاً اِلیٰ دِیَارٍ لَقِیتُ فِیهَا جَمَالَ سَلْمیٰ مین جو کرتا ہون تو سوا ایسے شہر کیطرف جسمین ملا مجکو جمال سلمیٰ کا	که می‌رساند ازین نواحی نوید وصلی بجانب ما اسلیے کہ پہونچاتا ہو اس طرف سے ایک خوشخبری ملاقات کی ہماری طرف
جمال سوی تو قبلهٔ جان حریم کوی تو کعبهٔ دل جمال تیرے منہ کا جان کا قبلہ حرم تیری گلی کی کعبہ دل کا ہے	فَاِنْ سَجَدْنَا اِلَیْکَ نَسْجُدْ وَ اِنْ سَعَیْنَا اِلَیْکَ نَسْعیٰ پھر جو ہم تیری طرف سجدہ کرین سجدہ کرینگے اور جو دوڑین ہم تیری طرف دوڑینگے ہم
بناز گفتی فلان کجائی چه بود حالت درین جدائی ناز سے کہا تونے ای فلانے کہان ہے تو کیا تھا تیرا حال اس جدائی مین	مَرِضْتُ شَوْقاً وَ مِتُّ هَجْراً فَکَیْفَ اَشْکُو اِلَیْکَ شَکْوٰی بیمار ہوا مین شوق سے اور مرا مین جدائی مین پس کیونکر رووٗن تیری طرف گلہ

ولہ
اور اوسی سے

هر چه اسباب جمالست رخ خوب ترا جو کچھ اسباب جمال کا تیری خوبصورت چہرے کو ہے	همه بر وجه کمالست کما لا یخفی کمال کے سبب سے ہے جو پوشیدہ نہین ہے

ولہ
اور اوسی سے

گاه در دل سازی و گه در دیده جا کبھی دل مین اور کبھی دیدے مین جگہ کر	هر دو جای تست یا بدر الدجیٰ دونون جگہین تیری ہین اے روشن چاند

ولہ
اور اوسی سے

از میل ملاهی و مناهی توبه خواہش کھیلون اور خلاف شرع سے توبہ	وز نفس مباهی و تباهی توبه اور نفس فخر کرنے والی اور بد سے توبہ
در توبه چو هست ضافت فعل بخویش توبہ مین جو ضافت کلام کی ہے اپنی طرف	زین توبه که می‌کنم الٰهی توبه اس توبہ سے کہ کرتا ہون ہین الٰہا توبہ ہے

کذا در تذکرهٔ داغستانی و در لطائف نوشته

ایسا ہی تذکرہ داغستانی اور لطائف مین لکھا ہے

کہ روزے مولانا در عین وجد شعرے مے خواندند
کہ ایک دن مولانا ممدوح عالم وجد مین ایک شعر پڑھ رہے تھے

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی	ہر کہ پیدا میشود از دور پندارم توئی
بسکہ میری زخمی جان اور چشم بیدار مین تو ہے	جو شخص دور سے ظاہر ہوتا ہے سمجھتا ہون تو ہے

منکرے بگذشت و گفت کہ اگر خر پیدا شود مولانا فرمود پندارم توئی
ایک منکر نے گذر کیا اور کہا کہ اگر گدھا ظاہر ہو مولانا نے فرمایا مین سمجھون تو ہے
و روزے کسی بمولانا خایہ غلامان فرستادہ بود آن وقت تلمیذے
اور ایک دن کسی شخص نے مولانا کے پاس انگور خایۂ غلامان کی قسم کے بھیجے تھے اُسوقت ایکشاگرد نے
گفت کہ مولانا در باغ ما ریش بابا بسیار خوب می شود فرمود کہ از ریش
کہا کہ مولانا ہمارے باغ مین ریش بابا کی قسم کے انگور خوب ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ تمھارے ریش
بابا ے شما خایۂ غلامان ما بہتر ست و ہر دو قسمے ست از انگور و در فن
بابا سے ہمارے خایۂ غلامان بہتر ہین اور یہ انگور کی دو قسمین ہین اور
معما دخلے تمام داشت از دست باسم علے
معما گوئی کے فن مین بھی کافی دخل رکھتے تھے اور یہ انھین سے علی کے نام پر ہے

چشم بکشا زلف بشکن جان من	بہر تسکین دل بریان من
آنکھ کھول زلف توڑ اے جان میری	واسطے تسکین دل بریان میرے کے

خاتمۂ کتاب ہذا و تاریخ طبع از احقر بالک رام گہر
شاگرد شاعر بلیغ خیال فصیح مقال جناب منشی
خیراتی لال صاحب شگفتہ لکھنوی دام کمالاتہم

ادا ہو کس زبان سے شکر حق یہ کسکی طاقت ہے	بشر کیا جان رکھتا ہے ملک کی پست ہمت ہے
مرے محسن جو ہین اک حاجی صاحب صاحب دولت	ہنر کے قدر دان ہین اہل دین ہین اور نکو سیرت
جو وہ اسم گرامی بحر موزون مین نہین آتا	سبب یہ ہے سمایا ہے مین کو زے مین کب دریا

م م ی ق ب ا ر ت

بیان کرنے کی اب اس نام کے یاد آئی یہ حکمت … کہ بسم اللہ کر کے لکھ چلوں توشیح کی صنعت
مجھے بلوا کے اکدن لطف سے خواہش یہ ظاہر کی … جیسی گر زلیخا کے لکھو اردو میں تم معنی
مقرر ہوگی وہ مقبول اردو دان زمانہ ہے … دلوں میں ذوق اردو ہے اب دو کارخانہ ہے
یہ سنتے ہی زبان سے میری بھی نکلا بہت اچھا … عنایت آپ کی کہکر اٹھا کچھ دن میں لکھ لایا
قبول خاطر نازک ہوا جب ترجمہ دیکھا … وہ کچھ پایا صلہ میں نے جو اجرت سے زیادہ تھا
بوقت طبع فکر سال دلمیں جب ہوئی پیدا … تردد میں طبیعت تھی کوئی مضمون نہ ہاتھ آیا
ادھر مانع تھی بیعلمی اودھر تعمیل واجب تھی … جو دلمیں فکر تھی اس سے سبکدوشی مناسب تھی
رہا میں غوطہ زن کچھ دیر پھر دریای فکرت میں … کیا کچھ دیر میں نے غور پھر اپنی طبیعت میں
تو دل کہنے لگا فکر عبث سے فائدہ کیا ہے … بھرے ہیں کان تحسین سے خدا کا شکر زیبا ہے
سخن کے جوہری جوہر شناسی سے ہیں یوں گویا … چھپا عقد گہر یا ترجمہ یوسف زلیخا کا

ح د ع و ت ج ک ب

عیسوی

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان بشاشت اقتران نظم دلپذیر وقصۂ بے نظیر یعنی داستان زلیخا برجمال حضرت یوسف نبی خدا مسمیٰ بہ یوسف زلیخا کہ نطق بیان انسان بہ حدش کوتاہ است دریں سخن نقص علیک احسن القصص گواہ نمونۂ فکر شمع افروز بزم تحقیق حضور افزای مصباح تدقیق مطلع تجلیات الٰہی مورد فیض نامتناہی حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی بزبان ہندی کہ در صفحۂ تحریر و تقریر نمی آید در ۱۹۰۱ء عیسوی حضرت والد ماجد حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب نور اللہ مرقدہ در مطبع خود معروف بہ مطبع احمدی بصرف زر خطیر مترجم ساختہ طبع نمودہ از کثرت شائقین دست بدست فروخت گشتہ ومنتج طبع دیگر بخشید لہذا حسب الایمای برادرم کرم جناب منشی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ مطبع قیومی جامع ساختہ الحال حسب فرمائش اخوی موصوف نیز یوسف زلیخا مع ترجمہ ہندی بو بار اول در مطبع خود المو سوم بہ فخر المطابع واقع لکھنو محلہ وکٹوریہ گنج باہتمام تام وتصحیح مالا کلام کمترین محمد فخر الدین بزیور طبع آراستہ

نوٹ چونکہ حق ترجمہ کتاب زلیخا مترجم مذکور داخل رجسٹری گورنمنٹ شدہ است لہذا التماس میدارم کہ کسی قصد صرف وہم نفعش طبع کردہ سود جیب دیگر زر کثیر نشود بلکہ ہر قدر کہ خواہش گردد از مطبع فخر المطابع طلب کردہ از نفع حلال متمتع شود کمترین محمد فخر الدین منیجر مطبع فخر المطابع ۱۹۱۱ء

ضروری التماس ہے عاجز کہ مطبع فخر المطابع میں ہر قسم کی کتابیں بکفایت طبع ہو سکتی ہیں جسکا معاملہ بذریعہ خط وکتابت طے ہو سکتا ہے اور ہر علم وفن کی کتابوں کا ذخیرہ عاجز کے پاس بغرض فروخت موجود ہے جن صاحب کو کتابیں مطلوب ہوں بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب فرمائیں جملہ خط وکتابت بنام محمد فخر الدین تاجر کتب مالک فخر المطابع لکھنو محلہ وکٹوریا گنج ہونا چاہیئے